25/-

3

معون صنائع مکین و مکان فضل خلائق زمین و زمان نسخہ

بستان حکمت

مطبع منشی نولکشور میں بطبع مقبول چھپان ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در فیض ست منشین از کشایش نا امید اینجا + برنگ دانہ از ہر قفل میرو ید کلید اینجا +

حمد و ثنا پرور دگار عالم کو ابتداے ازل سے انتہاے ابد تک سزاوار ہے کہ جسنے اپنے وجوب

وجود قدیم سے تعین اول کو منصۂ ظہور پر جلوہ گر فرمایا اور اُسی نور مقدس سے تمامی

عالم کو خلوتکدۂ عدم سے میدان وجود مین لایا اور حمد سپاس اُس حکیم حاکم کو زیبا ہے

کہ ارادۂ ازلیہ سے کارخانۂ جہان کو بوسیلۂ ذات پاک مظہر کل موجودات مصدر فیض لاہوتی

مجمع صفات جبروتی یعنی فخر جملہ نسل آدم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مرتب کیا

اور سارے ذرات عالم کو اُسی آفتاب عالمتاب کے جمال جہان آرا سے نور دیا اور وجود باجود

اُسکا نور دیدہ باریک بین باکمہ مطلع معنی کُنتُ نَبِیًّا وَّ آدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْن اور مقطع

مضمون اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاہِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَ مَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور

بشر بہ بشارت لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ

بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ اور مشرف بہ تشریف وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ کیا

خلاصهٔ موجودات سلالهٔ کائنات دافع مکر و حیله سازی رافع بازار عذر و دغابازی شیرازهٔ جمعیت
قلوب دوستان دین معیار حال دشمنان شرع متین مروج قواعد حزم و تدبیر مخرب
اساس فتنه و تزویر ناظم ممالک عدل و انصاف هادم مراسم جور و اعتساف مفتاح
مشکلات جمله بنی آدم مصباح تمامی ظلمات عالم مطلوب ارباب شریعت مقصود اصحاب طریقت
نبی الحرمین امام القبلتین رئیس الخافقین انیس العالمین شفیع المذنبین قدوهٔ جن و بشر
اسوهٔ شفیعان یوم محشر حامل اثقال نبوت و ایالت خاتم فصوص ناموس رسالت مهبط جبرئیل
امین وصی رب العالمین محمل خطاب آسمانی مورد کتاب نورانی رموزدان سپیدی و سیاهی
موصل فیوض و برکات نامتناهی آلهی عارف معارف علوم قدیر کاشف دقائق معضلات
التقدیر عارج معارج سبع سماوات صاعد مصاعد مدارج عالیات مصداق آیهٔ کریمهٔ سبحان الذی
اسریٰ بالانشین مسند بلند پایهٔ سدرة المنتهی و آلی قبضهٔ قاب قوسین او ادنیٰ کحل
بکحل الجواهر ما زاغ البصر و ما طغیٰ غرض اصلی جملهٔ موجودات علت غائی آفرینش مکونات
منبع زلال صدق و صفا حضرت ابوالقاسم محمد مصطفیٰ صلوات الله علیه من الملک الاعلیٰ
سے زلال حمد و نعت اولی ست بر خاک در خیلش بسجودی بتوان کردن و درودی بتوان گفتن
نظم خدا مداح حضرت مصطفیٰ بس + محمد حامد حمد خدا بس + محمد از تو میخواهم خدا را +
الهی از تو عشق مصطفیٰ را + اور درود نامحدود اُسپر اور اُسکی آل اطهار اور اصحاب اخیار پر
کہ جانشینان محفل شریعت صدر گزینان مسند طریقت کارفرمایان کشور دین متین هادیان
طریق صدق و یقین گنجوران خزانهٔ رحمت آلهی سررشته داران فیض نامتناهی شاهان
ملک تسلیم و رضا تاجداران اقالیم اجتبا و اصطفا پیشوایان ارباب عقول راه نمایان
منهاج مستقیم حضرت رسول ہین خصوصاً چار رقیب خلافت عظمیٰ و چار عنصر کالبد ولایت کبریٰ
کہ کمال صدق اور عدالت اور سخاوت اور شجاعت کا انکے ابدان مطهره مین نمودار ہوا
اور جلائل اوصاف زعامت قصوی نے انکے نفوس منوره مین ظهور فرمایا اعنی قاتل الکفرة

والزندیق فی الغار صاحبہ رفیق افضل الامۃ والخلائق بعد الانبیاء بالتحقیق نظام
المومنین امام المسلمین ابوبکر بن الصدیق واعدل الاصحاب صاحب الدرۃ والاحتساب
مزین المنابر والمساجد والمحراب امیر المومنین عمر بن الخطاب و مقتدای الصابرین
فی الباساء والضراء الثابت والراسخ فی البلوی والابتلاء جامع آیات القرآن
کمثل الترتیب فی لوح الرحمن امیر المومنین امام المتعبدین عثمان بن عفان و مظہر العجائب
والغرائب مطلوب کل طالب صاحب المفاخر والمناقب اشجع العرب والعجم اکرم الامم
یعسوب المسلمین رئیس المتقین امیر المومنین علی ابن ابیطالب رضوان اللہ علیہم
وعلی اتباعھم واشیاعھم اجمعین اسکے بعد بیان کیا جاتا ہی کہ کتاب کلیلہ دمنہ کہ
حکیم روشن رائے بیدپا برہمن نے رائے دابشلیم ہندی کے واسطے کہ اس عہد مین
وہ فرمان روا بعض ممالک ہندوستان کا تھا اور پایہ تخت اُسکا سومنات
تھا زبان سنسکرت مین تالیف کی تھی اور مطالب اس کتاب کا ایسے پند و نصائح پر
ترتیب دیا تھا کہ سیاست رعیت اور بسط بساط عدل ورافت اور ترتیب تقویت
اولیاے دولت اور نظم و نسق آداب ممالک اور بہت سے مطالب دینی و دنیوی کے
بکار آمد ہو اور دابشلیم اس کتاب کو قبلہ مقاصد اور کعبہ فوائد سمجھ کر قفل جمیع مشکلات کو
کلید مطالعہ سے اس کتاب کے کھولتا تھا اور یہ گوہر بے بہا اُسکے زمانہ مین سب کی
نظر سے درج کتمان مین رہتا تھا اور مانند لعل بدخشان کے کان خزائن سلطانی مین
مخفی رہا کرتا تھا اسلیے کہ بادشاہ کا قدغن تھا کہ اس عروس پردہ نشین پر کسی
نامحرم کی آنکھ نہ پڑے باوجود این ہمہ اخفا اسکی نسیم عنبر شمیم نے اطراف جہان کو معطر
کر رکھا تھا اور اس نافہ مشک منافع کی نکہت اخبار سے شامہ عالم معطر ہورہا تھا
القصہ نوشیروان کسریٰ کے زمانے مین یہ خبر فرحت اثر مشتہر ہوئی کہ بادشاہ ہند کے
کتبخانہ مین ایک کتاب ہی کہ زبان بہائم و وحوش اور طیور و حشرات سے

لوازم سیاست و جہانداری اور قواعد سلطنت و شہریاری جو کچھ کہ بادشاہون کو چاہیے
اُسمین جمع کیے ہین اور اُسکو سرمایہ منفعت اور وسیلہ ہر مصلحت مقرر کیا ہی
نوشیروان عادل کو کہ طبع عالی اُسکی جویاے آئین عدل و داد تھی یہ سنکے کمال رغبت پیدا ہوئی
اور چاہا کہ کسی طرح اُس کتاب کو دستیاب کیجیے اس لیے برزویہ پزشک کہ مقدم الاطبائے
پارس اور سب زبانون کا ترجمان تھا اور جمیع فنون کمالات مین گوے سبقت اپنے
امثال سے لیگیا تھا حسب الحکم نوشیروان کے واسطے تلاش اُس کتاب کے
ہندوستان مین کہ وہ زمانہ راے تلمند کا تھا آیا اور ہزار تدبیر سے اُس کتاب کو
حاصل کر کے زبان سنسکرت سے الفاظ پہلوی مین کہ اُس زمانے مین
زبان اہل ایران کی تھی ترجمہ کر کے حضور مین بادشاہ کے لایا اور شرف استحسان
بدرجہ کمال پایا اور اسکے جلدو مین رتبہ برزویہ نامدار کا انتہاے اوج عزت کو
پہونچا اسکے بعد مصلحت کار مملکت نوشیروان از جزئی تا کلی مشورے پر اس کتاب کے
موقوف تھی اور بعد نوشیروان کے سب بادشاہان عجم مخفی اور عزیز رکھنے مین
اس کتاب کے مبالغہ کرتے رہے کہ کسی نااہل و ناسزا کے ہاتھ نہ آئے تا اُسکے
فیض مطالعہ سے لیاقت سلطنت کی کسی فرومایہ کو حاصل نہو جاے چنانچہ حکیم دہقان
ابوالقاسم فردوسی لکھتا ہی کہ باشندگان شہر سے ایک پہلوان فرومایہ تھا
بہرام چوبینہ نام اُسنے خازن ہرمز شاہ بن نوشیروان سے ملکر اس کتاب کو لیا
اور مطالعہ کر کے دستور العمل اپنا کیا آخر تمام وضیع و شریف ایران کو مسخر کر کے
تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا اور خسرو پرویز کہ فرزند شاہ ہرمز تھا اسکے ہاتھ سے
ناچار ہو کر روم کو بھاگا تفصیل اسکی شاہنامہ مین موجود ہی حقیقت تو یون ہی کہ یہ کتاب
وہ دریاے فیض ہی جو شخص کہ مادہ قابل رکھتا ہو اور اسکو دیدہ دل سے دیکھے اور
گوش جان سے سنے تو یقین غالب ہی کہ سعادت دارین سے محروم نرہے المختصر جب

خرابی سلطنت ساسانیان اہل اسلام نے کہ شوکت فاروقی سے تمام مملکت ایران
و توران پر تسلط پایا کتاب بھی بادشاہ ایران کے ملک و مال کے ساتھ غارت گئی اور
اسکے بعد جب کہ خلیفۂ ثانی عباسیان یعنی ابو جعفر منصور بن محمد علی ابن عبد اللہ ابن
عباس نے فوائد اس کے سُننے تو شوق بے انتہا پیدا ہوا پھر بہزار تدبیر اُسنے ملک حبش سے
بہم پہونچائی اور ترجمہ اُسکا ابو الحسن عبد اللہ بن مقنع سے کہ سر آمد فضلاے عصر تھا
لکھوایا پھر اُسکے بعد یہ نسخہ مطالعے مین اُس بادشاہ کے رہتا تھا اور اُسکے اساس
احکام خلافت اور بناے شرائط عدل و رافت پند و نصائح پر اس کتاب کے موقوف تھے
اسکے بعد تیسری بار ابو الحسن ابن نصر ابن احمد ساسان نے ایک فاضل متبحر کو حکم کیا
کہ تو اس نسخے کو زبان عربی سے فارسی مین ترجمہ کرے اور چوتھی بار رودکی شاعر کو
حکم دیا کہ اس سلک دُر نایاب کو رشتۂ نظم مین انتظام دے پانچوین بار
ابو المظفر بہرام شاہ ابن مسعود نے کہ لادے سلطان محمود غازی غزنوی کے تھا
کہ ممدوح حکیم سنائی کا ہی حکم دیا کہ افصح الفصحا اور ابلغ البلغا یعنی ابو المعالی نصر اللہ بن
محمد بن عبد الحمید نسخہ ابن مقنع کا ایسی فارسی سلیس مین ترجمہ کرے کہ فائدہ اُسکا
خاص و عام کو پہونچے اور یہ نسخہ کہ فی الحال دستیاب اور مشہور بکلیلہ و دمنہ ہی ترجمہ ہی
مولانا مشار الیہ کا اور الحق کہ عبارت اُسکی لطافت اور خوش بیانی مین راحت
افزاے روح سخن فہمان ہی اور یہ سب ترجمے کہ مذکور جنکا ہو چکا بسبب کثرت لغات
عربیہ اور اشارات بلیغہ کے کہ اکثر فارسی خوان اقتباس معنی سے دور و بے بہرہ
رہتے تھے اسواسطے یہ نسخے سب متروک رہے اور مقبول طبع و پسند ہر خاص اور
ہر عام کے نہوئے لہٰذا جناب امارت مآب کہ ذات والاصفات اُسکی جامع کمالات تھی
یعنی امیر الاعظم دستور المعظم مستجمع الفضائل والمعالی نظام الدولہ والدین شیخ احمد
المشتہر بسہیلی نے کہ بے تکلف گویا سہیل تھا کہ یمن یُمن سے تابان ہوا تھا واسطے

منافع کافہ انام کے پہنچیں! بکم فرمایا کہ حاکم ملک معانی سر آمد فضلائے حقانی واقف
رموز یزدانی یعنی حسین ابن علی الواعظ متخلص بکاشفی اس عروس مذکور کو لباس نو پہنائے
اور زیبا رویان معانی کو پردۂ الفاظ مغلقہ اور حجاب کلمات مشکلہ سے نکال کے
عبارات روشن اور اشارات لطیفہ سے حسن افزائی کرے تا ناظران مشتاق کو
جلوۂ الفاظ اور حسن معانی بوجہ سہل نظر آئے اُسکے بعد ساتوین بار ابوالفضل نے عبارت
انوار سہیلی کی کچھ کاٹ کوٹ کے عیار دانش لکھی لیکن انوار سہیلی سے اُسنے کچھ نسبت
نہوئی لہذا اُسنے بھی کچھ رونق نہ پکڑی اب معلوم کیا چاہیے کہ بنا رکتاب کلیلہ دمنہ
حکمت عملی پر ہی اور وہ حکمت عملی کیا ہی کہ جاننا مصالح حرکات ارادی اور افعال طبیعی نوع
انسانی کا اُس طور سے کہ جس سے انتظام احوال معاد و معاش اور حصول کمال ہو اور
یہ قسم حکمت عملی کی دو قسم پر منقسم ہی ایک وہ ہی کہ مصالح ہر فرد انسان سے جداگانہ
تعلق رکھے اور اسمین اشتراک دوسرے کا متصور نہو یعنی مثلاً گھر مین دس آدمی ہین بی بی
اور اولاد اور کنیز و غلام پس مصلحت ہر ایک کی جدا جدا ہی یعنی آداب فرزند کے
والدین کے ساتھ اور طرح سے ہین اور معاشرت والدین کی اولاد سے اور طرح
لازم ہی و علی ہذا القیاس غلام اور مولی کی مصلحت جدا جدا انکی ذاتون سے متعلق ہی
دوسرا اسمین شریک نہین ہو سکتا ہی پس اُسکو تہذیب اخلاق کہتے ہین اور دوسری وہ ہی
کہ تعلق اُسکا مصالح جماعت مشترکہ سے ہو وہ بھی دو قسم پر منقسم ہی ایک وہ ہی کہ جس سے
مصالح مشارکت منزل اور گھر کے معلوم ہون اُسکو تدبیر منزل کہتے ہین اور قسم
دوسری وہ ہی کہ جس سے مصالح مشارکت شہر اور ولایت بلکہ اقلیم و مملکت کے دریافت ہون
اُسکو سیاست مدن کہتے ہین تفصیل اسکی یہ ہی مثلاً بادشاہ اہل شہر اور اہل ولایت سے
کیا معاملہ کرے یعنی ہر ایک کے لائق جدا جدا معاشرات اور معاملات جاری رکھے
اور رعایا و سپاہ بادشاہ سے کیونکر پیش آئین یعنی متابعت اور فرمانبرداری

وجانثاری مین سرگرم رہین پس یہ تفصیل سیاست مدنی کی ہی اور یہ کتاب شامل ہی
تینون قسمون کو مگر بعض فوائد تدبیر منزل اور سیاست مدنی کی اور جو کچھ کہ تعلق تہذیب
اخلاق سے رکھتا ہی اسمین مذکور نہین مگر جستہ جستہ جا بجا کچھ بیان مین آگیا ہی
اگرچہ ممکن تھا کہ اندک مکارم اخلاق مذکور کیے جاتے لیکن باعث تبدیل وضع کتاب کے
ہوتے تھے اور زیادہ تصریح کا محل نہ تھا کہ اپنی جگہ پر حکمانے بشرح وبسط بیان کردیا ہی
اس سبب سے قصد زیادتی کلام کا نہ کیا پس اُسی طریق پر کہ حکیم بیدپا چاہتا تھا ہمنے
بھی مصلحت جانا اور دو باب اول کے کہ مذکور ہین برزویہ پزشک اور بزرجمہر کے سے تھے
اور اصل کتاب سے کچھ علاقہ نہ رکھتے تھے اسلیے وہ دونون باب کہ بجز حکایت اور کچھ
فائدہ نہ تھا موقوف کرکے باقی چودہ باب کو کہ وہ وصایا تھے ہوشنگ پیشداد کے
انھین عبارت روشن وسلیس مین لکھا اور ان حکایتون کو رلسے اور برہمن کے
طریق سوال وجواب پر قید کتابت مین کیا اب امیدوار ہون صاحب ہنران پاک
طینت سے کہ اس کتاب پر نظر الطاف دیدۂ عنایت سے کرین تا بحکم ع
عَینُ الرِّضَا عَن کُلِّ عَیبٍ کَلِیلَۃٌ خطا اس بے بضاعت کی پوشیدہ رہے
اور بنظر عیب پوشی اصلاح مناسب سے کوتاہی نفرماوین اور ستاری کہ صفت ہی صفتہائے
حضرت پاک سے اُسکی پیروی کرین چنانچہ مضمون شعر گویا اِسکے مناسب حال ہی ؎
کام پوشاک سے نہین ہمکو ✢ عیب پوشی ہمارا شیوہ ہی ✢ اب بیان کیا جاتا ہی
کہ اس رسالے کے پہلے مسمے بانوار سہیلی تھا اور اب ملقب ہی بستان حکمت
چودہ باب پر یون ترتیب پائی ہی کہ باب پہلا اجتناب کرنے مین قول سعاعی
اور نمام کے ہی باب دوسرا سزا پانے مین بدکارون کے اور اُنکی بد سرشت
احوال مین ہی باب تیسرا موافقت مین دوستون کے اور اُنکے فوائد ومقاصد
مین ہی باب چوتھا ملاحظہ کرنے مین احوال دشمنون کے اور اُنکی تدبیر سے

بے فکر رہنے مین باب پانچوان ہی مضرت مین غفلت کرنے کی اور جو کچھ کہ سبب
تساہل اور سستی سے حاصل ہوتا ہی باب چھٹا آفت تعجیل اور ضرر شتابکاری
مین ہی باب ساتوان ہی احتیاط اور تدبیر مین کہ دشمنون کی بلا سے کسی حیلہ کے
سبب نجات پائے باب آٹھوان ہی احتراز کرنے مین ارباب مکر سے اور اعتماد
نکرنا تملق پر اُنکے باب نوان فضیلت مین عفو کے ہی بموجب حدیث شریف
عَفوُ المُلوکِ اِبقَاءُ لِلمُلکِ کہ بادشاہون کے واسطے بہتر اس سے صفت
دوسری نہین ہی باب دسوان مضرت مین زیادہ طلبی کے ہی کہ بسبب
اُسکے انسان اپنے مطلب سے بھی محروم رہتا ہی باب گیارھوان جزاے
اعمال اور طریق مکافات مین ہی باب بارھوان فضیلت مین حلم اور وقار
اور سکون و ثبات کے ہی خصوصا بادشاہون کے واسطے واجب ہی باب تیرھوان
پرہیز کرنے مین بادشاہون کے اہل غدر اور خیانت سے ہی باب چودھوان
اسمین ہی کہ التفات نکرے انقلاب زمانہ پر بلکہ ہر کام کو قضا و قدر پر رکھے
اور ہر دم یہ شعر مؤلف کا مد نظر رکھے بیت دیکھ کہ دستے مین ہو جائیگا کل طعمہ مور
آج بالفرض جو تو مثل سلیمان ہوگا + بعد بیان ان باتون کے وہ حکایت کہ جو منشأ
اس ترجمہ کی ہی شروع کیجاتی ہی اب یہان تک تو جستہ جستہ مضمون بناء تالیف
انوار سہیلی کا تھا اب ضرور ہی کہ مترجم اس اردوے معلی کا حال اس کتاب کی
تالیف کا کہ مسمی بہ بستان حکمت ہی اور کچھ حال مولد اور مسکن اور اپنی نژاد کا اور بعض
بعض واردات زمانہ سے کہ جو لاحق حال اپنے ہوئے ہین اور پست و بلند دوران سے
کہ جو پیش نظر آیا ہی جستہ جستہ بیان کرکے اسکے بعد حاصل کتاب لکھے اب سنا چاہیے
کہ ایک روز بندہ اور خواجہ وزیر اور میان فرخ شاعر کہ یہ دونون شاگرد رشید شیخ ناسخ صاحب کے
ہین اور چند احباب اور بھی باہم بیٹھے تھے اور اُسوقت شغل انوار سہیلی کے

مطالب لیے کا تھا اور اُسکے مصنف کی فکر رسا پر سب نے زبان ثنا کھولی تھی کہ سبحان اللہ
مصنف اوسکا عجب حکیم بے مثل تھا اور عجب کتاب تصنیف کی ہی کہ گنجینہ ہی اسرار آلہی کا
اور خزینہ ہی فیض غیر متناہی کا بلکہ قرینہ اسپر دال ہی کہ یہ جو کچھ اُسنے بیان کیا ہی مظنہ ہی
کہ بامداد الہام غیبی ہو والا رائے انسان ضعیف البنیان کب کنہ کو اسقدر جزئیات
عالم کے پہونچ سکتی ہی اگر مطالب اس کتاب کے کوئی بچشم خرد دیکھے تو کوئی دقیقہ فہ اندوینی
و دنیوی سے باقی نہین چھوڑا ہی اور اگر کوئی غریب و فقیر خواہ رئیس و امیر خصوصاً بادشاہ
اس کتاب کے مطالب کو اپنا قبلہ مقاصد کرے تو یقین ہی کہ سعادت دارین سے سرفرازی
پاوئیگا اور رونق اُسکے ہر امر کی روز بروز ترقی کرتی جائے اس گفتگو مین سب اہل محفل نے
اصرار کیا کہ اکثر زبانون مین ترجمہ اسکا ہو چکا ہی اگر تم اُردو مین اسے ترجمہ کرو تو خوب چیز ہو
ہر چند عذر کیا پیش رفت نہوا کہ مین اللہ بندے کو بھی توفیق رفیق ہوئی اور ہمت اسپر آئی کہ
وما توفیقی الا باللہ کمر ارادہ کرو اگر فضل آلہی شامل حال ہی تو سب بن آویگا لہذا خدا کی
عنایت پر تکیہ کرکے شروع کیا جاتا ہی اب سننا چاہیے کہ جب ارادہ ہوا کہ ترجمہ اسکا اردو مین
کرون تو اول ضرور ہوا کہ بنظر تامل اس کتاب کی عبارت اور مطالب کو دیکھا چاہیے
بغور تمام دیکھا تو بیشتر مطالب پر اعتراض وارد ہوتے ہین اور بعض جگہ اجمال مین مثلاً دو چیز کا مذکور
جب تفصیل کی تو ایک کا مذکور رہا اور دوسرا مطلب رہ گیا بعض جگہ اگر کچھ بیان اور ہوتا تو
مطلب برآمد ہوتا ہی ورنہ نقصان رہتا ہی اور اکثر فقرات کہ واسطے رنگینی کلام کے
طول دیے گئے تھے سو حذف کرنا اُسکا ضرور تھا اور بہت اشعار کہ مطالب سے چسپان
اور درست و نغل نہ تھے موقوف کرنا اُنکا مناسب تھا لیکن خیال مین یون آتا ہی کہ اتنا بڑا
اُستاد اسنے نقصان دیدہ و دانستہ کیونکر رہنے دیتا مگر معلوم ہوتا ہی کہ ایک عرصہ
دراز سے جو لوگون نے اسکا مطالعہ کم کر دیا ہی تو کاتبون کی غلط نویسی سے یہ نقصان
سب عارض ہوئے ہین لہذا بندے نے اپنی دانست مین اُسے درست کیا اور بیشتر

عبارت اور مطالب جا بجا کم و بیش کیے اور اکثر جا پر کہ قصہ اسکا ضروریات سے تھا اور
بعض جگہ بڑھانا عبارت اور مطالب کا مناسب تھا اُسی طرح عمل مین لایا زیادہ تفصیل
کرنے مین طوالت ہوتی ہی لہذا اسپر موقوف رکھا کہ جسنے انوار سہیلی کو دیکھا ہوگا یا اب
نظر تامل سے مقابلہ کریگا اُسپر خود منکشف ہو جائیگا کہ گویا صورت کتاب کی اور ہی ہوگئی ہی
براے نام ترجمہ کیا جاتا ہی ورنہ یہ کتاب حقیقت مین جدا ہی لیکن حق یون ہی کہ یہ احسان
نقاش اول کا ہی ورنہ مجھے بے مایہ کو کہان طاقت اسکے بیان کی تھی فقط

شروع کتاب

جوہریان رستہ بازار معانی وصیرفیان دار العیار سخندانی سنے عنوان دفاتر اخبار کو
اسطرح سے آرائش دی ہی کہ اقصاے ممالک چین مین ایک بادشاہ تھا کہ شہرہ اُسکی دولت
وکامگاری کا اطراف وجوانب مین دائر اور چرچا اُسکی عظمت وشہریاری کا مانند نیر اعظم کے
ظاہر تھا سلاطین نامدار نے حلقہ اُسکی اطاعت کا گوش جان مین ڈالا تھا اور بادشاہان
رفیع المرتبہ نے غاشیہ فرمان برداری کا دوش پر رکھا تھا **نظم** فریدون حشمت جمشید اورنگ
ہوا اُسکو دیکھکر بیہوش ہوشنگ ✤ سکندر دیکھتا یہ شوکت وشان تو رہتا صورت آئینہ حیران ✤
اور اُسکے حاشیۂ بساط دولت روز افزون پر ہمیشہ امراے عالمگیر اور وزراے صاحب
تدبیر کمر خدمتگاری کی چست باندھے رہتے تھے اور پاے تخت اُسکے ہمیشہ فضلاے
بزرگوار اور حکماے نصیحت شعار کرسیہا عزت پر پایہ بپایہ بیٹھتے تھے اور خزانہ اُسکا زر سرخ
اور جواہر بے بہا سے تابان اور لشکر جرار ملازم رکاب بے پایان تھا اُس بادشاہ کو ہمایون فال
کہتے تھے حقیقت مین اسم بامسمی تھا کہ رعایا وبرایا کے حق مین سراپا ہمایون اور عدل وداد
مین رشک نوشیروان تھا سچ تو یہ ہی کہ اگر شحنۂ عدل ضبط احوال رعیت مین اہتمام نکرے تو
یہ فتنۂ دہر دستیاری ستم سے بنیاد عالم کی برباد کر ڈالے اور اگر پرتو شمع انصاف روشندان کے
کلبۂ تاریک کو عدل وداد سے روشن نکرے تو ظلمات ظلم سے اطراف مملکت خاک سیاہ

ہوجاوے اور اُس بادشاہ کا ایک وزیر تھا رعیت پرور و مرحمت گستر کہ راے عالم آرا اُسکی میزان خرد مین گران و سبک عالم امکان کو خوب تولتی تھی اور فکر صواب اندیش اُسکی ایک تامل مین ہزار عقدۂ لاینحل کھولتی تھی اور کشتی دریاے فتنہ کو لنگر حلم گران سنگ اُسکا گرداب اضطراب مین ٹھہرا لیتا تھا اور خارستان بیداد کو تندباد سیاست سے برباد کرکے گلستان رعایا کو امن مین رکھتا تھا **نظم** ناسخ کام لیتا ہی وہ جیسے خامۂ تحریر سے + کرسکے ہرگز نہ کوئی تیر سے شمشیر سے + ہم عقل کیا اُسکو کہین اشراق سے بھی ہی زیادہ + بس پھیر دیتا ہی وہ تدبیر کو تقدیر سے اور اُس وزیر باتدبیر کو خجستہ راے کہتے تھے ہمایون فال کسی مہم مین اُسکے مشورۂ صواب اندیش کے سوا کوئی کام نکرتا تھا نہ بے ایما اُسکے میدان رزم مین کمر محاربے کی باندھتا تھا اور نہ بے اشارے اُسکے دیوان عام مین مسند عیش پر جلوہ گر ہوتا تھا ہر آئینہ بادشاہان نامدار و امیران کامگار کو چاہیے کہ بحکم وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ بغیر مشاورت بزرگان نکتہ دان دوراندیش اور بے اصلاح کار آگاہان عقیدت کیش کے مصالح مملکت اور امور سلطنت مین عجلت و خودپسندی کو پسند نفرمائین اور تمام نظام ملکی اور احکام شرعی صوابدید خیرخواہان کامل اور مشیران عاقل پر رکھین **بیت** درہمہ کا مشورت باید + کار بے مشورت نکو ناید + ایک دن ہمایون فال شکار کے واسطے سوار ہوا اور خجستہ راے بھی سایے کے مانند ہمراہ رکاب سعادت مآب تھا آخرکار اُس جگہ پہونچا کہ فضاے صحرا اور پہن دشت کثرت شکار سے غیرت چرخ و پروین تھا اور لشکر طائر خوف باز بلند پرواز سے مانند طائر قبلہ نما مخفی و خوفناک تھا اور جانوران شکاری بندگسستہ ہر طرف تلاش صید مین کوشش کرتے تھے اور یوزان پلنگینہ پوش شوق مشاہدۂ آہوان سیہ چشم مین ہمہ تن چشم بن گئے تھے اور سگان شیر چنگال آرزوے شکار گرگ و شغال مین ہزار رنگ کی روبہ بازیان کرتے تھے اور باز بلند پرواز تیر کمان جستہ کے مانند سبک پروازیان کر رہے تھے اور شاہین آہنین چنگال نے نشترہاے ناخن سے خون شہریان مرغان ہوا کا جاری کیا تھا **نظم** برون جستند بازان سبک خیز

بزن صید کردہ چنگ راتیز + در آمد چنگل شاہین بتاراج + نہ طوطی ماند بر بالا نہ دراج +
جبکہ شاہ نے صحرا کو چرندون سے اور ہوا کو پرندون سے خالی کیا اور سیر شکار سے
دل بھر چکا شاہ و وزیر مع لشکر متوجہ دار السلطنت کے ہوئے اُس ایام مین نیر اعظم
برج حمل مین تھا القصہ بادشاہ مع فوج ایک پہن دشت مین کہ سطح ریگستان تھا پہنچا
جسوقت کہ آفتاب تابان وسط السما پر گرم جلوہ ہوا ہر ذرہ ریگ نے شدت حرارت سے
آفتاب قیامت کا حکم پیدا کیا خفتان جوشن پوشان شعلہ بن گئے اور نعل گھوڑون کے
موم کی طرح نرم ہونے لگے چشمۂ آب سوا چشمۂ آفتاب کے معلوم نہوتا تھا اور طلب آب مین
غزالان نگاہ مانند وحشیان دشت کو سون اُس سراب گرم مین دوڑتے پھرتے تھے
مطلق نشان پانی کا نظر نہ آتا تھا خجستہ راے نے حال بادشاہ کا تباہ دیکھکے حکم کیا کہ جلد
خسخانہ استادہ ہو تا بادشاہ استراحت فرمائے شاہ ہمایون فال نے یہ سنکر فرمایا کہ اس
حرارت آتشبار مین بقول سودا سرد خسخانہ پوچھنا ہی خبط + آگ اور پھوس مین بھلا
کیا ربط + اسوقت کہ سطح خاک شدت حرارت سے کرۂ نار بن گیا ہی اور آفتاب
چاہتا ہی کہ آج ہی آفتاب محشر بن جائے پس اس حال مین تن تنہا سایۂ خرگاہ مین پناہ
لینا عدالت و مروت سے بعید ہی یعنی سر کو سائے مین رکھنا اور جسم کو دھوپ مین جلانا
دور از عدل و انصاف ہی ہیہات کہ مین سائے مین بیٹھون اور رفقا اور فوج کہ میرے
اعضاے بدن ہین دھوپ مین جلین خاک ایسی نفس پروری پر مجھے ایسی استراحت زنہار
منظور نہین ہی جو سب کا حال وہی میرا حال خجستہ راے نے یہ سنکر دعا دی اور
زبان ثنا کھولی اور یہ اشعار مؤلف کے پڑھے نظم الٰہی تا رہے او رنگ زرنگار سپہر +
زمین تا شہ خاور کے زیر فرمان ہی + رہے مدام تو با تخت و تاج و جاہ و حشم + کہا کرے
تجھے خلقت یہ شاہ شاہان ہی + اور عرض کیا کہ جو بندگان سلطانی کہ سایہ پرور دامن
عنایت عالی اور آسودگان خسخانۂ عاطفت شاہی ہین وہ تابش آفتاب حوادث سے

خسخانہ بر وزن ... صحرائے خیمہ ... حفظ صحت ... حوادث ...

کب ڈرتے ہین کہ سائبان الطاف خداوندی اور نخل پرورش خاوندی اُنکے سر پر ہر دم سایہ افگن ہی وہ عرض کرتے ہین کہ ہم سب کا آرام شہریار جہان کی راحت پر موقوف ع سلامت ہمہ آفاق در سلامت تست + اور اگر یون منظور ہی کہ بندگان شاہی بھی آرام پائین تو اِس نواح مین ایک کوہ ہی کہ جوانمردون کی ہمت کے مانند سر بلند اور بسان طبع سخنوران فرح افزا و دل پسند ہی درخت سایہ دار بیشمار اور دّرے ہاے فراخ و دلکش جوش نباتات و ریاحین سے مثل گلزار ہین شہریار جہان وہان رونق افزا ہوکر استراحت فرمائین اور سایۂ اشجار مین سب بندگان شاہی بھی بخوبی آرام پائین ہنگام شب عنان عزیمت مقر خلافت کی طرف پھیرین تا بہیر اور بنگاہ لشکر بآرام تمام روانہ ہوکے کسی دشت سایہ دار مین مقام کرین جسوقت سلطان سیارگان نہانخانہ مغرب کا عزم کرے پھر لواے شوکت و اقبال متوجہ منزل مقصود ہو القصہ یونہین قرار پایا صبح ہوتے ہی سلاطین بحجستہ پائی کے روانہ ہوکے اُس کوہ کے نزدیک پہونچا عجب طرح کا کوہ بلند دیکھا کہ آسمان دنیا سے ہمسری کرتا تھا لالہ زار کوہی اور نرگستان کواکب رو ئیدہ ایک چمن کے معلوم ہوتے تھے القصہ شاہ بالاے کوہ پہونچکر نہایت سرور سے چار سو گلگشت کرتا تھا ناگاہ ایک میدان نظر آیا کہ مانند میدان اَمَل وسعت فراوان رکھتا تھا اور سبزہ زار اُسکا نہایت شادابی اور سرور افزائی مین نظیر جنت تھا اور وہان موج نسیم مشکبار اسرار روائح گلزار کے چار سوے جہان مین فاش کرتی تھی اور ترنم بلبل سے حکایت رنگ وبوے گل کی گوش ساکنان عالم بالا مین پہونچتی تھی نظم

لطیف و دلکشا آب و ہوائے
مبارک منزل و فرخندہ جائے
درختان چون بتان قد برکشیدہ
ز بیکانگی بخوبی سر کشیدہ
فراز شاخ مرغان خوش آواز
بالحان ارغنون ساکردہ پرساز

اور اُسی مرغزار مین ایک چشمۂ آب تھا کہ اُسکا پانی آب حیات کے مانند زندگی بخش تھا اُسکے دیکھنے سے شاہ حد سے زیادہ مسرور ہوا اور گرد اُس میدان کا کہ حقیقت مین میدان کربلا تھا خاطر عاطر ہمایون فال سے دور ہوا اور نیز خدام سلطانی کو حکم دیا کہ کنارہ چشمۂ آب

دره بالفتح و لام مطلق و بتخفیف و تشدید یہ لام معنی کشادگی درمیان دو کوه ۱۲
بنگاہ بالضم جاییکہ لشکر و جنس نہند چیزی بعض اسباب بعضی ... جمع البیان ۱۲
ارغنون بر وزن افلاطون ساز معروف ... ۱۲

سریر شاہی بچھوایا ہمایون فال تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوا اور ملازم رکاب دولت کنار
لب چشمہ سایہ میں درختوں کے راحت اندوز ہوئے شاہ و سپاہ اُس ہوا سے ہاؤ ہیلا کر کے
کاوے نحل کے منزل میں مکان میں فرحت یاب ہوئے اور عجائب مصنوعات الٰہی اور
غرائب مخلوقات نامتناہی رنگا رنگ پر نگاہ کر کے ادائے حمد و ثنا سے ہمداستان
ہزار زبان سرگرم بیان تھے کہ نقاش مشیت نے لوح سنگین پر کیا نقوش بوقلمون قلم
قدرت سے کھینچے ہیں اور صانع تقدیر نے کیسے عمدہ نہالہائے گوناگون سنگ خارا سے
پیدا کیے ہیں مرغان چمن اور نغمہ سرایان گلشن زبان حال سے حمد و ثنائے ایزد سبحان میں
ترانے سے تہلیل اور تسبیح کرتے تھے بیت برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے
دفتریست معرفت کردگار ناگاہ نظر ہمایون فال کی ایک درخت خشک پر پڑی کہ شیخ فانی کے
مانند بے جان اور بے حس و حرکت تھا اُس میں ایک جوف تھا کہ زنبوران عسل فوج فوج اس کے
جوف میں ذخیرہ اپنی معاش کا رکھتے تھے چنانچہ غوغاے لشکر زنبوران شاہ کے کان میں پہونچا
وزیر جہاندیدہ سے پوچھا کہ اجتماع ان جانوران سبک پرواز کا اس درخت کی
حوالی میں کس واسطے ہے اور آمد و رفت ان کمر بستگان ارشاد کی فراز و نشیب مرغزار پر کسکے
حکم سے ہے خجستہ رائے نے زبان سحر بیان کو موقف عرض میں اس طرح سے گویا کیا کہ اے شہریار
کامگار یہ لشکر جرار فرمان بردار ایک بادشاہ قہار کا ہے کہ نام اُس کا یعسوب ہے اور جثے و جسم میں
ان سب سے وہ بزرگتر ہے خلاق جہان نے یہ عجب طرح کا گروہ پر منفعت اور کم مضرت پیدا
کیا ہے کہ مفاد وَاَوْحیٰ رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ سے ظاہر ہے اور اُس تمام لشکر بے پایان نے حکم فرمان
بادشاہ پر سر اطاعت رکھا ہے اور وہ تخت پر موم کے جلوہ افروز ہے اور وزیر و حاجب
اور دربان و پاسبان وغیرہ لوازم سلطنت اپنے اپنے عہدے اور کام مقررہ پر سرگرم
خدمت ہیں کیاست اور فراست اس فرقے کی کہان تک بیان ہو سکے کہ ایک اُن میں سے
یہ ہے کہ ہر ایک نے خانہ مسدس موم سے اس طرح کا اپنے رہنے کو بنایا ہے کہ مہندسان

کامل اور ریاضی دانان عاقل تمام روے زمین کے مانند سنمار رومی یعنی بنانے خورنق اور شیدہاے پارسی کہ بانی ہفت گنبد بہرامی تھے اگر پرکار اور مسطر ہاتھ مین لین تو دخل کیا ہی کہ ایسے گھر برابر بنا سکین اور یون حکم بادشاہ ہی کہ ہر ایک اپنے اپنے گھر سے پرواز کرکے شگوفہاے اشجار اور گلہاے خوشرنگ و بودار پر جا بیٹھین اور رطوبت گل و شگوفہ کی چوسکے لے آئین اول حاجب و دربان انکا منھ سونگھین اگر بوے خوش اوس سے آئے تو اجازت ہی کہ جاکر خانہ مسدس اور حجرۂ موسس مین آرام کرین اور برگہاے لطیف کے چاٹنے کے بعد جو لعاب تازہ اور خوش مزہ کہ انکے منھ مین باقی رہے اوسے لاکے خزینہ بادشاہی مین جمع کرین اور اگر خدانخواستہ کوئی برگ بدبو پر بیٹھ کر آئے اور رائحہ کثیف و کریہ اوسکے منھ سے آئے تو دربان و حاجب فی الحال اوسکا سر کاٹ ڈالین اور اگر دربان کے تغافل سے کوئی داخل ہوگیا اور وہ بو کریہ بادشاہ کے دماغ مین پہونچی تو حکم ہوا کہ اوس بے ادب برگشتہ بخت کو سیاستگاہ مین حاضر کرین اول اس جرم تغافل پر دربان کو قتل کرین اسکے بعد انکے سر کاٹین تا بار دیگر پھر کوئی حرکت نکرے اور یون پیشدادیون کے اخبار مین مورخ نے لکھا ہی کہ جمشید نے آئین جہانداری اور رسم دربان و حاجب و آب اور تخت و مسند انھین سے اخذ کیا تھا اور رفتہ رفتہ مرتبہ کمال قہرمانی کو پہونچا ہا یون فال نے جو یہ بیان عجیب رہسے سنا کمال اشتیاق سے زیر درخت آکے استادہ ہوکر اور تفریح کنان تماشاے بارگاہ یعسوب وزیر اور اہتمام حاجبان با تدبیر اور آمد و رفت ملازمان شہریاری اور قانون خدمت و ہوشیاری دیکھ کر سرگرم حمد و ثناے ایزد متعال ہوا کہ سبحان اللہ کیا گروہ پیدا کیا ہی کہ ایک ایک آئین و قاعدہ دان اور بدل و جان اپنے بادشاہ کا تابع فرمان ہی اور کیا غذاے پاک اور جاے پاکیزہ اختیار کی ہی اور ہر ایک کو اپنے ہی سود و زیان سے کام ہی اور دوسرے کے کام مین مطلق دخل نہین کرتے ہین بہشت ہے نجاست کا زاہد نباشد کسی را با کسی کارے نباشد اور با وجود خار و ل آزار کے کوئی کسی کے دوپے ایذا نہین ہوا اور سواے نیش تواضع نوشانوش باہم رکھتے ہین اور ابناے جنس کے لطف پیش آتے ہین اور ادمیون مین ہم انکے برخلاف مشاہدہ کرتے ہین کہ قوم اپنے بنی نوع کے ضرر و آزار مین گرم

پس یہ رباعی انھین کے حسب حال ہی رباعی ابنائے زمانہ مایۂ شور و شر اند + اینا ہمہ نفاق و کین
ضر راند + مانند قطار شتر این فرقۂ دون + بایکدگر اند و دربئی یکدگر اند + وزیر نے عرض کیا کہ گرچہ
انکا ایک طبیعت پر پیدا کیا گیا اور نوع آدمی کی طبائع مختلف اور طینت گوناگون پیدا ہوئی ہی اور انکی
ترکیب مین روح اور جسم لطیف و کثیف اور نور و ظلمت باہم آمیختہ ہین اور صفات ملکوتی اور خصلت
شیطانی اور حاصل علوی اور مادۂ سفلی انکی خلقت مین جمع ہین اسواسطے مشرب جداگانہ
اور مدت علیحدہ رکھتے ہین یعنی عقول ملائکہ سے بھی انکو بہرہ ہی اور نفوس شیاطین سے بھی انھین حصہ ہی
جو کوئی کہ دست موافقت دامن عقل پر مارے تو قدم شرف سے درجات لقد کرمنا بنی آدم
پر ترقی کرے بیت بہرہ از ملکت ہست و نصیبے از دیو + ترک دیو کن تا بگذری بفضیلت ز ملک
اکثر آدمی نفس جفاجو کی پیروی سے مظہر اخلاق ذمیمہ بن جاتے ہین نظم بہر زدی چند زخود بیخبر +
عیب ہمہ بر رخم ہنر + دود شوند ار بدماغے رسند + باد شوند ار بچراغے رسند + اور بعضون نے کہ ہدایت
نفس لوامہ سے جامۂ صفات ملکی اپنے قامت پر قطع کیا ہی انکا وہ مرتبہ ہوا ہی جو اوپر بیان
ہو چکا اور جو کوئی کہ پابند صفات شیاطین کا ہوتا ہی وہ زمرۂ اخوان الشیاطین مین محسوب ہوتا ہی
بادشاہ نے فرمایا جو کچھ کہ تو نے ای وزیر کہا سچ ہی لیکن صلاح انسان کی اسمین ہی کہ پاے قناعت
دامن فراغت مین کھینچے تو ہر نوع اسکے واسطے فلاح دارین متصور ہی ورنہ آخرکار اسکو رسواے
عالم کرینگے اور آخرت مین اسکی مشت استخوان فی النار جہنم پھینکینگے اور سچ یون ہی کہ اکثر شخصون کی صحبت
زہر مار سے زیادہ کارگر ہی اور انکی مخالطت سے جان ایمان کا بچانا دشوار ہی اور اکثر فقراے باکمال
اور حکماے صاحب فراست نے کنج قناعت کو عزیز رکھا ہی تو معلوم ہوا کہ انکی نظر اسی معنی پر پڑی ہی
جو مولوی معنوی فرماتے ہین بیت قصر چہ بگزید ہر کو عاقل است + زانکہ در خلوت صفاہاے
دل است + ظلمت چہ بہ ز ظلمتہاے خلق + می گزیند عاقل از غوغاے خلق + بلکہ فقراے کامل
صافی دل از خودرفتگی کے سبب اپنی ذات سے بھی صحبت نہین رکھتے ہین تا بدیگرے چہ رسد وزیر نے عرض کیا
کہ جو بادشاہ نے فوائد خلوت کے ارشاد فرمائے سچ ہین لیکن بندہ نے دل عرض کیا کہ بنی آدم کی خلقت سے

انواع مختلفہ پر ترکیب پائی ہی چنانچہ بعضے فقرا کامل نے اسی وتیرے پر زندگانی بسر کی ہی اور انبیا
عالیمقام خصوصاً سید المرسلین امام المتقین شفیع المذنبین نے تعلیم وہدایت مخلوق مین
عمر شریف بسر فرمائی پس یہان سے معلوم ہوتا ہی ع ہر کسے را بہر کارے ساختند
اگر انبیائے اولوالعزم فقرا گوشہ نشین کی مانند خلوت گزینی فرماتے اور اپنے ہی قوح کی خیر مناتے
تو مخلوق ساری ہدایت دین خدا سے محروم رہجاتی اور سارا عالم ظلمت کفر سے حشر تک بے نور
اور نور ظہور معرفت الٰہی اور فیض شریعت غرا تا قیامت جلباب عدم مین مستور رہتا اسی طرح حق
اللہ تعالیٰ نے بادشاہ کی ذات کو رعیت کی نگہبانی کے واسطے پیدا کیا ہی اور اگر بنظر تامل
غور کیجائے تو ہویدا ہی کہ خلاق مطلق نے ایک کو دوسرے کا محتاج پیدا کیا ہی نفوس مختلفہ
بشتیم شر اور مخاصمت کو چاہتے ہین اور زبردست زیردست کو اکثر رنج پہونچاتے ہین پس اگر
انمین کوئی پادشاہ اور فرمان روا نہو تو ایک کے ضرر سے دوسرے کو کون بچائے اور محتاج کی
حاجت کو کون برلائے اور دو شخصون کی مخاصمت مین تصفیہ کون کرے اور تصفیے کے بعد
حق مستحق کو کسطرح پہونچے چنانچہ ہر ذی حیات کو اسطرح مخلوق فرمایا ہی کہ سلطان اور
رئیس ہر جسم مین پیدا کیے ہین یعنی دل اور سر اور جگر وغیرہ اگر سلطان دل اور رئیس اعضا
بدن مین نہوتے تو صیانت اس جسم بے بنیاد کی کون کرتا پس اس سے معلوم ہوا کہ گوشہ نشینی
واقعی اپنے موقع پر اسی شخص گوشہ نشین کے آرام ظاہر و باطن کے واسطے مخصوص ہی لیکن سلطنت
اور فیض رسانی بمدارج اس سے بہتر ہی کہ اپنی ذات کو تکلیف دینا اور مخلوق پروردگار عالم کو راحت
پہونچانا کسقدر بلند ہمتی اور خوشنودی خدا کی ہی اور عزلت بھی بعضے کے واسطے ہوسکتی ہی ورنہ الا انتہائی خلق
اگر منظور خدا ہوتی تو کاہیکو کمان عدم سے صفحہ ہستی پر نقش ہر ذیحیات کا کھینچا جاتا ہرگاہ
لازم و ملزوم تمام کارخانہ دنیا کا یہ ہی کہ ایک دوسرے کی مددگاری کرے یعنی کوئی کاشتکاری
اور کوئی جو پیدا ہوا ہو اسے بیچے اور کوئی خریداری کرے اور کوئی پیسے اور پکائے اور کوئی کھائے
اور کوئی پنبہ دانہ بوئے اور کوئی حلاجی اور ندافی کرے اور کوئی اپنے موقع پر کاتے اور بنے اور قطع و برید

اور سیکر کام مین لائے اور ہمین بھی جو دھیان کرو کہ یہ اتنے کام کس کسکی مددگاری سے جاری
ہوے ہین یعنی نجار اور حداد اور درزی اور جلاہا اور مزارع اور گاڑیبان اور سامان گاڑی کا
یعنی بیل وغیرہ اور سامان قلبہ رانی اور کار خیاطی یعنی سوئی اور رشتہ اور مقراض وغیرہ کہ
ان سبکو ایک جم غفیر نے سرانجام دیا ہی القصہ بغیر صحبت و اتفاق اجماع کثیر کے درستی ہونا اسباب
عالم کی ایک تنہا عزلت گزینی سے ناممکن ہی بقول استاد نظم بگیر دامن جمعیت بکار بسیار +
کہ ہیچ کار میسر نشد بہ تنہائی + خلوت از اغیار باید نے زیار + پوستین بہر دی آمد نے بہار +
بادشاہ نے فرمایا کہ جو وزیر نے عرض کیا راست ہی لیکن بہت سی قباحتون نے سلطنت کی بارکشی
مین اندراج پایا ہی اسکو کیا کیا جائیگا اور مواخذہ اسکا کسکی گردن پر باقی رہیگا یعنی خلق اللہ مین
بعضے ہین کہ وہ زور بازو رکھتے ہین اور بعضے ہین کہ قوت زر سے زیردستون اور مفلسون پر
غلبہ کرتے ہین اور خبث نفوس سے خلق اللہ کی حق تلفی پر مصروف رہتے ہین مدافعہ اسکا
کیونکر ہوگا اور حق و باطل کی کسطرح تمیز ہوسکیگی وزیر نے یون عرض کیا کہ اسکے واسطے حکیم
نجاور نے سیاست مقرر فرمائی ہی بادشاہ نے فرمایا کہ معنی سیاست کے بیان کرو وزیر نے گزارش کی
کہ سیاست عدل کو کہتے ہین اور عدل نام اسکا ہی کہ افراط اور تفریط کو موقوف کرکے ہر امر مین
درجہ توسط کو اختیار کرے تاکہ خَیرُ الاُمُورِ اَوسَطُہا صادق آئے بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اس
دقیقے کی باریکی کہ ہر امر مین ہزار پیچ کی گنجایش رکھتی ہی اور مدارج اسکے غیر متناہی ہین طاقت
بشری سے باہر ہی کہ رائے ضعیف انسان کی بغایۂ نقصان اِن سبکو طی کرے اور اگر غلط فہمی سے
حق تلفی کسی کی ہووے تو آخرت مین قاضی روز جزا کے آگے مبتلا ہونا پڑے پس عقلا کے نزدیک اگرچہ
مین ایک درجہ بھی راجع نقصان دنیا کا ہو تو اس سے احتراز کرنا چاہیے چہ جا کہ ایسے اندیشے مہلک دینی
کہ مضرت جسکا ابد الآباد کے واسطے متیقن ہی پس صرف اپنی مسرت نفس کے واسطے کہ ہم فرمانروا
ہین یہی نوع پر یہ بار سلطنت سر پر رکھنا راستی صواب اندیشی سے بہت بعید ہی وزیر دانا دل نے
عرض کیا کہ ارشاد عالی بجا ہی کہ یہ امر اگر موقوف بشر کی رائے پر ہوتا تو ہمارے عقدہ لاینحل

کسی شخص سے جیسا کہ چاہیے کھل نہ سکتا لاکن اللہ تعالی فرماتا ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا
پیچ ہے کہ وسعت ادراک انسان کب ایسی ہے کہ جمیع معاملات عالم کو کہ غیر متناہی ہین پہنچ سکے
اس لیے اللہ تعالی نے انبیاء مرسل کہ رسل برحق اُسکے ہین کہ حکما انکو ناموس اکبر کہتے ہین
مع کتب و صحائف کے زبان مین بھیجے اور اپنے سب احکام حکمت نظام اسمین درج کرکے زبان پر انبیائے
کرام کے رکھے اور نام اُسکا شریعت رکھا کہ کوئی دقیقہ دقائق کائنات سے باقی چھوڑا اب کسی
امر مین حاجت اسکی نہین ہے کہ کوئی بادشاہ اور حاکم حکم شرع مین اپنی رائے کو دخل دے بلکہ سزا اور جزا
ہر امر کی مشروع فرمادی ہے اور اندیشہ اسکا نہین کہ اُس حکم مین خطا واقع ہو کہ وہ سب احکام
مبدا و معاش کے حکیم پروردگار عالم کے ہین بلکہ جزا اور مقبولیت اس امر کی خدائے کریم کے نزدیک
حد سے زیادہ ہے یہانتک بادشاہ پر تاکید ہے کہ سوائے نماز فرض کے نوافل کو بھی ترک کرے کہ اُتنا زمانہ
کہ نوافل مین صرف ہو اُسے عدل و داد خلق اللہ مین صرف کرے اب اس جگہ سے دریافت ہوتا ہے
کہ نوافل سی عبادت کو مخلوق کی برآمد مطلوب کے واسطے موقوف کرنے کا حکم آیا ہے اس لیے جو دائم
نگہبان کا مخلوقات مین ضرور ہے کہ قواعد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی محافظت کرے اور قانون
سیاست کو موافق شریعت غرا کے جاری رکھے تاکوئی سرکش جادۂ اعتدال سے پاؤن باہر
نہ رکھے اور بادشاہ بھی اس عمل خیر مین سعادت حاصل کرے ہمایون فال نے کہا کہ حکم حاکم قاہر
ہمیشہ کے بعد کہ وجود اسکا خلق مین ضرور ہے کسطرح کا ہو اور صفات اُسکے ضبط ملک و دولت مین کس
نوع پر چاہیے خجستہ رائے نے عرض کیا کہ حاکم چاہیے کہ قواعد سیاست و دقائق عدالت سے وقف و رسید
منزہ ہو اور اگر غافل اور عیاش ہو تو ملک و مال اسکا معرض زوال مین قریب الانتقال ہو اور خرابی عظمی کی
بادشاہ کے واسطے اس سے زیادہ نہین ہے کہ خلق خدا سے غفلت کرے اور نفس پروری مین مشغول رہے
بلکہ بادشاہ کو لازم ہے کہ خوش فکر رسا سے دریافت کرے کہ بعض گروہ کو تقویت بخشے اور دلجوئی
انکی اختیار کرے اور بعض گروہ کو مغلوب و منکوب کرے کہ انکی صحبت سے پرہیز رکھے اور اس عمل کے
بعد وہ لوگ جو رانده درگاه ہونگے اُن مفتا زدن کے واسطے کہ بادشاہ کی ملازمت سے عزت پاتے ہونگے

اپنے سینون مین تخم کینہ بوئینگے اور انواع حیلہ و فریب سے مضامین بے اصل کو بندش دیکے نقصان اور معائب اونکے گوش بازان شاہی مین پہونچاکر منتظر اونکے زوال عزت و جاہ کے رہینگے اگر بادشاہ حلیۂ احتیاط اور دور اندیشی سے عاری ہی اور ارباب غرض کی عرض کو سمع قبول مین جگہہ دی اور تحقیق حالات کا ینبغی پر التفات نکی تو بہت سے خلل ریاست مین پیدا ہونگے اور فساد اُسکا شدہ شدہ یہان تک نفوس ارکان سلطنت مین نفوذ کریگا کہ شعلۂ آتش فساد تا کرۂ نار پہونچیگا اور مدافعہ اوسکا آب پاشی تدبیر وزراے زمان اور فکر بادشاہ قہرمان سے زنہار نہو سکیگا بیت منہ گوش بر قول صاحب غرض + کہ از کینہ در سینہ دارد مرض + بادشاہ بیدار دل کو چاہیے کہ بغور ہر بات کو سمجھ کے نور اور راک سے ظلمت خبث نام بد انجام اور دروغگو کو تمیز کرے اور کبھی چشم لطف سے اوس گروہ بے شکوہ کی طرف نہ دیکھے بلکہ زنہار اپنی صحبت مین اونھین بار نہ دے تا دنیا مین خللہاے امور سلطنت سے ایمن رہے اور آخرت مین ذخیرہ اندوز سعادت ہو بیت ہر کہ درین خانہ شبے داد کرد + خانۂ فرداے خود آباد کرد + داد گری شرط جہانداریست + دولت باقی ز کم آزاریست + جس بادشاہ نے مواعظ حکماے ناصح کو دستور العمل کیا ملک اور رعیت اُسکی آباد اور شاد و دعاگو رہیگی جیسا کہ راے دابشلیم بادشاہ ہند نے اپنے اساس سلطنت کو ہوشنگ کی چودہ نصیحتون پر کہ تفصیل اوسکی بیدپا برہمن حکیم دانادل نے بیان کی تھی رکھا تھا اسی واسطے اوسنے تمام عمر راحت و کامرانی مین بسر کی اور اُسکے باغ سلطنت سے ہر ایک نے علیٰ قدر حال برخورداری پائی اور جبکہ راے دابشلیم اس منزل فانی سے ملک بقا کو سدھارا آج تک نام نیک اور ذکر جمیل اُسکا صفحۂ روزگار پر باقی ہی سچ کہا ہی کسی نے ع نام نکوست حاصل ایام زندگی + ہمایون فال نے جبکہ نام راے دابشلیم اور بیدپا برہمن کا سنا مانند غنچۂ تازہ کہ وقت سحر حرکت نسیم سے واہوتا ہی شگفتہ و خندان ہو کر فرمایا کہ ای وزیر مدت ہا مدید سے راے اور برہمن کے تحقیق احوال مین دل میرا

مانند عاشق مہجور کے بیقرار تھا اور خیالات مقالات مین ان دونون کے مانند طبع شعرائے
مضمون یاب شبانہ روز سرگردان ہامون وکہسار کا رہتا تھا اور ہر چند ان بزرگواروں کے
تجسس احوال مین سعی کرتا رہا لیکن کبھی نے انکے دفتر اخبار سے ایک حرف بھی میرے
سمع مشتاق مین نہ پہونچا اُسوقت کہ تیری زبان سے نام ان دونون کا سنا معلوم ہوا
کہ وزیر ہمارا انکے اخبار سے خبردار ہی شکر خدا کیا اور کہا ع یار در خانہ ومن گرد جہان میگردم
اسکے بعد کہا کہ ای وزیر باتدبیر جلد احوال دابشلیم اور بیدپا بہ تفصیل بیان کر کہ تو اسکے باعث
میرے ادائے حقوق نمک سے بہرہ مند ہوا اور مین اس مواعظ کے سننے سے اور رعیت وسپاہ کے
فائدہ پہونچانے سے خداوند کریم کے نزدیک سعادتمند ہون ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

آغاز داستان دابشلیم وبیدپا حکیم کی یہ ہی

اول ایک جملہ اور بیان کیا جاتا ہی کہ دابشلیم اور بیدپا برہمن دونون موحد[1] خداپرست
اور عارف وقت تھے اس راہ سے کوئی نجانے کہ جیسے اسوقت کے رائے اور برہمن
بت پرست ہوتے ہین سو ایسا نہین ہی اوس زمانے مین دستور تھا ہر بادشاہ کو زبان
ہندی مین رائے کہتے تھے اور عارف درویش کا برہمن لقب کرتے تھے یہ اتنا واسطے
رفع شک کے لکھ دیا گیا والا اونکے حالات اور بیان سے عرفان وایمان اُنکا خود ظاہر ہوتا ہے
وزیر انور ضمیر راست تدبیر نے زبان روشن بیان کو اس ترانہ فرحت افزا کے ساتھ مترنم کیا
کہ طوطیان شکرستان سخنوری اور بلبلان خوش الحان ہنر پروری سے سنا ہی کہ متعلقات
سواد ہند مین ایک بادشاہ تھا فریدون افسر جمشید لشکر جہان پرور عدالت گستر فیروز بخت
ہمایون تخت رعیت نواز ظلم گداز کہ اُسنے ظلمت ظلم کو یکسر صفحۂ روزگار سے محو کر ڈالا تھا
اور بساط عدل وداد کو چارسوے عالم مین بچھایا تھا اور دروازہ جود واحسان کا خلق خدا کے
منہ پر بے تکلف کھول دیا تھا چنانچہ اسکے مناسب مؤلف نے کہا ہی بیت دو نخل ہی
چمن سلطنت مین قد تیرا + کہ جسمین برگ عدالت ہی بار احسان ہی + اسی بادشاہ کو سلطان دابشلیم کہتے تھے

[1] موحد یکی خدا کو ماننے والا ۱۲

اور داشلیم زبان ہندی مین بادشاہ بزرگ کو کہتے ہین اُس عصر مین پایۂ تخت اُسکا
سومنات تھا اسی جہت سے جو کہ بادشاہ سومنات کا ہوتا ہی اُسے آج تک تیمنًا داشلیم
کہتے ہین اور حقیقت مین بزرگی اُسکے ظاہر اور باطن سے پائی جاتی ہی یعنی اُسکی کمند ہمت
کنگرۂ فلک پر حلقہ مارتی تھی اور سامان امارت اُسکا احاطۂ خیال مین نہین آتا تھا ہزار فیل مست
و زیبائی اسکی سواری مین موجود رہتے تھے اور لشکر مردان کاری اور دلیران کارزاری حدِ
شمار سے باہر تھا اور باوجود عظمت و جبروت عدل و داد رعیت پروری پر متوجہ تھا کہ خود بنفس
نفیس ہر ایک متنفس کا حال بالمشافہہ سنکر آل کار کو پہونچتا تھا اور داد دردمندون اور
ستم رسیدون کی بواقعی دیکر ہر ایک کو راضی اور خرسند کرتا تھا اور بیدادگرون کو شکنجۂ
سیاست مین یہان تک کھینچتا تھا کہ نام ظلم کا صفحۂ روزگار مین کسی کی زبان پر نہ آتا تھا
بقول سودا بیت شیشے کا اگر طاق سے رپٹے تھا پاؤن + پتھر سے نکلتی تھی صدا بسم اللہ
اور اُسکی صحبت خاص مین سوا ندماے حکمت شعار اور حکماے فضیلت آثار اور وزراے
عالی مقدار کے بے ہنرون کو جگہ نہ ملتی اور محفل اُسکی ہمیشہ لطائف کلمات مصلحت آمیز اور مکارم
صفات فوائد آگین سے آراستہ رہتی تھی ایک روز محفل سلطانی مین مذکور تھا کہ تمام صفات
حمیدہ پر کونسی صفت کو ترجیح ہی اتفاق سب کا اسپر ہوا کہ اکمل اخلاق پسندیدہ اور اشرف
صفات حمیدہ جود ہی چنانچہ قول معلم اول یعنی ارسطو کا ہی کہ حق عبودیت کی ادنی صفت یہ ہی
کہ اللہ تعالی کو بیشتر جواد اور کریم کہکے یاد کیا کرے کہ اس صفت عالی نے جمیع موجودات مین
سرایت کی ہی اور صاحب نبوت کبری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی کہ مطلب اُسکا یہ ہی
کہ جود ایک درخت ہی کہ جنت کے چمن مین اُگا ہی اور آبیاری سے کوثر کے نشو و نما پایا ہی الجود شجرة فی الجنة
اور بموجب اسی حدیث پاک کے مولوی معنوی فرماتے ہین بیت این سخا شاخیست از سرو بہشت
واے او کز کف چنین شاخے بہشت + اس بات کے دریافت کرنے کے بعد داشلیم کی طبع سلیم جو قرین آگہی
اور ہمت تمام اسپر معروف ہوئی کہ اس فضل ابلہ کے فریبندہ الفت اس جہان ناپائدار کی

جود بمعنی سخاوت اور سخاوت ایک درخت ہی بہشت مین ۱۲

دل مین رکھنا اور مال کو اندوختہ کرکے راہ خدا مین صرف نکرنا اور غیرون کے واسطے چھوڑ جانا اوسکا وبال اپنے ذمے ابدالآباد رکھنا عقل صواب اندیش سے بہت بعید ہی اوسی دم حکم دیا کہ دروازے خزانے کے کھولین اور صلاے (آوازہ ۱۲) کرم و بخشش سب خاص و عام کو دی جبکہ یہ ندا کان مین اہل زمانہ کے پہونچی خلق خدا جوق جوق از مسافر تا مقیم بامید (مہربانی ۱۲) و طمع آئے اور ایک روز مین بادشاہ نے خزانے بے شمار مخلوق پر ایثار کیے جتنا جسنے اوٹھا لیا مطلق اوس سے مضائقہ نکیا حتی کہ ایک دانہ بھی موجود اہر سے خزانے مین باقی نرہا اور عالم مالامال ہوگیا اور سب دعا دیتے ہوے خوش خوش اپنے اپنے مسکن و ماوا کو پہونچے اور ہر گدا اور فقیر غنی اور امیر ہوگیا نظم ز ابر سخا برسائے سحاب دست سے لعل و گہر ہین رشک بدخشان و عدن راہ گذر + گر ماہی زیر خاک نے پائے فلوس تو بچہ خورشید فلک مین ہی زر + تمام روز وہ اقلیم آفتاب تابان کے مانند زر بخشی مین مشغول رہا جبکہ مرغ زرین جناح عازم آشیانہ مغرب ہوا اور زاغ شب نے سایہ پر و بال سے آفاق کو چھپا لیا بادشاہ نے بعد از فراغت کار و بار سر اپنا بستر راحت پر رکھا اور ہجوم نوم عرصے دماغ پر مستولی ہوا نقش بند خیال اور روح سیار نے رویاے (خواب ۱۲) صادقہ سے اور ایک قول طرح کو یون اطلاع دی کہ اے بشارت ہو تجھے کہ تیری راے صواب اندیش ہادی ہوئی کہ تو نے سب خزانہ خوشنودی خالق مین صرف کیا اور خلق خدا کو راضی کیا خدا تجھ سے راضی ہوا اور تجھے راضی کریگا سر دست یہ ہی کہ دم صبح پاے عزیمت رکاب مین ڈال اور جانب شرقی دار السلطنت توجہ کر کہ گنج شائگان اور خزانہ رائگان تجھکو عنایت ہوا ہی اور ایسا خزانہ ہی کہ تمام عمر خرچ کریگا تو بھی تمام نہوگا اور بعد موت کے جو کچھ کہ پائیگا سو دیکھیگا بشارت ہو تجکو اور مبارک ہو تجکو اس خواب دیکھنے کے بعد راجہ کی آنکھ کھلی اوس بشارت سے بہت خوش ہوا اور تا دم صبح شکر پروردگار عالم کرتا رہا اسکے بعد شرط طہارت بجا لایا اور اپنے مذہب کے آئین کے موافق عبادت کرتا رہا جبکہ شاہین (آفتاب ۱۲) زرین بال آشیانہ مغرب سے پرواز کرکے کنگرہ افق مشرق پر جلوہ افروز ہوا بموجب حکم بادشاہ کے رکاب دار مرکب راہوار باد رفتار لیا کر لایا شہریار سوار ہوکر جانب شرقی دار السلطنت روانہ ہوا جبکہ حدود آبادی سے

عرصۂ صحرائے لق و دق مین پہونچا تبلاش تعبیر خواب کے طرف نظر جویا سے نگران تھا کہ یک ناگاہ
نگاہ ایک کوہ پر پڑی کہ مانند ہمت کریمان سر بلند اور استقامت مین بطور توکل گزینان پا برجا
اور مستقل ہی اور کیا دیکھتا ہی کہ زیر دامن کوہ ایک غار تاریک و تار ہی اور اُس غار پہ ایک درویش عالی وقار
بیٹھا ہی جبکہ بادشاہ کی نظر اُس عارف آگاہ دل پر پڑی تحیت و سلام سے پیش آیا اور درویش روشن
ضمیر نے نور صفائی باطن سے نقش مراد اُسکا صفحۂ سینہ سے مطالعہ کرکے زبان نیاز کھولی اور
مرحبا کہا اور فرمایا کہ ای شاہ شاہان اگرچہ بمقابلۂ محفل خلد مشاکل بادشاہان صحبت گدا و بینوا محقر ہی
اور بنظر مکانات سلطانی کہ ہم جنب جنت ہوتے ہین کاشانہ فقیرون کا سخت بیقدر ہی لاکن عادت معہود
سلاطین خداشناس سے یہ ہی کہ دل شکستہ کو پارۂ رافت و مرحمت سے پیوند کرتے ہین اور ارشاد سید کائنات
علیہ الصلواۃ والسلام کا یہ ہی نعم الامیر علی باب الفقیر مناسب اس حال کے مصرع شاعر کا بھی ہی ع شاہان
چہ عجب گر بنوازند گدا را + ایضاً شعر نظر کردن بدرویشان بزرگی را بیفزاید + سلیمان با ہمہ حشمت نظرہا بود
با مورش + کیا عجب ہی کہ بادشاہ بھی تشریف لائے اور فقیر کو خوشدل کرے د بتسلیم فوراً مرکب سے اُترا اور
پاپیادہ درویش کی خدمت مین حاضر ہوا اور شرط مصافحہ بجا لایا بعد ساعت کے بادشاہ نے رخصت
چاہی درویش نے فرمایا بیت از دست من گدا نیاید + مہمانی چو تو بادشاہے + لاکن برسم درویشان
تحفۂ محقر ایک کی نذر کرتا ہون ع گر قبول افتد زہے عز و شرف + وہ یہ ہی کہ والد سے مجھے ایک میراث پہونچی ہی
اور مین عبث پابند اُسکا مدت دراز سے ہون اس انتظار مین کہ جو سزاوار اسکا ہو اُسے حوالہ کرون اور مین
بفراغ خاطر باقی انفاس عبادت خالق مین بسر کرون وہ یہ ہی کہ اس غار کے کُنج مین ایک گنج ہی کہ زر سرخ اور جواہر گران
بہا سے بھرا اور حد شمار سے باہر ہی اور میرا بیٹھنا اس جگہ دو فائدون کے واسطے تھا ایک تو یہ کہ باعث
سرمایۂ قناعت تھا کہ اَلْقَنَاعَۃُ کَنْزٌ لَایَنْفَدُ اور دوسرے دامن توکل اُسکے وسیلے سے ہاتھ آیا تھا جیسے
بیت کسیکہ سر دے توکل ندید ہیچ ندید + کسے کہ گنج قناعت نیافت ہیچ نیافت + اب تو اس مصرعہ کے موافق
عمل فرما المؤلفہ ع غیب سے جو آگیا سو بے عیب ہی + بادشاہ نے قبول کیا اور حکم دیا کہ جلد اس
غار کو کھودین جبکہ کھودنے والون نے کھودنا شروع کیا بعد ساعت کے خزانہ کے تہ خانے تک پہونچے جس وقت کہ قفل

تہ خانے کے سختے کا توڑا دیکھنے کیا ہین کہ ایک خزانہ ہی کہ محاسب کی عقل جسکی حد شمار مین عاجز ہی
بادشاہ نے حکم دیا کہ اس سب کو اٹھا کے خزانہ بادشاہی مین داخل کرین حکم کی دیر تھی کہ ہزارون
آدمی اور باربردار موجود ہوے اور اُس سب کو ایک مکان علیحدہ مین لیجاکے رکھا اسکے بعد بادشاہ
تشریف لائے اور فرمایا قفل ہر صندوق کا کہولین جبکہ قفل اُنکے وا ہوے بادشاہ ایک ایک چیز نادر ونایاب کو
دیکھتا تھا او متحیر ہوتا تھا اور زبان شکر بیان سے کہتا تھا کہ مین ذرہ بیمقدار کب اس مقدار کی لیاقت
رکھتا تھا مگر وہ وہاب وجواد ہی جسے چاہے سو عطا کرے اُسکے کرم کے نزدیک یہ بھی بے حقیقت ہی
اسطرح سے ملاحظہ کرتا تھا اور حمد وثناے رب قدیر مین مشغول تھا کہ ناگاہ صندوق کلان مین ایک درج
زرنگار مرصع کار نکلا کہ تمام اطراف اُسکے بندہاے پولاد سے مستحکم کیے تھے اور قفل رومی ہزار منصوبہ کا
اُسپر لگایا تھا کہ دندانہ کسی کلید کا اُسپر کارگر نہوتا اور عقدہ اُسکا کسی کے ناخن تدبیر سے نہ کھلتا تھا
بادشاہ نے دل مین کہا کہ شاید اسمین وہ جواہر ہین کہ سارا خزانہ اُسکے آگے بیمقدار ہی آہنگران چابکدست
کو بلاکر کہا کہ ایسے اس تدبیر سے کھولو کہ جو شی کہ اسمین ودیعت رکھی ہی اُسے گزند نہ پہونچے
القصہ جبکہ وہ درج کھولا اُسمین ایک اور صندوقچہ کہ مانند برج آسمان کے ستارہاے جواہر سے مزین تھا
نکلا اور اُس صندوق مین ایک ڈبا تھا کہ نہایت صفا مین مانند مہتاب کے مجلّی تھا شاہ نے اُسے
اپنے ہاتھ مین لیکر کھولا اور دیکھا کہ ایک پرچہ حریر ہی کہ چند سطرین اُسپر خط سریانی سے لکھی ہین
دابشلیم دیکھکر متعجب ہوا کہ یہ کیا چیز ہی بعضون نے کہا کہ نام اور نشان اور حساب عدد اور قیمت اس
خزانے کی لکھی ہی اور بعضون نے تجویز کیا کہ بطور طلسم یا عمل کے ہی کہ حفاظت گنج کے واسطے
لکھا گیا ہی جبکہ گفتگو ارباب صحبت کی اس باب مین زیادہ حد سے گذری شاہ نے کہا جب تک
کہ یہ پڑھا نجائیگا تردد خاطر رفع نہوگا حاضران محفل مین اُس خط کے پڑھنے کی مہارت کوئی نہ رکھتا تھا
مگر ایک حکیم زاویہ نشین کہ جمیع فنون مین دستگاہ رکھتا تھا ارکان سلطنت اُس حکیم کو بہ منت
صحبت بادشاہ مین لائے بادشاہ شرط تکریم بجالایا اور فرمایا کہ آپکے تکلیف دینے کا سبب یہ ہی کہ
اس راز مخفی سے آگاہی دیجیے یعنی مطلب اُن سطرون کا کہ ہم ناواقف اور مشتاق اسکے ہین

ف
دابشلیم نسبت
صہ روشن
جلایاگیا ۱۲

تفصیل فرمایئے حکیم نے اُس خط کو پڑھا اور بعد غور و تامل کے فرمایا کہ اس کتب مین فوائد بیشمار ہین
اور یہ دُر یکتا حقیقت مین اس گنج کا حاصل ہے کہ قیمت جسکی پلہ ارض و سما مین تُل نہین سکتی ہے
القصہ مطلب اس سطور کا حرفاً حرفاً یہ ہے کہ مین بادشاہ وقت ہون یعنی ہوشنگ بن سیامک
بن گیومرث بن سام بن نوح علیہ السلام اور اس گنج کو مین امانت رکھتا ہون لئے عظیم بادشاہ
سو سنات کے واسطے کہ لقب اُسکا دابشلیم ہوگا اور اس راز غیب سے سواے اللہ جل وعلی کے کسی کو
خبر نہ تھی مگر مجھے از روے الہام اتنا معلوم ہوا کہ خزانہ اُسکے نصیب مین ہے یہ کتب کہ اس خزانے کے
ایک صندوق مین یہ لکھا ہے کہ جب اس خزانے کو وہ پاوے اور تحریر ہاتھ آئے اُسے شرح دریافت کرکے
دستور العمل اپنا فرمائے تا سعادت دارین حاصل کرے اور اتنا سمجھے کہ زر و مال دنیا سے دل لگانا
کام عقلا کا نہین ہے کہ یہ ہرجائی دست بدست پھرتی ہے اور مانند قحبہ کے ایک کی پابند نہین رہتی ہے
نظم دنیا اک نہال بیوا ہے + بے مہر و وفا و بے حیا ہے + مردون کے لیے یہ زن ہے پُرفن ہے
دنیا کی عدو ہے دین کی دشمن + رہتی نہین ایک جا یہ جم کر + پھرتی ہے برنگ نرد گھر گھر + اور اتنا
سمجھے کہ یہ دستور العمل سلطنت کا ہے کہ بادشاہونکو اُس سے گریز نہین ہے اور جو بادشاہ کہ اس وصیت پر
چلیگا بخت و دولت اُسکے یار ہونگے اور جو بادشاہ کہ ان چودہ قاعدون کے خلاف کام کریگا
سلطنت اُسکی کبھی جلوہ نہ پکڑیگی اور ارکان سلطنت ہمیشہ متزلزل رہینگے اور اساس سلطنت بے
استحکام وہ وصیتین یہ ہین **وصیت پہلی** یہ ہے کہ بادشاہ جسکو سرفرازی بخشے اور عزت افزائی
اُسکی کرے پھر اُسے کسی دشمن کے کہنے سے یا کوئی خطا اُس سے صادر ہو تو یکایک پایہ عزت سے نہ گرائے
اور تذلیل اور تادیب اُسکی پسند نہ فرمائے وجہ یہ ہے کہ اہل زمانہ جسکو کہ عزیز کردہ سلطان دیکھتے ہین
یہ لازم حسد پڑا ہے کہ خواہان اُسکے زوال دولت کے ہوتے ہین اور مقدار اپنے اپنے حسد کے خیر خواہی
کے پردہ مین دور دور سے مضمون پیچدار تراش کے لاتے ہین کہ اگر کسی پہلو سے بھی غرض اُنکی
مقبول ہو جاوے تو مطلب بر آئے کہ وہ کلام آخر کار منتہی اُس عزیز کی تخریب سے ہوتا ہے اس سے بادشاہ بیدار
مغز کو چاہیے کہ اُنکا ابتداے کلام سے انتہاے مطلب کو پہنچ کے جواب ان سخن الیساے ایک سے دے مین

کہ حوصلہ تمام بدانجام کا پست ہو جائے + وصیت دوسری یہ ہے کہ ساعی اور چغل خور کو
اپنی محفل مین بار نہ دے کہ یہ فتنہ انگیز اور جنگجو ہوتے ہین اور ذات انکی کم از شیطان نہین ہے
بلکہ جب یہ صفت اسمین بیقین مشاہدہ کرے تو کسی حیلے سے اس آتش فساد کو آب شمشیر سے بجھا دے
تا وہ فساد اسکا عرصۂ جہان کو گھیر نہ لے بیت آتشے را کہ سوخت خلقی ازان + جز بکشتن علاج
نتوان کرد + وصیت تیسری یہ ہے کہ اپنے امرا اور ارکان دولت کے ساتھ طریق موافقت
اور سلوک جاری رکھے اور باتفاق مصاحبان یکدل اور مشیران عالی منزل کارہاے کلی کو
سرانجام دیتا رہے لمؤلفہ بیت تسخیر ملک کی ہے بنا اتفاق سے + برباد ہو گئی ہے ریاست نفاق سے
وصیت چوتھی یہ ہے کہ مداہنت اور چاپلوسی پر دشمن کی مغرور نہو ہر چند تملق اور تضرع کرے
اعتماد اسپر نہ لائے کہ دشمن دلی کبھی دوست نہین ہوتا ہے رباعی ہو جو دشمن دوست رو
ہے اس سے لازم احتراز + ام صبیان ہوتی ہے بچون کے حق مین جان گداز + دشمنی سے
خواہش دل جبکہ بر آتی نہین + دشمنی کرتے ہین آخر بنکے یار دل نواز + موافق اسکے غنی کشمیری کہتا ہے
بیت بہ تواضعہاے دشمن تکیہ کردن ابلہی است + پاے بوس سیل از پا افگند دیوار را
وصیت پانچوین یہ ہے جبکہ گوہر مراد ہاتھ آئے اسے کمال محافظت سے رکھے تہاون
اور غفلت سے ضائع نکرے والا پھر تدارک اسکا نہو سکیگا اور بجز پشیمانی کچھ ہاتھ نہ آئیگا
وصیت چھٹی یہ ہے کہ کسی کام مین عجلت نہ کرے بلکہ تامل اور تانی کو عادت کرے کہ مضار
تعجیل کے بسیار اور منافع صبر و سکون کے بیشمار ہین بیت نہ کسی امر مین کرو تعجیل + کرتی ہے
خوار کام کو تعجیل + کام ہوگا خراب عجلت سے + نفع ہووے نہ پھر ندامت سے + وصیت ساتوین
یہ ہے کہ عنان تدبیر اور استقامت کو کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑے اور کسی مشکل مین دست و پا
یعنی اگر گروہ دشمنون کا انکے ضرر اور ہلاکت پر متفق ہو جائے تو لازم ہمت و تدبیر ہے کہ ہو
شکست نہ کھائے اور انھین دشمنون مین سے ایک شخص کے ساتھ راہ و رسم پیدا کرکے صو
اپنی نجات کی نکالے کہ حدیث شریف مین آیا ہے الحرب خدعة انکی بنائے فریب کو تیر کرسے کھود ڈالے

کہا ہی بیت از دام مکر خصم بحیلہ توان گریخت + قد یُفلح الحدید کما قیل بالحدید +
وصیت آٹھوین یہ ہی کہ اہل حقد اور حسد سے بچتا رہے اور اُنکی چرب زبانی پر غافل نہو جائے
کہ جب نہال کینہ زمین سینہ مین اہل حسد کے نشو و نما پائیگا پھر سوا ضرر و آزار کے کچھ پھل نلائیگا
بیت کینہ سینہ کہ بنہاد رخت + دل شود دشمن از پی آزار سخت + وصیت نوین
یہ ہی کہ عفو کو شعار اپنا کرے اور ملازمون اور رفیقون اور غریبون کو تھوڑے قصور پر شکنجہ عتاب
سخت مین نہ کھینچے اکثر در گذر کرے اور اغماض سے اُسے نادیدہ و ناشنیدہ کر ڈالے اور اسی طرح سے
بادشاہان ماضی ذوی الاحترام اپنے رفقا اور غربا پر مرحمت کی نظر اور خطاؤن سے در گذر کرتے رہے ہیں
بقول ناسخ آگاہ قدیم سے ہی سب خلق خدا + چھوٹون سے خطا ہی اور بزرگون سے عطا + جسکو کہ سرفراز
کیا شفقت سے مت اُسکو گرا اگرچہ ہووے بھی خطا + وصیت دسوین یہ ہی کہ کسی کے درپی آزار نہو
کہ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا یعنی جزا بدی کی بدی ہی مانند اُسکے تا تجھے بھی لائق نہو بلکہ بار احسان
سے سر خلق خدا کے حتی الوسع برستا رہ تاکہ تیرے باغ مراد مین بحکم اِن احسنتم احسنتم لانفسکم
گلہای تمنا شگفتہ ہون قطعہ نکی اگر کنی بجاے تو نیکی کنند باز + و بدکنی بجاے تو از بد بتر کنند
امروز نیستی از بد و از نیک بیخبر روزی بود کہ از بد و نیکت خبر کنند + وصیت گیارھوین
یہ ہی کہ میل اُس کام کا کہ لائق اپنی وضع کے نہو ہرگز نکرے بہت شخص ہین کہ اپنے طریق اور وضع کو
چھوڑ کر غیرون کے طریق پر چلتے ہین اور وہ طریقہ کبھی انجام کو نہین پہونچتا ہی اور اپنے کام سے بھی
جاتے رہتے ہین بقول جرأت ع کہ بھولے اپنی بھی کوا چلا جو ہنس کی چال + وصیت بارھوین
یہ ہی کہ اپنا حال حلم و ثبات سے آراستہ کرے کہ حلم نہایت امر ملیح ہی اور نکتہ ہی کاد الحلیم ان یکون نبیا
حدیث صحیح ہی حلیت جانتے ہین صاحب تدبیر و علم + تیغ بران سے ہی بران تیغ حلم + وصیت
تیرھوین یہ ہی کہ بادشاہ کو چاہیے کہ ملازم امین و معتمد کو رکھے اور شخص خائن و بدنہاد سے
اجتناب کرے جبکہ مجاور بتیہ سلطنت صفت امانت سے موصوف ہونگے تو رعایا اور برایا براحت و آسانی
زندگانی بسر کرینگے اور اگر عیاذًا باللہ چہرہ حال اُنکا زنگ خیانت سے سیاہ ہوگا اور بادشاہ کے نزدیک

اُنکی بات درجۂ اعتبار کو پہونچی ہوگی تو یقینی اپنی جبلت کے موافق حق بیگناہون کا تلف کرینگے
اُنکو معرض تلف مین ڈالینگے اور یہ مقرر ہی کہ ستم رسیدون کی تاثیر آہ سے نتیجہ بد بارگاہ کبریائی سے
بادشاہ کے واسطے مرتب ہوگا ناسخ چاہیے ہون اہلکار شائستہ امین + دولت و حشمت مین رکھین یاد دین
بادشہ کا ملک تا آباد ہو + ہو خدا راضی رعیت شاد ہو + اور اگر ہو جائین خائن اہل کار + ملک ہو ویران
رعیت خوار و زار + وصیت چودھوین یہ ہی کہ محنت روزگار اور انقلاب چرخ دوار سے
چاہیے کہ غبار ملال اُسکے دامن ہمت پر نہ بیٹھے کسواسطے کہ مرد عاقل ہمیشہ بستہ بند بلا ہوتا ہی
یعنی فکرہاے آخرین اور اندیشہ ہاے دور و دراز مین مبتلا رہتا ہی اُسکی روشنی طبع اُسکے واسطے خود بلا
بن جاتی ہی اور شخص غافل راحت سے روزگار بسر کرتا ہی یعنی کسی طرح کی فکر اُسکے دل مین راہ نہین پاتی ہی
بیت دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند + آنرا کہ عقل بیش غم روزگار بیش + اور دوسرے
لازمۂ مزاج فلک سفلہ پرور یہ ہی کہ اہل کمال اور صاحب ہنر کو ہمیشہ فشار دیتا ہی اور بے ہنرون
اور بے مغزون کو ترقی کرنے مین شبانہ روز سرگرم اور سریع السیر رہتا ہی بیت
اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان + طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینم + پس یقین جان کہ بے اعانت
لطف ازل اور بغیر عنایت فیض لم یزل کے تیر سعادت ہدف مراد پر نہین بیٹھتا ہی اور
فضل و ہنر بے اعانت قضا و قدر کے کچھ کام نہین آتا ہی سچ ہی کہ دولت اکتساب
علم و ہنر سے نہین ہی بلکہ وابستۂ احکام قضا و قدر ہی بیت دولت نہ باکتساب علم و ہنر است
وابستۂ احکام قضا و قدر است + اور موافق اسکے ناسخ نے لکھا ہی رباعی ہاتھ آتی ہی
کب علم و ہنر سے دولت + ملتی ہی قضا اور قدر سے دولت + جو علم و ہنر رکھتے ہین وہ ہین محروم
ہان بس ہی یہان احمق و خر سے دولت + اور یہ جو کہ وصیتین کہ بیان ہو چکین ہر وصیت کے
واسطے حکایت معتبر اور داستان بہتر مقرر ہی اگر بادشاہ چاہے کہ اُن حکایات کی
بتمامہ اطلاع پائے تو بجانب کوہ سرندیپ کہ قدم گاہ سیدنا ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام
کا ہی توجہ فرمائے کہ یہ عقدہ اُس جگہ بتفصیل تمام کھل جائے اور گل مطلوب کا اُس زمین سے

مین شگفتگی پائے واللہ مؤید لوصول المطلب وحصول المقصود جبکہ حکیم دانادل نے یہ تفصیل
کان مین بدلے ہنر آراستہ کے پہونچائی راے داشلیم نے بنوازش خسروانہ اُسے سرفراز فرمایا
اور صحیفۂ سراپا حکمت کو بتعظیم تمام چوم کر تعویذ بازوے شہریاری کیا اور فرمایا وہ گنج کہ مجھے
خواب مین جسکا نشان اور بشارت دی تھی وہ یہی گنج اسرار ہی نہ بدرہ ہاے درم ودینار الحمد
کہ متاع دنیا اسقدر حاصل ہی کہ زیادہ اُس سے احتیاج نہین ہی اور حقیقت اس محقر یافت کی
نیافتہ سے بدتر جانتا ہون مین اب لازم ہی کہ شکرانہ مین اس پندنامہ کے گنج حقیقی یہی ہی
اس دفینے کو بھی کہ ہاتھ آیا ہی بروجہ صدقہ ارباب استحقاق کو پہونچادون اور یہ ہدیہ ثواب روح
پرفتوح ہوشنگ بادشاہ کو واصل کردن اور مین بحکم الدال علی الخیر کفاعلہ اس تحفۂ خیر سے
بہرہ مند ہون خدام بادشاہی نے حسب ایماے عالی مجموع اُس دفینے کو کہ جو نقود اور لآلی سے
بھرا تھا رضاے خداے لایزال مین اہل استحقاق کو بانٹ دیا اور کچھ اُسمین سے باقی نہ رکھا
جبکہ اس حال سے فراغت پائی بادشاہ مسند شاہی پر جلوہ افروز ہوا اور ہمہ شب اس امر مین
رہتا تھا کہ جانب اندیپ روانہ ہو کہ مقصد اتمام اور مطلوب سرانجام کو پہونچے اور تفصیل
وصایا پر معرفت تمام حاصل کر کے اُسے عین مملکت داری اور رکن رکین بادشاہی کرے
ایکدن دم صبح داشلیم نے فرمایا دو شخصون کو کہ مقربان حضرت اور صدق مشاورت اور
حسن تدبیر اور خیراندیشی مین مشارالیہ وقت کے تھے اُنھین حاضر کرین جبکہ بموجب حکم دونون
شخص حاضر ہوے اور زمین ادب چوم کے دست بستہ استادہ ہوے بادشاہ نے مرحمت خسروانہ
سرفراز کر کے دونون کو خاطر فیض مظاہر سے کہ عزم سفر سراندیپ دل مین رکھتا تھا
اطلاع دی کہ اس امر مین عنان اختیار میرے قبضۂ اقتدار سے باہر ہی تم اسمین کیا صلاح دیتے ہو
اور مین نے مدت مدید سے حل اس عقدے کا تمھارے ناخن تدبیر پر رکھا ہی اور بنیاد مہمات
مالی اور ملکی کو تمھاری رساے صواب نما کے سپرد کیا ہی اب اس مقدمۂ خاص مین کہ میرا
عمدۂ مقاصد اور اہم مطالب ہی کیا صلاح دیتے ہو تا مین اُسکے اطراف وجوانب پر نظر تامل کر کے

جس تدبیر پر کہ اتفاق سب کی رایون کا ہوا اُسکو اصل الباب اور قابل عمل سمجھون شعر
بنائے کار بر تدبیر باید + کہ بے تدبیر کارے بر نیاید + وزیرون نے عرض کیا کہ اس بات کا
جواب فی البدیہہ نہ چاہیے اور سلاطین کے ارشاد مین بے تامل بات کہنا زر ناسنجیدہ
اور محک نارسیدہ کے مانند ہی چنانچہ وزرا نے دوسرے دن غور تام کے بعد عرض کیا کہ غلامون کی
خاطر مین آتا ہی کہ اس سفر مین فائدہ تھوڑا اور مشقت زیادہ ہی کہ راحت اور لذت زندگانی بالکل
برطرف ہوجائیگی اور محنت و ریاضت اور کربت غربت بہت اُٹھانی پڑیگی اور یہ بات
ضمیر منیر بادشاہ عالم پناہ سے مخفی نہین ہی اَلسَّفَرُ قِطعَۃٌ مِنَ السَّقَر شعلہ ہای سینہ سوز
وَالحَجلاءُ عَظِیمُ البَلاءِ ناوک ہای جگر دوز آنکھون نے اس سبب سے سر پر جگہ پائی ہی کہ زاویہ خانہ سے
قدم باہر نہین رکھتی ہین اور قطرات اشک اسی باعث سے پامال رہتے ہین کہ گوشہ کاشانہ مین
قرار نہین پکڑتے ہین لمولفہ بیت سفر مین سو طرح کی محنتین ہین + اقامت مین سراسر راحتین ہین
ہر دانا عاقل کو چاہیے کہ راحت کو محنت سے نہ بدلے اور غربت کو عوض اقامت کے خرید نہ کرے
حاصل کلام یہ ہی کہ اگر حضر مین اچھی گذرے تو سفر کو ہرگز اختیار نہ کرے اور اگر ایسا کریگا تو اُسپر وہ
گذریگا جو کہ اُس کبوتر پر گذرا بادشاہ نے کہا کہ ماجراے کبوتر کیونکر تھا حکایت وزیرون نے عرض کیا
شاہی کہ دو کبوتر باہم ایک آشیانے مین دمساز تھے اور ایک ہی کاشانے مین ہمراز غبار اغیار سے
انکی خاطر پر گرد نہ تھی اور نہ محنت روزگار سے انکے دل پر درد تھا محض آب و دانہ پر قناعت کرکے
مانند درویش گوشہ نشین کنج توکل اختیار کیا تھا نام ایک کا بازندہ تھا اور نام دوسرے کا نوازندہ
شام و سحر باتفاق یکدگر نغمات موزون سے یاد الٰہی مین ترانہ سازی کرتے تھے اور کبھی الحان
روح افزا مین مضامین گوناگون سے خوش آوازی کرتے تھے فلک تفرقہ انداز اُن دویار راست
کردار کی موافقت پر حسد لیگیا اور چرخ سحر ساز نے اُن دو ہمدم و دمساز پر افسون جدائی کا
دم کیا بقول سودا بیت پھینکے ہی منجنیق چرخ تاک کے سنگ تفرقہ + بیٹھکے ایک دم مین
ہووین جو ہم کلام دو + بازندہ کو یکایک آرزوے سفر دل مین پیدا ہوئی نوازندہ سے کہا

ف۱ یعنی سفر ایک ٹکڑا ہی دوزخ کا ۱۲

اگر ہم کب تک اس آشیانہ مین رہا کرین اور محبوسون کے مانند ایک ہی کاشانے مین عمر
عزیز کو بسر کرین اب دل چاہتا ہی کہ چندے سیر اطراف جہان سے دل خوش کرین اور لذت
سرد و گرم زمانہ سے دل اور گوش اور چشم کو آشنا بنائین بموجب فرمان عظیم الشان قُلْ سِیْرُوْا
فِی الْاَرْضِ کے کاربند ہوون کہ سفر مین عجائب بسیار دیکھنے مین آتے ہین اور فائدے
بیشمار حاصل ہوتے ہین بزرگون نے کہا ہی اَلسَّفَرُ وَسِیْلَۃُ الظَّفَرِ تلوار جب تک میان سے
باہر نہین آتی ہی معرکہ مردان مین سرخروئی نہین حاصل کرتی ہی اور قلم جب تک راہ رقم مین
سر کو قدم بناکر سیر نہین کرتا ہی نقش عبارت زیبا صفحۂ وجود پر ظہور نہین پکڑتا ہی آسمان نے
کہ ہمیشہ سفر اختیار کیا ہی اس سبب سے بالاتر اور مزین بستارہ ہاے گوناگون ہی اور زمین
کہ ہمیشہ پابند سکون ہی ایسی پائمال عالم اور زبون ہی نظم بجرم خاک و بگردون نگاہ باید کرد +
کہ این کجاست ز آرام و آن کجا ز سفر + سفر مربی مرد است و آستانۂ جاہ + سفر خزانۂ مال است
و استاد ہنر + درخت گر متحرک شدے ز جاے بجاے + نہ رنج ارہ کشیدے نہ جفاے تبر +
نوازندہ نے کہا اے یار ہمدم تو نے مشقت نہین کھینچی ہی اور کربت غربت نہین دیکھی اور
یہ نکتہ کہ اَلْغُرْبَۃُ کُرْبَۃٌ تیرے گوش جان تک نہین پہونچا ہی اور باد گرم اَلْفُرْقَۃُ حُرْقَۃٌ تیرے گلشن
دل مین وزان نہین ہوئی ہی سفر وہ درخت ہی کہ سواے ثمر فراق اور میوہ نہین لاتا ہی اور
غربت وہ ابر ہی کہ سواے باران مذلت و ناکامی اور قطرہ نہین برساتا ہی بازندہ نے کہا
اگرچہ رنج غربت بلاے جان فرسا ہی لاکن تفرج بلدان اور مشاہدۂ غرائب جہان کس طرح پر
روح افزا ہی اور جبکہ طبیعت تکلیف سفر سے آشنا ہو جاتی ہی تو پھر کسی تکلیف سے متالم
نہین ہوتی ہی بلکہ ملاحظۂ عجائب دیہات و ولایات اور انہار و گلزار سے تفریح حاصل ہوتی ہی
نوازندہ نے کہا کہ اے رفیق تفرج اطراف عالم اور تماشاے ریاض ارم یاران ہمدم اور
دوستان محرم کے ساتھ خوش آتا ہی بیت وہ ہم نہین جو کرین سیر بوستان تنہا + بہشت ہو تو نہ لیجے
جنان تنہا + اور جبکہ دل آتش فراق یار و دیار سے برشتہ ہو اُسے سیر شہر و ریاض بھلا کیونکر

مسرور و خندان کر سکیگی القصہ بعد رد و قدح بسیار اُن دو یار دمساز نے قطع کلام کیا اور
ایک نے دوسرے کو باصد حسرت و یاس وداع کیا اور بازنہ نے بجانب ہوا پرواز کی اور زنبور
بچشم گریان اور بادل بریان رخصت کر کے مراجعت کی اور غم جدائی و تنہائی پر کلبۂ احزان میں
بیٹھ کے زار زار تمام روز و شب روتا رہا اور یہ شعر مؤلف کا تکرار کرتا رہا شعر
آتش غم سے مرا دل کیوں ہو جلکر کباب + اب ہی پینا ہی مجھے ہائے ساقی تو نہین + اور کبھی یہ
شعر مؤلف کا پڑھتا تھا اور کہتا تھا کہ اے بازنہ شعر کوئی نہ اسطرح کسی بیگانے سے
تو نے کیا سلوک جو مجھ تشنہ کے ساتھ + اور بازنہ روے ہوا پر شوق تمام سے پرواز کنان
سیر کوہ و صحرا اور بوستان فردوس مانند کی کرتا تھا اور خوش ہوتا تھا کہ ناگاہ ایک پہاڑ
دیکھا کہ بلندی میں فلک سے لاف برابری مارتا تھا اور عظمت تمام سے کرۂ زمین کو زیر دامن
تودۂ خاک سمجھتا تھا اُسکے زیر دامن ایک مرغزار تھا کہ سوادِ مینا رنگ اُسکا روضۂ رضوی کے
مانند دل کشا اور اُسکی نسیم عنبر بیز نافۂ مشک تتار سے زیادہ عطر سا تھی مثنوی
صد ہزاران گل شگفتہ درو + سبزہ بیدار آب خفتہ درو + ہر گلے گونہ گونہ از رنگے +
بوے ہر گل رسیدہ فرسنگے + بازنہ کو وہ منزل خوش اور ساحت دل کش پسند آئی
اور دن بھی آخر ہو چکا تھا قصد بسیرے کا کر کے وہین مقام کیا ہنوز رنج راہ سے آسودہ نہوا تھا
اور نفسے براحت و آسائش سے آرام نکیا تھا کہ یک ناگاہ فرس سبک خیز باد نے
سائبان ابر کو فضاے ہوا مین ایستادہ کیا اور خروش رعد و نہیب برق سے جہان امید
درہم اور برہم ہوا کثرت ہوا اور شدت تگرگ باری سے شور نشور برپا تھا المؤلفہ بیت
زمین ہم کو خطر تھا برق کے انداز سے + گوش کر ہو بھی ہو گئے گر رعد کی آواز سے +
بازنہ کو اُسوقت ایسی جاے کہ تیر باران سحاب سے امین رہے نہ ملی اور ایسا گوشہ کہ صدمۂ
برد و زمہریری سے محفوظ رکھے میسر نہوا کبھی درخت کی شاخون کے تلے چھپتا تھا اور کبھی
برگ درختان کی پناہ لیتا تھا ہر دم آسیب ژالہ باری کا زیادہ ہوتا تھا اور ہر لحظہ نہیب

رعد و برق رو بترقی کرتا جاتا تھا بازندہ نے جبکہ یہ حال دیکھا یہ اشعار مؤلف کے اُسکے حسب حال تھے
پڑھنے شروع کیے **ابیات** فراق یار مین مست گریبان کر ہے جا بدلی + دل افسردہ کو
گھٹا ٹھی ہو اسے مست جلا بدلی + ترسے آنسے سے دل پانی ہوا جاتا ہی فرقت مین ہو خدا کے
واسطے سے اپنے گھر کا راستہ جابدلی + فراق شمع رو مین سر سے پاتک آبلہ ہون مین + جلا ست
مجکو جابدلی زلا ست مجکو جابدلی + القصہ بازندہ ناکام نے بلاسے بے ہنگام پر صبر کیا اور گوشہ
آشیانہ اور مصاحبت یار فرزانہ کو ہر دم یاد کرتا تھا اور آہ سرد با ہزار حسرت و درد کھینچتا تھا
اور کہتا تھا **بیت** اگر خبر ہوتی جدائی ہوتی ہے ایسی بلا + اُس پری سے ہم نہ سایے کی طرح
ہوتے جدا + جسوقت کہ خط صبح حاشیہ مشرق پہ کھینچا گیا اور رقم ظلمت شب کو ورق
روزگار سے محو کیا اور فرمان آفتاب عالمتاب شش دانگ عالم مین درخشان و رساحت زمین و آسمان مین
درخشان ہوا **بیت** جبکہ مشرق سے ظہور اپنا کیا خورشید نے + قاف سے تا قاف روشن کر دیا
خورشید نے + القصہ دم صبح بازندہ نے پرواز کی مگر متردد اُڑتا تھا اور دل مین کہتا تھا
کہ خانۂ قدیم کی طرف مراجعت کرون اور کبھی کہتا تھا کہ شرم آتی ہے کہ لوگ کہینگے کہ کیا سمجھ کے
گیا تھا اور کیا سمجھ کے پھر آیا اور یار کہیگا کہ بس ایک ہی دن مین عافیت تنگ ہوئی اور
محنت سفر نہ کھینچ سکا اور جانے کے وقت کہنا میرا نہ مانا اس فکر و تردد مین اُڑتا تھا اور ہنوز قول
فیصل نے درمیان اُسکے اور منزل کے قرار نہ پایا تھا کہ اس اثنا مین ایک شاہین تیز بال سخت چنگال
روے ہوا پر بلند ہوا کہ شعاع آفتاب سے جلد تر میسر پر جا پڑتا تھا اور تیر اندیشہ سے بھی سبقت کر کے
ہدف شکار پر پہونچتا تھا بیک ناگاہ نظر اُس شاہین شکار جو کی بازندہ پر پڑی اور بازندہ نے بھی دیکھا کہ
قضا در ملک الموت پر مجھے لے آئی بیچارے کبوتر کا دل مانند سیماب آتش رسیدہ کے تڑپنے لگا اور جو قوت
کہ اعضاے بدنی مین تھی دفعۃً جاتی رہی **لمؤلفہ بیت** ہوا شہباز کی دہشت سے حال ابتر کبوتر کا +
ہوا پرواز سے عذر ہنر شہپر کبوتر کا + القصہ شاہین بلند پرواز کبوتر مسکین زار کو پہلے ہی حملے مین لے گیا اور بازندہ نے
جبکہ آپکو گرفتار چنگل بلا دیکھا دل مین کہا کہ اگر اب کی بار پروردگار اس بلا سے نجات بخشے تو تمام عمر

خیال سفر کو دل مین جگہ نہ دونگا بلکہ بقیہ العمر گوشہ کاشانے سے پاؤن نہ باہر رکھونگا اسی
عرصے مین شاہین پیش آیا چاہتا تھا کہ کھانا اسکا شروع کرے کہ امداد غیبی سے ایک عقاب آہنی چنگال
پیدا ہوا کہ شاہین اسکی تیز دستی کے آگے مگس کے مانند تھا اتفاقاً نظر اسکی شاہین و کبوتر پر پڑی
بس دیکھتے ہی حملہ آور ہوا ہر چند شاہین کو عقاب سے قوت مقابلہ کی نہ تھی لاکن عرق حمیت
شاہین کی بھی جوش مین آئی اور عقاب اور شاہین مین مجادلہ شروع ہوا بیت مرغ با مرغ
جنگ پیوستہ او باین حیلہ از میانہ بجست + بازن نے فرصت پاکے ایک سوراخ مین
کہ گنجشک ہزار مشکل سے اُسمین گنجایش پاتی آپکو پنہان کیا اور خوف جان سے یہان تک لاغر
اور باریک بن گیا کہ اُس سوراخ تنگ و تاریک مین در آیا اور تمام شب و روز اُسی پتھر کے نیچے
رہا جب کہ کبوتر سپید بال صبح نے آشیانہ سپہر سے پر مارنا شروع کیا اور زاغ شب سیہ فام
عنقا صفت نظروں سے غائب ہو گیا بازنہ باوجود ہزار آزار و بے طاقتی کے اُڑا اور بجرات تمام
پر و بال مارنا شروع کیا ترسان و ہراسان و پس و پیش ہر جگہ پیش نظر کنان اُڑا جاتا تھا ناگاہ
ایک جگہ دیکھا کہ ایک کبوتر ہے کہ دانہ چند اُسکے آگے پڑے ہین اور بیٹھا ہے بازن بیچارہ کہ بھوکا اور
پیاسا کئی دن کا تھا اپنا ہمجنس سمجھکر از راہ طمع گویان اُسکے پاس جا بیٹھا ہنوز ایک دانہ
نہ کھایا تھا کہ ایک پانون اپنا بستہ بند دام دیکھا بیت دام شیطان ست دنیا دانہ لذتہای نفس
مرغ دل را حرص انداخت در دام افگند + اور مناسب اسکے شیخ ناسخ کہتے ہین بیت
مرغ دانا پھنس گیا دانے کی خاطر جال مین + جسطرح عاشق ہین عشق خال سے جنجال مین +
بازنہ نے اُس کبوتر اسیر اولین سے شکایت آغاز کی کہ اے برادر ہمجنس یہ واقعہ مجھے بسبب
جنسیت کے واقع ہوا کیون اس حالت سے تو نے مجھے آگاہ نکیا اور شرط مروت کو کیون ترک کیا
اگر شرط مہمانداری اور حق اخوت بجا لاتا اور اندک بھی اسکی ایما فرماتا تو مین حذر کرتا اور زنہار اسیر
بند بلا نہوتا کبوتر نے کہا کہ اے ناتجربہ کار اس گفتار بے سر و پا سے درگذر کہ آگے قدر کے احتیاط
تدبیر کام نہین آتا ہے اور بعد حکم قضا کے کوشش کچھ کام نہین کرتی ہے بیت چون تیر قضا

شکست تدبیر بجست + ہرگز نکند رد شمشیر تدبیرش + بازندہ نے کہا کہ اے شیر زبان مہربان
کچھ تدبیر فرما کہ اس مضیق سے راہ مخلصی ہاتھ آئے اور طوق تیرے منت کا تا حیات
میری گردن میں رہے کبوتر نے کہا کہ اے یار سلیم الطبع اگر میں حیلہ رہائی جانتا تو خود وابستہ دام
آفات کیوں رہتا اور اس حال شکستہ بال سے کہ مشاہدہ کرتا ہے گرفتار اور اسیر قفس تزویر
نہ رہتا اور بہت نزدیک ہے حال اُس شتر بچہ سے کہ بعد بیہودگی بسیار رنجیدہ تنگ گیا
تو رو رو کر اپنی ماں سے کہا کہ اے مادر مہربان لنفس چند توقف کرو کہ دم راست کر لون اگر کچھ بھی
ماندگی راہ کی برطرف ہو جائے تو آگے چلوں ماں نے جواب دیا کہ اے نادان بے بصیرت تو نہیں دیکھتا
تو کہ مہار میری غیر کے ہاتھ میں ہے ع برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست + اگر فی الجملہ بھی اختیار ہوتا
تو پشت اپنی بار سے اور پاؤن تیرے رفتار سے بچا لیتی بازندہ نے جبکہ یہ سخنان ناامید ہو کر
تڑپنے لگا اور جہد تمام سے ارادہ اُڑنے کا کیا ایک تو رشتہ حیات کا مستحکم تھا اور دوسرے
ڈورے جال کے گھس گئے تھے تھوڑی سے قوت میں قادر توانا کے حکم سے ٹوٹ گئے
اور اُسکی گردن بند دام سے چھوٹ گئی اگرچہ کم طاقت اور نزار تھا لیکن بخوف جان
پروازکنان اور شکر گویان جانب کاشانہ روانہ ہوا اتفاقاً ایک دہ ویران ملا اور شام بھی
ہو چلی تھی ناچار ایک گوشہ دیوار میں بیٹھا اور ایک کشت کار کہ قریب دیوار کے تھا اُسکا
تماشا دیکھتا تھا ہرچند کہ صدمات گوناگون سے کوئی سیر اُسے آسودہ نکرتی تھی مگر بچنا جان کا
ہزار نعمت سے زیادہ تر سمجھتا تھا ہنوز رنج راہ برطرف نہوا تھا اور دم راست نہ کیا تھا
کہ ایک دہقان بچہ کہ کشت کی نگہبانی کے واسطے اُس دشت میں گشت کرتا تھا اُسکی نظر
اس کبوتر پر پڑی کباب کی ہوس میں پانی منہ میں بھر آیا کمان گروہہ کہ جسے غلیل کہتے ہین
غلہ اُسمین رکھکے مارا بازندہ بیچارہ شعبدہ بازی چرخ سے غافل طرف کشت زار اور
دشت کے مائل تھا کہ ناگاہ صدمہ غلے کا بازو پر پہونچا یہ بلا رسیدہ بھوکا پیاسا زار
و ناتوان آفت کا مارا اُسکے صدمے سے زیر دیوار ایک چاہ تھا اُسمین سرنگون

گر پڑا دہقان بچہ نے دیکھا کہ شام ہو گئی اور کبوتر بھی ہاتھ سے گیا باز ندہ نیم جان
اُسی چاہ تاریک مین چھوڑا اور راہ اپنے گھر کی لی القصہ باز ندہ دل خستہ اور با
شکستہ نے شب اُسی درد و الم مین بسر کی اور دل مین کہتا تھا کہ جو کوئی آرام عزلت
شکر نہ کریگا اُسکا یہی حال ہوگا کہ جو بلا آسمان سے نزول کریگی اُسی ناشکر زیادہ طلب
گھر ڈھونڈھتی آئیگی اِسکے بعد دست دعا اُٹھائے اور عرض کیا کہ خداوندا در توبہ گنہگارون کے
واسطے تو نے کھلا رکھا ہی مین ناسپاس نعمت توبہ کرتا ہون کہ ابکی بار تقصیر اس گنہگار کی
معاف کر دے پھر کفران نعمت نہ کرونگا اور گنج عزلت اور غذا نہائے خشک کو لاکھ راحت
و نعمت سے بہتر سمجھونگا یہ کہتا تھا اور زار زار روتا تھا اور پیشانی اپنی سجدۂ نیاز مین
رکھتا تھا کہ ناگاہ سپیدہ صبح کا اُس تاریکی مین گونہ جلوہ گر ہوا اور موذن نے صدائے
اللہ اکبر بلند کی باز ندہ نے بسم اللہ کہکے جست کی اور لب چاہ تک پہونچا اور پھر پرواز
کرکے افتان و خیزان نزدیک آشیانہ قدیم کے بصد خرابی آ پہونچا جبکہ نواز ندہ نے
آواز جناح یار اپنی آشیانہ سے باہر آکر منھ پر منھ دھر دیا اور شکر پروردگار عالم ہزار
زبان سے ادا کیا اور یہ شعر گویا کا پڑھا بیت تھا مین مردہ تو جو آیا جان آئی جان مین
قم باذن اللہ شہپر کی صدا ہی کان مین + جبکہ دونون ہمکنار ہوئے باز ندہ کو نہایت لاغر
و ناتوان پایا کہا ای یار دلنواز بیان فرما کہ کیا حال گذرا اُسنے جواب دیا بیت تا سنح
صدمہ غم فرقت کا بیان ہو نہین سکتا + جو داغ نہان ہی وہ عیان ہو نہین سکتا
جو کچھ کہ میرے سر پر گذرا بعد اطمینان کے شرح اُسکی بیان کرونگا وہ قصۂ پر ہول اور
حکایت جانکاہ ہی کہ زبان پر لانے سے خون خشک ہوا جاتا ہی اور مختصر اُسکا یہ ہی کہ
بے ضرورت شدید خدا سفر نصیب کرے مرگ اس سے بہتر ہی جب تک باز ندہ زندہ ہی گوشۂ
آشیانہ سے پانون باہر نہ رکھیگا اور اُس رنج و عنا کو زنہار اختیار نکریگا غلام یہ مثل اس لیے
لایا ہی کہ بادشاہ عالم پناہ ارادہ سفر کا نکرین کہ فراق یار و دیار کا نتیجہ جز نالۂ زار و دیدۂ اشکبار

نہین ہی داﺑشلیم نے کہا کہ اے وزیر ناصح اگرچہ مضرت سفر کی بہت ہی لیکن حصول فوائد بھی
بھی زیادہ ہین ع عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو + اول یہ کہ جو کوئی غربت کی محنت مین
پڑتا ہی مؤدب اور مہذب ہو جاتا ہی اور دوسرے وہ تجربے کہ تمام عمر کے واسطے مفید ہون
حاصل ہوتے ہین اور اکثر ترقی مراتب سفر مین میسر ہوتی ہی خواہ بطور صوری ہو خواہ بطور
معنوی کیا نہین دیکھا ہی تو نے کہ پیادہ شطرنج کا سفر سات منزل کا کرکے شطرنج سے
نکلکے وزیر ہو جاتا ہی اور ماہ چودہ دن کا سفر اختیار کرکے رتبۂ ہلالیت سے درجۂ بدریت کو
پہونچتا ہی اور جو کوئی اپنے مسکن اور بستی آباد و وطن سے قدم باہر نہ رکھیگا عجائب بلاد کے
مشاہدے سے محروم اور اکابر عباد کی ملازمت سے بے بہرہ رہیگا باز سیر و شکار کے سبب
بادشاہون کے ہاتھ پر بیٹھتا ہی اور جغد روپوشی اور گوشہ گزینی کے باعث سے ویرانے مین
خوار و ذلیل رہتا ہی لمولفہ بیت چاہیے سیر و سفر عاقل کو مثل آفتاب + جو کہ گوشے مین ہوگا
جغد سان ہوگا خراب + اور ایک درویش سیاح اپنے مریدون کو اس رباعی کے مضمون پر
تحریص کرتا تھا رباعی انسان کو چاہیے کرے سیر و سفر + ہی سیر سفر مین پایۂ علم و ہنر
نکلے نہ اگر کنج صدف سے باہر + دریا مین محال ہی کہ ہو قدر گہر + اگر وہ باز شکاری زغن کے
بچون کے ساتھ بڑا ہوتا اور ہم صحبت اُنکا مدت العمر رہتا اور ہوائے سفر مین پرواز نہ کرتا تو
کبھی بادشاہ کی تربیت سے مشرف نہوتا وزیر نے عرض کیا کہ صورت باز کے قصے کی کسطرح سے ہی
حکایت باز راے داﺑشلیم نے کہا سنا ہی کہ ایک باز کے جوڑے نے قلۂ کوہ بلند پر آشیانہ
بنایا تھا اور فراغ خاطر سے اُس نشیمن مین رہتے تھے اور دیدار سے ایک دوسرے کے مسرور و خرم تھے
ایک مدت کے بعد خالق نے ایک بچہ خوب از بس محبوب اُنھین عنایت کیا طعمے کے واسطے اکثر
جاتے تھے اور طعمہ گوناگون لا کر کھلاتے تھے تا اعضا اُسکے جلد تربیت پائین کہ اندک عرصے مین حد رشد کو
پہنچے ایکدن دونون کو تھوڑی تاخیر واقع ہوئی اس باز بچے کو غلبۂ اشتہا حرکت مین لایا ہر طرف
حرکت اور ہر دم میل تلاش طعمہ مین جنبش کرتا تھا ایکبار آشیانے سے جست کرکے نشیب کوہ میں گرا

قضارا اُسوقت ایک زغن یعنی چیل اپنے بچون کے واسطے طعمے کی تلاش مین آشیانے سے
نکل کر کوہ پر انتظار مین شکار کے بیٹھی تھی کہ ناگاہ نگاہ اُسکی اس بازبچے پر پڑی سمجھی کہ یہ موش ہی
ہنوز بازبچہ زمین تک نہ پہونچا تھا کہ جست کرکے اوسے پنجے مین پکڑ کے اپنے آشیانے کو لیگئی
جبکہ خوب نظر کی دیکھا کہ یہ موش نہین ہی بلکہ ہمجنس اپنا ہی جنسیت کی محبت نے جوش کیا اور یہ سمجھی کہ
اللہ تعالیٰ نے اِسکی پرورش میرے ذمے لازم کی ہی بہتر یہ ہی کہ اپنے بچون سے بھی اسکی زیادہ پرورش کرون
پس اُسی دم وہ زغن اسکی پرورش مین مشغول ہوئی بلکہ زیادہ تر اپنے بچون سے اُسپر شفقت کرتی تھی
تا زمانے کہ بازبچہ جوان ہوا اور اُسکے جوہر ذاتی نشو و نما مین آئے بموجب حدیث شریف کل شیء یرجع الی اصلہ
حوصلہ بازبچہ کا زغن کی صحبت مین تنگی کرنے لگا اگرچہ اس سے غافل تھا کہ مین بچہ باز کا ہون
تاہم ہمت اُسکی رات دن اسپر مصروف تھی کہ کچھ کار مردانہ ایسا نمایان کرون کہ اس جیفہ
خوری سے کنارے رہون کبھی خیال کرتا تھا کہ مین اگر بچہ زغن نہین ہون تو اُسکے آشیانے مین
کیون پیدا ہوا ہون اور اگر زغن بچہ ہون تو دست و بازو اور رنگ ڈھنگ میرا بھائیون سے
کیون جدا ہی یہ سوچتا تھا اور یہ رباعی زبان پر لاتا تھا رباعی * نہ داخل این دائرہ دارم خود را
نی خارج این جمع شمارم خود را * آن بہ کہ ازین نیستی و ہستی خویش * خوش بگذرم و باز گذارم خود را
ایکدن زغن نے اسکے بشرے سے پہچان کر کہا ای فرزند مین تجھے چند روز سے ملول پاتی ہون
پس سبب تیرے ملال کا کیا ہی جو رنج کہ تیری خاطر نازک مین پیدا ہوا ہی لازم ہی کہ مجھسے شرح و بیان
کر تا مین چارہ جوئی اُسکی کرون کہ رنج تیرا مجھے سوہان روح ہوتا ہی بازبچے نے عرض کیا کہ ای مادر مہربان
مین خود حیران ہون اور سبب اپنے ملال کا مفصل نہین جانتا ہون مگر بلاشک ملول رہتا ہون بیت
پوچھ ای ہمدم نہ تو میری اُداسی کا سبب * آپ مین دن رات حیران ہون ہوا ہی کیا مجھے *
اب مصلحت میرے دفع ملال کی اسمین ہی کہ شرف رخصت مجھے عنایت کر کہ چندے سیر اطراف جہان
کرون شاید برکت حرکت سے غبار غم میرے آئینہ خاطر سے دور ہو کہ جب طبیعت عجائب سیر
و تماشے سے آشنا ہو تو یقین ہی کہ صورت خوشی کی بھی آئینہ سینہ مین جلوہ نما ہو زغن نے

جبکہ لفظ فراق زبان باز بچے کی سنا کثرت محبت سے کہ پرورش کے سبب زغن کے
دل مین سمائی تھی نہایت بیقرار ہوئی اور کہا کہ ای فرزند یہ کیا اندیشہ نامناسب ہی کہ کرتا ہی
اور یہ کیا خیال باطل ہی کہ جسے دل مین جگہ دیتا ہی سفر دریا ہی عالم آزار اور اژدہا ہی آدم خوار
بغور دیکھ کہ صورت سفر و سقر مین بجز ایک نقطے کے کوئی فرق نہین ہی بیت سفر اہل این جہان
سقر ہست + زان سبب صورت سقر سفر است + بیشتر لوگ کہ سفر اختیار کرتے ہین وجہ
اسکی دو حال سے خالی نہین ہوتی ہی یا تنگی معاش ویا بسبب لحوق حوادث کے سوا
سفر کے صورت مفر نہین ہوتی ہی سو خدا کے فضل سے ان دونون سے تو محفوظ ہی
خدا یرا کہ توشہ فراغت اور گوشہ راحت موجود ہی اور اپنے سب امثال پر سرفرازی رکھتا ہی
پھر باہمہ حصول دولت رنج سفر اختیار کرنا اور اقامت کو عیش ترک کرنا طریق خردمندی سے
فرسنگون دور ہی بیت جو سفر کا قصد کرتے مین وطن کو چھوڑ کر پھنستے ہین دام بلا مین
وہ چمن کو چھوڑ کر + باز بچے نے کہا کہ جو کچھ کہ فرمایا تو نے یہ سب مہربانی اور شفقت سے ہی لیکن
جب خوب فکر کرتا ہون تو یہ گوشہ اور توشہ ہرگز اپنے فراخور حال نہین پاتا ہون اور جو کچھ کہ ہمیشہ
دل مین گذرتا ہی زبان پر نہین لاتا ہون زغن نے جانا کہ ہر شی اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہی
یہ اُسی کا ظہور ہی یہ تحریک طبع اسکی روکنے سے نہ رکیگی لاکن بطور تجاہل عارفانہ زغن نے
کہا کہ مین جو کچھ کہتی ہون مقام قناعت ہی اور جو تو نے ارادہ کیا ہی وہ مرتبہ حرص کا ہی
اور حریص ہمیشہ محروم رہتا ہی اور قانع سدا بہرہ مندی دیکھتا ہی اور تو ای فرزند شکر نعمت اور دولت موجود
قناعت نہین کرتا ہی ڈرتی ہون کہ تجھے وہ نہ پہونچے جو اس گربہ حریص کو پہونچا اسنے کہا کہ قصہ گربہ حریص کا کیا ہی
حکایت زغن نے کہا ملک ختا مین ایک پیرزال تھی نہایت کہن سال اور مفلس اور ضعیف الحال
ایک گربہ رکھتی تھی کہ نزار تر تھا ہلال سے اور تیرہ تر تھا بخیلون کی گور سے اور اس بڑھیا نے ایک مدت
پالی تھی لاکن تہیدستی سے خبرگیری اسکے طعمے کی قرار واقعی نہ کر سکتی تھی جو کچھ کہ اسے میسر آتا تھا بقدر
اسکو بھی دیتی تھی اور بلّی بھی پیرزال کی مصاحبت مین اسی حال سے بسر کرتی تھی باوجود یکہ

چشم خیال سے بھی نہ دیکھتی تھی بلکہ نام نان بھی گوش نہ ہم سے کسی کی زبان سے نہ سنتی تھی
اگر کبھی موش سوراخ سے نکل کے نزدیک اسکے گذرتا تھا تو دونون پنجون مین اُسے لے لیتی تھی الا طاقت
جست کی باہی نہ رکھتی تھی لیکن ع رزق را روزی رسان پر میدہد + بقدر بقاے حیات ہفتے مین
دو ایک بار پروردگار ایسا شکار نصیب اُس گرسنہ ناتوان و نزار کے کر دیتا تھا کہ مرتی نتھی القصہ ایک دن یہ گربہ
برجستہ تما ہو لاغر سے بام چڑھی دیکھتی کیا ہی کہ دیوار ہمسایہ پر ایک گربہ فربہ مانند بچہ شیر کمال قوت و طاقت
آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی آتی ہی گربہ پیرزن لاغری اپنی اور فربہی اُسکی دیکھکر متحیر ہوئی یہ جانتی تھی
کہ سب بلیان میرے ہی مانند ہوتی ہین پکاری کہ ای خواہر ہم جنس اس طاقت و لطافت کا کیا
سبب ہی مگر تو خان خانان ختا کی مہمان ہی و یا باعث اس طاقت و لطافت کا کوئی اور چیز ہوئی ہی
گربہ ہمسایہ نے جواب دیا کہ مین شام و پگاہ بارگاہ سلطان مین حاضر رہتی ہون جبکہ دستر خوان بچھایا
جاتا ہی تو جرات کرکے بیک حملہ پارہ گوشت چرب فربہ لے بھاگتی ہون اور اُسے کھاکر آٹھ پہر مرفہ الحال
رہتی ہون گربہ پیرزال نے کہا کہ گوشت فربہ کسے کہتے ہین اور نان مائدہ کس کا نام ہی مین نے مدت العمر مین
سوا آدال و یا شوربا سے پیرزال و یا گاہ گاہ گوشت موش نام تیسری چیز کا نہین سنا ہی خدا جانے تو کیا
کہتی ہی دیا مضحکہ کرتی ہی گربہ ہمسایہ ہنسی اور کہا تجھے عنکبوت بلکہ تار عنکبوت کہا چاہیے جس ہیئت و
شکل سے کہ تو ہی ہماری جنس کے واسطے ننگ ہی لمؤلفہ بیت گرچہ تو بلی ہی ملتا ہی نہین پر تجکو تو تو
اسلیے ہین سست و پا تیرے بشکل عنکبوت + اگر تو بارگاہ سلطان و یا اُسکا دستر خوان دیکھے اور لذیذ
نعمتون کی خوشبو تیرے دماغ کثیف تک پہنچے تو غالب ہی کہ بحکم یحیی العظام وہی رمیم پردہ غیب سے
حیات تازہ اور لطافت بے اندازہ تیرے نصیب ہو جاے بیت ناسخ بوے طعام خوش ہم علیہ سے گر نہین
اسکی جان جان مین گو دم مین دم نہین + بڑھیا کی بلی نے کہا کہ ای خواہر مہربان میرا بھی تجھپر
حق ہمسائگی اور ہم جنسی ہی اگر شرط مروت بجا لائے تو مفت کرم داشتن ہی کہ مجھے اپنے ساتھ
خوان سلطان پر لیچل شاید کہ بدولت تیرے مین بھی توانا ہو جاؤن اور تیری صحبت کی برکت سے
حیات دوبارہ پاؤن گربہ ہمسایہ نے جبکہ منتین اسکی سنین رحم کھایا اور وعدہ کیا کہ

تیرے بغیر آج خوان سلطان پر حاضر نہونگی گربۂ پیرزن اس وعدے سے خرسند ہوئی
اور یہ ماجرا پیرزن سے بیان کیا پیرزن نے نصیحت کی کہ ای رفیق مساز اہل دنیا کی باتون
پر فریفتہ نہو اور گوشۂ قناعت کو ہاتھ سے نہ چھوڑ کہ کاسۂ حرص کا سوائے خاک گور کسی چیز سے بھرتا
نہین اور دیدۂ آرزوے دنیا سوائے رشتۂ سوزن فنا سیا نہین جاتا بیت قناعت
توانگر کند مرد را + خبر دہ حریص جہان گرد را + خدا را ندانست و طاعت نکرد + کہ بر بخت و روزی
قناعت نکرد + دل مین گربہ کے خوان بادشاہ کی ہوس ایسی سمائی تھی کہ پند پیرزال کو کچھ مال نہ سمجھی
القصہ دوسری شب ہمسائے کی بلی کے ساتھ افتان و خیزان سلطان ختا کی بارگاہ تک پہنچی
اس سے پہلے کہ گربۂ پیرزال پہونچے کہ اسکی سستی طالع نے ایک بلاے جست کو برپا
کیا تھا یعنی شب گذشتہ بلیون نے خوان سلطان پر ازبس ہجوم کرکے یہان تک شور و غوغا
برپا کیا تھا کہ مہمان اور میزبان دونون تنگ آئے تھے اس لیے خان ختا نے بتاکید حکم دیا کہ پیش از کشادن
دسترخوان بچھایا جائے تیرانداز سخت کمان قادر انداز جمع ہون اور سوفار تیر و کمان چلون مین دیکر
کمین گاہ مین منتظر رہین جبکہ کوئی بلی نظر آئے پیکان زنبورنیش سے جگر اسکا ریش کرین گربۂ پیرزال
بے خبر اس حال سے جبکہ بوے طعام اسکے دماغ ناکام مین پہونچی بے اختیار مگس وار دسترخوان پر گر پڑی
ہنوز میزان اشتہا سے کا لقمۂ گران سنگ طعام سے ہموزن نہوا تھا کہ تیر جگردوز اسکے دونون پہلوون سے
گذر گیا نظم چکان خونش از استخوان میدوید + ہمیگفت از ہول جان میدوید + کہ گر رستم از دست این تیرزن
من و موش و ویرانۂ پیرزن + اور یہ مثل مین نے اسلیے بیان کی ہے کہ تو میرے گوشۂ آشیانے کو غنیمت
سمجھے اور قدر اس طعمے کی کہ بے زحمت تجھے ہوتا ہے پہچانے اور زیادہ طلبی نفس حریص کی
مکروہ جانے کہ بیش از بخت و پیش از وقت حاصل نہین ہوتا ہے اور مرتبۂ قناعت کہ بے زحمت اور بے
زحمت ہے ہاتھ سے کیون کھوتا ہے اور پھر افسوس کچھ کام نہ آئیگا باز نے کہا کہ جو کچھ فرمایا تو نے لازمۂ
شفقت و الدین یہی ہے لیکن خیال فرما کہ اگر کوئی عجوزہ کے مانند ہر رطب و یابس پر قناعت کرے تو اولوالعزمی اور
بلند حوصلگی جہان سے اٹھ جائے اور جو کوئی کہ فقط اکل و شرب پر مثل بہائم قناعت کرتا ہے عالی ہمتون مین شمار

نہین آتا ہی اور جو کوئی چاہے کہ سر پر بزرگی پر بیٹھے اور تاج افتخاری سر پر رکھے کمر ہمت چست
باندھے اور کارہائے خسیس پر ہمت مصروف نہ کرے مثنوی بلند ہمت جنے پائی ہی ہمت والا
اُسکی منزل ہی عالم بالا + کرگس چرخ جیفہ خوار نہین + کرگسان زمین کو عار نہین + مرغ زرین چرخ کی ہی
خوراک + دانہ ہائے کواکب افلاک + زغن نے کہا یہ خیال محال کہ تیرے دماغ پر کثرت مانند ایسے
مستولی ہوا ہی اور یہ دیگ سودائی ہی بیجا صرف کہ حماقت نفس امارہ سے تیرے دیگدان سینہ مین جوش
مارتی ہی اور اسباب بلند پروازی کا ظاہرا ایک بھی تیرے واسطے مہیا نہین ہی غالب ہی کہ نتیجہ
اُس اندیشہ کا جسکو شدہ شدہ سمجھتا ہی بجز ندامت اور کچھ حاصل نہو بموجب بیت تا کہ پہ جانے بزرگان تو ان زد
بگزاف + مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی + باز بچے نے کہا کہ قوت میرے چنگال کی حصول دولت کے لیے خوب
سامان ہی اور تیزی میری منقار کی مراتب رفعت کے واسطے بہتر وسیلہ ہی مگر حکایت اُس
شمشیر زن کی تو نے نہین سنی ہی کہ وہ حوصلہ بادشاہی کا دماغ مین رکھتا تھا آخرکار دست و
بازوے دلاوری سے شاہ ہمت اُسکا تخت مراد پر بیٹھا زغن نے پوچھا کہ یہ ماجرا کس طرح تھا
حکایت بانے کہا کہ ایام ماضی مین ایک مرد کاسب تھا کہ کثرت عیال سے بہت دق
رہتا تھا اور نہایت تہیدستی سے کبھی حرف آسائش کا ورق تماشا سے نہ پڑھتا تھا
اور فائدہ مزدوری کا اسقدر نہ تھا کہ سوائے خرچ روزمرہ کے کچھ پس انداز ہوتا اسلیے تنگ
رہتا تھا آخرکار عنایت پروردگار سے اُسکے ایک بیٹا پیدا ہوا کہ آثار دولت و اقبال اُسکی
پیشانی پر تابان اور اطوار سعادت و حشمت چہرۂ پرنور پر نمایان تھے بیت کوکب سعد
آسمان جلال + گل شاداب گلشن اقبال + اور اُسکے قدم کی سعادت سے اُسکی معاش مین
برکت ہونے لگی یعنی فائدہ حرفت کا دوچند سہ چند ہونے لگا والدین اُس اقبال نشان کی
پرورش مین دل و جان سے مصروف رہتے تھے جبکہ وہ با سعادت ایام تربیت کو پہونچا
کھیل اُسکا سوا تیر و شمشیر کے دوسرا نہ تھا اور جبکہ اُسے مکتب مین بٹھایا اول حرف
کہ اس لڑکے کی زبان پر جاری ہوا تیر و کمان بجائے الف بے تھا ہر چند کشتان کشان

مکتب کو لیجاتے تھے اور سوال تعلیم خطی سے کرتے تھے یہ جواب نیزہ خطی سے دیتا تھا
اور جبکہ کوئی اُسے پڑھاتا تھا یہ خطوط کتابت کو خطوط شمشیر تصور کر کے اُس سے مضمون جہانگیری کا
نکالتا تھا اور جبکہ ترغیب نقش و نگار نظم و نثر سے دیتے تھے یہ نقش جس سے مطلب سرفرازی شاہی
کرتا تھا باپ اُسکا اُسکے حالات دیکھکر متحیر ہوتا تھا جبکہ شدہ شدہ حد بلوغ کو پہونچا باپ نے کہا
کہ ای فرزند ارجمند چاہتا ہون مین کہ جو بہتری عالم کی ہی تیرے لیے ہو اور ضرر ظاہر و باطن کا تجھے نہ
پہونچے اب مصلحت یہ ہی کہ مین نکاح تیرا ایک مخدرہ ہمقوم سے کہ خصائل کریمہ سے متصف ہو کر دون
مبادا تو مبتلاء شہوت مین گرفتار ہو حصار استوار اس بلا کے دفع کا کہ مَن تَزَوَّجَ فَقَد اَحصَنَ
اس سے بہتر نہین اور مین نے اسقدر سامان بھی مہیا کر رکھا ہی کہ ہمارے کفو کے واسطے کفایت کرے
اب اس بات مین تیری کیا مصلحت ہی بیٹے نے کہا کہ ای پدر شفیق مین نے سامان اس سے بہتر
اپنی شادی کا تجویز کر رکھا ہی آپکو تکلیف اسکی نہ دونگا در امداد تمسے اُسکی غیر ممکن ہی باپ نے کہا
کہ ای جان بابا مجھے تیرے دست قدرت کا حال بخوبی معلوم ہی اور وہ عروس کہ جسکی خواستگاری
تونے کر رکھی ہی کس جگہ اور کس خاندان سے ہی لڑکا گھر جا کر ایک شمشیر کہ خوب رویون کی تیغ ابرو سے
خونریزی مین ہزار درجہ زیادہ تھی لایا اور کہا کہ ای پدر بزرگوار مین نے عروس مملکت کی خواستگاری
کی ہی اور مخدرہ سلطنت کو اپنے عقد مین لاؤنگا اور مہر اُسکا یہ شمشیر تیز اور نیزہ اور خنجر خونریز ہی
بیت عروس ملک کسے در بغل بگیرد تنگ + کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند + مناسب اس
شعر کے ناسخ اُستاد نے کہا ہی **اشعار** ہاتھ گر پست ہی سپاہی کا + زیر پا ہی سر شاہی کا +
روز میدان جو سر کرے نہ عزیز + وہی شایان ہی کجکلاہی کا + ای پدر بزرگوار مغلوب شہوت ہونا
کام بہائم کا ہی اور جسنے کہ عروس سلطنت کو پسند کیا ہی وہ نظر کسی رذیل پر کب کرتا ہی **بیت**
با بخت نیک ہیچ کسی راستیز نیست + مہر عروس ملک بجز تیغ تیز نیست + جو کہ ہمت جبلی
اُس فقیر زادے کی حصول دولت سلطنت پر مصروف تھی بموجب مثل کے کسنے ڈھونڈھا
کہ پایا آخر اُسکی تیغ عالمگیر نے اکثر اقالیم کو مسخر کیا اور انجام کار مراد دلخواہ کو پہونچا از بسکہ

کہا یہ مثل اسلئے بیان کی گئی ہی کہ جو اسباب دولت کہ میری مقتضاے ہمت ہین کچھ نہین
رکھتا ہون اور توفیق یزدانی سے نے کہ دروازہ سعادتمندی کا میرے آئینۂ دل پر کھولا ہی
تو امید غالب ہی پروردگار عالم سے رکھتا ہون کہ مطلوب جلد میسر کرون اور دست مراد
گردن مقصود مین ڈالون اور سُن امی یار مہربان افسون و افسانہ کبھی میرے سوداے پختہ پر
کارگر نہوگا اور اس خیال فرخندہ فال سے زنہار نہ پھرونگا لمؤلفہ بیت او کھلی مین سر دیا
دھمکون سے کب ڈرتے ہین ہم + عشق اُس پردہ نشین کا آشکارا چاہیے + زغن نے جانا کہ
یہ مرغ عالی ہمت رشتۂ فریب سے باندھا نہ جائیگا بناچاری اجازت سفر کی دی اور زخم مہاجرت
سینۂ ریش پر گوارا کیا باز بچے نے الوداع کہی اور آشیانے سے پرواز کرکے اوج سعادت کیا
اور قریب شام ایک درخت بلند کہ قلۂ کوہ پر تھا بسیرا لیا اُسوقت سایہ ڈھلا ہوا اور عجب بہار
مرغزار کی تھی ہر طرف باز نگران تھا ناگاہ دیکھا کہ کبک دری بہزار جلوہ گری قہقہے کرتا ہی
اور نعرہ نغمہ سرائی کا اطراف کوہ مین پیچیدہ ہی باز اُسوقت ہرچند کوفتگی راہ اور شدت
اشتہا سے سُست اور نزار تھا تو بھی ایک حملے مین کبک کو پنجے مین پکڑ کر اُسی درخت پر لیگیا
اور گوشت سینے کا خوب سیر ہوکر کھایا تمام عمر آشیانۂ زغن مین سواے جیفہ و مردار کے اور شی
زبان اُسکی آشنا نہوئی تھی کبک کے سینے کا گوشت کھانے سے اور خون تازہ کے ذائقے سے
عجب طرح کی کیفیت حاصل ہوئی قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے کہ وہ لذت نہ تھی گویا شربت
حیات تھا اور دل مین کہتا تھا کہ اول منزل مین فائدے سفر کے یہ ہوئے کہ مصاحبان دنی
اور کم ہمت سے رہائی پائی اور غذاہاے ناملائم کے عوض طعمہاے خوشبودار اور مقبول طبع حاصل
ہوئے اور آشیانۂ تیرہ و تار سے نکل کے درخت بلند اور منزل عالی پر جگہ پائی اسکے بعد دیکھا چاہیے
کہ پردۂ غیب سے کیا لطیفہ پیش آئے اسی طرح سے باز چند روز شکار کبک دری اور دراج کا کرتا رہا اور
اُس درخت پر خوش گذران کرتا ایک دن باز اُسی درخت پر بیٹھا تھا کیا دیکھتا ہی کہ غول سوارن
اور پیادون کے دامن کوہ مین صف باندھے ہوئے چلے آتے ہین اور صدہا جرہ اور باز

اور شاہین شکاری ہاتھون پر لیے ہوے تلاش شکار مین چارسو نظر کر رہے ہین اور وہ
بادشاہ اُسی ولایت کا تھا کہ شکار کے واسطے دامن کوہ مین آیا تھا اس حال مین وہ باز
کہ بادشاہ کے ہاتھ پر بیٹھا تھا ایک صید پر چھوٹا چاہتا تھا کہ اُسے صید کرے یہ باز بلند ہمت
اپنی جگہ سے حملہ آور ہو کر اُس شکار کو بادشاہ کے باز سے پہلے صید کر لے گیا بادشاہ نے جبکہ تیز
پروازی اس باز سبک پرواز کی دیکھی عاشق ہو گیا اور دام دارون کو حکم گرفتاری کا دیا
دام دارون نے چند روز کوشش کرکے پھندا اُسکی گردن مین ڈالا اور بادشاہ کی خدمت مین
حاضر کیا بادشاہ نے حکم طیاری کا دیا تھوڑے دنون مین بازدارون نے طیار کر کے حاضر کیا جبکہ
بادشاہ نے اُسکی بلند پروازی اور سبک تازی دیکھی نہایت خرسند ہوا آخر ہمت بلند کے
وسیلے سے حضیض نکبت سے نکل کر اوج عزت کو پہونچا یعنی منزل اُسکی بادشاہ کے ہاتھ پر
مقرر ہوئی سفر کی بدولت صحبت زاغ و زغن سے چھُٹ کے شرف صحبت بادشاہ حاصل کیا
غرض اس بیان سے یہ ہی کہ فائدہ سفر کا معلوم ہو **قطعہ** بہار دل سفر باشد کہ از وی
خلائق را گل مقصود بشگفت • سفر کن تا مراد خویش یابی • کہ فامشوا فی مناکبہا خدا گفت
جبکہ حکایت دابشلیم نے تمام کی وزیر ثانی نے بعد دعاے خسروانہ عرض کیا کہ جو
بادشاہ ظل اللہ نے فائدے سفر کے بیان فرمائے اسمین کسی طرح کا شک نہین ہی لاکن
غلامون کے دل مین گذرتا ہی کہ بادشاہ عالم پناہ کی ذات ملکی صفات کہ راحت سب عالم کی ہی
اسکو روضۂ جان فزاے عشرت سے دور ڈالنا اور بادیۂ رنج و محنت کو اختیار کرنا حکمت کے
خلاف ہی دابشلیم نے کہا کہ مشقت کھینچنا کام مردون کا ہی جب تک بادشاہ اذیت نفس کی
گوارا نہ کریگا ضعفا سایۂ گلستان راحت مین کبھی آرام نہ پائینگے اور جو بادشاہ خود خوکردہ
راحت و آرام ہو بالیقین جانو کہ کار رعیت کا تمام ہوا **رباعی ناسخ** ہوتا ہی جو بادشاہ
آرام طلب • رہتا ہی ہمیشہ مائل عیش و طرب • ملک اُسکا خراب سلطنت بھی ہی تباہ
افواج و رعایا مین گرفتار تعب • سن اے وزیر کہ بندگان خدا دو قسم پر ہین ایک سلاطین

کہ انکا حصہ فرمان روائی ہوا ہی انکو سوا محنت اور خلق خدا کی فکر کے آرام کرنا حرام ہی
اور ایک رعیت ہی کہ نصیب اُنکا فرمان برداری اور رحمت و آرام بخشا ہی کہ دعاے منعم
وظیفہ اپنا کرین اور استراحت و آرام کے ساتھ کسب و حرفت کرتے رہین اور یہ دونون
جمع نہین ہوتے ہین یا آرام اختیار کرکے رعیت بنے یا محنت و مشقت شعار کرکے سلطنت
فرمان روائی کرے **قطعہ** آنکہ او پا بر ناز و نعم بیشہ مینہند + روزگارش در جہان سرور و سکندر دارد
بادشاہی در چمن دادند گل را ازانکہ گل + با وجود نازکی از خار بستر میکند + حکیمون نے کہا ہی جد و جہد
کرنا طالب کو سر حد منزل رسا تک پہونچاتا ہی اور بیابان مجاہدہ کو قدم وفا سے قطع کرنا جمال
مطلوب کو مشاہدے مین لاتا ہی **رباعی** رغبت ہو بہت جسکو تن آسانی سے + کچھ کام
نہین ہی اُسے سلطانی سے + سمجھے جو کوئی بستر گل کو پرخار + پائے وہ ثمر نخل جہانبانی سے +
جسنے کہ علم محنت بلند کیا آخر تاج دولت سے ارجمند ہوا جیسا کہ وہ پلنگ بچہ کہ بیشۂ
فرح افزا کی آرزو رکھتا تھا آخر کار جانفشانی اور مشقت کی برکت سے دراز دستی اُسکی
دامن مطلوب تک پہونچی وزیر نے عرض کی یہ قصہ کسطرح پر تھا **حکایت** رائے دابشلیم
نے کہا کہ حوالی بصرہ مین ایک جزیرہ تھا نہایت خوش ہوا ازبس لطافت سے چشمہ ہا
آب زلال ہر طرف روان اور نسیم روح افزا ہر گوشے مین نہایت اعتدال سے وزان تھی
ازبس نزہت سے اُسکو بیشۂ فرحت افزا کہتے تھے ایک پلنگ اُس بیشے کا حاکم تھا اور ایسا
قوت و دلاوری مین یکتاے روزگار تھا کہ شیران شرزہ کام نام اُس کنام کا اسکے خوف سے
نہ لیتے تھے مدت دراز اس بیشے مین داد آرام دیتا رہا اور ناکامی کی صورت کبھی حاشیۂ
خیال پر نگذری اور اسکا ایک بچہ تھا نہایت خوبصورت اور خوش سیرت ہوا رہ اسکے دیدار سے
مسرور ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ بچہ اگر ایک سال کا ہو کے اپنے ناخن و دندان اکبار بھی
ہزبر دن کے خون سے سرخ کرلے تو زیبا ہے کہ اس بیشے کی اسکے قبضۂ اختیار مین دیکر الغرض
گوشۂ قناعت اور یاد رب العزت مین بسر کرون ہنوز نہال اُسکا شگوفۂ مراد نہ لایا تھا

کہ باغ حیات اُسکا لشکر اجل نے لوٹ لیا مصرعہ ای بسا آرزو کہ خاک شدہ یعنی جبکہ
وہ پلنگ شیر اجل کے پنجہ مین گرفتار ہوا اُس نواح کے درندے کہ آرزو اُس بیشے کی رکھتے تھے
یکبار سب حملہ آور ہوئے پلنگ بچے نے دیکھا کہ مین مرد میدان ان سبکا نہو سکونگا جلا وطن
اختیار کیا اور باہم درندون مین نزاع عظیم واقع ہوئی ایک شیر خونریز شور انگیز سب پر غالب آیا
اور اُس بیشے کو اپنے قبضۂ تصرف مین لایا پلنگ بچہ چند روز آوارہ و سرگردان دشت و بیابان مین
پھرتا رہا بعد عرصہ کے ایک بیشۂ پر سباع مین وارد ہوا اور اپنی سرگذشت سے انھین
مطلع کر کے امداد چاہی اُنھون نے اُس شیر ژیان کا حال سُنکے اعانت سے انکار کیا
اور کہا کہ ای نادان تیری منزل اب اُس شیر غران کے تصرف مین ہی کہ جسکے سبب سے ہوا پر پرند
پرواز نہین کر سکتے ہین اور پیل مست اُسکی دہشت سے اُس صحرا کی حوالی مین قدم نہین
رکھ سکتے ہین ہم ناتوانون کو اُسکے چنگال سے قوت برابری اور دندان تیز سے طاقت ہمسری کی
کب ہی مگر ایک راہ صواب ہم تجھے بتاتے ہین کہ تو رجوع اُسکی درگاہ مین لا اور جان و دل سے
کمر خدمت گزاری کی محکم باندھ کر شبانہ روز اُسکی رضا جوئی مین مصروف رہا کر یقین ہی
کہ شیر جوانمردی کو کام فرمائے اور مقصد تیرا خدمت گزاری مین حاصل ہو جائے نظم
تنے را کہ نتوانی از جاے برد + بر خاش او پاے نتوان فشرد + ہمان بہ کہ با او مدارا کنی + ہویدائی و عذر
آتش کارا کنی + پلنگ بچہ کو یہ بات پسند آئی اور اصلاح اپنے حال کی انھین درندون کی
صلاح مین سمجھ کر ملازمت شیر کی بہزار عجز و نیاز اختیار کی اور خدمتگزاری اُسکی جیسا کہ
چاہیے بجالایا تھوڑی سے مدت مین مقبول شیر کا ہو کر عمدۂ ارکان دولت ہوا شعر
جد و جہد کسے کہ بیشتر است + کارش از جملہ کار بیشتر ست + اتفاقاً شیر کو ایک مہم دور دست
اُس موسم مین پیش آئی کہ تنور فلک زیادہ از حد جوش مین اور عرصۂ کوہ مانند کورۂ شیشہ گران
التہاب اور خروش مین تھا کہ نہایت حرارت سے مغز جانوران ہوائی کا استخوان مین پانی
ہو جاتا تھا اور سرطان دریا مین کباب کے مانند بریان رباعی بجلی کی طرح سے ابر تر جلتا تھا

مانند شفق شام و سحر جلتا تھا ۔ فانوس حباب اور شمعین موجین ۔ پروانہ صفت مچھلی کا پر جلتا تھا ۔ شیر تامل کرتا تھا کہ اگر اس مہم مین درگذر کرتا ہون تو طنطنۂ سلطنت شاہانہ جاتا ہی اور اگر کسی کو حکم دیتا ہون تو ایسے وقت مین کہ صدف قعر دریا مین مانند کباب کے بریان ہوتی ہی کوئی ملازم ایسا خیال مین نہین آتا ہی کہ ایسی شدت حرارت سے اپنے دل کو ملول کیے اور طیب خاطر سے اس مہم کو قبول کرے اور اگر بہ ناچاری آرسے بلے کیا تو اس سے کیا ہو سکیگا بلکہ اگر شکست فاش لاحق حال ہوئی تو زیادہ تر خرابی متصور ہی اسی فکر مین مستغرق تھا کہ پلنگ نے فراست سے جانا کہ بادشاہ کو کوئی فکر سنگین لاحق ہوئی ہی کہ کسطرح سے از خود رفتہ ہی زمین بوس ہوکر عرض کیا کہ بادشاہ ظل اللہ کی عمر دراز ہو کونسا سانحۂ عجیب رونما ہوا ہی کہ اسقدر فکر مزاج اقدس پر طاری ہی ہم سرفروش کس واسطے اور کس دن کے لیے ہین جبکہ ہم سب نثار ہو جائین اُسوقت فکر کرنا حضور اقدس کا بجا ہی والا امکان نہین ہم کہ ہم میدان سربازی مین قدم نرکھین شیر نے دیکھا کہ یہ پلنگ بچہ مرد میدان نظر آتا ہی عجب نہین ہی کہ سامان اس مہم کا اسکے دست دلاوری سے سرانجام پائے شیر نے مرحبا کہا اور حال مشروحاً بیان کیا پلنگ نے بخوشی قبول کیا اور فوج ساتھ لیکر روانہ ہوا جبکہ اُس جگہ پہونچا بمردی و مردانگی اعدا کو تہ تیغ کرکے اُس بیشے کو مسخر کیا خواص دولت کہ اسکی رکاب مین حاضر تھے باتفاق سب نے عرض کیا کہ اس شدت حرارت مین اللہ تعالی تمھین کامیاب کیا اور کسی طرح کا دغدغہ باقی نرہا بہتر ہی کہ چند ساعت سایۂ درخت مین آسایش کیجیے اور آب خنک سے تشنگی کو تسکین دیجیے جبکہ تمازت آفتاب کم ہو روانہ ہوجیے

شعر آسودہ باش و بار مشقت فرو مکش ۔ بکشامیان کہ رنج جہان را کنارہ نیست ۔

پلنگ نے تبسم کیا اور کہا کہ شیر کے نزدیک سبب میرے تقرب کا یہی ہی کہ مین نے طریق جفاکشی سب پر پسند کیا ہی پسندیدہ نہین ہی کہ کاہل مزاجون کے مانند طبیعت اپنی سستی سے آشنا کرون کہ تن آسانی آخرکار پشیمانی لاتی ہی جسنے کہ کمر مشقت کی چست باندھی کبھی مطلب سے دور نرہیگا اور جسنے کہ راحت کو

دوست دیکھا زنہار منزل مقصود کو نہ پہونچیگا شیر نے ہمکو مشقت کا حکم دیا ہی شرط
خواری ہی سے دور ہی کہ اُسکے بے حکم نام آرام کا ہماری زبان پر گذرے اس حال مین پرتو آفتاب
ہمین ظل ہماے بہتر ہی رباعی ناسخ اُستاد ہماری طبیعت کے مناسب ہی رباعی
جو شاہد مقصود کا طالب ہو بشر + دم لے نہ تگا پو سے وہ ہرگز دم بھر + کرتا ہی درخت آرزو کو
سرسبز + خون دل و آب چشمۂ دیدۂ تر + جا سو سان لشکر نے خبر اس گفتگو کی ہو ہو شیر کو
پہونچائی شیر نے تحسین کو جنبش دی کہ سرداری اور سروری ایسے ہی شخص کو زیبا ہی
کہ مشقت سے دل نہ چرائے اور سر کو بالین استراحت سے آشنا نہ کرے اور دور و نزدیک
نمک حلالی مین برابر کوشش کرے اسکے بعد پلنگ کو بلا کر با کرام تمام سرفراز کیا اور دولت
اُس پیشے کی اُسے سپرد کی بدولت مشقت کے مسند مہتری پر متمکن ہوا ای وزیر یہ مثل
اسواسطے بیان کی ہی تا معلوم کرے تو کہ بے تگا پو سے بلیغ آفتاب مراد کسیکا مطلع امید سے
طالع نہین ہوتا ہی اور بغیر جستجو سے کامل کے نتیجہ رجا کا ہاتھ مین نہین آتا ہی مثنوی ناسخ
اُٹھا رنج اگر ہی طلبگار گنج + کہ ملتا نہین گنج بے درد و رنج + نہ تنگ آ اگر ہو اذیت تجھے
کہ ہی گنج مزد مشقت تجھے + اور اس سفر مین کہ مقصود میرا طلب علم ہی اسلیے عزم جزم کیا ہی
اب شہسوار میری ہمت کا عنان عزیمت کو پھیر نہین سکتا ہی اِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُورِ
وزیرون نے جانا کہ ہماری نصیحت بادشاہ کے سفر کی مانع نہو سکیگی اسواسطے
تائید کلام بادشاہ پر مصروف ہوئے اور شرائط مبارکباد سفر کی زبان پر لائے اور
یہ بیت گویا کی ہر دم بشاشت سے پڑھتے تھے لمؤلفہ بیت اگر جو عزم سفر
خدا حافظ + رہ تو اسکا حفیظ ہی یا حافظ + اور کبھی اس بیت کو تکرار کرتے تھے بیت
بسفر رفتنت مبارکباد + بسلامت روی و باز آئی + اسکے بعد بادشاہ نے
نیابت سلطنت کی ایک امیر معتمد کے سپرد کی اور رعایت حق رعایا اور وصیت حقوق
برایا بواقعی اُسکو سمجھا کے بعد فراغت امور ضروری مع خواصین و خدام مخصوص جانب

سراندیپ روانہ ہوا شہر بشہر مانند آفتاب کے انتقال فرماتا تھا اور ہر گروہ وقافلہ
منزل بمنزل فوائد حاصل کرتا جاتا تھا بعد طی مراحل بحر و بر اور شدائد گرم و سرد کے
اطراف سراندیپ مین جا پہونچا جبکہ روائح نفحات قدمگاہ حضرت ابو البشر آدم
علی نبینا و علیہ السلام اسکے مشام جان تک پہونچی نہایت مسرور ہوا چند روز شہر
سراندیپ مین ماندگی راہ کی دور کرکے آسودہ ہوا پھر لشکر مع بہیر و بنگاہ اُسی شہر مین
چھوڑ کر باتنے چند از خواص متوجہ کوہ کا ہوا ہر طرف مرغزار انواع ریاحین سے
آراستہ دیکھتا تھا اور ہر جانب سے بوستان نزہت آباد کہ رشک باغ ارم
کہنا چاہیے نظر آتے تھے دابشلیم ہر مقام متبرکہ کا طواف کرکے خورسند ہوتا تھا
کہ ناگاہ نظر اسکی ایک غار تاریک پر پڑی کہ جسکے دیکھنے سے آنکھین روشن ہوتی تھین
اُس غار کے مجاوروں سے پوچھا کہ یہ کسکی جگہ ہی اور حقیقت حال اسکی کیا ہی انھون نے
عرض کیا کہ یہ مکان حکیم بیدپا دانادل کا ہی کہ بہت مدت سے خلائق کی صحبت سے
کنارہ کش اور اس غار کو منزل اور ماوا اپنا کیا ہی اور اندک کفاف پر قناعت کرکے
خاشاک ناپاک ہستی کو آتش ریاضت سے جلا دیا ہی اور اُسکے دیدہ بیدار نے
شب زندہ داری سے چہرہ خواب بمدت دراز سے نہین دیکھا ہی اور نہ اُسکے گوش ہوش نے
غایت پرہیزگاری سے آواز اہل دنیا کی سنی ہی دابشلیم واسطے ملاقات حکیم کے بصد نیاز و تمنا
قریب غار کے جاکر کھڑا ہوا اور اُس صاحب کمال کی زبان حال سے زیارت کی اجازت مانگی
اُدھر سے آواز مرحبا اور تعال آئی بعد اسکے قدم آگے رکھا غار مین جاکر دیکھا کہ ایک شخص ہی کہ
عالم تفرید مین علم حقائق بلند کیا ہی گویا سیرت ملکی نے صورت بشری مین ظہور پایا ہی جبکہ نزدیک پہونچا
شرط سلام و قدمبوس بجالایا برہمن نے جواب سلام اور مراسم اکرام کے بعد اجازت بیٹھنے کی دی
اور سبب اذیت اختیار کرنے کا پوچھا دابشلیم نے حکایت خواب اور گنج اور وصیت نامہ
ہوشنگ اور باعث سفر کا واسطے دریافت ہونے اسرار چودہ وصیتون کے برہمن سے ازمطلع تا مقطع بیان کیا

برہمن نے تبسم کیا اور ہزار آفرین بادشاہ کی ہمت پر کی اور کہا کہ علم کی طلب کے واسطے تحمل
اتنی مشقتون کا ہونا کام نامرد کا نہین ہے واقعی سلطنت کا سزاوار ایسا ہی شخص ہوتا ہے کہ رفاہ
اور آرام خلائق کے لیے اتنی محنتون کو اختیار کرے اسکے بعد وہ پرچہ حریر کا دابشلیم نے برہمن کے
ہاتھ مین دیا برہمن نے دیکھا کہ یہ نسخہ دست گوہر فشان ہوشنگ ابن کیومرث ابن طہمورث
دیوبند ابن سام ابن نوح علیہ السلام کا لکھا ہے چوم کر آنکھون سے لگایا اور بغور تمام سب وصیتونکو
دیکھ کے دابشلیم سے بیان کرنے لگا اور مثل اور حکایات واضح ہر ایک وصیت کی توضیح مین لاتا تھا
دابشلیم قلم خیال سے لوح حافظہ پر لکھتا جاتا تھا بعد اتمام کلام وصایاے ہوشنگ حکیم
دابشلیم نے ترتیب اس نسخے کی جسکو موسوم بہ کلیلہ دمنہ کر کے چودہ باب پر یون ترتیب فرمایا

باب پہلا اجتناب کرنے مین قول نمام اور چغلخور اور ساعی کے

سوال دابشلیم نے بیدپا حکیم سے کہا کہ خلاصہ مضمون پہلی وصیت ہوشنگ یہ ہے کہ جو کوئی
تقرب سلاطین مین عزت پاتا ہے ہر آئنہ وہ محسود ہمجنس کا ہوتا ہے اور حاسد اُسکی خرابی
اور سلب منصب مین ہزار رنگ سے روبہ بازی اور حیلہ سازی کرتے رہتے ہین اور اکثر بہانے
خیر خواہی سلطان مین باتین مکر و فریب کی اُسکے حق مین بنایا کرتے ہین تا کسی طرح سے
مزاج بادشاہ کا اُسکی طرف سے متغیر کرین اور پایۂ عزت سے اُسے گرائین اور بادشاہ کو لازم ہے
کہ اقوال صاحب غرض پر خوب غور کرے اور تحقیق اور تنقیح کو درپردہ سر حد صدق و کذب پر
پہونچائے اگر جانے کہ قول حاسدون کا محمول بحسد نہ تھا اور بلکہ راست و درست تھا
تو بتدریج اُسے اپنی نزدیکی سے جدا کرے لاکن تسپر بھی پردہ دری اُسکی نہ کرے کہ بہترین
صفات سے بادشاہ کے واسطے ستاری اور درگذر ہے اور اگر معلوم کرے کہ یہ بیان اُنکا
محض حسد اور نفسانیت سے ہے تو اُن حاسدون سے اجتناب کرے اور کبھی پھر انکی صحبت
با برکت مین اُنھین بار نہ دے اے حکیم دانا دل اتنا تو معلوم ہوا مگر اب یہ التماس کرتا ہون کہ
اس وصیت کے مناسب حال کوئی داستان بیان فرما اور قصہ کسی ایسے شخص کا کہ بادشاہ کا

مقرب ہوا تھا حاسدون کے مکر و فریب سے اُسکے مرتبے مین خلل آیا ہوا اور دوستی دشمنی
اور موافقت مخالفت سے مبدل ہوگئی ہو بتفصیل بیان کر برہمن نے عرض کیا کہ ای بادشاہ
جان تو کہ مدار سلطنت کا اس وصیت پر ہی اگر بادشاہ اہل فساد کو تنبیہ اور منع نہ کریگا
تو بیشتر ارکان دولت انکے فساد سے منکوب اور مخذول ہو جائینگے ور خلل کلی امور سلطنت مین
واقع ہوگا وجہ اسکی یہ ہی کہ سلطنت مانند عمارت کے ہی اور ارکان دولت ستون اُسکے ہین
جبکہ ستون گر پڑینگے مکان برپا نہ رہیگا جبکہ مفسد اور شریر دو دوستون مین مجال دخل کی
پائینگے تو انجام کار انکا ضرر درو حشت اور ملال کو پہنچیگا جیسا کہ شیر اور گاؤ مین ہوا دابشلیم نے
کہا یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت** برہمن نے کہا کہ ایک تاجر تھا کہ منازل بحر و بر کو
طی کرتا رہتا تھا اور اقالیم شرق و غرب مین کوئی شہر نہین چھوڑا تھا اور سرد و گرم زمانے کا
بہت دیکھا تھا اور تلخ و شیرین ایام کا خوب چکھا تھا **بیت** امین و ہوشیار و کار دانے
ز روے تجربہ بسیار دانے + جبکہ مقدمہ سپاہ موت کہ عبارت ضعف پیری سے ہی
اسکی مملکت قویٰ پر تاخت کرنے لگا اور طلایہ لشکر اجل نے کہ اشارہ موے سپید کی
طرف ہی اُسکے حوالی حصار وجود کو گھیر لیا **نظم** نوبت پیری کہ زند کوس درد +
دل شود از خوشدلی و عیش سرد + موے سپید از اجل آرد پیام + پشت خم از مرگ رساند سلام
تاجر سمجھا کہ دمبدم کوس رحیل بجاتے ہین اور سرمایہ حیات کہ صندوق بدن مین
امانت تھا پھیر سے مانگتے ہین ایکدن بیٹون کو بلا کر نصیحت کی وہ جوان ثروت دولت
اور نخوت شباب مین مغرور اور طریقہ اعتدال سے یہان تک دور تھے کہ پند پدر کو
مضحکہ سمجھے باپ نے کہا کہ ای جوانو مجھ پیر کی بات بدل سنو کہ یہ مال اندوختہ میرا کہ تم ابھی
بیہودہ برباد کرتے ہو اور جو اسکے حاصل کرنے مین تمھین کچھ مشقت نہین ہوئی ہی اسلیے
تم قدر اسکی نہین جانتے ہو یہ عقل سے بہت دور ہی اسے بغور و تامل سمجھو کہ مال سرمایہ
دنیا و آخرت ہی جو فائدہ دین و دنیا کا مطلوب ہو اسی سے حاصل ہو سکتا ہی

چنانچہ طلب تمام بنی آدم کی تین قسم پر ہوتی ہی ایک طلب فراخی معیشت یعنی کھانا اور پینا اور عیش کرنا دوسرے خواہش ترقی منزلت اور زیادتی منصب کہ مقصد جاہ وجلال اور بلند نامی سے ہی تیسرے استدعاے حصول فوائد عقبی کہ حاصل اسکا رضامندی خالق ارض وسما ہی اور یہ تینون مطلب مال سے حاصل ہوتے ہین نِعمَ المَالُ الصَّالِحُ حدیث شریف مین آیا ہی جیسا کہ مولوی معنوی نے فرمایا ہی

شعر مال را اگر بہر دین باشی حمول + نعم مال صالح گفت رسول +

معلوم ہوا کہ برکت سے مال کی اکثر مطلوب دل ہاتھ آتا ہی اور بغیر کسب ومشقت کے حاصل کرنا مال کا قبیل محال سے ہی اگر کبھی بطور ندرت بے مشقت بھی کچھ کسی کے ہاتھ آگیا تو قمار بازون کے مانند بے قدری سے صرف کرتا ہی اور گمان اُسے یہ ہوتا ہی کہ مین بڑا خوش نصیب ہون کہ بے محنت اسقدر مال مجھے ملا ہی اور ساون کے اندھے کی طرح ہمیشہ اُسے ہرا ہرا سوجھتا ہی یعنی جانتا ہی کہ ہمیشہ یون ہی مجھے ملا کریگا اور محنت کسب پر التفات نہین کرتا ہی صرف ہونے کے بعد سواے ندامت کے روے فلاح پھر نہین دیکھتا ہی اسلیے کہتا ہون کہ کسب اور تجارت مین سعی کرو اور اُس مال حلال کو راہ حرام اور عیاشی مین برباد نہ ڈوالو بڑے بیٹے نے جواب دیا کہ اے پدر بزرگوار ہم فائدۂ کسب کو بے فائدہ سمجھتے ہین کیونکہ ہمنے فائدۂ توکل کو اختیار کیا ہی اور ہم خوب جانتے ہین کہ جو مقدر ہی اگر ہزار بار جد وجہد کرین ویا شبانہ روز راحت مین بسر کرین کم وبیش اُس سے نہوگا اور ایک بزرگ سے سُنا ہی کہ جو کچھ روزی جسکے مقدر کی ہی ہر چند اُس سے بھاگتا رہی وہ خود بخود دامن سے آلپٹیگی اور جو چیز کہ مقدر مین نہین ہی ہر چند اُسکے پیچھے دوڑے وہ ہاتھ نہ آئیگی ہم کسب کرین یا نہ کرین جو کہ نصیبۂ ازلی مین ہی کم وزیادہ نہوگا چنانچہ داستان اُن شاہزادون کی شاہد حال اس قال کی ہی کہ ایک کو گنج پدر بے رنج ہاتھ آیا اور دوسرے نے ملک موروثی باوجود کوشش کے ہاتھ سے کھویا سوداگر نے کہا کہ یہ حکایت کیونکر تھی

حکایت بڑے بیٹے نے کہا

کہ ولایت حلب مین ایک بادشاہ تھا بہت آزمودہ کار انقلاب لیل و نہار سے نہایت ہوشیار اُسکے دو بیٹے تھے دریاے غرور جوانی مین غرقاب اور نشہ شراب کامرانی سے سرشار ہمیشہ لہو و لعب مین مشغول اور رات دن نغمہ سرائی چنگ و رباب مین مصروف رہتے تھے بادشاہ عاقل تجربہ کار نے جانا کہ یہ ناخلف میرے بعد خزانہ میرا اندک مدت مین تاراج برباد کر ڈالینگے اُس شہر کی حوالی مین ایک زاہد تھا کہ پشت پا کو اسباب دنیا پر مارا تھا اور تعلق دار ناپایدار سے کنارہ کیا تھا بادشاہ کو اُس زاہد سے اُلفت اور حسن عقیدت بہت تھا زاہد سے کہا کہ مین مال اپنا تیرے مسکن مین دفینہ کرونگا جبکہ دولت بیوفا اور جاہ بے بقا میرے فرزندون سے روتابی کرے اور وہ کم بضاعت و محتاج ہو جائین یا کوئی مشکل امور سلطنت مین ایسی درپیش ہو کہ بے تصرف کثیر دفع بلا نہو سکے اُسوقت نشان اِس مال کا اُنھین دینا شاید کہ رنج اُٹھانے کے بعد متنبہ ہو کر قدر مال کی سمجھین اور اسراف سے باز رہین زاہد نے بادشاہ کی وصیت قبول کی بادشاہ نے زاہد کے مکان مین دفینے کی جگہ ترتیب دیگر سب خزانہ اپنا دفن کر دیا اور بیٹون سے یہ وصیت کی کہ جب تمھین مصیبت پیش آئے اور بے خزانہ کثیر دفع نہو سکے اس زاہد سے احتیاج اپنی بیان کرنا غالب ہی کہ حاجت تمھاری رفع ہو جائے بیٹون نے بقیاس دریافت کیا کہ زاہد کو استطاعت خزانے کی کہان سے بہم پہونچی مگر پدر بزرگوار نے کوئی دفینہ یا زاہد کو بتایا ہی اور وصیت کی ہی کہ وقت ضرورت کے میرے بیٹون کو بعد میرے بتا دینا اتفاقاً اندک مدت مین زاہد اور بادشاہ بادۂ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ سے بیہوش ہوئے **بیت** ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید + ز جام دہر مئی کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ + اور وہ کنج صومعۂ زاہد مین مخفی رہا بھائیون مین باپ کی وفات کے بعد تقسیم ملک و مال کے واسطے مناقشہ واقع ہوا برادر کلان چھوٹے بھائی پر غلبہ پا کے ساری سلطنت کو اپنے قبض و تصرف مین لایا برادر کوچک مغموم اور محروم منصب سلطنت سے بے نصیب رہا اور با خود اندیشہ کیا

صلہ غرقاب اصل مین غرق آب تھا صلہ سرشار اصل مین از سر شار تھا اور شار کے معنی گرنے کے ہین یعنی سر سے گرنے والا کنایہ ہے

کہ آفتاب حشمت و اقبال نے منھہ جانب زوال کیا اور فلک جفا پیشہ نے شیوۂ بے مہری و
بے وفائی کا آشکارا کیا اب بار دیگر منھہ طرف دنیاے دنی کے لانا اور آزمودہ کو پھر آزمانا نتیجہ
نیک نہ دیگا بہتر یہ ہی کہ جب گریبان دولت اپنے قبضۂ قدرت سے باہر ہو جاے تو دامن
توکل و قناعت کو ہاتھہ مین لائیے **بیت** گدا کو بہت شاہ سے ہی فراغت + یہ از تخت شاہی ہی
گنج قناعت + یہ نیت کر کے شہر سے باہر آیا اور دل مین کہا کہ فلانا زاہد والد بزرگوار کا
دوست تھا مصلحت یہ ہی کہ زاہد کی خدمت مین جا کر طریق ریاضت اور عبادت اختیار کرون
جبکہ صومعۂ زاہد مین پہونچا سنا کہ طوطی روح شریف زاہد نے قفس بدن سے جانب ریاض جنت
پرواز کی اور صومعہ اُس پیر روشن ضمیر سے خالی ہی ایک ساعت اندوہ و ملال اُسکو رہا
بعد اُسکے کہا کہ یہ جگہہ متبرک ہی اسی جگہہ مسکن اختیار کرون اسی نیت سے زاہد کی قبر پر مجاورت
اختیار کر کے ایک مدت اسی طرح سے بسر کی چند عرصے کے بعد یہ اتفاق ہوا کہ حوالی صومعہ مین
ایک کاریز تھی اور صومعۂ خاص مین ایک چاہ تھا کہ اُسی کاریز سے آب اُس چاہ مین لاتے تھے
اور اہل صومعہ اُس سے کام کرتے تھے ایک روز شاہزادے نے ڈول اُسمین ڈالا آواز پانی کی
نہ آئی متحیر ہوا کہ پانی نہونے کا سبب کیا ہی اور کون سی چیز مانع ہوئی ہی شاہزادہ اُس چاہ مین
اُترا اطراف و جوانب نظر کرتا تھا کہ ایک گڑھا دیکھا خیال کیا کہ یہ کیا چیز ہی اُسے ٹھوکر لگائی
منھہ اُسکا کشادہ ہو گیا قدرے اور کھودا وہی منھہ اُس خزانے کا تھا جبکہ زیادہ کھودا دیکھا کہ گنج
شایگان دینار سرخ اور جواہر آبدار سے بھرا ہی معلوم کیا کہ وہ اشارہ پدر بزرگوار کا اسی
خزانے کی طرف تھا الحمد للہ کہ میراث پدر ہاتھہ آئی سجدۂ شکر بجالایا اور دل مین کہا کہ اگرچہ
یہ مخزن بیشمار عنایت پروردگار سے ہاتھہ آیا ہی لاکن دامن قناعت و توکل کو چھوڑا چاہیے اور
بقدر رفع احتیاج تھوڑا صرف کیا چاہیے اور یہ شعر ناسخ اُستاد کا پڑھتا تھا **بیت**
منھہ توکل سے فراغت مین نہ موڑا چاہیے + ہاتھہ سے دامن قناعت کا نچھوڑا چاہیے
اور حکایت برادر کلان کی یہ ہی کہ جب مسند پدری پر متمکن ہوا ہوا سے نخوت و غرور سے یہان تک

مغرور ہوا کہ پرواے رعیت و فوج مطلق نہ رہی بجز داد عیش و آرام اور کام نکرتا تھا کہ
ناگاہ دشمن صف شکن نے با فوج جرار تیغ گزار اُس ولایت کے تصرف کا قصد کیا یہ بیہودہ غفلت
شعار جبکہ دشمن قریب آپہونچا ہراسان ہوا دیکھا کہ ایک حبہ خزانے مین موجود نہین اور
رعیت اور اہل فوج سب ملول اور دل برداشتہ ہین یاد کیا کہ باپنے اشارہ کہ زاہد کی
طرف کیا تھا شاید اُس سے کچھ ہاتھ آئے اسلیے صومعہ زاہد مین آیا زاہد کو جان بحق تسلیم پایا
ہر چند دست و پا مارے کچھ مال کا پتا نپایا ناامیدانہ پھر آیا اور اُس برادر خرد فقیر کی صورت پر
کچھ ترحم نفرمایا اور نہ مطلق دلجوئی کی کہ اس حال کو تبدیل کروائے یا ساتھ لیجائے ہرگز التفات
نہ کیا جبکہ اپنی منزل کو آیا اور مشاہدۂ حال سپاہ سے سمجھا کہ ہرگز کوئی ارادہ جان نثاری کا
نہین رکھتا ہے کہ لَا مُلْکَ اِلَّا بِالرِّجَالِ وَلَا رِجَالَ اِلَّا بِالْمُلْکِ جبکہ تدبیر سرانجام زر سے ناامید ہوا
حیلے اور مبازی سے اہل لشکر کو امیدوار کرکے ہمراہ لیا اور کوچ کرکے دشمن کے نزدیک پہونچا
آخر دونون صفین مقابل ہوئین ہنوز صف جنگ آراستہ نہو چکی تھی کہ ایک تیر اُدھر سے اور ایک
تیر ادھر سے سر ہوا قدرت نمائی حکیم کارساز کی دیکھا چاہیے کہ دونون تیرون نے کام دونون بادشاہون کا
تمام کیا اور فوج طرفین سے احد من الناس مجروح بھی نہوا جبکہ دونون فوجون نے دیکھا کہ
کام دونون فرمان رواون کا تمام ہوا اب جنگ و قتال محض حمق اور ضلال ہے دونون
فوجون کے سردارون نے متفق ہوکر یہ صلاح کی کہ کوئی ایسا شخص کہ الیق اور مستحق اور سزاوار
دونون پاسون کا ہو تجویز کیا چاہیے جبکہ تحقیق کیا دونون خاندان مین اُس شاہزادے صومعہ نشین کے
سوا اور کوئی باقی نہ تھا القصہ اتفاق اسپر ہوا کہ اُس فرزانہ کے سوا کوئی لائق تاج سرفرازی کے
نہین ہے کلہم اجمعین اُسی شہزادے پر راضی ہوئے آخر کار اُسکو صومعہ سے اُٹھا کر تخت سلطنت پر
متمکن کیا بدولت صبر و قناعت کے ملک موروثی کا حاکم ہوا اور سلطنت دوسری اضافہ ملی
اے پدر بزرگوار یہ مثل اسلیے بیان کی ہے تا معلوم کرے تو کہ ملنا منصب عالی کا سعی اور کسب سے
تعلق نہین رکھتا ہے بہتر یہ ہے کہ اعتماد توکل پر کرے نہ تکیہ سعی اور کسب پر جبکہ تاجر کے

بیٹے یہ داستان تمام کی باپ نے کہا کہ یہ جو کچھ کہا تو نے راست و درست ہی مگر یہ
کہ عالم اسباب ہی اور حکمت الٰہی اسپر جاری ہوئی ہی کہ ظہور اکثر امور کا اس جہان مین واسطے
تدبیر و اسباب ہی اور منفعت کسب کی توکل سے زیادہ تر ہی اور نفع توکل کا ہر جگہ درست
نہین ہوتا ہی اور متوکل اُس سے عبارت ہی کہ تن آسانی و نفس پروری سے مطلق قطع
تعلق کرے یہ نہین کہ آدھا تیتر اور آدھا بٹیر ہو یعنی عیاشی و نفس پروری مین بھی مصروف رہے
اور دعوی توکل کا بھی کرے ایسا دعوی کبھی صادق نہین ہوتا ہی اور منفعت توکل کی
مخصوص متوکل کو پہونچتی ہی اور منافع کسب مشقت سے کے متعدی ہوتے ہین کہ غیر ان کو
بھی پہونچتے ہین اور نفع پہونچانا غیرون کا عند اللہ اور عند الخلق محبوب ہی خیر النّاس
مَن یَّنفَعُ النّاس اور جو کوئی کہ غیر کے نفع پہونچانے پر قادر ہو حیف ہی کہ وہ کاہلی کرے
اور محتاج اور سے نفع پانے کا ہو مگر ای فرزند تو نے قصہ اُس مرد خدا کا نہین سُنا ہی
کہ مشاہدۂ حال باز و کلاغ کے بعد اسباب کسب کو برطرف کیا اور اُسی سبب سے
عتاب الٰہی مین گرفتار ہوا بیٹے نے پوچھا کہ قصہ کسطرح پر تھا **حکایت** باپ نے کہا کہ
ایک درویش ایک بیشے مین گذرا اور آثار رحمت اور اطوار قدرت الٰہی مین اندیشہ کرتا تھا
کہ ناگاہ شاہباز تیز پرواز کو دیکھا کہ تھوڑا گوشت جنگل مین لیکر ایک درخت کے گرد اُڑتا ہی
درویش پاس عجائب تازہ کو دیکھ کر کھڑا ہوا اور حیرت تمام سے تماشا دیکھتا تھا کہ سبب
اسکا کیا ہی کہ ایک زاغ بے پر و بال کو دیکھا کہ اُس درخت پر بیٹھا ہی باز نے نزدیک آکر وہ
گوشت زاغ کے حوالے کیا درویش نے مشاہدے سے اس حال کے یہ شعر مؤلف کا پڑھا لمؤلفہ
بیت رزاقی کریم ہی کیا جل شانہ + ساری زمین کو سفرہ انعام کر دیا + اور اپنے دل مین کہا
یہ مین روزی کی طلب مین سرگردان پھرتا ہون تسپر بھی بہزار حیلہ و مشقت بہم پہونچتی ہی مخفی نرہے
اعتقاد کی سستی ہی اب بہتر یہ ہی کہ سر فراغت زانوے قناعت پر رکھون اور اسکے بعد
بنا طلب روزی کی نکرون اور خط بطلان صفحہ کسب او حرفت پر کھینچون کہ جو کوئی گوشہ

قناعت مین بیٹھے اور دل اسباب سے اُٹھا کر تعلق اپنا مسبب الاسباب سے رکھے تو کبھی درماندہ کسی امر مین نہوا اسکے بعد تین شبانہ روز زاویۂ عزلت مین بیٹھا مگر مطلق کسی طرف سے روے فتوح نظر نہ آیا ہر دم نحیف و ضعیف ہوتا جاتا تھا اور اداے مراسم طاعت و عبادت سے بھی درماندہ اور کاہل ہونے لگا حق تعالیٰ نے پیغمبر زمان کو حکم کیا پیغمبر نے درویش کے پاس آکر عتاب فرمایا کہ ای فقیر بے فہمید مدار عالم اسباب کا موقوف وسائط پر رکھا ہی اگرچہ بے سبب بھی جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہے وہ ہوجاتا ہی الا اُسکی حکمت کاملہ مقتضی اسکی ہی کہ مہمات عالم بغیر قاعدہ افادے اور استفادے کے جاری نہون پس بہتر یہ ہی کہ تو اورون کے فائدے کا سبب بن اور بے ہمتون کے مانند غیر سے فائدہ لینے کا محتاج نہو بیت چو باز باش کہ صیدے کنی و لقمہ دہی طفیل خوارہ مشو چون کلاغ بے پر و بال + ای فرزند یہ مثل اسلیے بیان کی ہی تا معلوم کرے تو کہ ہر کسی واسطے قطع تعلق زیبا نہین ہی اور توکل یون پسندیدہ ہی کہ باوجود اسباب کے متوکل رہے یعنی کسب کو بھی نہ چھوڑے اور دل سے سمجھے کہ یہ کسب محض حیلہ ہی اور جو کچھ کہ اس حیلے سے حاصل ہوتا ہی محض عنایت اُسکی ہی کسب میرا کچھ حقیقت نہین رکھتا ہی اس نیت کو معتقد اپنا رکھے تا فیض الکسب حبیب اللہ سے بہرہ مند ہو اور فائدہ توکل بھی حاصل رہے بزرگون نے فرمایا ہی کہ کسب کرے تا کاہل نہ بنے کہ کاہل مردود خدا ہوتا ہی اور روزی کو محض انعام پروردگار سمجھے تا کافر نعمت نہو نظم ہر کسی کو چاہیے فکر معاش + ہو توکل پر ہو روزی کی تلاش + چاہیے کسب توکل ساتھ ہو + اُسو سے حق دل سوے حرفت ہاتھ ہو بیٹے نے کہا کہ ای والد بزرگوار اگر کسب کرے اور خداوند تعالیٰ خزانۂ کرم سے بہت سا مال و منال عنایت فرمائے تو اُسے کسطرح پر صرف کرے اور اگر جمع کرے تو کیونکر رکھے باپ نے کہا کہ ای فرزند مال جمع کرنا آسان ہی مگر فوائد حاصل کرنا اُس سے البتہ مشکل ہی جبکہ مال ہاتھ آئے تو دو صورت کو اختیار کرے ایک یہ کہ محافظت اُسکی اسطرح پر کرے کہ تلف و تاراج نکرنے پاوے بموجب حدیث شریف احفظوا ذہبکم و ذہابکم و مذہبکم تا دست رس دزد اور راہزن

کینہ ور کا اُس سے کوتاہ رہے کہ زر کے دوست اور زردار کے دشمن بہت ہوتے ہین بیت ۰ چرخ نہ بر بید رمان میزند + قافلہ محتشمان میزند + دوسرے یہ کہ اپنے مال کے فائدے گذران کرے اور اصل مال کو ہرگز تلف اور صرف نہ کرے والا اندک زمانے مین نکبت افلاس مین مبتلا ہو جائیگا جسکا داخل نہو اور مخارج بدستور کرے یا داخل نہ ہے مخارج زیادہ ہون تو غالب ہے کہ ورطۂ احتیاج مین پڑے اور کام اُسکا انجام کار ہلاکت کو پہونچے جیساکہ اُس موش تلف کارنے ہجوم غم سے جان اپنی دی بیٹے نے پوچھا کہ قصہ موش کا کسطرح تھا تاجر نے کہا **حکایت** کہتے ہین کہ ایک دہقان نے ذخیرہ غلے کا کرکے دروازہ صرف کا بند کیا تھا اس نیت سے کہ جب احتیاج بنہایت اور ضرورت نہایت درپیش آئیگی اُسوقت صرف کرونگا قضارا ایک موش نے کہ تیز دستی مین لاثانی تھا قریب اُس انبار کے چار طرف سے نقب لگے اور غلہ فراوان لیجا کے اپنے غار مین فراہم کیا اسکے بعد ایک نخوت اُسکو پیدا ہوئی اور دعوت فرعونی شروع کی اندک عرصے مین سب چوہے اُس محلے کے اُسکی خدمت مین حاضر ہوے **نظم** عہد دولت مین جو تیرا دوست ہے + گھاٹ تا ہی نہ تیرا دوست ہے کچھ بھی تجھسے دوستی اُسکو نہین + فی الحقیقت تیرے زر کا دوست ہے + اور دوستان ہم نوالہ اور حریفان ہم پیالہ واسطے خورد و برد غلے کے جمع ہو کے فرقۂ نوالہ دوست کی عادت کے موافق خوش آمد مین مصروف ہوے اُسکی مدح و ثنا کے سوا زبان کو اور سخن سے آشنا نکرتے تھے اسکے مناسب صائب فرماتا ہے **بیت** بشکست قدر خود را نخوت فزود ما را + بر باد خود دم کرد ہر کس ستود ما را + اور اُسنے بھی دیوانہ وار زبان کو لاف و گزاف پر اور ہاتھ کو اسراف پر دراز کیا تھا اس تصور پر کہ یہ غلہ فراوان کبھی کم نہین ہونے کا ہر روز مقدار کثیر مصاحبون کو تقسیم کرتا تھا اور مطلق عاقبت اندیشی دھیان مین نلاتا تھا اور یہ شعر ہمیشہ کا تکرار کرتا تھا **بیت** کیا خوب قول ہے یہ کسی بادہ خوار کا + ہون آج مست غم نہین کل کے خمار کا + اُس سال قحط سالی نے آتش گرسنگی کو سینون مین مفلسون کے یہان تک بھڑکایا تھا

کہ بدلے نان کے جان دیتے تھے تو بھی کوئی التفات نکرتا تھا اور متاع خانہ کو بدلے جو کے بیچتے
تو بھی کوئی خرید نکرتا تھا موش بے خرد نے سفرۂ نان و نعمت کو بیہودہ بچھا رکھا تھا جبکہ چند روز
اسی طرح پر گذرے دہقان کو کارد باستخوان و کار بجان پہونچا نقصان غلے کا دیکھتا تھا
اور آہ سرد کھینچتا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ جزع اور فزع اُس چیز پر کہ تدارک جسکا حیز
امکان سے باہر ہو طریق خردمندی سے دور ہی اب مصلحت یہی کہ باقی ماندہ غلے کو لیکر دوسرے
قریے مین جا رہون جبکہ دہقان نے غلہ اُٹھانا شروع کیا یہ موش آپ کو صاحب خانہ اور
مالک کاشانہ سمجھا تھا اور پردۂ خواب ناز مین غافل تھا جبکہ موش صداے آمد و شد
دہقان سے مطلع ہوے تحقیق حقیقت حال کے واسطے باہر آئے اور راہ سوراخ سے معائنہ
حال دہقان کا کیا اور سب کو اطلاع دی ان سب نے کہ دم رفاقت بھرتے تھے ولی نعمت کو
چھوڑ کر راہ فرار لی **نظم** ہمہ یار تو از بہر معاش اند + پی لقمہ ہوادار تو باشند + چو حالت کاہد
از مہرت بکاہند + رفاقت بہر سود خویش خواہند + ایسے رفیقان ریائی سے انقطاع بہتر ہے
نہ آشنائی جبکہ موش نے سر بالین استراحت سے اُٹھایا ہر چند چپ و راست نگاہ کی اور تفحص کیا
اثر ایک مصاحب کا نپایا گیا دل مین کہا لمؤلفہ **بیت** جو ہمارے تھے فدائی دفعۃً کیا ہو گئے
کیا سب ہی چھوڑ کر ہمکو روانہ ہو گئے + جبکہ باوجود تلاش کسی رفیق کا نشان نہ ملا خرمن کی طرف
روانہ ہوا اثر غلے کا بھی نپایا حتی کہ اس مقدار بھی نہ تھا کہ قوت ایکدن کا کرے اس حال کے
مشاہدے کے ساتھ طاقت طاق ہو گئی اور اضطراب عظیم مین مبتلا ہوا اسقدر سر زمین پر
مارا کہ ہلاک ہو گیا فایدہ اس مثل کا یہ ہے کہ آدمی خرچ کرنا فراخور داخل چاہیے اور اسطرح
منافع مال سے گذران اپنی کرے کہ نقصان راس المال کو نہ پہونچے **بیت** بدخل و خرچ خود ہر دم
نظر کن + چو دخلت نیست خرچ آہستہ تر کن + بعد اسکے چھوٹا بیٹا اُٹھا اور بعد ثنا
و دعا باپ سے عرض کیا کہ ای پدر بزرگوار جو کمائی کہ اس قاعدے پر مال کی محافظت کرے
کہ انتفاع کلی اُس سے حاصل ہو پھر اُس منافع کو کس طرح صرف کرے باپ نے کہا کہ طریق

اعتدال کا ہر چیز مین پسندیدہ ہی بموجب حدیث شریف سرورِ عالم خَیرُ الْاُمُورِ اَوْسَطُهَا
خصوصًا معاش کے باب مین نہایت ضرور ہی خداوند مال کو لازم ہی کہ اسراف سے
اجتناب کرے والا طعن و تشنیع خلق اور ناخوشنودی خالق مین مبتلا ہوگا اور فی الحقیقت
ہی ہی کہ اتلاف و اسراف مال وسوسۂ شیطان سے ہی بموجب آیۂ کریمہ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ
الشَّیَاطِیْنِ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ لازم دانش یہ ہی کہ اسراف سے اجتناب کلی کرے
بلکہ مردم عالی گہر کے نزدیک بخل اگرچہ بد ہی لیکن اسراف سے بہتر ہی دوسرے یہ کہ بخل اور
مساک کی بدنامی سے بھی احتراز کرے کہ مردم بخیل ہر وقت مین مطعون اور دشمن خلائق اور
ناکام ہوتا ہی اور مال اُسکا آخر کار اثر بخل سے آماج تیر تاراج ہوجاتا ہی غرض کہ سواے
خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا زنہار رستگاری متصور نہین ہی نظم دیتے نہین زکوٰۃ ہین جو صاحب زر +
رہجاتا ہی وہ مال لگاکر شہیر + پاتے ہین جو وارث اتفاقًا میراث + کہتے ہین دیا بخیل نے زر مرکر +
آخر کار نصیحت نے سوداگر کے دونون بیٹون کے دل مین اثر کیا ایک نے حرفت اختیار کی اور برادر
بزرگ نے پیشۂ تجارت بہتر سمجھکر سفر دور دست اختیار کیا در پاس اُسکے دو گاو بارکش تھے کہ زور فلک
قوت مین اُنسے برابری نکر سکتا تھا اور شیر گردون انکی مہابت سے مانند روبہ کے زبون نظر آتا تھا
بیت ناسخ بیل تن و شیر دل و مار دم + گاو زمین خستہ ہو مارے جو سُم + ایک کا شنزبہ اور دوسرے کا
نندبہ نام تھا خواجۂ تاجر اُنھین ازبس عزیز رکھتا تھا اور ہر وقت تیمار داری ان دونون کی کرتا
دانہ و علف سے بذات خود غفلت نکرتا تھا جبکہ مدت سفر کی دراز ہوئی اور منزلین بہت طے
ہونی پڑین فتور دونون بارکش کے حال مین پیدا ہوا اور ضعف اُنکے اعضا پر مستولی ہوا
قضارا ایک وادی مین دلدل اور کیچڑ بہت سی عین راہ مین آپڑی شنزبہ اُسمین پھنس گیا
بزار خرابی خواجۂ تاجر نے اُسے نکالا لیکن طاقت رفتار مطلق نہین رہی تھی لہذا اُسی
جگہ سے ایک شخص کو باجرت مقرر کیا کہ اُسکے پاس دو چار روز رہے اور تیمار داری کرے جبکہ
طاقت کچھ بھی عود کرے تو بلا توقف اُسے کہ خواجہ نے جہان مقام اپنے ٹھہرائے تھے پہونچا دے

مزدور نے ایک دو دن بیابان مین نگہبانی کی آخر تنہائی سے گھبرایا اور شنزبہ کو چھ
نزدیک خواجہ کے آکر کہا کہ قضا سے چارہ نہین ہی شنزبہ مرگیا خواجہ ملول ہوا او
بمجبوری کوچ کیا اور شنزبہ کو چند پہر مین اسقدر قوت پیدا ہوئی کہ ہر طرف حرکت کرنے لگا
ناگاہ ایک مرغزار کو پہونچا کہ انواع ریاحین سے آراستہ اور گوناگون روئیدگی سے
پیراستہ تھا المولفہ نظم گل جو تھا اس دشت مین نگار تھا سبزہ رشک سبزۂ رخسار تھا
نام کو بھی رنج جز راحت نہ تھا تھا نہ صحرا خلد کا گلزار تھا شنزبہ کو وہ مقام نہایت بھا
اور رخت اقامت اُسی جگہ ڈالا جبکہ یک چند بے قید و بند اُس مرغزار مین حسب دلخواہ چرا
ہواے روح افزا اور فضاے دلکشا سے مراد دل حاصل کی کمال فربہی اور طاقت لاحق حا
ہوئی نہایت سرور و نشاط سے کبھی کبھی خوار رعد آسا کھینچتا تھا اور اُسی بیشے مین ایک شیر
فرمان روا تھا کہ کمال شوکت غرور سے پیل مست کو خیال مین نہ لاتا تھا اور اپنی جنس
بھی ہرگز اپنے مقابل اور برابر نجانتا تھا سباع اور درندے اُس بیشے کے سب مطیع
فرمانبردار اُسکے تھے جبکہ آواز خوار شنزبہ کان مین شیر کے پہونچی کبھی اس آواز کو وہ شگاف
کان اُسکے آشنا نہ تھے سنتے ہی عجب طرح کا ہراس شیر کے اوپر طاری ہوا سمجھا کہ یہ کوئی بڑ
کہ مین اُسکے آگے پشے کے برابر ہون کہ اُسکی مہابت آواز سے خون رگون مین خشک ہوتا ہے
اس ہیبت سے ایسا خوفناک تھا کہ اپنی جگہ سے نہ نکلتا تھا اور چاہتا تھا کہ یہ خوف میر
ظاہر نہو تو بہتر ہی اور ملازمان بادشاہی مین دو شغال تھے ایک کلیلہ اور دوسرا دمنہ
دونون آپس مین چچازاد اور ذہن و ذکا مین شہرۂ آفاق تھے کلیلہ عاقل اور سلیم الطبع اور قا
مزاج تھا اور دمنہ بزرگ منش اور طلب جاہ و حشمت مین حریص تر اور فساد دوست
بفراست دمنہ نے پہچانا کہ شیر کے دل مین خوف گاو کی آواز کا اثر کر گیا ہی کلیلہ سے ک
کہ بادشاہ کے حال مین کیا کہتے ہو کہ سیر و شکار کو ترک کر کے ایک جگہ گوشے مین قرار پکڑا ہی
جگہ سے جنبش نہین کرتا ہی سبب کیا ہی کلیلہ نے جواب دیا کہ حاصل اس سوال کا کیا ہی اور ہم

بادشاہ کی فکر محال سے کیا علاقہ کیا شعر ناسخ تو نے نہین سُنا ہی بیت چاہیے شاہون کو
فکر سلطنت + کب ہمین شایان ہی ذکر سلطنت + ہم اس درگاہ سے طعمہ پاتے ہین
اور اُسکے سایۂ دولت مین بآسایش بسر کرتے ہین سوا اُسکے شکر و دعا کے ہمین اور تفحص
نچاہیے ای دمنہ تفتیش اسرار ملوک اور اُنکی تحقیق احوال سے درگذر کہ ہم اُس جنس کے
لوگون مین سے نہین ہین کہ بادشاہ کی مصاحبت سے مشرف ہوین اور ہم اس لایق نہین ہین
کہ اسرار سلاطین مین قیل و قال کرین اسطرح کا کلام مصاحبان دمساز کے واسطے زیبا ہی بلکہ
اُنکو بھی احتیاط لازم ہی اور اگر کوئی تیرے مانند غیر کے منصب کا حوصلہ کرتا ہی تو اُسے وہ پہونچتا ہی
جو اُس بوزنے کو پہونچا دمنہ نے کہا کہ حکایت اُسکی کسطرح پر ہی حکایت کلیلہ نے کہا کہ ایک
بندر نے دیکھا کہ درودگر ایک چوب پر بیٹھا ارہ کھینچتا ہی اور دو میخین ہین کہ ایک کو شگاف
چوب تراشیدہ مین ٹھونک دیتا ہی جبکہ ارہ وہ اُس سے پہونچتا ہی دوسری کو بڑھا کر اُسی طرح سے
ٹھونکتا ہی تا ارہ کشی کے واسطے آسانی ہو یہ بوزینہ شاخ درخت پر بیٹھا تماشا درودگر کی صناعی کا
دیکھتا تھا اتفاقاً درودگر کسی کام کے لیے گیا بندر نادان نے اُس چوب بجاے درودگر بیٹھ کر
میخ کو ہلانا شروع کیا آخر میخ شگاف چول سے نکلی اور انثیین بندر کے کہ لٹکے ہوے تھے شگاف
چوب مین آئے اور شکنجے کے مانند دونون شق مین دب گئے بوزینہ درد مہلک سے چلاتا تھا
اور کہتا تھا ~ ہین جو عاقل رکھتے ہین وہ کام اپنے کام سے + ہی وہ جاہل کام ہو جسکا پرائے کام سے
میرا کام میوہ کھانا تھا نہ ارہ کھینچنا اور تماشاے بیشہ تھا نہ کار تبر و تیشہ بوزینہ اسی رنج مین
اندیشہ کرتا تھا کہ درودگر آپہونچا اور چوب دستی مارنا شروع کیا حتی کہ کام بوزینہ کا تمام آخر اپنی
فضولی سے ہلاکت کو پہونچا کسی نے سچ کہا ہی ع کار بوزینہ نیست نجاری + یہ مثل اسی مضمون
اسلیے کہی گئی ہی مصرع کار خود کن کار بیگانہ مکن + جسنے کہ قدم اندازے سے باہر رکھا معرض
ہلاکت مین پڑا لِکُلِّ عَمَلٍ رِجَالٌ یعنی کہ ع ہر کسے را بہر کارے ساختند + مرد ہر کام کا جدا اور
کام ہر مرد کا جدا ہی اور یہ کام تیرے سزاوار نہین ہی اس سبب سے درگذر اور یہ تھوڑا طعمہ اور

قوت کہ پہونچتا ہی غنیمت جان دمنہ نے جواب دیا کہ جو کوئی جویاے تقرب سلاطین ہوتا ہی
وہ فقط طعمے پر کب قناعت کرتا ہی یہ کام سفلۂ دنی الطبع کا ہی کہ سگ استخوان پر اور گربہ پارۂ
نان پر خوش ہوتی ہی ملوک کی ملازمت کا فائدہ یہ ہی کہ منصب عالی کو حاصل کر کے دوستون کو
لطف سرفرازی بخشنے اور دشمنون کو سزاے واقعی دے اور فقط طعمے کی طرف گردن جھکانا
کار بہائم خسیس طبع کا ہی مین نے دیکھا ہی شیر نے خرگوش کو شکار کیا ہنوز کھایا نہین گورخر
نظر آیا اُسے چھوڑ کر متوجہ صید کلان کا ہوا ہی بیت گر بلند انیی تو ہمت چاہتا ہی کر بھلا
تیری ہمت کے موافق مرتبہ دیگا خدا + جسنے کہ درجۂ بلند پایا اگرچہ گل کے مانند زندگانی
ایک ہفتے کی ہو مگر خردمندون کے نزدیک عمر دراز شمار کی جاتی ہی سبب اسکا یہ ہی کہ اُسکا ذکر جمیل
مدت دراز تک باقی رہتا ہی اور جسنے کہ دون ہمتی کو کام اپنا سپرد کیا چوب کے مانند اگرچہ عمر دراز رکھتا ہی
پر اہل فضل کے نزدیک گفتگو سے خارج اور حساب سے باہر ہی بیت جسکا ہے نیک نام باقی
ہی مثل خضر مدام باقی + کلیلہ نے کہا کہ ہر کسی کو ہر کام کے واسطے پیدا کیا ہی طلب مراتب عالی کی
اُنکے واسطے سزاوار ہی کہ شرف نسب اور فضیلت حسب اور بزرگ زادگی اور استعداد اور استحقاق
اُسکا رکھتے ہون اور ہم تم اُس طبقے اور خاندان سے نہین ہین کہ مرتبۂ عالی کا حوصلہ کرین اور
اُسکی طلب مین قدم رکھین بیت خیال حوصلۂ بحر مے برم ہیہات + چہاست در سر این قطرۂ
محال اندیش + دمنہ نے کہا کہ یہ بزرگی عقل اور ادب ہی نہ حسب و نسب جو کہ خرد صافی اور عقل کامل
رکھتا ہی پایۂ خسیس سے مرتبۂ شرف کو مقرر پہونچیگا اور جو کہ عقل ضعیف و رائے نخیف رکھتا ہی
آخر کار درجۂ اعلی سے نکبت حضیض مین پڑیگا بیت بہ پیشکاری عقل شریف رائے درست +
توان کمند تصرف بآسمان افگند + اور بزرگون نے کہا ہی کہ ترقی درجات عالی زحمت بسیار سے
ہاتھ آتی ہی اور تنزل تھوڑی سی تکلیف سے بھی میسر ہوتا ہی جیسا کہ سنگ گران کو بہت
مشقت سے زمین سے دوش پر لاتے ہین اور تھوڑے سے ارشاد سے مین دوش سے زمین پر
پھینک سکتے ہین جنلوگ بلند ہمت نے کہ تحمل مشقت کا بیرایۂ عقل سلیم کے ساتھ اختیار کیا ہو وہی جنس بنا

ورکسی قبیلے سے ہو مرتبۂ عالی کو پہونچ سکتا ہی مصرع متاع نیک ہر دکان کہ باشد +
ور حصہ مرتبۂ منیف کا موقوف حسب شریف اور نسب عالی پر نہین ہی بلکہ فہم سلیم اور یاوری
قسمت سے تعلق رکھتا ہی بقول مؤلف کے بیت باغ عالم مین اگر ہوئے ہمت ہو درست
تو شاخ بید سے بھی مین ثمر پیدا کرون + لیکن اکثر یون دیکھا ہی کہ جسنے آسایش طلب کی
بروسے ہاتھ دھویا اور دائم زاویۂ خمول و ناکامی مین رہا اور جسنے کہ خارستان بلا سے
اندیشہ نہ کیا اندک عرصے مین چمن مطلوب سے گل مراد چنا اور باغ عشرت مین مسند
عزت پر بیٹھا تو دمنہ نے کہا کلیلہ مگر داستان اُن دونون ہمراہیون کی نہین سنی ہی کہ ایک سنج و عنا
اختیار کرنے کے سبب سے ذروۂ بادشاہی کو پہونچا اور دوسرا کاہلی کے باعث سے تضییق
احتیاج اور پریشانی مین رہا کلیلہ نے کہا کہ یہ ماجرا کیونکر تھا حکایت دمنے نے کہا کہ دو رفیق تھے
مسافر ایک کو سالم کہتے تھے اور دوسرے کو غانم باہم راہ و منازل طی کرتے جاتے تھے کہ گذر
انکا ایک کوہ کے نزدیک ہوا کہ قلہ اُسکا شبرنگ فلک سے عنان بعنان رہتا تھا اور کمر اُس
کوہ کی منطقۃ البروج کے ساتھ رکاب در رکاب تھی دامن مین اُس کوہ کے چشمۂ آب تھا کہ
صفا مین مانند رخسارۂ تازہ رویان گلعذار اور حلاوت مین مانند سخن شکرین لبان
شیرین کار کے تھا متصل اُس چشمے کے ایک حوض کلان بنایا تھا اور اُسکے گرد درخت
سایہ دار شاخ در شاخ دست و بغل ہو رہے تھے مثنوی گلون پر اس روش سے پیچ سنبل +
کہ جیسے عارض جانان پہ کاکل + ہر اک سو جلوہ گر تھے سرو و شمشاد + کہ جیسے جمع ہون خوش رو پریزاد
رستہ تازہ بنفشہ اور ریحان + برنگ خط مشکین عنبر افشان + برنگ چشم فتان چشم نرگس +
باز چشم غزالان چشم نرگس + القصہ وہ دونون رفیق بادیۂ ہولناک سے نکل کے اُس منزل
دلکش کو پہونچے جائے خوش اور منزل دلکش پائی چند ساعت قرار پکڑا جبکہ حواس درست
ہوئے گرد اُس حوض کے پھرنے لگے ناگاہ دیکھا کہ کنارے حوض کے سنگ سفید نصب کیا ہی
اور چند سطرین خط سبز سے اُسپر ایسی خوشخط لکھی ہین کہ سوائے قلم قدرت صفحۂ حکمت پر اور

کوئی ایسا نقش نہین کھینچ سکتا ہی اور مضمون اُسکا یہ ہی کہ ای وارد و صادر اس حوض کے
اگر تو نے اس منزل کو مشرف کیا ہی تو آگاہ ہو کہ ہمنے مہمان عزیز کی مہمانداری کی تدبیر جیسا
کہ چاہیے کر رکھی ہی مگر شرط اُسکی یہ ہی کہ سر بازی کرکے پائون اس چشمے مین ڈالے اور گرداب اور
غرقاب سے ہول نہ کرے اور جسطرح سے کہ ہوسکے پار اس چشمے کے پہونچے اور پایان
کوہ مین کہ شیر سنگ کا بنا ہوا رکھا ہی اُسے دوش پر رکھ کر بلا تامل ایک حملے مین بالاے کوہ
پہونچے اور نہیب سباع جان شکار سے کہ پیش آئے اور خلش خارہاے جگر دوز سے کہ دامنگیر ہو
ہر گز نہ ڈرے اور اپنے کام سے باز نرہے پھر دیکھیے کہ کیا لطیفۂ غیبی پیش آتا ہی اور جلوۂ
اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا کا کیا ظہور پکڑتا ہی بیت تا رہ نرود کسے بمنزل نرسد + تا جان نکند
بعالم دل نرسد + جبکہ اس مضمون پر مطلع ہوئے غانم نے سالم سے کہا کہ ای برادر دل
چاہتا ہی کہ اس راہ خطرناک مین مجاہدۂ مردانہ عمل مین لاؤن اور اس طلسم کی حقیقت حال کی
کوشش تمام سے انکشاف کرون جیسا کہ شاعر نے کہا ہی بیت یا تو سر دیتے ہین یا لیتے ہین
دلبر اپنا + آج قصہ ہی چکا لیتے ہین چلکر اپنا + سالم نے کہا کہ ای یار عزیز بمجرد مطالعہ
ایسے خط کے کہ حقیقت جسکی رقم اور راقم کی مطلق معلوم نہو مرتکب خطر عظیم کا ہونا اور
یہ تصور فائدۂ وہمی اور منفعت خیالی کے مہلکۂ بزرگ مین پڑنا دلیل ہی جہل مرکب کی کسی
عاقل نے بامید تقویت تریاق زہر کو نہین کھایا ہی سو کونسا تریاق کہ بجز گمان حقیقت اُسکی ہم کو
موجود نہین ہی اور کسی خردمند نے نقد کو نسیہ سے بدلا نہین ہی غانم نے کہا کہ ای رفیق
مشفق سستی اور کاہلی کام پست ہمتون کا ہی اور اختیار کرنا محنت کا نشان دولت کا ہی
بیت ہر کہ آسودگی و راحت جست + دل خود را ز بخت شاد نکرد + وانکہ ترسید
از جفاے خمار + قدح بادۂ مراد نخورد + بلند ہمت گوشے اور توشے پر قناعت نہین
کرتا ہی بلکہ تا پایۂ عالی کو نہ پہونچے دست سعی باز نہین رکھتا ہی اور بے رنج گنج ہاتھ آنا
بہت کم ہوا ہی اسلیے گلگون عنان بر داشتہ میری ہمت کا رُوکے سے نرکیگا

۱ لغت تحقیق سادہ یعنی اور تنگی کے آسانی الدرو ز لغت ہی
۲ لغت مطلع بفتحتین بلاک نزدیک لغتین
۳ لغت جہل مرکب ہی کو الفان ایک چیز کو جانا غلط
[illegible]

اور اس گرداب بلا سے بلا اندیشہ عبور کریگا سالم نے کہا کہ ای برادر فرمانا تیرا مسلم مگر ایسی راہ مین
قدم مارنا کہ پایان جسکا نہو اور ایسے دریا مین تیرنا کہ کنارہ جسکا دیکھنا کیسا بلکہ سُنا بھی نہو
طریق خرد سے دور ہی اور عاقل وہ ہی کہ جب ابتدا کسی کام کی کرے مدخل اور مخرج اُسکا بفحوا
قدم اُلخُرُوْجَ قَبْلَ الْوُلُوْجِ یعنی دخول سے پہلے خروج کو سمجھ لے اور آغاز و انجام ہر کام کا
بواقعی دریافت کرلے اور اُسکے نفع اور ضرر کو میزان عقل مین خوب سا تول لے اُسکے بعد عمل مین
لائے تا رنج بیہودہ نہ کھینچے اور عمر عزیز کو برباد فنا نہ کرے ای برادر حکماے نصیحت شعار نے
کہا ہی پہلے جاے استوار دیکھ لے بعد اُسکے قدم رکھے اور جب کسی مکان حصین مین در آئے پہلے راہ
باہر نکلنے کی مقرر کرلے اور یہ خط سبز زنہار عمل کے قابل نہین ہی کیا عجب ہی کہ یہ خط بطور
تمسخر اور واسطے استہزا احمقا کے کھینچا گیا ہو اور کیا بعید ہی کہ اس چشمے مین ایسا گرداب ہو
کہ اُسمین پڑکے نکل نسکتا ہو اور بالفرض اُس سے نجات بھی ملے تو شیر سنگین ایسا بھاری ہی
کہ اُٹھنا اُسکا قوت بشری سے باہر ہو اور اگر بر تقدیر فیض یاب ہو نتیجہ ان مہلکون
اور مشقتون کے اختیار کرنے کا معلوم نہین کہ کیا ہی کاشش وہ فاین بھی لکھا ہوتا کہ
ہوس خام نتیجہ بھی اُسکا مدنظر رکھتی صاف یہ ہی کہ اس معاملے مین ہرگز مین تیرا شریک
نہین ہون بلکہ تجھے بھی منع کرتا ہون غانم نے کہا استغفر اللہ مین تجھے کب شریک اپنا
بناتا ہون اور تیرے منع سے کب اپنی ہمت اس عزیمت سے پست کرتا ہون اب مین نے
عہد خدا سے کیا ہی کہ وسوسۂ شیطان سے ہرگز باز نہ رہونگا اور تجھے بھی معذور جانتا ہون
کہ تو قوت اور ہمت میری ہمراہی کی نہین رکھتا ہی لاکن دور سے تماشا تو دیکھ اور دعا سے
مدد میری کرتا رہ دیکھ تو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی سالم نے کہا کہ ای برادر عزیز مین سمجھا
کہ تو اپنے ارادہ سے باز نہ رہیگا اور اِس ناکردنی کو مقرر کریگا مین جیسا کہ تیری ہمراہی کی
قوت نہین رکھتا ہون ایسے ہی اس کار نا ملائم کے تماشے کی بھی اپنے مین طاقت نہین
پاتا ہون کہ تو دیدہ و دانستہ مہلکے مین پڑے اور مین تماشا دیکھون استغفر اللہ مجھے

نہو سکیگا یہ کہا اور بادیدۂ گریان روانہ ہوا اور غانم نے جان سے ہاتھ دھو کر اور لب چشمہ آکر
یہ شعر پڑھا رباعی دریاے خطرناک مین مین جاؤنگا + یا جان گئی یا کہ گہر پاؤنگا + یا کشتی امید
لگی ساحل پر + یا لطمۂ طوفان بلا کھاؤنگا + اور دامن ہمت کو استوار باندھ کے
بسم اللہ مجریہا و مرسہا کہکر یہ شعر پڑھا بیت درین دریاے بے پایان درین طوفان شور افزا
دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسہا + اور جست کی دیکھا کہ دریاے ہولناک ہی کہ ساحل
جسکا نظر سے دور ہی لیکن کریم کارساز کے کرم سے نزدیک ہی ہمت مردانہ کو مطلق قاصر کیا
آخر یقین کامل کی برکت سے کنارے چشمے کے جا پہونچا دیکھا کہ وہ شیر گران سنگ رکھا ہی
بسم اللہ کرکے دوش پر اُٹھایا اور بیک حملہ قلۂ کوہ پر لیجا کے دوش سے اُتارا دیکھا کہ شہر بزرگ
خوش ہوا اور خوش فضا دور سے نظر آتا ہی بیت شہرے چو بہشت از نکوئی + چون باغ ارم
بتازہ روئی + غانم نے بالاے کوہ قرار پکڑا اور اُس شہر کی طرف نگاہ کرتا تھا کہ ناگاہ اُس شیر نے
آواز ہولناک با ہزار مہابت بلند کی کہ زلزلہ کوہ پر ہو گیا اور وہ آواز اہل شہر کو پہونچی شہری تمام
جوق جوق غانم کی طرف روانہ ہوئے غانم یہ ہجوم دیکھکر متحیر تھا جبکہ وہ ہجوم قریب آیا
اشراف اُس گروہ کے غانم کی طرف متوجہ ہوئے نزدیک آکر دعا اور سلام شاہانہ بجالائے
اور مرکب راہوار پر سوار کرکے اور شہر مین لاکے حمام مین غسل کرایا اور انواع عطریات سے معطر کرکے
پوشاک بادشاہانہ پہنا کر تخت سلطنت پر بٹھایا اور عنان سلطنت غانم کے قبضۂ اختیار مین
سپرد کرکے سب اطاعت اور فرمان برداری مین لپنے لپنے عہدے پر مستعد اور بدل و جان
مطیع اور فرمان بردار ہوئے غانم عجائب قدرت آلہی دیکھکے متحیر تھا وزرا سے پوچھا کہ یہ کیا
طلسم ہی بتفصیل اسے بیان کرو عرض کیا کہ حکماے زمانۂ سابق نے یہ چشمہ اور شیر کہ دیکھا تمنے
طلسم سے آراستہ کیا ہی اور شیر سنگین کو بانواع فکر و تامل بملاحظہ طلوع درجات اور بنظر ثوابت سیارات
بنایا ہی جبکہ بحکم رب غیب دان کوئی شخص اس چشمے پر آنکلتا ہی اور بامداد غیبی سے القا ہوتا ہی بات کا
اُسکے دلپر ہوتا ہی کہ چشمے کو طے کرکے شیر کو موجب اُس تحریر کے کہ سنگ چشمہ پر لکھا ہی دوش پر

لیکر بالاے کوہ پہونچتا ہی اور وہ شخص ایسا ہی تحمل کرتا ہی جیسا کہ تونے ای کامگار عمل فرمایا اور وہ
و نساز مانہ ہوتا ہی کہ اول بادشاہ اس شہر کا مرچکا ہی اس حال کے بعد ستارۂ حشمت جبین
و دولت کا اُس کوہ کی بلندی سے طلوع کرتا ہی بعد اُسکے جب آواز شیرا اہالی سلطنت کے اور ارکان
شہر کے کان مین پہونچتی ہی باکرام اُسے بادشاہ بناتے ہین جیسا کہ مشاہدے مین شہر یار کے
آیا اسی طرح سے نوبت بنوبت ایک کی موت کے بعد نوبت دوسرے کی چلی آئی ہی ہو جب
رباعی اہل سخن جانا ہی جو ایک دوسرا آتا ہی + یہ کہنہ مکان نیا مکین پاتا ہی + ہوتا ہی غروب چاند
جب ب مین + سورج مشرق سے جلوہ دکھلاتا ہی + مدت متمادی اسی طرح پر بسر ہوئی ہی
اس قاعدے نے اسی دستور پر کہ مذکور جسکا ہوچکا استمرار پایا ہی اب یہ بادشاہی تجھے مبارک ہو
اتم نے جانا کہ تقاضا اس محنت اُٹھانے کا کہ دفعۃً میرے دلپر غالب آیا باعث یہی تھا
کہ تقدیر الٰہی میرے فروغ کی باعث ہوئی تھی لمؤلفہ بیت بخت مسعود مددگار اگر ہوتا ہی +
سنگریزے کو اُٹھالے تو گہر ہوتا ہی + یہ مثل اسلیے بیان مین آئی ہی تا معلوم کرے تو کہ نوش
نعمت بے نیش محنت میسر نہین آتا ہی جسکے دماغ مین کہ سوداے سرفرازی جگہ پکڑتا ہی ہر سفلے کا
مال ہونا کب گوارا کرتا ہی اور پایۂ ادنیٰ اور مرتبۂ دون پر قانع نہین ہوتا ہی ای کلیلہ مین جبتک
قرب شیر حاصل کرونگا اور زمرۂ مقربان حضرت مین داخل نہونگا سر کو بالین فراغت پر
رکھونگا اور پانون بستر استراحت پر دراز نہ کرونگا کلیلہ نے کہا کہ ای بو الہوس اس
قفل کی کلید کہان پائیگا اور اندیشہ اس عقدۂ لاینحل کا جسمین اپنے اوپر لازم پکڑتا ہی
اور کیون بیہودہ آتش سوزان مین ہاتھ ڈالتا ہی دمنہ نے کہا کہ ای برادر مصرع
ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد + واقعی تیرا ارشاد بجا ہی لاکن اسوقت کہ شیر کو
فکر اور تردد لاحق ہی اور مجھے راہ اُسکے رفع تردد کی بہت آسان ہاتھ آئی ہی اگر اوس وقت مین
تدبیر میری شیر کے سرور خاطر کا باعث ہووے تو یقین ہی کہ مطلب میرا کہ مصاحبت ہے
وہ حاصل ہو کلیلہ نے کہا کہ اول مصاحبت شیر کی تیرے واسطے ایک

امر خیالی ہی اور بفرض محال اگر یہ بھی ہوا اگر تو نے کہ ساری عمر بادشاہ کا تقرب نہین پایا اور
اسکے طریقہ آداب بادشاہی سے نابلد محض ہی پس یہ سب شدہ ایک آن مین ناشخ ہو کے
تیری جان کی ہلاکت کا باعث ہو جائیگا اور پھر تدارک بھی نہو سکیگا دمنہ نے کہا کہ جو شخص
عاقل اور صاحب فضل ہوتا ہی اندک زمانے مین ماہر ہر فن کا بن جاتا ہی جبکہ مین آداب شاہی مین
نظر کرتا رہونگا اور جو راہ و روش مقربان قدیم کی دیکھونگا انکی پیروی سے قدم باہر نہ رکھونگا پھر
وجہ کیا ہی کہ عتاب شیر کا مجیب ہوا اور دوسرے یہ ہی کہ ایسی باتین بے امداد غیبی میسر نہین ہوتی ہین
جبکہ بخت مساعدت کرتا ہی اور پایۂ بلند پر پہونچاتا ہی تو خود بخود وہ آپ اتالیق ہو جاتا ہی چنانچہ
اخبار مین دیکھا ہی کہ آفتاب دولت ایک محترفہ بازاری کا بلند ہوا آخر کار یہ جہانداری کو پہونچا اور
شہرہ اُسکے نظم و نسق کا عالم مین منتشر ہوا ایک بادشاہ قدیم نے اُسے لکھا کہ تو بیشہ نجاری خوب
جانتا تھا طریقہ ملک داری کا کس سے سیکھا اُسنے جواب لکھا کہ جسنے مجھے دولت و کامگاری
عطا فرمائی اول دقائق جہانداری کے میرے لوح سینہ پر لکھ دیئے تھے لمؤلفہ بیت
مورد لطف آلہی جو کوئی ہوتا ہی ÷ جو سزاوار ہی کام اُس سے وہی ہوتا ہی ÷ کلیلہ نے کہا کہ بادشاہ تمام
ارباب فضل کو مخصوص اپنا نہین بناتے ہین بلکہ اپنے نزدیکون کو کہ ارث اس بات کی رکھتے ہین
اور پشتہا پشت سے اعتماد انکا چلا آتا ہی انھین کو اپنی خدمت مین اختصاص دیتے ہین اور تو شیر کے
ساتھ نہ سابقۂ موروثی رکھتا ہی نہ وسیلۂ ذاتی کوئی پایا جاتا ہی کہ اُس سے سرفرازی خلاف دستور
تو پائے بلکہ غالب یہ نظر آتا ہی کہ قباحت کا کوئی ایسا پہلو نکل آئے کہ مضرت عظیم کا
باعث ہو اور یہ بھی تسلیم کیا کہ تو نے شیر کا تردد خاطر رفع کیا اور وہ مسرور بھی ہوا عوض
اُسکا یہی ہی کہ تیری حقیقت سے زیادہ تجھسے سلوک کرے یہ مشکل نہین ہی بلکہ بیشتر ہوا ہی
کہ ہرکارے یا خبردار نے ایسی خبر بادشاہون کو دی ہی کہ نہایت مسرور ہوئے ہین اور عوض اسکے
انعام و خلعت اُنکی مقدار سے زیادہ عطا فرمایا ہی یہ نہین کبھی سُنا ہی کہ اس جنس کو کبھی
وزیر یا مصاحب یا منصب دار کیا ہو پس بالفعل تیرا حال بھی ایسا ہی ہی بشر طیکہ

گمان تیرا درست پڑے اور اگر خطا تیری رائے مین واقع ہوئی تو وہی ہوتا ہی کہ جو مین پہلے کہا ہی دمنہ نے کہا جو کہ بادشاہ کی صحبت مین سرفراز ہو اور اُسکے بعد امداد رائے سلیم سے جد و جہد خیال کرے اور رنجہائے بسیار اور مشقتہائے ناگوار سے مضائقہ نہ کرے ممکن نہین ہی کہ مرتبہ اُسکا روز افزون نہو مگر یہ ضرور ہی کہ جب بادشاہ کی نزدیکی حاصل ہو تو پانچ کام کو اختیار کرے پہلے یہ کہ شعلۂ آتش خشم کو آب حلم سے بجھا ڈالے دوسرے وسوسۂ شیطان اور شہوات سے حذر کرتا رہے تیسرے حرص فریفتن اور طمع فتنہ انگیز کو عقل پر غالب ہونے نہ دے چوتھے بنائے کار اپنا راستی اور درستی پر رکھے اور دروغ و فریب سے اجتناب کلی کرے پانچوین جو حادثہ کہ پیش آئے اُسمین ثابت قدم رہے کہ مراد اُسکی حسب دلخواہ بر آئے کلیلہ نے کہا اے تیری صواب پر ہی اور مین نے جو کہا قصور کیا اگر یہ فرمایا چاہیے کہ تم بادشاہ کے نزدیک بھی پہونچے پھر کس ہنر سے منظور نظر ہو کر رتبۂ عالی کو حاصل کروگے دمنہ نے کہا اگر تقرب بادشاہ کا حاصل ہوا تو پانچ خصلتین اختیار کرونگا پہلے اخلاص تمام سے خدمت اُسکی کرونگا دوسرے ہمت کلی متابعت سلطان مین صرف کرونگا تیسرے افعال اور اقوال کو ہر وقت اور ہر جگہ نیکی سے یاد کرونگا چوتھے بادشاہ جو کام کہ شروع کریگا اگر نیک ہوگا تو فوائد اور منافع اُسکے کہ باریک اور بعید الفہم ہونگے اُنھین فکرہائے درست سے ذہن مین بادشاہ کے کمال توضیح سے راسخ کرونگا کہ خوشی اُسکے دل کی ہزار چند بڑھ جائیگی پانچوین اگر کوئی کام ایسا کہ مضرت جسکی ملک و سلطنت کی طرف راجع ہوتی ہوگی اور بادشاہ اُس امر مین غفلت کریگا تو عبارت شیرین اور لطائف دلکش سے اُسے باز رکھونگا جبکہ یہ ہنر میرے اُسپر ثابت ہوئے اُسیدم مقرر بنوازش و عنایت مجھے مخصوص اپنا کریگا اور ہمیشہ میری صحبت و نصیحت کا مائل رہیگا کیا نہین سنا ہی تو نے کہ ہنر چھپا نہین رہتا ہی اور ہنرمند بے بہرہ نہین رہتا ہی نظم نہین چھپتا ہنر چھپا کے لب چھپا مشک تر چھپائے سے + مشک کی پھیلتی ہی بو ہر سو + کہ ہنر کی ہی گفتگو ہر سو + کلیلہ نے کہا کہ تیری رائے نے اِس کلام پر خوب قرار پکڑا ہی اور ارادہ

مضبوط ہوچکا ہی مگر پھر بنظر سابقۂ محبت کہتا ہون کہ بہت خوفناک اور پُر حذر رہنا کہ صحبت سلاطین کی امر دشوار اور باعث خطرہاے بسیار ہی حکماے نصیحت شعار نے کہا ہی کہ عاقل تین چیز کو بغیر مجبوری اور ضرورت شدیدہ کے اختیار نہین کرتا ہی مگر وہ نادان کہ بوے خرد جسکے دماغ تک نہین پہونچی وہ ان تین کامون کو اختیار کرتا ہی پہلے آرزو بادشاہ کی خدمت کی اور دوسرے کھانا زہر کا تریاق کے اعتماد پر تیسرے افشاے راز عورتون اور لڑکون سے کرنا اور اتنا سمجھ لے کہ تشبیہ بادشاہ کی کوہ بلند کے ساتھ ہی اگرچہ اُسپر معدن زر اور جواہر قیمتی ہین لاکن مسکن اژدہا و پلنگ و موذیات کا بھی ہی اسلیے جانا بھی اُسپر مشکل ہی اور مقام کرنا اُس سے مشکل تر ہی اور دوسری تشبیہ بادشاہ کی دریاے عمیق کے ساتھ ہی کہ جو تاجر سفر دریا کا اختیار کرتا ہی یا دُر اور جواہر حاصل کرتا ہی یا گرداب غرقاب ہلاکت مین پڑتا ہی بیت بدریا در منافع بیشمار ست + اگر خواہی سلامت بر کنار ست دمنہ نے کہا کہ ای بھائی جو کچھ کہ تو نے کہا جانتا ہون کہ یہ محض دوستی اور خیر خواہی ہی کہ صحبت بادشاہ کی آتش سوزان کے مانند ہی جو نزدیک تر ہوئیگا خطرہ اُسے بیشتر ہوگا بیت صحبت بادشہ سے کر پرہیز + ہیزم خشک تو وہ آتش تیز + لاکن جو مخاطرہ سے ڈرا درجۂ بزرگی سے بے نصیب رہا تین کام کرنا چاہیے مگر بلند ہمتی کے ساتھ پہلے طلب صحبت سلطان دوسرے سفر دریا تیسرے مقابلہ کرنا دشمن سے اور مین کم ہمت نہین ہون پھر کسواسطے بادشاہ کی صحبت سے خوف کرون بلکہ میرا عمل تو گویا کے اس مطلع پر ہی مطلع ہاتھ سے رخش جنون کی باگ چھوڑا چاہیے + جسطرف لیجاے اُسکا منھ نہ موڑا چاہیے + کلیلہ نے کہا اگرچہ مین منکر اس تدبیر کا اور مخالف اس عزیمت کا ہون مگر تیری راے اس کام مین وثوق اور طبیعت تیری اس اندیشے مین ثبات رکھتی ہی مبارک ہو مصرعہ اینک بسر راہ برو خوش بسر آئی + القصہ دمنہ کلیلہ سے رخصت ہوا اور جا کے شیر کو سلام کیا شیر نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہی ملازمان شاہی نے عرض کیا کہ یہ فلانے

شخص کا بیٹا ہی کہ مدت دراز سے عتبۂ عالی کا ملازم ہی اور اُسکے عزیز و اقارب سب نمکخوار
اِس آستانِ دولت نشان کے ہین شیر نے کہا اسکے ماں باپ کو مین پہچانتا ہون اسکے بعد
نزدیک بُلا کر پوچھا کہ تو کہان رہا کرتا ہی اور کیا کام کرتا ہی دمنہ نے عرض کیا کہ اپنے باپ کے
پاس عہد سے پر ملازم درگاہ بادشاہی ہون اور رات دن اسکا منتظر رہتا ہون کہ اگر کوئی مہم
پیش آئے اور حکم اقدس اِس ذرۂ بیمقدار پر صادر ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ باقبال شاہی اُسے
بقوت تدبیر صائب نہایت خوبی سے سرانجام دون چنانچہ بارہا دیکھا ہی کہ ارکان دولت
سلطانی کو مہم حادث ہوئی ہی کہ زیر دستون کی امداد سے اُسنے سرانجام پایا ہی اور زبردستان
عالی مرتبہ سے اُسمین کچھ نہین ہو سکا ہی مصرع اندرین باغ چو طاؤس نگارست مگس
چنانچہ جو کام کہ سوزن سے نکلتا ہی نیزہ باوجود سرفرازی تمام اُسکام مین عاجز اور ہیچکارہ ہی
اور جو کام کہ کارد قلم تراش سے ہوتا ہی شمشیر آبدار اُس جگہ بیکار ہی اور جو کار کہ خدمتگار سے بن آتا ہی
وہ امرائے عالی وقار سے زنہار نہین ہو سکتا ہی غرض کہ کوئی شخص یا کوئی شی ہر چند بے قدر اور
فرومایہ ہو دفع مضرت اور جلب منفعت سے خالی نہین ہی فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْ عَنِ الْحِكْمَةِ غرض
کہ قادر ذوالجلال نے جو چیز کہ خلق کی ہی بیکار اور عبث نہین ہی شیر نے جو کلمات معنی خیز
زبان دمنہ سے سنے متحیر ہوا اور مصاحبون سے کہا کہ مرد ہنرمند اگرچہ گمنام ہو مگر روشنی
دانش کی آخرکار اُسے بر روئے کار لاتی ہی جیسا کہ آتش ہر چند نرم نرم سلگا کرے پر ایک
وقت ہوا کی امداد سے زبانہ کھینچتی ہی دمنہ بادشاہ کے ارشاد سے شاد ہوا اور سمجھا کہ افسون میرا
شیر پر اثر کر گیا اسکے بعد زبان نصیحت کھولی اور عرض کیا کہ کافۂ انام خصوصاً خدام
ذوی الاحترام کو لازم ہی جو وسوسہ کہ بادشاہ کو پیش آئے بے اُسکے کہ بادشاہ کچھ فرمائے
بمقتضائے نمکخواری فہم و دانش تام اور غور و فکر تمام سے نیک تامل کرین اور جو صورت
خیرخواہی اور فوائد ملازمان شاہی کی باعث ہو اُسے ضرور عرض کرین اور طریق
خیراندیشی مین اصلاً قصور نکرین بعد استماع حال بادشاہ کو اختیار ہی کہ جو مناسب شان

شاہی ہوا اُسپر عمل فرمانے اور ہر ایک کی عرض و معروض کو میزان خرد مین تولے اور موافق
خیر خواہی و اخلاص اُس شخص کے اُسے سرفراز فرمائے تا حوصلہ ہر ایک کا روز بروز افزونی
پائے کیونکہ جبتک دانہ بویا ہوا خاک مین پوشیدہ رہتا ہی اور روئیدہ ہوکر سر نہین نکالتا ہی
کوئی اُسکی آبیاری اور پرورش مین کوشش نہین کرتا ہی اور کوئی روئیدگی جبتک کہ نقاب
خاک سے چہرہ نہین دکھاتی ہی اور طلعت مردین چمن کے گریبان زمین سے سر نہین نکالتی ہی
معلوم نہین ہوتا ہی کہ یہ نہال باردار ہی یا درخت خاردار اگر نہال میوہ دار ہی تو پرورش اُسکی فرض
صاحب کشت زار کے لازم ہی کیونکہ پرورش کے بعد جب حد مراد کو پہونچیگا تو میوہ شیرین
بروقت مقرر کریگا اور درخت خاردار بیشتر لائق قلع اور دفع کے ہوتا ہی اسی طرح سے بادشاہ
ذمے پر اسمر تصرف لازم فرمایا ہی کہ ہنرمند کے فراخور استحقاق قدر اور عزت اُسکی زیادہ کرے
کہ ایکدن خدمت عمدہ اُس سے ظہور مین آئیگی اور بے ہنر کو اپنی محفل مین بار نہ دے
کہ درخت خاردار سے خلش اور ریش رسانی کے سوا دوسرا کام نہ نکلیگا قطعہ
از ہنر خویش کتا سینہ را + مایہ مکن نسبت دیرینہ را + زنخ بہر ن مشو ای ناتمام
زندہ مکن مردۂ خود را بنام + از پدر مردہ ملا فنای جوان + گرنہ سگے چون خوشی از استخوان
ہوش باوجودیکہ مردم خانہ کے ساتھ قدامت رکھتا ہی لیکن اُس سے جو رنج پہونچتا ہی اسلیے
اُسکی ہلاکت مین سعی واجبی جانتے ہین اور باز باوجود غربت بیگانگی کے کہ اُس سے فائدہ متصور ہی
باعزاز تمام ہاتھون ہاتھ لیے رہتے ہین بادشاہ کو لازم ہی کہ نظر آشنا و بیگانے پر نہ کرے
بلکہ مردم عاقل اور فرزانہ کا خواہان رہے اور جو لوگ کہ کارہاے عقل و ہنر سے بیگانہ ہون اُنھین
مردان فاضل اور ہنرمندان کامل پر ترجیح نہ دے اور اگر منصب خردمندون کا بے خردون کو
زیادہ کیا جائیگا تو خلل کلی امور سلطنت مین راہ پائیگا اور شامت اس فعل کی بادشاہ کے
حال پر آخر رجوع کریگی بیت ہوند اُس شہر مین زنہار ہما سایہ فگن + عندلیبون سے زیادہ
جہان قدر زغن + کلام دمنہ جبکہ تمام ہوا شیر نے اُسپر تلطف کیا اور حکم دیا کہ بلا قیدیہ جا

ہوا کرے بعد اُسکے ہر روز اُنس زیادہ کرنے لگا اور بیشتر صلاح اور مشورہ اسکا مقبول
کرتا تھا اور دمنہ بھی حکایات عجیب اور نکات لطیف سے خوش بیانی کرتا رہتا تھا تھوڑے ہی
عرصے مین محرم حریم سلطنت ہو گیا اور صلاح و اصلاح امور سلطنت مین مشار الیہ ہوا
ایکدن وقت مساعد پا کے عرض کیا کہ مدت ہوئی ہی کہ حضرت نے ایک جگہ پر قرار پکڑا ہی
لذت سیر و شکار اور تماشاے باغ و بہار سے دل اُٹھا لیا ہی سبب اسکا کیا ہی چاہتا ہون
کہ موجب اُسکا معلوم کرون اور اس بات مین جسطرح سے کہ ہو سکے تدبیر صائب کرون
اور جو چیز کہ باعث ملال خاطر اقدس ہوئی ہی اُسے تدبیر صائب سے رفع کرون شیر نے
چاہا کہ دمنہ سے حال اپنا مخفی کرے اور کوئی سخن ساختہ کہکے بھلا وادے کہ اُسی حال مین
شنزبہ نے آواز رعد آسا سے خوار کھینچا شیر آواز شنزبہ سُننے کے ساتھ ہی زرد اور
سراسیمہ ہو گیا اور عنان اختیار ہاتھ سے چھُٹ گئی شیر سمجھا کہ یہ حرکت میری دمنہ پر منکشف
ہو گئی بنا چار ہی حال اپنا مشروحًا بیان کیا کہ سبب میری دہشت کا یہی آواز ہولناک ہی
کہ سُنتا ہون اور نہین جانتا ہون کہ یہ آواز کسکی ہی مگر معلوم ہوتا ہی کہ قوت و شوکت
اُسکی موافق آواز کے مقرر ہوگی اگر ایسا ہی ہی کہ جیسا مین سمجھا ہون تو رہنا
اس مقام کا صواب سے دُور ہی دمنہ نے کہا کہ بادشاہ کو سوائے اس آواز کے
اور تو اندیشہ کچھ نہین ہی شیر نے کہا کہ ہرگز نہین مین مدت دراز سے اس آواز کی فکر مین مبتلا ہون
دمنہ نے کہا کہ اس آواز پر جلاء وطن کرنا اور ملک موروثی کو چھوڑنا اور پاس ننگ و ناموس سے
در گذرنا خلاف جوانمردی کے ہی کہ سُننے سے کسی کی آواز کے سراسیمہ ہو جائے بادشاہ کی
شان کے لائق یہ ہی کہ کوہ کے مانند ثابت قدم رہے اور مانند کاہ کے ہر ہوا سے متزلزل نہو جائے
نظم کیا ہی آندھی کی حقیقت پیش کوہ + اُڑ نہ تنکے کی طرح اے باشکوہ + چاہیے ہر حال مین ہو مستقل
عیب ہی ہر امر مین ہو ہول دل + بزرگون نے کہا ہی ہر آواز بلند اور جثہ قوی پر
التفات نکیا چاہیے کہ ہر صورت دلالت معنی پر نہین کرتی ہی اور ہر ظاہر

رونق باطن کی نہین ہوتا ہی نرکل ہرچند فربہ تر ہو چوب لاغر سے ٹوٹ جاتا ہی اور کلنگ
ہرچند بزرگ جثہ ہوتا ہی چنگال باز کوچک قامت کا شکار ہوتا ہی اور جو کوئی کہ اعتبار جثۂ قوی کا
رکھتا ہی اُسے وہ پہونچتا ہی جو اُس روباہ کو پہونچا شیر نے کہا کہ قصہ روباہ کا کیونکر تھا
حکایت دمنہ نے کہا کہ ایک روباہ واسطے طعمے کے ایک بیشے مین پھرتی تھی ایک
درخت کے تلے پہونچی کہ ایک طبل پہلوانی اُسپر لٹکتا تھا یعنی دستور ہی کہ کشتی کے
وقت پہلوان ڈھول بجاتے ہین اور جبکہ ہوا چلتی تھی شاخ اُس درخت کی اُس ڈھول پر
لگتی تھی آواز سہمگین اُس سے نکلتی تھی روباہ نے اُس درخت کے تلے ایک مرغ خانگی کو
دیکھا کہ تلاش دانہ وکرم مین زمین پر منقار مارتا ہی روباہ نے چاہا کہ اِسے غفلت مین آ کے
شکار کرے کہ ناگاہ آواز ڈھول کی روباہ کے کان مین پہونچی نگاہ کر کے دیکھا کہ جثہ کلان
نہایت فربہ ہی طمع اسکی دوبالا ہوئی دل مین کہا کہ مرغ کوچک سے کیا حاصل ہوگا اور
جثۂ کلان کئی دن کے واسطے کفایت کریگا مرغ کی تاک چھوڑ کر ڈھول کی طرف متوجہ ہوئی
مرغ اس عرصہ مین ہوشیار ہو کر بھاگا اور روباہ بالاے درخت آکر کوشش کرتی تھی
آخر جبر سے کر اُس ڈھول کے چیرا پوست اور لکڑی کے سوا کچھ نپایا حسرت سے افسوس
کرتی تھی اور اشک ندامت سے روتی تھی کہ واے گرسنگی طمع مین جثۂ قوی کی صید
ضعیف بھی ہاتھ سے گیا یہ مثل اسواسطے غلام نے عرض کی تا شہریار آواز مہیب او
خیال ہیکل عظیم سے ذوق شکار اور حرکت سیر وتفرج سے دست کش نہوا گر غور وتامل سے
ملاحظہ فرمائیے گا تو آواز مہیب اور جثۂ قوی کی کچھ مقدار نظر مبارک مین نہ ٹھہریگی اور اگر
ارشاد عالی ہو تو غلام جا کر حقیقت حال اُسکی معلوم کر کے خدمت عالی مین مشروحاً عرض
کرے شیر نے اجازت دی دمنہ حسب الارشاد روانہ ہوا جبکہ نظر سے غائب ہوا شیر نے
تامل کیا اور دل مین نادم ہوا کہ مجھسے خطاے عظیم صادر ہوئی اور خلاف مصلحت دانشمندون کے
عمل کیا مین نے کہ ایک شخص عالی خاندان و بزرگ نژاد بھی نہو اور افعال و اقوال اُسکے اور اُسکے

بھی معلوم نہوون اور اس رتبے کے لائق عقلاً اور نقلاً بھی نہو اسکو دفعۃً واحدۃً راز عمدہ سے خبر کر دینا مصلحت سے بہت دور تھا افسوس کہ مجھسے کیا حرکت بیجا صادر ہوئی بادشاہ کو لازم ہی کہ اس فرقے پر اعتماد نہ کرے اور مہمات خاصہ مین کہ خفا اُنکا واجب ہی ان لوگون کو اُس سے آگاہی نہ دے پہلے جسنے کہ بغیر عمد و قصور کے ایذا پائی ہو اور رنج بے سبب کھینچا ہو اُس سے اندیشہ رکھے کہ اُسکا دل کبھی صاف نہوگا دوسرے جسکی حرمت و حشمت بادشاہ کی ملازمت مین برباد گئی ہو اور اُسکی معاش اب تنگی سے بسر ہوتی ہو تیسرے وہ شخص کہ اپنے عہدے سے معزول ہوا ہو اور آیندہ امید بھی کچھ باقی نرہی ہو چوتھے جو شریر اور مفسد اور فتنہ پرداز بالطبع ہو اور آرام طلب اور کاہل مزاج بھی ہو پانچوین گنہگار کہ تلخی عقوبت کی چکھے ہو اور ہمچشم اُسکے کسی سبب سے بچ گئے ہون چھٹے وہ مجرم کہ شریک اُسکے فقط گوشمال پاکے بچ رہے ہون اور اُسنے عوض اُسی گناہ کے نقصان حرمت پامال پایا ہو ساتوین کہ جسنے خدمت پسندیدہ کی ہو اور اُسکا صلہ کچھ نپایا ہو اور غیر نے تھوڑی خدمت سے بہت سا فائدہ حاصل کیا ہو آٹھوین کہ دشمنون نے نمامی اور چرب زبانی سے بادشاہ کی نظرون سے گرا کے منصب اُسکا آپ حاصل کیا ہو اور بادشاہ اس سے کشیدہ خاطر اور اُسکے رفیقون کے حال پر متوجہ ہو اور یہ ذلیل اور زبون سب کی آنکھون مین ہو نوین وہ شخص کہ واسطے اپنی منفعت کے اُنکو برطرف کرکے ولی نعمت کے ساتھ ہر بات مین لیری کرے دسوین جسنے کہ بادشاہ کے نزدیک مقبولیت واقعی نپائی ہو یعنی عزت اور اکرام اُسکا اورون سے کمتر ہو اور دشمن اُسکے مرفہ الحال اور خرسند ہون بادشاہ کو واجب ہی کہ ان دس فرقون سے راز اپنا کبھی ظاہر نہ کرے بلکہ دیانت و امانت اور مروت و اہلیت جسکی کہ بارہا آزمائی نہو اُسسے بھی اپنا محرم اسرار نہ کرے جسقدر خوب دیکھا تو کوئی قابل اسرار نہین مشورہ ہر کس و ناکس سے سزاوار نہین پس بنظر ان باتون کے کہ کبھی امتحان اس شخص کا نہین کیا تھا تعجیل کرنا ہرگز مناسب نہ تھا اور بھیجنا ایسے شخص کا دشمن کے پاس روشن خردی اور دور اندیشی سے بہت دور تھا دمنہ شخص فتن اور زیرک

نظر آتا ہی اور میری درگاہ سے نصیبہ فلاح کا بھی چندان حاصل نہین کیا ہی اگر عیاذاً باللہ
اُسکے دل مین خار اُس آزار کا چبھا ہوا اور قابو وقت کا پاکر ایسے محل مین خیانت کر سکے
فتنہ انگیزی کر بیٹھے تو تعجب نہین ہی کہ دشمن کو مجپر غالب سمجھ کے باُمید رسوخ و فلاح عہد و پیمان
عہدۂ عمدہ کا لیکر اس راز سے اُسے آگاہ کر دے تو دلیری اُسکی زیادہ ہو جائے اور تدارک
مجھے دشوار ہیت نہو بد نفس لیکن بدگمان ہو + کہ آفات زمانہ سے امان ہو + یہ سمجھ کر با خود کہتا تھا
کہ بڑی خطا کی مین نے دیکھیے نتیجہ اسکا کیا ہو مضطرب تھا اور چشم انتظار اس راہ مین رکھتا تھا کہ
دمنہ پیدا ہوا شیر نے اضطراب سے اندر کے قرار پکڑا کہ دمنہ نے زمین ادب کو چوم کر دعا دی کہ
شاہا حکم تیرا آفاق سے تا قاف ہوا اور کہا کہ غلام نے نہ نخوت اُسکی دیکھی اور نہ شکوہ ایسی پائی کہ جس سے قوت
اور شوکت پر استدلال کرتا مین اور نہ دل مین کچھ مہابت اور احترام اُسکا سمایا کہ جس سے اُسکی
بزرگی دل پر ثابت ہوتی شیر نے کہا کہ اس بات کو ضعف و ناتوانی پر حمل نہ کیا چاہیے اور اس دھوکے
فریفتہ نہوا چاہیے کہ باد سخت گیاہ ضعیف کو کبھی توڑ نہین سکتی ہی لیکن اور درختہاے قوی ہرگز
بیخ و بن سے اُکھاڑ ڈالتی ہی اسطرح سے مہتر اور بزرگ منش جبتک دشمنون کو ہمسر اپنا
نہین پاتے ہین اظہار قوت و شوکت نہین کرتے ہین باز کنجشک ضعیف کا قصد نہین کرتا ہی
اور شاہین پشے پر بال نہین کھولتا ہی وقعت تیری جو اُسکی آنکھ مین نہین سمائی ہی اسلیے اُسنے
اظہار قوت تجھپر ضرور نہین جانا ہی دمنہ نے عرض کیا کہ شہریار کو لازم ہی کہ یہ عظمت اُسکی اس درجہ
ذہن مین نرکھے اور اس مہم کو اتنا مشکل نسمجھے مین نے اُسکے کلام سے حقیقت باطن کو کما حقہ
دریافت کیا ہی اگر ارشاد ہو تو دست بستہ آستانۂ عالی پر حاضر کرون کہ حلقۂ غلامی گوش جان مین
ڈالکے غاشیہ بدوش ہو اور ہی کا کبھی دوش سے نہ اُتارے شیر نے خوش ہو کر اجازت دی دمنہ نے
شنزبہ کے پاس آکر گفتگوے دلیرانہ آغاز کی کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی اور کس نژاد سے ہی
اور سبب آنے کا بے اجازت شہریار رعالیجاہ کے اس دیار مین کیا ہی شنزبہ نے حال اپنا
راست راست بے کم و کاست بیان کیا دمنہ نے کہا کہ اے نادان اس ولایت کا وہ شیر غران ہی کہ کوئی مجبر

سکا مقابلہ نہین کر سکتا ہی بلکہ پیل مست کوہ پیکر اُسکی ہیبت سے بید کے مانند کانپتا ہی اور اُسکی
لے اجازت اس بیشے کی حوالی مین کوئی پیر نہین رکھ سکتا ہی تو کیا سمجھا ہی کہ بیباکانہ اس وادی مین
ار بکرا ہی تجسے ہزارون پیل شیر کے لشکر مین شکار ہوتے ہین شاید کہ موت تجھے لائی ہی
ر یہان سے جاکر حال تیرا بیان کرون تو اک آن مین تیری جان فنا ہوتی ہی مگر مجھے تیری
یب الوطنی اور تنہائی پر رحم آتا ہی اسواسطے اپنی عادت کے موافق چاہتا ہون کہ مہمان نواز
ر غریب دوست رہون اور شیر کی خدمت مین لیجاکے تقصیر تیری معاف کرا دون
شیر کی مصاحبت مین تجھے سرفرازی دلواؤن شنزبہ نے جبکہ یہ حکایت سُنی بید کے مانند
یا اور دمنہ سے کہا کہ ای برادر اگر مین جانتا کہ یہ ولایت اُس شاہنشاہ کی ہی تو زنہار قصد
طرف کا نکرتا مگر مین غریب الوطن اور ناواقف ہون اگر غریب نوازی کی راہ سے مجپر
م کرے تو کیا عجب ہی کہ اللہ تعالی تجپر بھی رحم فرماویگا دمنہ نے قسم کھائی اور کہا کہ ساتھ میرے چل
ب دلخواہ تیری ملازمت شیر سے کرا دونگا شنزبہ اسپر راضی ہوا اور دمنہ کے ساتھ چلا
نزدیک پہونچے دمنہ نے پیشتر جاکر یہ ماجرا شیر سے بیان کیا اور شنزبہ کے حاضر ہونے کی
ہ دیا کہ اسی عرصے مین وہ بھی آپہونچا اور زمین ادب کو بوسہ دیا شیر نے بالطاف
سروانہ حال شنزبہ کو پوچھا شنزبہ نے از ابتدا تا انتہا اپنا حال بیان کیا شیر نے کہا کہ
سر رہا کر کہ ہمنے در الطاف خادمان بارگاہ اور مسافران غریب الوطن کے لیے کھلا رکھا ہی
مائدۂ فائدہ پر انعام کو واسطے خاص و عام کے حکم دے رکھا ہی لمؤلفہ بیت

شاہ ہون سب خلق ہی راضی مجھسے + سب خوش ہین نہین ہی کوئی شاکی مجھسے

سنے بعد دعا و ثنا کے کمر خدمت چست باندھی اور ہمیشہ حاضرباشی کرنے لگا شیر بھی
روز زیادہ تر الطاف فرماتا تھا اور تقرب اُسکا روز بروز بڑھتا جاتا تھا اور اعزاز
رام اُسکا بہ نسبت سب ارکان دولت کے دمبدم ترقی پاتا تھا اور حسن خوبی اور
ذاتی اُسکے ہر دم ذہن مین شیر کے راسخ ہوتے جاتے تھے حتی کہ مقربان عالی مقدار مین

شمار ہونے لگا غرض کہ اس خوبی سے حسن خدمت بجالایا کہ تھوڑے عرصے مین شیر
محرم اسرار ہوا اور ہر ساعت منزلت اُسکی زیادہ اور مرتبۂ عزت بلند ہوتا گیا کہ ایک
سال مین جمیع ارکان دولت اور اعیان حضرت سے مرتبہ شنزبہ کا زیادہ ہو گیا جبکہ دمنہ
دیکھا کہ شیر نے عزت بیل کی سرحد افراط کو پہونچائی اور انعام و اکرام مین یہانتک افراط کی
کہ مرتبۂ اعتدال سے درگذرا اور دمنہ کی بات کو اُسکے آگے کچھ وقعت باقی نہی اور کسی امر
مشورہ اسکا درکار نہ رہا دست حسد سر پر مارنے لگا اور سرمۂ تاسف و رنج دل مین
دینے لگا اور آتش خشم و شعلۂ غیرت سے زاویۂ دماغ جلنے لگا **بیت** دل مین حاسد کے
بھڑکتی ہی اگر نار حسد + پہلے حاسد کو جلاتی ہی یہ ہی کار حسد + **القصہ** خواب و قرار دمنہ
مفارقت کر گیا اور آرام و سکون نے ساحت سینہ سے رخت اقامت اُٹھالیا
شکایت اسکی کلیلہ کے پاس لیگیا اور کہا کہ ای برادر ضعف رائے اور سستی تدبیر
کہ تمامی ہمت مین نے شیر کے آرام کے لیے صرف کی اور گاؤ کو کہ شیر کی بیقراری اور اضطراب
باعث تھا اُسکی خدمت مین بآسانی تمام حاضر کیا آخرکار وہ جمیع مقربان سلطانی سے
پیشی لیگیا اور مین اُسکی مصاحبت کے سبب سے اپنے مرتبہ سے بھی گر گیا کلیلہ نے
جواب دیا کہ جان من کار خود کردہ را علاج نیست یہ تیشہ آپ تو نے اپنے پاؤن پر مارا
غبار فتنہ اپنے ہاتھ سے اپنی راہ مین برپا کیا تجھے وہ پیش آیا کہ جو زاہد کو پیش آیا تھا
دمنہ نے کہا کہ ماجرا زاہد کا کیونکر تھا **حکایت** کلیلہ نے کہا کہتے ہین کہ ایک زاہد کو بادشاہ
خلعت فاخرہ عطا کیا ایک چور اس حال پر اطلاع پاکے خدمت مین زاہد کی بارادت
حاضر ہوکے مرید ہوا اور خدمت قرار واقعی کرنے لگا اور آداب طریقت کے سیکھنے مین
یہان تک جہد بلیغ کی کہ محرم اسرار اُسکا ہو گیا جبکہ زاہد کو بسبب اعتماد کے غفلت ہوئی
ایکدن خلعت چُراکے راہ لی جبکہ زاہد نے خلعت کو نہ پایا اور مرید کو غائب دیکھا
سمجھا کہ وہ چور تھا اسی حیلے سے خلعت چُرا لیگیا اُسکی تلاش مین شہر کی طرف

روانہ ہوا راہ مین دیکھا کہ دو نخچیر لڑتے ہین اور ایک نے دوسرے کو مجروح کیا ہی اور خون دونون کا
زمین پر گرتا ہی یہ روباہ گرسنہ اس حال مین خون اُنکا چاٹنے لگی کہ اتفاقاً دونون کی ٹکر کے بیچ مین
آپڑی اُستخوان اُسکے مانند سُرمے کے پس گئے زاہد اس حال کے مشاہدہ سے متنبہ ہوکر روانہ ہوا
شب کو شہر مین پہونچا دروازے اہل شہر کے بند پائے جگہ اقامت کی ہر چند تلاش کی نہ پائی
قضارا ایک عورت کوٹھے پر کھڑی تماشا دیکھتی تھی زاہد کی سرگردانی سے سمجھی کہ یہ مرد غریب الوطن ہی
مکان مین اپنے بُلاکر جگہ دی زاہد غنیمت سمجھکر اُس مکان مین فروکش ہوا اور گوشۂ کاشانے مین بیٹھ کے
یاد الٰہی مین مشغول تھا اور وہ عورت بدکاری و نابہنجاری مین شہرۂ آفاق تھی اور کنیزین اُسکی
سامان بدکاری کے سب مہیا رکھتی تھین ایک اُن کنیزون مین سے کنیز تھی کہ کرشمۂ جمال سے
عروسان بہشت کو شرمندہ کرتی تھی اور آفتاب عالمتاب کو آتش غیرت سے جلاتی تھی اور چشم مست کے
تیر غمزے سے سینۂ عالم مین مانند ہدف کے رخنہ کرتی تھی اور لب جان بخش سے تنگ شکر کے
مانند حلاوت روح افزا عطا کرتی تھی وہ ساتھ ایک جوان زیبا شکلین موسرو بالا ماہ سیما شیرین زبان
باریک میان کے کہ ترکان ختا اُسکی چین زلف سے پیچ و تاب مین تھے اور خوش لبان سمرقندی
اُسکے شکر شور انگیز کے شوق سے اضطراب مین تھے وابستگی اس درجہ رکھتی تھی کہ جدائی ایکدم کی
تلخی مرگ سے بدتر سمجھتی تھی ہمیشہ باہم رنگ و بوے گل کے مانند مفارقت نہ کرتی تھی وہ عورت بھی
فریفتہ اُس جوان کی تھی اور وہ جوان مطلق اُسپر التفات نہ کرتا تھا فقط اُس کنیز کا شیدا تھا یہ عورت
وصل کنیزک و جوان سے بتنگ آئی چاہا کہ اُس جوان کو ہلاک کرے اُسی شب کہ زاہد اس
بیحیا کے گھر مین مہمان تھا تدبیر اُسنے جوان کی ہلاکت کی اسطرح پر کی تھی کہ شراب مین داروے
بیہوشی کو ملا رکھا تھا جبکہ دونون سرشار بادۂ بیہوشی ہوے زن بدکار نے سودۂ زہر ہلاہل کا ایک
نَے مین رکھ کے اور ایک سوراخ اُسکا بینی مین جوان کے رکھا اور ایک اپنے منھ مین رکھ کے
چاہتی تھی کہ پھونکے تا دماغ مین پہونچنے کے ساتھ ہی مغز اسکا زرد آب ہوکر بہ جائے کہ
بحکم رب غیب دان چھینک اُس جوان کو آئی سودۂ زہر کہ نَے مین بھرا ہوا تھا چھینک کے

زور سے رجعت قہقری کرکے گلو اور دماغ مین اُس قحبہ کے سرایت کر گیا فوراً وہ ہلاک ہوئی
بموجب مصرع ہم درسر آن رومی کہ درسر داری + بیت جو چاہا کسی نے کسی کا بُرا + خدا نے
کیا بس اُسی کا بُرا + زاہد کو مشاہدے سے اِن مکروہات کے وہ رات مانند روز قیامت کے
دراز ہو گئی تھی جسوقت کہ زاہد صبح نے زاویۂ شب ظلمانی سے مخلصی پاکے سجادۂ طاعت کو
محراب افق پر بچھایا عالم روشن ہوا زاہد نے اُس گروہ ابلیس خصلت کی ظلمت سے رہائی پائی
اور نکلکر مکان دوسرا تلاش کرنے لگا ایک کفشگر نے کہ معتقد خاص زاہد کا اور باشندہ اُس شہر کا
تھا دیکھ کر قدم پکڑے اور اپنے گھر مین لیگیا اور اپنے قبیلے کو زاہد کی خدمتگزاری مین مشغول کیا
تمام روز اسی طرح گذرا شب کو آپ بضرورت ضیافت کہ مدعو تھا باجازت زاہد ایک آشنا کے
گھر مین گیا اور زوجہ اُس کفشگر کی ایک آشنا رکھتی تھی زیبا و خوش خو عشوہ ساز عشق باز
اور ایک دلالہ انکے درمیان آفت روزگار تھی کہ افسون و افسانے سے آب و آتش کو
بہم جمع کرتی تھی اور چرب زبانی سے سنگ خارا کو موم بناتی تھی زن کفشگر نے گھر جا کر
اُس دلالہ کو بُلا کر کہا کہ اُس شیرین لب کو خبر کر کہ آج کی شب شوہر بے غوغا ہے مجلس
اور صحبت بے اندیشۂ عسس ہے ع برخیز و بیا چنانکہ من دانم و تو حسب الطلب شبانگاہ وہ جوان
در پر حاضر ہوا منتظر دروازہ کھلنے تھا بیک ناگاہ کفشگر اُس شب ظلمانی مین مانند بلائے ناگہانی کے
آپہونچا اور اُس مرد کو دروازے پر دیکھا پیش ازین بھی کفشگر کو بدگمانی بعض نشانون کے سبب سے تھی
اسوقت کہ اس ہیئت سے اُسے دیکھا الیقین ہوا کہ وہ گمان بیراگمان نہ تھا بلکہ یقین تھا گھر مین آکے
دیکھا کہ عورت بھی آراستہ و پیراستہ منتظر اُسکی بیٹھی ہے وضع اور سنگار اُسکا اور بھی کفشگر کے یقین کا
شاہد ہوا کفشگر نے نہایت غصے سے موے سر اُس بدکارہ کے ہاتھ مین لیکر کفش کاری کرنا شروع کی
جب اُسے خوب زدوکوب کر چکا آخر کار ستون خانہ سے محکم باندھ کر آپ بستر آرام پر دراز ہوا زاہد
اُس شب کہ کفشگر کا مہمان تھا دل مین کہتا تھا کہ بے تحقیق اسقدر زدوکوب نا انصاف سے دور ہے
بلکہ اگر مین شفاعت اس عورت کی کرتا تو بجا تھا کہ اُس عرصے مین زن حجام کہ دلالہ تھی آئی اور کہا کہ [illegible]

ر باہر آ اور فرصت وقت کو غنیمت جان کہ یار تیرا دروازے پر کھڑا یہ شعر مؤلف کا پڑھ رہا ہی
بیت ہجر کی شب مجکو نیند آتی نہین + زلف شبگون کی قسم کھاتے ہین ہم + زن کفشگر نے
از حزین سے اُسکو نزدیک بُلا کر کہا کہ اس شوہر بیرحم نے شاید اُسے درِ خانہ پر دیکھا تھا کہ دیوانہ وا
ر مین آکر زیادہ از حد مجھے مارا اور دیکھ کہ اس ستون سے باندھا ہی اگر مجھپر شفقت رکھتی ہو تو مجھے
ول اور مین عوض اپنے اس ستون سے تجھے نرم باندھوں اور مین جا کر اس یار وفادار سے عذر خواہی
آؤن اور اُسکے بعد تجھے کھول دون اور آپ بدستور بندھ کر کھڑی رہون اگر یہ کرے تو تجھ لونڈی
میرے محبوب کو غلام اپنے احسان کا کرے زن حجام نے بکمال خوشی بندھنا اپنا اور کھلنا اُسکا
ول کیا اور وہ باہر گئی اس عرصے مین کفشگر جاگا اور اُس عورت کو آواز دی زن حجام اس
ف سے کہ آواز میری پہچانیگا نہ بولی کفشگر زیادہ تر خفا ہوتا تھا اور جلاتا تھا تو بھی جواب
تی تھی کفشگر از بس خفا ہو کر نزدیک آیا اور ناک اُسکی کاٹ کے ہاتھ مین رکھی اور کہا کہ یہ تحفہ
پنے یار کو بھیج دے زن حجام خوف جان سے تسپر بھی نہ بولی اور دل مین کہتی تھی کہ تماشا ہی
یش کسنے کیا اور مصیبت کسکے سر پڑی جبکہ زن کفشگر پھر آئی خواہر خواندہ کی ناک کٹی پائی
بیت غمناک ہوئی اور بہت عذر خواہی کر کے کھول دیا اور ستون سے آپ بندھ کر
ری ہوئی زن حجام ناک ہاتھ مین لیکر گھر کو بھاگی ع حیران کبھی ہنستی تھی کبھی روتی تھی تجبہ زاہد نے
ب صورتین دیکھین اور سنین اور اس عجائب روزگار سے جو ان دو راتون مین گذرا زاہد کو
رت پر حیرت ہوتی گئی مگر زن کفشگر نے بعد ساعت کے غوغا برپا کیا اور ہاتھ اُٹھا کر دعا شروع کی
کہ بادشاہا تو سمیع و بصیر ہی کہ میرے شوہر نے مجھپر ستم کیا ہی اور تہمت و افترا سے ناحق مجھے
ہو کے یہ حالت میری کی ہی تو مجھپر رحم کر اور اگر مین پاک ہون تو ناک میری بلا عیب زینت جمال
و چمن عذار ہی جیسی کہ تھی ویسی ہی درست کر دے کہ مو نشان بھی باقی نہ رہے غوغا
جات سے کفشگر بیدار ہوا اور نالہ مکر آمیز اور دعا سے شور انگیز اُسکی سنکے چلایا کہ ای قحبہ
یاد رکھ ہر کر کرتی ہی کہ دعا فاجرہ کی درگاہ الٰہی مین مقبول نہین ہوتی [illegible]

یہ دعا ہو قبول خدائے پاک + اپنی زبان سے ول کردہ اول بناسنے پاک + اس گفتگو مین نا خفیف
شور کیا کہ اے ستمگار نا خدا ترس مردم آزار اٹھو اور تماشا قدرت الٰہی کا بچشم عبرت
کر کہ یہ اس میرا لوث فسق و فجور سے پاک تھا تو ایزد سبحان نے ناک مجھ شکستہ دل
درست کردی اور تجھے خلق مین روسیاہی دی اور مجھے فضیحت و تباہی سے نجات بخشی
مرد سادہ دل نے کہ فریب شیطان اور مکر زنان سے غافل تھا چراغ روشن کرکے دیکھا تو
ناک اسکی درست ہے اور کہین نشان زخم کا باقی نہین ہے فی الحال معترف اپنے قصور کا
اور بعذر عذر خواہی و سماجت پیش آیا اور بہ یقین سمجھا کہ یہ عورت پاکدامن بلکہ اولیا
اسکے بند دست کھولے اور بہزار منت قصور اپنا معاف کروایا اور توبہ کی کہ اسکے بعد اگر
شبہہ بھی واقع ہو تو اُسے وسوسہ شیطان کا سمجھونگا اور کوئی نمام اگر سو دلیل سے فسق اسکا
کریگا تو مین محض افترا اور سخن سازی جانونگا اور بعد الحراس مستورہ صلاحیت پیشہ
واسطے کہ مستجاب الدعوات ہے باہر نہ نکلنے دونگا ادھر تو یہ گذرا اور اُدھر زن حجام نافرجام
ناک مانند جام کے ہاتھ پر رکھکے لہو مین ڈوبی ہوئی متحیر تھی کہ کیا حیلہ برانگیختہ کرے اور یہ صورت
کس شکل سے شوہر کو دکھائے اور ہمسایہ اور اقارب سے کیا عذر روپیش لائے اور اپنے اور بیگانے
سوال کا کیا جواب دے اسی حال مین صبح کاذب سپیدہ ہوئی حجام جاگا اور آواز دی کہ کسوت
کہ فلانے خواجہ کا رخ صلاح ہے تا علی الصباح وہان جا پہونچون عورت نے جواب دیا جبکہ حجام
زن بینی بریدہ نے ایک استرہ ہاتھ مین حجام کے دیا حجام غصے مین آیا اور اس تاریکی
استرہ اُسکی طرف پھینک دیا اور کہا کہ مین کسوت تمام ہی نا فرجام مانگتا ہون اور تو ایک استرہ
عورت نے غوغا کیا کہ ہائے ناک ہائے ناک حجام متحیر تھا اقربا اور ہمسایہ اس غوغا سے جمع ہوگئے اور عورت
خون آلودہ اور بینی بریدہ دکھا زبان ملامت حجام پر سب نے کھولی وہ بیچارہ حیران پریشان
بند سے اقرار رکھتا نہ زبان انکار جبکہ صبح جہان افروز نے پردہ ظلمت کا منہ سے اٹھا
آئینہ گیتی نما صفی آفتاب جام جہان آرا درخشان ہوا بیت شب گئی آخر نمایان ہوگئے آثار

ن خورشید نے کی گرمی بازار صبح + اقربا عورت کے حجام بگناہ کو گرفتار کر کے نزدیک قاضی
ر کے لیگئے اتفاقاً زاہد دم صبح قاضی کی ملاقات کے واسطے کہ سابقہ سابق رکھتا تھا
ضر ہوا تھا محکمے مین بھی موجود تھا اور یہ سب تماشا من اولہ الی آخرہ مشاہدہ کیا تھا جب ک
رباے زن حجام نے مرافعہ اُسکا روبرو قاضی کے کیا قاضی نے پوچھا کہ اُستاد اس عورت کی
ک کاٹنے کا سبب کیا تھا حجام عقل و ہوش باختہ سے جواب معقول سرانجام نہوا قاضی نے
ل الجروح قصاص کے حکم دیا زاہد اُٹھا اور کہا ایہا القاضی اس کام مین تامل کر اور دیدۂ
ست کھول کہ چور خلعت میرا نہین لیگیا اور روباہ ہلاک نہین ہوئی اور زن بدکار کو اُسکے
ہر ہلاہل نے ہلاک نہین کیا اور زن کفشگر نے بینی حجام کی جورو کی نہین کٹوائی بلکہ یہ سب
ین مین نے بچشم خود دیکھی ہین قاضی نے حجام کے قصاص سے تامل کیا اور زاہد کی
رف متوجہ ہوا کہ اس اجمال کا ترجمانی ہو اور اس معنی بند کا بیان واضح فرما زاہد نے
معاینہ کیا اور سنا تھا از ابتدا تا انتہا مشروحاً بیان کیا کہ اگر مجھے مرید کرنے کی آرزو نہوتی
ترہات دزد مین گرفتار نہوتا اور روباہ اگر گرفتار طمع طعمہ نہوتی تو دو نخچیرون کے صدمے
ل نہوتی اور وہ زن فاحشہ جوان غافل کا اگر قصد نہ کرتی تو جان شیرین نکہی سے نہ کھوتی
ر زن حجام اگر مددگاری حرام کاری کی نہ کرتی تو ناک نہ کٹواتی اور فضیحت عالم نہوتی
ر جو کوئی کہ بدی کرے تو نیکی کی طمع نہ رکھے اور جو کہ اندرائن بوئے امید ذائقۂ انار
یرین کی نہ کرے بیت چنین گفت دانائے آموزگار + مکن بد کہ بد بینی از روزگار +
ر یہ مثل اسلیے کہی مین نے تا تو جانے کہ راہ اُس محنت کی تو خود اپنے واسطے تو نے نکالی ہی
ور دروازہ اس رنج و مشقت کا آپ اپنے مُنھ پر تو نے کھولا ہی مصرع گفتا بکہ نالیم
از ماست کہ بر ماست + دمنہ نے کہا کہ ای برادر مین ہر طرح سے حیلہ اُٹھاؤنگا اور
ضا مین فساد کو یہان تک ترقی دونگا کہ گاؤ کو مرتبۂ عزت سے گرا کر اخراج بلدیا قتل
ر اؤنگا اُسوقت آتش دل البتہ منطفی ہوگی و الا مذہب ہمت سے بہت دور ہی

بیان کنندۂ ۱۲
ترہات جمع ترہہ یعنی چیزہای باطل ۱۲
منطفی بجھنے والی ۱۲

که اب اس امر مین کوتاہی کرون اور بزرگون نے بھی کہا ہی کہ پانچ کامون مین جتنی سعی کرے
معذور ہی بجا ہی اول بشرطا سکے کہ تارک دنیا نہو تو طلب حشمت وجاہ مین جتنی کوشش
کرے مناسب ہی دوسرے پرہیز کرنا اُس چیز سے کہ حال واستقبال مین جس سے
گمان مضرت ہو تیسرے محافظت منفعت مین کبھی غفلت نہ کرے چوتھے
بچانا آپکو اُس ضرر سے کہ جسمین مبتلا ہو گیا ہو پانچوین تدبیر صائب سے جلب نفع
اور دفع ضرر کی سعی ہر دم خیال مین رکھے اور مین یہان تک اس بات مین کوشش
کرونگا کہ رقیب کو دفع کرکے اپنے منصب کو پھر پہونچونگا اور اس گاؤ کا گوشت یا طعمہ
سباع کرونگا یا اس بلا کا اخراج کلی کرونگا کہ یہ غدغہ کسی نوع سے باقی نہ رہے
اور مین اُس ضعیف چڑیا سے کم ہمت نہین ہون کہ عوض اُسنے اپنا باشے سے لیا
کلیلہ نے کہا کہ حکایت چڑیا اور باشے کی کیا ہی **حکایت** دمنہ نے کہا سنا ہی
مین نے کہ گنجشک کے جوڑے نے ایک درخت کی شاخ پر آشیانہ لگایا تھا فقط دانہ
پانی پر قناعت کرکے یاد الٰہی مین بسر کرتے تھے ایک باشے کا بھی نزدیک اُسکے آشیانہ کے
جبکہ بھوکا ہوتا تھا برق کے مانند جانورون پر گر پڑتا تھا جبکہ یہ گنجشک بچے نکالتی تھی
اور پرورش پاکے قریب اڑنے کے ہوتے تھے باشہ کمینگاہ سے حملہ کرکے اُسکے بچے شکار کر
طعمہ اپنا کرتا تھا اور اُن چڑیون کو بحکم حُبُّ الوطن من الایمان کے اُس آشیانے کا
چھوڑنا دشوار تھا اور باشے جفا پیشہ کے ظلم سے کوئی تدبیر بچنے کی بھی نہ کر سکتے تھے
نہ راہ سفر رکھتے تھے نہ روے اقامت ایکبار انکے بچے قریب اڑنے کے ہوے تھے
ماں اور باپ انکے بالیدگی اور رشد دیکھکر نہایت مسرور و خرم تھے کہ ناگاہ خیال باشہ
جفاکار کا خاطر مین گذرا کہ ہنوز انھین طاقت اُڑنے کی کما ینبغی حاصل نہین ہی مبادا وہ
انھین شکار کرے تو کسطرح کا رنج حاصل ہو اس اندیشے مین وہ سب خوشی مبدل بغم ہو
اور آثار اندوہ ان دونون کے چہرے پر نمایان ہوے ایک بچہ انمین کہ قریب رشد کے

ونچا تھا بفراست اسنے اول خوشی کا ہونا بعد فوراً ملال کا چہرے پر آجانا دریافت کرکے
ان بابسے ان دونون حالون کا سبب پوچھا انھون نے جواب دیا کہ ای پسر لمؤلف
بیت نہ پوچھ احوال ای فرزند دل کے زخم کاری کا + اُبلنا دیکھ لے بس چشم تر سے
خون جاری کا + اسکے بعد قصہ باشے کا اور فرزندان گذشتہ کا اور وہ اندیشہ کہ فی الحال
لاحق ہوا تھا مفصل بیان کیا بچے نے کہا کہ ای والدین حکم قضائے سماوی تابی طریق
بندگی سے دور ہے لیکن مسبب الاسباب نے ہر درد کی دوا پیدا کی ہے اور ہر مرض کے
واسطے شفا رکھی ہے اگر اس عقدے کے حل ہونے مین سعی کرو اور اعانت اُسکی درگاہ سے
مانگتے رہو تو دور نہین ہے کہ قاضی الحاجات سے مدعا تمھارا حاصل ہو اور اس بلا سے
تمھین نجات ملے کہ وہ ہمیشہ شکستہ پائون کی دستگیری کرتا ہے یہ بات بچے کی
اُنھین پسند آئی ایک نے تو تلاش طعمے مین پرواز کی اور دوسرے نے باشے کے
دفع جور کی چارہ جوئی کے واسطے راہ صحرا کی لی مگر یہ تردد تھا کہ کہان جاؤن اور کس سے
درد دل اظہار کرون بیت رات دن رہتے ہین مجپر صدمہ ہائے درد دل + پر کرون کس سے بیان
سخت مشکل ہے دوائے درد دل + کہ اس حال مین ایک سمندر آتشکدے سے باہر آیا تھا
فضائے صحرا مین پھرتا تھا گنجشک کی نگاہ اُسپر پڑی اُسنے ہیبت عجیب اور شکل غریب
دیکھ کر دل مین کہا کہ حکایت اپنے درد دل کی اس جانور غریب صورت سے کہون شاید
کہ عقدہ میری خاطر کا کھولے اور کچھ علاج درد دل کا بتلائے آداب تمام سے سمندر کے
نزدیک جاکے لوازم بندگی اور شرط نیازمندی بجا لاکے زبان توصیف اُسکی غریب نوازی
اور مسافر پروری کے بیان مین کھولی سمندر نے کہا کہ آثار ملال تیرے بشرے سے
ملاحظہ کرتا ہون اگر رنج راہ ہے تو چندے اس جگہ توقف کر کہ آسودگی سے رنج تیرا مبدل
براحت ہو اور اگر دوسری وجہ ہے تو اظہار فرما تا اپنی طاقت کے موافق سعی کیجائے
گنجشک نے اپنا حال زار اس طرح مشروحاً بیان کیا کہ اگر سنگ خارا کے سامنے

لاحق ... سنگی ... فرزندان
... فلاخن
... اول ... فرزند
پیدا شدن ... دست کشیدن
فضا
ساحت خانہ و میدان

کہتا تو اُسکا بھی دل مانند موم آتش رسیدہ کے نرم ہو جاتا سمندر کو اس حال کے سننے
بعد رقت لاحق ہوئی اور کہا کہ صبر کر انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب اس بلا کو تجھسے دفع کرتا ہوں
یعنی وہ تدبیر سوچتا ہون کہ خانہ اور آشیانہ اُسکا اور جو کچھ کہ اُسمین ہو سوختہ ہوکر برباد ہو
ہو جاے مگر نشان لپنے آشیانے کا بتا گنجشک نے پتا اپنے مکان کا اسطرح دیا کہ زیادہ تر
سے اُسکے خیال مین آگیا اسکے بعد گنجشک کو رخصت کیا اُسنے اپنے آشیانے کی
طرف بہزار سرور رجوع کی اور سمندر شب کو اپنے ہمجنسون کی جماعت کے ساتھ نفط
اور گندھک لیکے متوجہ اُس مقام کا ہوا اور نزدیک پہونچ کے آہستہ آہستہ باشہ کے
قریب آکے نفط اور گندھک تمام آشیانے پر چھڑک گیا اور وہ اپنے جوڑے اور بچون کے
ساتھ خواب ناز مین غافل تھا اُسی وقت حکم خداے قہار سے تند باد وزان ہوئی اور نفط
دفعۃً آگ لی اور شعلہ بھڑکا کہ زن و بچے باشہ کے سب جل گئے اور یہ مثل اسلیے
بیان کی ہی کہ جو کوئی دفع دشمن مین کوشش کرے اگرچہ خود ضعیف اور دشمن قوی ہو مگر ظفر
اور فتحیابی کی امید ہی کلیلہ نے کہا کہ یہ بات اُلٹی تیرے خیال مین سمائی ہی یعنی جو کوئی کسی
ضعیف کو بے جہت ستاتا ہی اور حسد کو کہ مردود خدا ہی دل مین جگہ دیتا ہی عوض اُسکا
بہت جلد پاتا ہی چہ جاکہ دشمن قوی اور خود ضعیف ہو اور آپ ہی بے سبب حسد سے ارادہ
بدی کا کرے تو یقین ہی کہ خود خراب ہو جاے آگے غیب دان جانے ظاہر اشیر نے اُسے
اختصاص بخشا ہی اور عہد سرفرازی اُس سے بارہا کیا ہی اور صحبت اُسکی برابر ہی پس مزاج شیر کا
اُس سے متغیر کرنا بہت مشکل نظر آتا ہی اور بادشاہ جسے کہ سرفرازی دیتے ہین بے سبب قوی اُسے
خوار و ذلیل نہین کرتے ہین اور جسکو کہ اُٹھاتے ہین بغیر وقوع خطاے عظیم نہین گراتے ہین
سو وہ چند مقام ہین اور حاصل اُسکا یہ ہی کہ جب تک اُس سے عداوت اور دولت سلطنت
اور افشاے راز سرزد نہین ہوتا ہی اور حد تحقیق کو نہین پہونچتا ہی تب تک زنہار اُسے ذلیل
نہین کرتے ہین اور بادشاہی کے لائق بھی یہی ہی والا اعتبار سلطنت و جہانداری جہان سے

[illegible]

ٹھ جاے بیت چو بنا آب فروے خبرد باعث چیست + شرمش آید ز فرو بردن
پروردہ خویش + اور مانند اسکے یہ دوہرہ بھی ہی دوہرہ جل کا ٹھی بوری نہین کوکھان کر
یت + اپنا سینچا جان کے یہی بڑون کی ریت + دمنہ نے کہا کہ کوئی سبب اس سے زیادہ
یا ہوگا کہ بادشاہ نے اُسکی پرورش مین مبالغہ کیا ہی اور کل ارکان دولت پر مرتبہ اُسکا
یہان تک بڑھایا ہی کہ بادشاہ کی ملازمت سے سب متنفر ہین اور منافع خدمت اور
صلاح دہی اُن لوگون کی بالکل موقوف ہی اور ایسی صورتون مین آفت بزرگ
سلطنت پر وارد ہوتی ہی اور حکمانے کہا ہی کہ آفت ملک کی چھ چیزون مین مقصور ہی
اول ارکان دولت کو نا امید کرنا دوسرے ایسے فتنے کہ جنسے لڑائیان بے سبب درپیش آئین
اور تلوار دشمنون کی اکثر نیام سے باہر آئے تیسرے ہواخواہ یہان تک رنجیدہ ہون کہ بادشاہ کا
عیب گوئی پر زبان کھولین اور بادشاہ عیش و عشرت اور لہو و لعب مین مشغول رہے
اور انکی استمالت سے بے پروائی کرے چوتھے گناہون کی کثرت سے مانند قحط اور وبا و زلزلہ
ور غرق و حرق اور اسکے مانند بلائین پیش آئین پانچوین جنگ کی جگہ صلح اور مقام صلح مین جنگ کرے
ور بادشاہ کو چاہیے کہ باب قہر کو بند کرے اور دروازہ لطف کا کھولے کلیلہ نے کہا کہ یہ حال جو
تو نے بادشاہ کا بیان کیا اسمین قصور شنزبہ کا کیا ہی کہ بادشاہ نے اُسپر الطاف کیے کوئی ایسا ہی
بادشاہ اُسے سرفراز کرے اور وہ انکار کرے لیکن تو نے خواہی نخواہی انتقام ناحق پر کمر باندھی ہی
ور کمین شنزبہ مین بیٹھا چاہتا ہی کہ کسی طرح اُسے ضرر پہونچے اور مین یہ جانتا ہون کہ اندیشہ ضرر کا
سکے حق مین بطریق مکافات بھی اپنا ہی ضرر کرتا ہی اور اس مادے مین مولف نے سچ کہا ہی
بیت اُسی کا بُرا جلد ہوتا ہی گویا + جو کوئی کسی کا بُرا چاہتا ہی + اور جو کوئی دیدۂ عبرت
کھولیگا اور مکافات نیک اور بد کا ملاحظہ کریگا تو غالب طرف نیکی کے آئیگا اور
ہاتھ اور زبان کو ایذا سے مخلوق سے محفوظ رکھیگا جیسا کہ بادشاہ دادگر کا حال گذرا
دمنہ نے پوچھا کہ بادشاہ دادگر کا حال کیونکر تھا حکایت کلیلہ نے کہا

زمانۂ ماضی مین ایک بادشاہ تھا ظالم خونخوار ستم پیشہ غریب آزار اور دست تعدی دراز کیا
اور پاے طغیان جادۂ اعتدال سے باہر رکھا تھا ایک عالم نے اُسکے لیے دست بدعا
اُٹھائے تھے اور زبان نفرین کھولی تھی ایک دن یہ بادشاہ سیر و شکار سے پھر آیا اور منادی
کہ مین نے اپنی عمر شکستہ پایون کی آزار رسانی اور ضعیفون کی ایذا دہندی مین بسر کی اور خرابی
آخرت مین کوشش کرتا رہا اب توبۂ صادق کرتا ہون اور عہد مضبوط باندھتا ہون کہ بعد الیوم
دست ظلم دامن رعایا تک نہ پہونچنے دونگا اور پانون کسی ستمگر کا کوچۂ برایا مین نہ پڑنے پائیگا
بیت رعیت کو دل تنگ رکھے جو شاہ + نہ کیونکر رعیت ہو اُسکی تباہ + رعایا کو اس خوشخبری سے
جان تازہ حاصل ہوئی اور فقیران ستم رسیدہ کا اس بشارت سے گل مراد باغ امید مین شگفتہ
آخر نوبت عدالت اُسکی یہان تک پہونچی کہ بچۂ آہو شیر مادۂ شیر سے بے خوف و خطر پیتا تھا اور
موش گربہ کے ساتھ بازی کرتا تھا القصہ حال اُسکے عدل کا یہان تک پہونچا کہ بادشاہ دا
اُسکا لقب ہو گیا بیت یہ رغبت اُسے معدلت پر ہوئی + دھوین کی نگہبان صرصر ہوئی
ایک ندیم بادشاہ نے وقت فرصت پاکے عرض کیا کہ بادشاہ عدالت پناہ کی عمر دراز ہو سبب
اسکا کیا ہی کہ مزاج اقدس دفعۃً ظلم و جفا سے احسان و وفا کی طرف مائل ہوا ہی بادشاہ نے فرمایا
ہین ایکدن شکار مین کوشش کر کے ایک درخت کے سائے مین کھڑا ہو کر ہر چہار طرف نگاہ کرتا
دیکھتا کیا ہون کہ سگ شکاری ایک روباہ کے پیچھے دوڑا اور اُسکا پانون پکڑ کے اتنا چبایا کہ اُستخوان
ریزہ ریزہ ہو گئے روباہ وا ویلا کرتی ہوئی ایک غار مین در آئی وہ کتا تھوڑی ہی دور گیا تھا
کہ ایک پیادے نے پتھر مارا پانون اُسکا بھی ٹوٹ گیا پیادہ چند قدم چلا تھا کہ گھوڑے نے
لات ماری پیادہ بھی لنگڑا ہو گیا گھوڑا تھوڑی دور گیا تھا کہ پانون ایک سوراخ مین پڑ گیا
نلی اُسکے پانون کی بھی چور چور ہو گئی جب کہ یہ تماشا دیکھا اپنے دل مین سمجھا مین کہ مکافات بدی
بدی ہی کہ کیا ان سب نے کیا اور کیا پایا جو کہ اختیار کریگا اس کام کو چاہیے آخر دیکھیگا وہ چیز کہ جس
راضی نہوگا اور مثل اسلیے بیان کی ہی کہ مکافات بدی سے تو ڈرے اور مقام بداندیشی سے کنارہ

مبادا کہ وبال اُسکا تیرا بلائے جان ہو جاوے اور حاصل اس حدیث کا یعنی من حفر بئراً لاخیہ فقد
وقع فیہ تجھے بھی پیش آئے اور ایک بزرگ نے فرمایا ہی کہ بدی مکر بدی پائیگا اور گڑھا کسی کی راہ مین
نکھود کہ آپ گر پڑیگا دمنہ نے کہا کہ مین واقعی مظلوم ہون نہ ظالم اور ستم کش ہون نہ جفا کیش
پس جو کوئی ظالم سے عوض لے اُسے کیون ضرر ہونے لگا کلیلہ نے کہا کہ اُسنے تجھپر کیا ظلم کیا ہی کہ
بادشاہ نے اُسپر کرم کیا اور تجھے اپنا حسد آپ آزار ہو گیا شنزبہ کا اسمین کیا گناہ بالغرض اس عمل مین
اگر تجھے ضرر نہ پہونچے لاکن ہلاکت شنزبہ مین سعی تیری کیا کام آئیگی تجھسے قوت اُسکی زیادہ ہی اور
معین بیشمار رکھتا ہی اور خود بادشاہ اُسکا حامی و مددگار ہی دمنہ نے کہا کہ بنائے کار قوت بسیار اور مددگاران
بیشمار پر نہین ہی راے درست اور تدبیر چست اس مقام مین مقدم جاننا چاہیے کسواسطے کہ جو تدبیر و تزویر سے
ایسے مواقع مین کام نکلتا ہی زور اور قوت سے ہر گز نہین بن آتا ہی کیا نہین سنا ہی تو نے ایک
زاغ ناتوان نے تدبیر عقل سے مار خونخوار کو ہلاک کیا کلیلہ نے کہا یہ کیونکر تھا **حکایت** دمنہ نے کہا
کہ ایک زاغ نے کوہ مین آشیانہ کیا تھا اور اُس آشیانے کے نزدیک سوراخ تھا اُسمین ایک سانپ
رہتا تھا کہ اُسکا آب دہان زہر ہلاکت اور لعاب بیخ دندان مبطل حیات تھا جبکہ یہ زاغ بچے
نکالتا تھا سانپ کھا لیتا تھا زاغ کے جگر مین صدہا داغ فرزندون کی ہلاکت سے پڑ گئے تھے
جبکہ نوبت سانپ کی ستمگاری اور زاغ کی بیقراری کی حد سے درگذری شکایت اس حال کی ایک
شغال سے کہ دوست اُسکا تھا کی کہ مین اس زندگانی سے ہزار بار موت کو عزیز رکھتا ہون کہ اس
ظالم جان شکار کے ہاتھ سے کوئی تدبیر نجات کی بہم نہین پہونچتی ہی اور حب الوطن بھی نہین چاہتی ہی کہ
وطن موروثی کو چھوڑ دون اور حمیت بھی رخصت نہین دیتی ہی کہ اپنے بچون کا عوض لیے بغیر اور طرف
چل جاؤن ای یار وفادار تو کچھ تدبیر بتا کہ مین اس رنج سے سبکدوش ہون شغال نے کہا کہ تو نے بھی
کچھ تدبیر اپنے دل مین اُسکی دفع کی ٹھہرائی ہی زاغ نے کہا کہ یہ تدبیر ہی کہ جب شب کو یہ سانپ خواب غفلت مین
پڑکر سو جاوے تو منقار سے دونو آنکھین نکال لون شغال نے کہا کہ یہ تدبیر راہ صواب سے دور ہی
خردمند قصد دشمن کا اُسطرح کرتے ہین کہ خطرہ اپنی جان کا متصور نہو تو اس تدبیر کا ہرگز قصد نہ کرنا واللہ

مانند ماہی گیر کے کہ کچھوے کی ہلاکت کا ارادہ کیا اور جان عزیز اپنی برباد کی ہلاک ہوگا
کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا حکایت شغال نے کہا کہ ایک ماہی گیر تھا کہ کنارۂ دریا اخت
کیا تھا اور بنائے تلاش رزق مچھلیون پر رکھی تھی یعنی بقدر حاجت ہر روز مچھلیان پ
گذران کرتا تھا جبکہ ضعف پیری نے اعضائے بدن مین جگہ پکڑی اور قوت نے جواب
اور قوت لایموت سے درماندہ ہوا اور شکار کی قوت کچھ باقی نہ رہی دام غم مین گرفتار ہوا
دل مین کہتا تھا کہ افسوس عمر غفلت و اسراف مین بسر کی اور ایام پیری کے واسطے کچھ
نہ کیا آج کہ قوت پیدا کرنے کی قوت باقی نہ رہی کیا تدبیر کرون اور کسطرح باقی عمر بسر کرو
اب بہتر یہ ہی کہ دام شکار پھیکدون اور دام فریب بچھاؤن اسکے سوا کوئی تدبیر بن نہ
آتی ہی غالب ہی کہ اس حیلے سے باقی عمر بسر ہو جاے یہ فکر دل مین کرکے ایکدن اندو
آہ کرتا ہوا اور نالے بھرتا ہوا لب آبگیر آبیٹھا ایک کچھوے نے کہ مدت سے اُسکا آشنا
سر باہر نکال کے پوچھا کہ ای یار عزیز باعث تیری غمناکی کا کیا ہی کہ حد سے زیادہ تجھے نزار
ہون ماہی گیر نے کہا کہ کیونکر غمناک نہون تو جانتا ہی کہ میرا مایۂ زندگانی یہی تھا کہ اس آبگیر
بقدر ضرورت ایک دو مچھلیان شکار کرکے اُس سے معیشت کرتا تھا چندان ضرر مچھلیون
نہ پہونچتا تھا کہ پیدائش اور افزائش اُنکی بہت اور خرچ میرا تھوڑا ہی سو آج ماہی گیر سلطانی
اس راہ سے گذرے آپس مین گفتگو کرتے تھے کہ والی شہر کو ماہی کے شکار کا شوق پیدا
اسلیے ہمین خبر کو بھیجا ہی کہ جس آبگیر مچھلیان بہت ہون خبر لاؤ کہ وہان چلکے شکار کرو
دریافت ہوا کہ اس آبگیر مین مچھلیان بہت ہین کل پرسون دام اسمین ڈالے جائینگے اور ایک
مچھلی نہ بچیگی یہ سُنکر مین نے ہر چند اُنسے سماجت کی کہ اس آبگیر سے رزق میرا جاتا ہی
اور آبگیر پر لیجاؤ اور میری پیری پر رحم کرو اُنھون نے ہرگز نہ مانا سو ہین اس غم مین مبتلا
کہ کل انمین سے ایک ماہی باقی نہ رہیگی پس مین کیا کرونگا اور کدھر جاؤنگا یہ س
کچھوا آبگیر مین گیا اور یہ ماجرا مچھلیون سے بیان کیا خروش ماتم آبگیر مین

پھوڑے کے ساتھ سب مچھلیاں ماہی گیر کے نزدیک آئیں اور کہا کہ ہمیں راہ نجات خیال میں
نہیں آتی ہی اب تجھسے مشورہ پوچھتے ہیں حدیث شریف میں آیا ہی اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ مشورہ
دینے والا امین ہوتا ہی اگر دشمن بھی پوچھے تو اُسے صلاح نیک دے چہ جائکہ نفع تیرا ہماری
حیات میں شریک ہی اب تو بتا کہ ہم کیا کریں اور کیونکر اس بلا سے بچیں صیاد نے کہا کہ وہ
ماہی گیر بادشاہی ہیں مجھسے اُنسے صورت مقابلے کی ممکن نہیں ہی الا ایک تدبیر میرے خیال میں
گذرتی ہی اگر تم قبول کرو تو کوئی تمہارا کچھ نہیں کر سکتا ہی یعنی یہاں سے نزدیک ایک آبگیر
ہے کہ پانی اُسکا صفا میں صبح صادق سے دم برابری کا مارتا ہی اور عکس اُسکا آئینہ گیتی نما سے سبقت
لیگیا دانۂ ریگ اُسکی تہ سے صاف نظر آتا ہی اور اسقدر پانی ہی کہ کسی تدبیر سے اُسکی تہ تک
دام ماہی گیرون کا بلکہ خیال بھی پہونچ نہیں سکتا ہی تم چلکر پناہ اُسمیں لو جبکہ بادشاہ آئیگا اور آبگیر کو
خالی پائیگا دام دارون کو سزا ملیگی اور آیندہ پھر کوئی قصد اس آبگیر کا نہ کریگا پھر تمہیں اختیار ہی خواہ
وہین رہو خواہ اپنے وطن قدیم کو مراجعت کرو مچھلیون نے کہا کہ صلاح نیک تو نے فرمائی لیکن تیری
مدد کے سوا ہم کیونکر وہاں پہونچینگے ماہی گیر نے کہا کہ جو کچھ میری قوت سے ہوسکیگا دریغ نکرونگا
فرصت بہت کم ہی مچھلیون نے زاری کی کہ مددگاری ہماری ضرور فرما کہ اللہ تعالی ضایع
نہیں کرتا ہی اجر احسان کرنے والون کا صیاد نے کہا کہ تامل کرو کہ میں صیادان بادشاہی تک جاکے
ایک تدبیر کرتا ہون اگر بن آئی تو تمسے دریغ نکرونگا ماہی گیر جاکر تھوڑے عرصہ کے بعد آیا اور کہا
کہ میں نے ہزار حیلے سے اُنہیں ایک مہینا بھر باز رکھا ہی جب تک وہ بادشاہ کو اور طرف
شکار کھلوائینگے تب تک تمکو بدفعات اُس آبگیر تک پہونچا دونگا اب آؤ دو دو چار چار کو
اپنے دوش پر رکھکے پہونچا دون یہ ہر روز چند مچھلیاں اسی فریب سے لیجاتا تھا ایک کو کھاتا تھا
اور باقیون کو بیچتا تھا اور جبکہ یہ ماہی گیر لب آبگیر آتا تھا مچھلیاں ایک دوسرے پر پیشی کرتی
تھیں اور چشم خرد اُنکی سہو اور غفلت پر روتی تھی اور کہتی تھی کہ جو فریب دشمن پر فریفتہ ہوگا اور
خسیس بدگوہر کے قول اور فعل کا اعتماد کریگا انجام اُسکا بخیر نہوگا جیسا کہ کیکڑے نے

کہا ہی دو ہمہ منتی پر اور پیٹ پر جو بیری کی پتیائی + سوت تر و تر ڈاڑ پر بھرپا چھپے بچتائی
جبکہ مچھلیاں بیشتر جا چکین اور نوبت اُس کچھوے کی آئی ماہی گیر سوچا کہ اسے بھی بازار مین
بیچیے کوئی چوزنگ کے واسطے چند آنے کو لے لیگا یہ سوچ کے کچھوے کو دوش پر لے چلا جبکہ کچھوا
سمجھا کہ اسنے راہ شہر کی لی معلوم کیا کہ اس غدار نے اسی مکاری سے کام سب کا تمام کیا ہی
اب نوبت میری ہی پس بہتر یہ ہی کہ جو وقت گریز باقی نہ رہے تو دست شمشیر تیز پر رکھنا ضرور ہی
اب کوشش کرنا چاہیے دو حال سے خالی نہیں ہی اگر کام دشمن کا تمام کیا تو نام مردانگی صفحۂ روزگار
پر باقی رہا اور اگر مر گئے تو بھی کوئی بے حمیت نہ کہیگا قطعہ چو خصم قصد تو کرد از برای دفع ضرر
بجد و جہد بکوشش از بعقل مشہوری + اگر مراد بدست آیدت بکام رسی + وگر بہم نرسد
آن زمان تو معذوری + اسکے بعد کچھوے نے جست کرکے حلق ماہی گیر کا محکم پکڑا اور چبانا
شروع کیا ماہی گیر ضعیف و پیر تھوڑے سے فشار مین تمام ہو گیا اور کچھوے نے آبگیر کی راہ لی
جبکہ منزل کو پہونچا ماجرا اپنا اور ماہی گیر کا بیان کیا اور ماہیان گذشتہ کی تعزیت کے بعد
باقی ماندون کو تہنیت زندگانی کی دی سب خوش ہوئین اور مچھلیون نے حیات اپنی دوبارہ
سمجھی اور یہ قطعہ تکرار کرتی تھین قطعہ مرگیا دشمن کوئی دم شادمانی کیجیے + عمر آدم ہی جو دم بھر
زندگانی کیجیے + مرگ دشمن پر شماتت کیا مگر شادی سے اب + زرد ہی غم سے جو چہرہ ارغوانی
کیجیے + پس یہ مثل اسلیے بیان کی ہی تا جانے تو کہ اکثر لوگ اپنے حیلے سے آپ ہلاک ہوے ہین
مین تجھے وہ صورت بتاؤن کہ اگر اُسکے موافق کام کرے تو تیری بقا اور دشمن کی ہلاکت کا
سبب ہو زاغ نے پوچھا کہ وہ کیا ہی شغال نے کہا کہ قریے کی طرف اُڑ کے جا اور چپ و
راست نظر کر جب کوئی چیز ایسی کہ جسے تو اُڑا سکتا ہو منقار مین لیکر اُڑ مگر اسطرح سے
کہ آدمیون کی نظر سے غائب نہو جانا غالب ہی کہ مالک اُس چیز کا تیرا تعاقب کرے
جبکہ نزدیک مار کے پہونچے اُس چیز کو چھوڑ دینا جبکہ لوگ سانپ کو دیکھینگے اول کام اُسکا
تمام کرینگے اِسکے بعد اُس چیز کو لینگے اور تو بیرنج و مشقت دشمن سے مخلصی پائیگا

ملہ جست یعنی ... و خشم ... وعار و ننگ
ملہ فشار یعنی اول ... فشردن ... دبانا ...
ملہ شماتت یعنی خوش ہونا ... دشمن کی برائی پر ...
ملہ تعاقب یعنی پیچھے جانا ... ۱۲

جب مشورہ شغال کے زاغ نے پرواز کی دیکھا کہ ایک بام پر ایک عورت غسل
تی ہی اور سب کپڑے اُتارے ہین اُنمین سے ایک کپڑا منقار مین لیکر اُڑا اور لوگ پیچھے دوڑے
اغ بموجب صوابدید شغال کے آہستہ آہستہ اُڑا جاتا تھا جبکہ نزدیک سانپ کے پہونچا
نقار سے اُس کپڑے کو چھوڑ دیا لوگون نے آتے ہی کام اُس سانپ کا تمام کیا اور زاغ نے بلا
سے نجات پاکے یہ شعر شیخ ناسخ کا پڑھا **شعر** دفع دشمن ہوگیا اب اشک خون بالا کہان + درد
بلنے مین کہان ہونٹون پر اب نالا کہان + دمنہ نے کہا یہ مثل اسلیے بیان کی ہی تا جانے تو حیلے اور عقل سے
و کام ہوتا ہی زور و قوت سے وہ نہین ہوسکتا ہی کلیلہ نے کہا کہ حیلہ تیرا اگر شیر سے پیش نہین جائیگا وہ
ت و شوکت اور عقل و فراست مین تجھسے بہت زیادہ ہی شاید کہ داستان خرگوش کی تو نے
ہین سنی ہی دمنہ نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر ہی **حکایت** کلیلہ نے کہا کہ ایک بھیڑیا بھوکا تلاش
مہ صحرا مین ہر طرف دوڑتا پھرتا تھا اور خرگوش ایک سایے مین غافل سوتا تھا بھیڑیے نے دیکھکے
نیمت جانا اور آہستہ اُسکی طرف روانہ ہوا آخر خرگوش نے نہیب دم اور آسیب قدم سے متنبہ ہوکر
جست کی اور چاہا کہ بھاگے بھیڑیے نے راہ اُسکی روکی اور کہا کہ کہان جاتا ہی خرگوش پر خوف
غالب آیا تضرع آغاز کیا اور روے نیاز زمین پر رکھا اور کہا جانتا ہون مین کہ آتش گرسنگی امیر سلع کی
وش پر اور نفس امارہ طلب غذا کے واسطے اضطراب مین ہی مگر اس جثہ ناتوان و ضعیف سے
ایک لقمہ بھی امیر کا نہو سکیگا مگر یہان سے نزدیک ایک روباہ ہی کہ نہایت فربہی سے راہ چل
نہین سکتی ہی اور گوشت اُسکا تر و تازگی سے مانند آب حیات کے اور خون اُسکا تازگی اور شیرینی مین شربت
قند و نبات کے برابر ہی امیر اگر وہان تک قدم رنجہ فرمائے تو مین اُسے کسی حیلہ سے گرفتار
کرادون ناشتا سے معقول ہو اور اگر اُس سے بھی سیری نہو تو مین حاضر ہون مجھے نوش فرمائیے بموجب
مصرعہ دیگران را در کمند آورکہ ما خود بندہ ایم + بھیڑیا خرگوش کے افسون پر فریفتہ ہوکر روباہ کی
طرف روانہ ہوا اور وہ روباہ مکاری اور فریبندگی مین شیطان کو درس دیتی تھی اور نیرنگ
سازی اور شعبدہ بازی مین وہم و خیال سے سبقت لیجاتی تھی خرگوش جبکہ غار

پانی ہی اثر مین آب حیوان + نظارہ ہی جسکا مایہ جان + اور اُس مرغزار کے پرند
اور چرند سے خصوصًا خرگوش کہ اُس مرغزار کے بادشاہ تھے بسبب خوبی ہوا اور لطف
فضا اور کثرت نعمتہاے گوناگون کے عمر اپنی خوشی سے بسر کرتے تھے وہان ایک شیر تند خو
بلا جو وارد ہوا کہ ہر روز خرگوش وہان کے اُس ستمگار کے ہاتھ سے ہلاک ہوتے تھے اور سب کا
عیش زندگانی اُسکے خوف سے تلخ تھا ایکروز سب مشورہ کرکے نزدیک شیر کے آئے اور زمین
ادب کو بوسہ دیکے کہا کہ بادشاہا ہم تیری رعیت ہین اور تو بہزار محنت و مشقت ہر روز ایک کو شکار کرتا ہی
اور ہم سب تجھسے خوف سے ہر دم مبتلاے رنج رہتے ہین اسلیے ہمنے صلاح ٹھہرائی ہی کہ آپ کی فراغت کا
سبب ہو اور ہمکو امن و راحت ہے اگر بادشاہ ہمارا متعرض حال نہو تو ہم ہر روز چاشت کے وقت
مطبخ شاہی مین ایک خرگوش پہونچا دیا کرین اور کبھی اس وظیفے مین تقصیر نکرین شیر اسپر راضی ہوا اور
یہ سب ہر روز قرعہ ڈالتے تھے جسکے نام پر پڑتا تھا اُسے پہونچا دیتے تھے اُس حال پر مدت مدید گذری
ایکدن قرعہ ایک خرگوش کے نام پر پڑا اُسنے کہا کہ اگر تم میرے کہنے پر عمل کرو تو مین تمھین اس شیر کے
شر سے نجات دلوا دون سب نے کہا کہ اس سے کیا بہتر ہی خرگوش نے اپنے جانے مین اتنا توقف کیا
کہ وقت چاشت کا گذر گیا اور قوت سبعی شیر کی حرکت مین آئی غصے اور غضب سے نعرہ مارنا
شروع کیا وہ خرگوش اُسوقت آہستہ آہستہ شیر کے نزدیک آیا دیکھا کہ نہایت غضب سے دُم زمین پر
مار رہا ہی اور نقض عہد کو بار بار یاد کرتا ہی اُسوقت خرگوش نے سلام کیا شیر نے پوچھا کہ کہان سے
آتا ہی اور حال وحوش کا کیا ہی کہ ہماری چاشت مین بدعہدی کی خرگوش نے عرض کیا کہ کیا طاقت
غلامون کی کہ بادشاہ سے بدعہدی کرتے آج کہ بدستور سابق ایک خرگوش آپکے وظیفہ کا میرے
ساتھ آتا تھا ایک شیر راہ مین ملا اُسے چھین لیا ہر چند مین نے کہا کہ یہ وظیفہ بادشاہ کا ہی مناسب
نہین تو حرکت بیجا کرتا ہی اُسنے جواب دیا کہ وہ کون ہوتا ہی یہ شکار میرا ہی اُس سے کہدو کہ اب
مرغزار سے بھاگ جاے اور لاف و گزاف اس طرح زبان پر لایا کہ مین اُسے عرض نہین
کر سکتا ہون مجھ غریب کو کہان طاقت اُس سے ہمسری کی تھی بھاگتے وقت اتنا البتہ مینے کہا کہ ایک

باعث مین مجھے حال اپنا معلوم ہو جائیگا شیر گرسنہ کی رگ حمیت حرکت مین آئی اور کہا
ای خرگوش اُسکا مکان مجھے بتا کہ وہ کہان بیٹھا ہی خرگوش نے کہا کہ مین جانتا ہون اور دل مین
ایک آگ لگ رہی ہی کہ وہ کلمات بے ادبی کہ جو اُسکی زبان پر آئے ہین چاہتا ہون کہ عوض اُس
خیرہ سری کا وہ برگشتہ بخت بھی پاوئے تو خوب ہی شیر نے کہا کہ آگے چل اور مجھے بتا سے شیر
سادہ دل اُسکے فریب سے غافل خرگوش کے پیچھے روانہ ہوا خرگوش ایک چاہ عمیق پر گیا اور
کہا کہ ای بادشاہ مین نہایت اُس سے ڈرتا ہون اگر بادشاہ مجھے اپنی گود مین لیکے اُس کنوین مین
جھانکے تو مین بتادون شیر اُسے گود مین لیکے کنوین مین جھانکا عکس اپنا اور اُس خرگوش کا پانی مین
دیکھا سمجھا کہ یہ شیر وہی ہی کہ خرگوش کو چھین لیگیا تھا گود مین لیے بیٹھا ہی شیر نے اُس خرگوش کو
کنارے پھینکدیا اور آپ کنوین مین کود اوہی تین غوطون مین واصل جہنم ہوا خرگوش نے
وحوش کو مبارکباد دی سب مسرور ہوکر شکر پروردگار مین مشغول ہوئے اور امن امان سے
باقی عمر بسر کی اس مثل کی ایراد سے معلوم ہوا کہ دشمن ہرچند قوی ہو مگر حیلے درست سے
بدست تدبیر اُسیر پہونچ جاتا ہی کلیلہ نے کہا اگر بیل کو تو ہلاک کروائے اور شیر کو اُسکے بعد رنج پہونچے
تیرے حق مین پھر سم قاتل ہو جائے اور اگر شیر کو کچھ رنج نہ پہونچے اور ہلاکت شنزبہ کی ہو جائے
مضائقہ نہین ہی مگر یہ دور از قیاس اور بعید از عقل ہی اور جس صورت مین کہ شیر کو رنج
پہونچے تو زنہار اس کام کو اختیار نہ کرنا کہ کوئی عاقل حظ نفس کے واسطے اپنے مخدوم کا رنج
گوارا نہین کرتا ہی کلیلہ نے خاتمہ انجمن کا اس سخن پر کیا اور دمنہ کلام کلیلہ کا خلاف مطلب سمجھکر
چپ ہو گیا چند روز کے بعد دمنہ وقت فرصت پاکے اور مغموم صورت بناکے شیر کی خدمت مین
حاضر ہو کر دست بستہ کھڑا ہوا شیر نے کہا تو بہت دنون کے بعد نظر آیا خیر ہی دمنہ نے
عرض کیا اللہ تعالی خیر ہی کریگا شیر اس کنایے سے چونک پڑا اور پوچھا کہ کیا کچھ حادثہ
واقع ہی دمنہ نے عرض کیا اسکو خلوت و فراغت چاہیے شیر نے کہا کہ جلد نزدیک آ کہ کام
آج کا کل پر ڈالنا قباحت رکھتا ہی اور تدارک اُسکا دشوار ہو جاتا ہی دمنہ نے

کہا وہ بات کہ سننے سے جسکے سننے والے کو ملال ہو اُس بات مین جلدی اور دلیری کرنا نہ چاہیے
بلکہ بہت سوچ سے بات کہنا مناسب ہوتا ہی اور سننے والیکو ضرور ہی کہ جب بات خیر خواہی کی
عرض کیجاے تو اُسمین فکر تمام سے غور کرے جب جانے کہ غرض نفسانی سے خالی اور محض
دولتخواہی ہی اُسے البتہ عمل مین لائے والا ہرگز سمع قبول مین جگہ نہ دے شیر نے کہا کہ تو جانتا ہی
مین سب بادشاہون سے فضیلت عقلی مین سبقت لیگیا ہون اور ہر شخص کے استماع کلام مین
تمیز شاہانہ پیش نہاد خاطر رکھتا ہون تو بے تکلف جو کچھ کہ کہنا ہی کہہ اور بے تردد جو کچھ کہ خیال مین آتا ہی
اظہار کر دمنہ نے عرض کیا کہ غلام کو اس امر مین عرض کرنے کی جرأت اسلیے ہوتی ہی کہ حضور کی
عقل و دانش پر وثوق کامل رکھتا ہون اور یہ بھی پوشیدہ نہین ہی کہ جو بات کہ غلام عرض کرتا ہی اُسمین
سوا خیر خواہی کے اور مطلب نہین ہوتا ہی اور کوئی غرض نفسانی اُسمین شامل نہین کرتا ہون بیت
بحمد اللہ کہ ذہنِ شاہ محک ست + کہ قلب و خالص مامی شناسد + شیر نے کہا کہ امانت و دیانت تیری
ظاہر اور راے تیری ہمیشہ محض خیر خواہی پر دائر دیکھی ہی کبھی شبہہ نے اُسمین دخل نہین پایا ہی
دمنہ نے عرض کیا کہ بقا کافہ وحوش کی سلامت ذات بادشاہ مین متصور ہی پس جو مکرر کہ پاکیزہ
نہاد ہین اُسے حق اور صفائی صدق مین دریغ نہ کرینگے حکیمون نے کہا ہی کہ جو کوئی کہ سخن حق کو بادشاہ
سے مخفی کرے مثال اُسکی یہ ہی کہ طبیب سے حال اپنا چھپائے تو غالب ہی کہ اپنے نفس کو ہلاک
کرے شیر نے کہا کہ تیری ہواداری اور یکروئی پہلے سے مجھپر ثابت ہو چکی ہی اور امانت دیانت
تیری خوب متحقق ہی اُسے بیان کر کہ تقدم با لحفظ کیا جاے دمنہ نے جبکہ شیر کو اپنے افسون افسانے پر
شیفتہ اور فریفتہ پایا زبان کھولی بیت کہ شاہا خرد رہنمون تو باد + ظفر یار و دشمن زبون تو باد +
شتربہ نے ہمرازان لشکر کے ساتھ خلوتین کی ہین اور ارکان دولت کی صلاح اسطرح پر کی ہی
کہ شیر کو آزمایا ہی مین نے اور اندازہ اُسکے زور و قوت اور سستی راے کا خوب پہچانا ہی اور ہر
بات مین اُسکے خلل بسیار اور ضعف بیشمار پایا جاتا ہی بیت بھیڑ ہی جسکو سمجھے تھے ہم شیر +
چوب ہی جسکو سمجھے تھے شمشیر + مین حیرت مین ہون کہ بادشاہ نے اُس کافر نعمت غدار کے

الزام مین اسقدر افراط کی ہی اور حکم رانی و فرمان روائی مین اُسکو ثانی اپنا بنایا ہی اور اُسنے
سکے مقابلے مین یہ صورت پیدا کی ہی پس بجز اسکے کہ یہ اصل بدار خطا خطا نکند گنجایش
ور کسی بات کی نہین نظر آتی ہی شیر نے کہا کہ ای دمنہ سمجھکے بات کہہ کہ یہ قیاس سے بہت دور ہی
شنزبہ ایسا کام کرے یہ تونے کس سے سُنا ہی اور کہان سے ثابت کیا ہی اور خدا نخواستہ
یسا ہو تو تدبیر اُسکی کیا ٹھہرائی ہی دمنہ نے عرض کیا کہ بُرائی اُسکے درجے کی اور بلندی مرتبے کی
اہر ہی اور جو کچھ کہ عنایت بادشاہ کی اُسکے حال پر ہی پوشیدہ نہین ہی اسی قدر سب ارکان
ولت کو اُسکی طرف رجوع ہی اگر جلد تدارک اس امر کا ہو تو بہتر ہی اور اگر ہر جانب سے اُسنے
بیر کامل کرلی تو یقین ہی کہ دست تدبیر دامن مدعا تک پہونچیگا اور کام دشواری کو کھینچیگا یہ
اہر ہی کہ مخالف اگر مور کے مانند ہو اور فرصت وقت کی پائے تو مار نجا آتا ہی اور آدمی دو طرح
وتے ہین ایک صاحب احتیاط اور دوسرے صاحب عجز کہ ہر واقعے کے واقع ہونے سے
راسیمہ اور متردد ہو جاتے ہین اور صاحب احتیاط دو نوع پر ہوتے ہین ایک وہ کہ پیش از ظہور
طرات جو کچھ کہ آخر مین کرنا چاہیے اُسکے اول مین پیش بندی کرتے ہین اور ایسے ہی شخص
ذا بیلا سے بچکے ساحل نجات کو پہونچتے ہین ایسے لوگون کو دور اندیش کہتے ہین اور دوسرے
ہین کہ جب بلا پہونچے دل کو قوی رکھین اور دہشت کو دل مین راہ نہ دین غالب ہی کہ ان
خصون سے بھی راہ تدبیر پوشیدہ نہ رہے اور اُس شخص کو صاحب احتیاط کہتے ہین اور ان تین گروہون کی
تفصیل یہ ہی کہ ایک کو عاقل کامل کہتے ہین اور دوسرے کو نیم عاقل اور تیسرے کو جاہل غافل اور
کایت اُن تین مچھلیون کی کہ باہم آبگیر مین رہتی تھین حسب وصف شاید تُمنے سُنی ہی شیر نے
کہا کہ یہ حکایت کیونکر ہی حکایت کہا کہتے ہین کہ ایک آبگیر تھا شارع عام سے دور اور
راہ چلنے والون سے مخفی اور مستور اور پانی اُسکا مانند سینۂ صوفیان صافی دل صاف
ور پینے والون کے حق مین آب حیات تھا اور یہ آبگیر آب رواں سے نزدیک تھا اور اسمین
تین مچھلیان رہتی تھین ایک اُن مچھلیون مین احزم یعنی بہت احتیاط والی اور

دوسری حازم یعنی صاحب احتیاط اور تیسری عاجز یعنی کم عقل ناگاہ چند ماہی گیرون کا اتفا
گذر اُس آبگیر پہ ہوا قضاے الٰہی سے حال اُن تینون مچھلیون کا کہ اس آبگیر مین رہتی تھین اُن
معلوم ہوا ایک اُنمین سے جال لینے کے واسطے دوڑا اور دونون ماہی گیر کہ لب آبگیر کام اُنکی گر
کی تدبیر مین کرتے تھے اُن مچھلیون نے سنا تھین پانی مین آتش حسرت سے جلنے لگین کہ افسو
کچھ راہ بچنے کی نہین ہی جسوقت کہ دام آپہنچیگا ماہی گیر ہمکو گرفتار کرینگے اسی فکر مین مضطر تھین
ہنوز دام نہ پہونچا تھا کہ رات ہو گئی ایک مچھلی کہ اُنمین بہت عاقل اور بارہا دست برد زمانہ
جفاکار اور شوخ چشمی سپہر بے اعتبار اُسنے دیکھی تھی اور بساط تجربہ پر ثابت قدم تھی تدبیر
اپنی مخلصی کی دام صیاد سے اور فکر نجات اُنکے فریب سے دل مین ٹھہرا کے بے اطلاع اُن دونون
مچھلیون کے دوسرے چشمے کی طرف کہ متصل اُس آبگیر کے تھا دبے پاؤن روانہ ہوئی صبح صیاد
نے دونون جانب سے راہ اُس آبگیر کی باندھ کے جال ڈالا اُس نیم عاقل نے کہ مایۂ خرد سے آراستہ
مگر ناتجربہ کار تھی جبکہ یہ حال مشاہدہ کیا بہت پشیمان ہوئی اور کہا کہ مین نے غفلت کی اور انجام کا
نہ دیکھا چاہیے تھا کہ مین بھی اُسی ماہی کی طرح اس بلا کے نازل ہونے سے پہلے اپنی تدبیر رہائی کی کرتی
بہتر تھا کہ علاج واقعے کا وقوع سے پہلے کرنا چاہیے لمؤلفہ بیت علاج واقعہ پیش از وقوع اولی ہی
در قفس چو کہنہ ہوا پھر دوا پذیر نہین + اب موقع فرصت کا نہین ہی اور وقت حیلہ و تدبیر کا
نہ رہا ہر چند کہ بزرگون نے کہا ہی کہ تدبیر بیوقت فائدہ نہین کرتی ہی لیکن مرد عاقل کو چاہیے
کہ عقل صائب اور رای صواب اندیش کے منافع سے ناامید نہو اور رفع مکائد دشمن مین
حتی الوسع کوتاہی نہ کرے یہ سمجھ کے آپ کو مردہ بنایا اور برروے آب تیرنے لگی صیادون نے
اُسے اُٹھایا اور مردہ سمجھ کے دوسرے چشمے کے کنارے پر ڈال دیا جبکہ صیاد دام کھینچنے مین مشغول ہوئے
یہ تڑپ کر اُس چشمہ کے نالے مین جا رہی اور فکر دور اندیش سے جان اُسکی سلامت رہی
اور وہ مچھلی تیسری غفلت شعار حیران و سرگردان چپ و راست اور نشیب و فراز
مین پھرتی تھی آخر گرفتار دام قضا ہوئی اور سستی راے اُسکی دشمن جان ہوگئی بادشاہ کو

اِس مثل کی ایراد سے فائدہ یہ ہی کہ کار شنزبہ مین کہ ہنوز وقت تدبیر باقی ہی تعجیل فرمایئے
والا کار از دست رفتہ تدبیر پذیر نہین ہوتا ہی لمؤلفہ بیت آگیا قابو مین جب دشمن
نہ چھوڑنا چاہیے ۔ سانپ کے مانند اُسکے سر کو توڑنا چاہیے ۔ شیر نے کہا کہ جو کچھ کہا تو نے
عقل کبھی اسے باور نہ کریگی کہ شنزبہ ایسی خیانت کرے اور شکر ایسی نعمت کا کفران نعمتی سے
برباد دے کہ مین نے اُسکے حق مین کوئی نیکی فروگذاشت نہین کی ہی دمنہ نے کہا کہ ارشاد
شہریار کا بجا ہی لیکن ایسی ہی نیکی نے حوصلہ اُسکی بدی کا اس مرتبہ پہونچایا ہی بیت
جس پھوڑے کا چیرنا ہی واجب ۔ مرہم اُسپر ہی نامناسب ۔ لئیم و بدگہر جبتک کہ کچھ امید باقی
ہوتی ہی سر جھکائے چلے جاتے ہین اور جہان کہ ظرف اُنکا بھر چکا سفلگی اور بیجا صلی کی طرف کہ
اصل اُنکی ہی رجوع کرتے ہین اور جب ضرر خوف سے ایمن ہو چکتے ہین اور حصول امل سے مستغنی
آتش کافر نعمتی اور فتنہ انگیزی افروختہ کرتے ہین شیر نے کہا پھر ایسے ملازمون سے کیا طریق
جاری رکھنے جو کفران نعمت کرین دمنہ نے کہا کہ ایک ہی بار اپنی عنایت سے اونھین ایسا
محروم نکرے کہ ناامید ہوکر دشمنون کی طرف میل کرین اور اتنی نعمت سے مالا مال بھی نکردے کہ
خیالات فضول اُنکے دماغ مین بھر جائین بلکہ ہمیشہ خوف و رجا مین بسر کرتے رہین اور حال او
آل اُنکا وعدہ و وعید اور امید و بیم پر دائر رہے تونگری اور امنی سے استقدر مستقل نہ کرے
کہ باعث طغیان و عصیان ہو اور ناامیدگی دبنے برگی بھی اس درجہ نہو کہ دلیری اور انحراف کا
باعث ہو بموجب اس مثل کے کہ مرتا کیا نکرتا شیر نے کہا کہ ای دمنہ یون خیال مین گذرتا ہی
کہ آئینہ سینہ شنزبہ اس زنگ سے مصفا اور دل اُسکا اس خیال کے رقم سے پاک و معرا ہی
اور مین نے اُسکے ساتھ عنایت و عاطفت کے سوا اور کچھ کام نہین کیا ہی اور جس سے
کہ ایسا کیا ہو وہ اس نیکی کے عوض کیونکر اندیشہ بدی کا کریگا دمنہ نے کہا کہ کج مزاج سے
ہرگز راستی نہین ہوتی ہی اور بد اصل و زشت سیرت سے ستودہ خوئی اور پاکیزہ خصلتی
ظہور مین نہین آتی ہی کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیہِ مصرع از کوزہ ہمان برون تراود کہ در دست

حکایت کچھوے اور بچھو کی

مگر بادشاہ نے قصہ کچھوے اور بچھو کا نہین سُنا ہی شیر نے کہا کہ کیونکر تھا حکایت
دمنہ نے کہا کہ بچھو اور کچھوے مین باہم دوستی تھی ایکدن ایسی ضرورت داعی ہوئی کہ
دونون نے باہم صلاح کر کے جلاء وطن اختیار کیا اور متوجہ دوسرے ملک کے ہوئے
قضارا ایک دریا راہ مین ملا بچھو کہ عبور دریا سے عاجز تھا متحیر و پریشان خاطر ہوا کچھوے نے
کہا کہ ای یار عزیز یہ کیا سبب ہی کہ اپنی جان غم کے ہاتھ مین سپرد کی ہی بچھو نے کہا کہ اندیشہ یہ ہی کہ
نہ عبور دریا ممکن ہی اور نہ طاقت تیرے فراق کی رکھتا ہون کچھوے نے کہا کہ غم نہ کھا کہ اپنی
پیٹھ پر بٹھا کے ساحل مراد پر تجھے پہونچاؤنگا یہ کب ہو سکتا ہی کہ تجھسے یار دلنواز کو کہ بہزار دشواری
پیدا ہوا ہی آسانی سے چھوڑ دون القصہ کچھوا بچھو کو اپنی پیٹھ پر سوار کر کے روانہ ہوا عین پیرنے مین
کچھوے نے سُنا کہ میری پیٹھ پر کچھ کھٹ کھٹ ہوتا ہی پوچھا کہ ای یار یہ کیا حرکت ہی بچھو نے
کہا کہ آزمائش اپنے نیش کی کرتا ہون کہ تیرے جوشن وجود پر کچھ نیش میرا اثر کرتا ہی یا نہین
کچھوے نے آشفتہ ہو کر کہا کہ ای بے مروت مین نے اپنی پیٹھ تیری کشتی بنا کے یہ محنت اختیار
کی ہی اور تو حق صحبت و خدمت یون ادا کرتا ہی اگرچہ تیرا نیش میری پشت پر کچھ ریش نکریگا مگر یہ
کیا حرکت پوچ ہی کہ تو کرتا ہی بچھو نے کہا کہ معاذ اللہ یہ معنی اگر میرے خیال مین گذرے ہون
مگر تقاضاے طبیعت سے مجبور ہون نیش مارنا میری عادت خلقی ہی اسمین خواہ پشت دوست ہو
خواہ سینہ دشمن یہ شعر مؤلف کا تو نے نہین سُنا ہی بیت ہو جو بچھو نیش زن طعن اوسپہ نامعقول
خلق اسی خاطر ہوا مجبور ہی مجبول ہی + کچھوے نے دل مین کہا کہ حکیمون نے سچ کہا ہی کہ
بداصل کی پرورش کرنا آبرو کھونی اور سر رشتہ کام کا برباد کرنا ہی بیت درخاک ریختن
زر و زیور دریغ نیست + با ناکسان دریغ بود لطف و مردمی + بزرگون نے کہا ہی کہ جو کوئی
اصل مین نجیب نہین ہی امید خیر اُس سے ہرگز نہ کرے اور ایراد سے اس مثل کے ضمیر منیر
بادشاہ پر ثابت ہوا ہو گا کہ بسبب خست ذاتی کے شنزبہ سے اندیشناک رہنا ضرور ہی
اور نصیحت دوستون کی اگرچہ غریب ہون گوش ہوش سے استماع فرمانا واجب ہی کسو سطے کہ بات

ناصحان صاف طینت کے اگرچہ درشت اور بے محابا ہو التفات نکرنا عواقب امور مین ندامت اور ملامت سے خالی نہین ہوتا ہی جیسا کہ بیمار فرمودہ طبیب پر عمل نہ کرے اور غذا اور دوا اپنی رغبت کے موافق کھائے تو ہر آئینہ افزائش امراض غلبہ کرکے اُسے ہلاکت کو پہونچائیگی **بیت**

ناصح از روے درشتی سخن ار گفت چہ باک + صبر تلخ ست لیکن بر شیرین دارد + ای شہریار ناقص ترین بادشاہون مین وہ ہی کہ عواقب کار سے غافل رہے اور رعایا کو خوار و ذلیل رکھے اور جبکہ کوئی حادثہ بزرگ پہونچے احتیاط اور ہوشیاری کو برطرف کرے اور اُسکے بعد کوئی تدبیر نہو سکے اور دشمن غالب آئے شیر نے کہا اگرچہ یہ بات بہت درشت کہی اور حد سے تجاوز کیا تو نے لیکن قول ناصح کا اگرچہ درشت ہو رد کرنا مصلحت کے خلاف ہی لیکن مین تجھے پوچھتا ہون کہ اگر شنزبہ بر تقدیر کہ دشمن بھی ہو تو کیا کر سکیگا کہ حقیقت مین میرا طعمہ ہی کہ مادہ اُسکے تکون کا خس و خاشاک سے ہی اور امداد میرے اعضا کی گوشت سے ہوئی ہی اور کھانے والا اجزاے نباتی کا کبھی گوشت خوارون سے عہدہ برا نہین ہو سکتا ہی اسلیے یہ بات خیال مین نہین آتی ہی کہ وہ حوصلہ میرے مقابلے کا کرے لمؤلفہ **بیت** کسطرح دشمن ہو مجھسے عازم جنگ و قتال + پیل سے بھڑ جائیگی چیونٹی تو ہوگی پایمال + اور شنزبہ اگر آفتاب دولت سے کہ افق عنایت پروردگار سے تابان ہی اگر ماہ کے مانند روگردانی کریگا تو زبون و کاہیدہ ہو جائیگا دمنہ نے کہا کہ بادشاہ کو ان باتون پر غفلت نچاہیے کہ وہ طعمہ میرا ہی یا مین اوسپر غلبہ رکھتا ہون اگرچہ وہ بد ذات خود مقابلے مین نہین آسکتا ہی مگر حیلہ و فریب سے سب کچھ کر سکتا ہی کہ ہر آدمی ہزار چند بار کہ اپنی قوت سے زیادہ ہو جر ثقیل کی صنعت سے اُٹھا سکتا ہی مین اس بات سے ڈرتا ہون کہ اسنے جمیع وحوش کو اپنے ساتھ موافق کیا ہی مبادا کہ اُسکے دام موافقت مین گرفتار ہوکے سب اُسکے کہنے پر چلین تو بے ادبی معاف اگرچہ بادشاہ قوی جثہ ہی پر سب کا مقابلہ نہین کر سکتا ہی شیر نے کہا کہ تیرا خلوص میرے دل مین اثر کر گیا مگر یہ خیال میرا دامنگیر ہی کہ مین نے اُسے عزت بخشی ہی اور ہر مجلس

ومحفل مین اُسکی ثناے خردمندی اور اخلاص نیازمندی بیان فرمائی ہی اگر اب اُسکے
خلاف دفعۃً عمل مین لاؤن تو نقصان قول اور رکاکت راے میری مشہور اور بدعہدی
اور بیقدری میرے سخن کی سب کے نزدیک ثابت و متحقق ہوجاے **بیت** ابر کرے راکہ بر خو
افرازی + تاتوانی زپا بیندازی + دمنہ نے کہا کہ راے صائب اور تدبیر درست وہ ہی
کہ جب دوستی سے اثر دشمنی کا ظاہر ہو اور خدمتگاری سے نخوت مہتری کی مشاہدہ کرے
فی الحال اطراف کار سنبھالے اور دامن موافقت ومرافقت کو برچیدہ کرے اور اُس سے
پہلے تقدم بالحفظ کرے کہ دشمن فرصت کام کی پاے باوجود اُسکے کہ دانت آدمی کے
مصاحب قدیم ہین اور انواع فوائد اُنسے حاصل ہوتے ہین مگر جبکہ درد شدید پیدا کرتے ہین
اور کوئی دوا تاثیر پذیر نہین ہوتی ہی تو سوا اُکھاڑ ڈالنے کے صورت آرام کی نہین نظر آتی ہی
اور طعام کہ بدل ما یتحلل اور امداد کرنے والا مادۂ حیات کا ہی جبکہ معدے مین جاکر فاسد
ہوتا ہی بغیر اُسکے دفع کے مضرت سے مخلصی نہین ملتی ہی آخر کار دمدمہ دمنہ کا شیر کے
دل مین اثر کرگیا کہ اب مین صحبت سے شنزبہ کی کارہ ہوا اور پھر اُس سے ملاقات نہ کرونگا
اب یہ بہتر ہی کہ اُسکے پاس کسی کو بھیجون کہ صورت حال اُس سے بیان کرے اور کہدے
کہ ہمارے قلمرو مین نہ رہے اور جہان چاہے وہان جاے دمنہ ڈرا کہ اگر یہ بات شنزبہ کو
پہونچے اور اپنی برائت ذیل شیر سے عرض کرے تو میرا حیلہ ومکر صاف ظاہر ہوجاے
کہا کہ اے بادشاہ یہ بات احتیاط سے دور ہی جبتک کہ بات نہین کی گئی ہی اختیار باقی ہی
اور جبکہ دشمن ہوشیار ہوگیا اور تدارک اپنے بچاؤ کا کرلیا پھر بات اختیار سے باہر ہوجاتی
اور خالی دشواری سے نہوگی **بیت** سخن تا نگفتی توانی نگفت + ولے گفتہ را باز نتوان نہفت
سخن دہان سے اور تیر کمان سے جبکہ باہر نکلا نہ وہ منہ مین آئیگا اور نہ یہ شست مین ایک
بزرگ نے کہا ہی زبان دل کی ترجمان ہی اور دل والی ہی ولایت بدن کا اور سخن عرض کرنے والا
جوہر گنجینۂ وجود کا جبتک کہ دُرج دہن مین قفل خاموشی سے بند ہی اور مُہر سکوت سر حقہ

طق پر لگی ہوئی ہی تب تک چمن زندگانی مین سب یاحین سلامتی کے ساتھ روئیدہ
شگفتہ ہین اور نہال حیات ثمرۂ امن و راحت بخشیگا کہ روائح گلزار سخن سبب تفریح دل
ور تقویت دماغ ہونگے اگر اسکے خلاف ظہور پکڑیگا تو مادۂ صد بلا آخر کو پیدا کریگا کیونکہ زبان بستہ
ب نکتۂ دلپذیر مین عقدہاے مشکل کھولتی ہی اور بات شر انگیز ایک اشارت مین گوہندہے
بندہاے گران مین بستہ اور سر شکستہ کرتی ہی قطعہ اگر بچشم خرد در سخن نگاہ کنی + بصنائع
[illegible] دو ہم زبان دارد + نشان کہ داد کہ ناگفتہ سخن کس را بدرد دل کنند آوارہ یا بجان آرد
لے شدست کہ گویند را ہمین لفظے + دہ بباد ہمان دم کہ بر زبان آرد + اے بادشاہ اگر یہ بات
شتر بہ کو پہونچی اور اپنی فضیحت آئینہ تصور مین معائنہ کی تو ممکن نہین ہی کہ مکابرہ سے پیش نہ آئے
ور فتنہ انگیزی اختیار نکرے ارباب احتیاط نے گناہ ظاہر کے واسطے عقوبت پنہان جائز
لھی ہی اور جرم پوشیدہ کیلیے عقوبت آشکارا تجویز نہین کی ہی صلاح کار یہ ہی کہ اسکے گناہ
لھی کی سیاست نہانی تجویز فرمایئے شیر نے کہا کہ بمجرد گمان کے اپنے نزدیکون کو دور کرنا اور
ب تک ثبوت گناہ نہ ہوئے حق تلفی مین اہل استحقاق کی سعی کرنا اپنے ہاتھ سے تیشہ اپنے
ذن پر مارنا ہی اور دفعۃً طریق مروت اور منہاج دیانت سے یکسو ہونا کام بادشاہ عالی مقام کا
ہین ہی قطعہ نباشد پسندیدۂ شرع و عقل + کہ بے بینہ شاہ فرمان دہد + کہ بیچون رضا نے قضا
م او + کسے جان ستانند جان دہد + دمنہ نے کہا کہ اس امر مین کوئی گواہ بادشاہ کی فراست سے
ر نہین ہی جبکہ یہ مکار غدار آئے بادشاہ کو چاہیے کہ نظر تفرس سے نگاہ کرے تا خبث اسکے
یدہ سے کا ظلمت نازیبا سے لائح اور تجویز اسکی باطن کے اطوار تردد سے یعنی پیش و پس
چپ و راست احتیاط کرتے آنا اور جنگ کا آمادہ ہونا واضح ہو جائے شیر نے کہا کہ اچھا کہا
نے اگر یہ علامات اُسمین پائے جاینگے تو غبار شبہہ کا راہ حقیقت سے مندفع ہو جائیگا اور
دغہ گمان کا مرتبہ یقین سے مبدل ہو جائیگا دمنہ نے جانا کہ میرے دم فتنہ انگیز نے آتش بلا کو
کیا اور شیر کے دل مین وہ وسوسہ میرا اثر کر گیا چاہا کہ بیل کو بھی دم مین لاکے شیر کی طرف سے

متردد کرون تا ملاقات کے وقت یہ آثار اسمین پائے جائین خیال کیا کہ ملاقات شنزبہ کی
باجازت شیر ہو تو مناسب ہی تا بدگمانی سے دور ہون عرض کیا کہ ای بادشاہ اگر فرمان عالی ہو
تو مین شنزبہ سے ملاقات کرکے اور اُسکے مکنون ضمیر پر بخوبی مطلع ہوکے عرض حال کرون
شیر نے اجازت دی دمنہ اندوہ زدہ اور مصیبت رسیدہ بنکے شنزبہ کے پاس آیا اور سلام و
تحیت بجالایا اُسنے مدارا اور تملق دمنہ کے فراخور حال کیا اور یہ مصرع گویا کا پڑھا مصرع
وہ بھولے ہمکو بیٹھے ہین جنھین ہم یاد کرتے ہین + ای دمنہ عرصہ گذرا کہ تو دوستون کو یاد نہین کرتا ہی
اور کبھی اسطرف قدم رنجہ نہین فرماتا ہی سبب کیا ہی دمنہ نے کہا کہ اگرچہ بظاہر شرف
ملازمت سے محروم ہون الا بجان و دل آپکی ہواداری و خیرخواہی مین مصروف اور نہ اوپر
عزلت اور گوشہ خلوت مین وظیفۂ دعا و ثنا کہ باعث مزید دولت و حشمت ہی اشتغال
رکھتا ہون گاؤ نے کہا کہ عزلت کا سبب کیا ہی دمنہ نے کہا کہ جب کوئی یہ سمجھے کہ مین مالک اپنے
نفس کا نہین ہون بلکہ اسیر فرمان غیر ہون اور اُسکے مزاج کی بے استقلالی سے رات دن بیم جان
و خطرۂ ایمان مین بسر کرتا ہون اور ہردم لرزان و ترسان ہون اس صورت مین سوا گوشہ
گزینی کے اور کیا کرے رباعی ناسخ آرام کے لائق نہین گلزار جہان + ای مرغ چمن چھوڑ
نشیمن نادان + عزلت نہین ہوتی جو میسر تجکو + اس باغ سے جا کے ہو قفس مین پنہان + گاؤ نے
کہا کہ ای دمنہ بات اس سے واضح تر بیان کر تا نفع اس نصیحت کا تمام تر حاصل ہو دمنہ نے
کہا کہ چھ چیزین بے چھ چیزون کے ممکن نہین ہین مال دنیا بے نخوت اور متابعت ہوا بے
محنت اور مجالست زنان بے بلیت آئے اور مصاحبت بدان بے ندامت اور مخالطت لئیمان
بے مذلت اور ملازمت بادشاہان بے آفت اور کسی کو خمخانۂ دنیا سے ایسا جرعہ نہین دیتے ہین
کہ سرمست و بیباک نہو اور سر نخوت گریبان تکبر سے نہ نکالے اور کوئی شخص نہین ہی کہ ہوا پر قدم
رکھے اور گر نہ پڑے اور کوئی مرد ایسا نہین ہی کہ عورت کو ہمدم و ہمراز کرے اور انواع
فتنہ مین مبتلا نہو اور جو شخص کہ مردم شریر سے اختلاط رکھے عاقبت الامر پشیمانی نہ کھینچے

ادر جو کوئی کہ مردم کمینہ اور سفلہ سے امید رکھے خواہ اور بمقدار نہو اور کوئی مرد صحبت سلطان
ختیار کرے اور اُس ورطۂ خونخوار سے سلامت باہر آئے یہ ممکن نہین ہی شنزبہ نے کہا کہ تیری
ت اسپر دلالت کرتی ہی کہ شیر سے کوئی امر مکروہ تجھے پہونچا ہی کہ اُسکے خوف سے ہول
ہراس تیرے دل پر مستولی ہوا ہی دمنہ نے کہا کہ یہ بات اپنے نفس کے واسطے نہین کہی مین نے
لکہ دوستون کے واسطے غمناک ہون اور یہ ملال و کلال کہ مجھپر مستولی ہی تیرے واسطے ہی اور
تو جانتا ہی کہ مقدمات محبت کے میرے اور تیرے کسطرح پر ہین اور جو عہد کہ اول روز تجھے نامہ ہا
مین نے اکثر اُسمین وفا پائی ہی تو نے اور اسمین مین مجبور ہون کہ جو نیک و بد حادثہ ہوگا اُس سے
البتہ تجھے مطلع کرونگا شنزبہ ڈرا اور کہا کہ ای یار مشفق وای دوست موافق جلد مجھے حقیقت حال سے
خبر کر اور کوئی دقیقہ دقائق ہوا داری سے فروگذاشت نکر دمنہ نے کہا کہ مین نے معتمد سے سنا ہی
کہ شیر اپنی زبان سے کہتا تھا کہ شنزبہ خوب فربہ ہوا ہی اور اس درگاہ مین کچھ حاجت اُسکی نہین ہی
وحوش کو خوش کیا چاہیے یعنی ایک وزراتب خاص و مہمانی عام اُسکے گوشت سے ضرور ہی مین نے
جو یہ بات سُنی متحیر ہو کر دوڑا کہ تجھے اس سے آگاہ کرون اور اپنا حسن عہد تیری خدمت مین ثابت
کرون اور جو کچھ شرع مروت اور آئین حمیت مین مجھپر واجب ہی اُس سے ادا ہون بیت
من انچہ شرط بلاغ ست باتو میگویم + تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال + اب صلاح وقت یہ ہی
کہ جلد کوئی تدبیر کر کہ اس ورطۂ ہلاک سے مخلصی حاصل ہو اور کوئی ایسا لطیفہ عمل مین لا کہ
اس مہلکے سے راہ نجات ہاتھ آئے جبکہ شنزبہ نے یہ سخن دمنہ سے سُنا عہد و پیمان شیر کے یاد کیے اور
کہا کہ ای دمنہ ممکن نہین ہی کہ شیر میرے ساتھ دغا کرے کیونکہ مجھسے کوئی خیانت نہین ہوئی ہی اور
میرا قدم جادۂ نیکو خدمتی سے باہر بھی نہین پڑا ہی اور سوا خیر خواہی کے کوئی اور امر بھی وقوع مین
نہین آیا ہی پھر وجہ کیا ہی کہ شیر میرا دشمن ہی مگر شاید کسی نے دروغ بے فروغ مجھپر باندھا ہی اور شیر کو تزویر و
فریب سے خشمگین کیا ہی کسواسطے کہ اُسکی خدمت مین ایک گروہ بدنفس ہی کہ سخن خیر سے بیگانہ
در خیانت اور زبان درازی مین یگانہ اگر اُنھون نے کوئی بات ساختہ اور پرداختہ کر کے عرض کی

مستولی غالب ... کلال بالفتح ماندگی ... دقیقہ ... دقائق ... ہوا داری ... معتمد ... وحوش ... بکسر تحتانی مخفف چیزے کہ نگاہ داشتہ شود و بالفتح و تشدید غیرت و ننگ ... جادہ بتشدید دال بمعنی راہ کشادہ و فارسیان بتخفیف خوانند

۱۳

تو عجب نہین ہی کہ بدون کی بدگوئی سے نیکون کے حق مین اکثر بادشاہون کو بدگمانی آجاتی ہی
اور اس گمان خطا سے راہ صواب پوشیدہ رہتی ہی اور قصہ اُس بط کا تجربے کے واسطے ایسے
موقع مین دلیل کافی ہی اور باشارۂ وافی دمنہ نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر ہی **حکایت** شنزبہ نے
کہا کہ ایک بط نے ایک شب پانی مین قرص ماہ دیکھا سمجھی یہ کہ ماہی ہی ارادہ کیا کہ اُسے
شکار کرے کچھ نہ پایا چند بار اسی طرح پر آزمائش کی جب دیکھا کہ حاصل اس سے کچھ نہین ہی کنارہ کیا
اور اُسکے بعد عہد کیا کہ شکار ماہی کبھی نکرونگی پھر کسی رات اگر ماہی بھی دیکھتی تھی تو روشنی
ماہ کی جان کر قصد اُسکا نکرتی تھی اور کہتی تھی **مَنْ جَرَّبَ الْمُجَرَّبَ حَلَّتْ بِهِ النَّدَامَةُ** ثمرہ اس
تجربۂ لاحاصل کا یہ ہوا کہ ہمیشہ بھوکی رہتی تھی اگر میری طرف سے کان شیر کے بھرے ہین اور
اُسکے دل مین اُسکی کراہت آچکی ہی اور موجب اُسکا وہی اغوا غیرون کا ہی تو غالب ہی کہ پھر
صفائی دشوار ہو اور بنظر انصاف دیکھیے تو مجھ مین اور غیرون مین کتنا فرق ہی اور روز نورانی سے
تا شب ظلمانی کتنا تفاوت ہی **مثنوی** کار پاکان را قیاس از خود بگیر + زانکہ ماند در نوشتن
شیر و شیر + شیر آن باشد کہ آدم میخورد + شیر آن باشد کہ آدم میخورد + دمنہ نے کہا
کہ کراہت شیر کی اس سبب سے نسمجھا چاہیے بلکہ اکثر عادت بادشاہون کی یہی ہی کہ
کبھی بے استحقاق کسی کو مرتبۂ اعلی کے ساتھ اختصاص دیتے ہین اور کبھی دوسرے کو
کہ مستحق اُسکا زنہار نہین ہوتا ہی بے سبب و جہت تلف و تاراج کرتے ہین شنزبہ نے کہا یہ تقریر
شیر کی جو تو نے بیان کی اگر بے علت دست آویز اُسکا یہ حال ہی تو امید رکھنا اُس سے
محض غفلت اور خطا ہی کسواسطے کہ اگر غصہ کسی سبب سے ہو تو معذرت سے اُسکا دفع ہونا
ممکن ہی اور اگر عیاذاً باللہ کچھ موجب بھی نہو اور بدنام کے مکر و افترا سے مزاج اُسکا متغیر ہوا ہو
تو دست تدارک اس جگہ کوتاہ ہی کیونکہ دروغ و بہتان کا اندازہ اور مکر و فریب کی نہایت
نہین ہی جو بات کہ میرے اور شیر کے درمیان واقع ہی اُسمین مین اپنا گناہ نہین
دیکھتا ہون مگر از روے مصلحت و خیرخواہی گاہ گاہ البتہ کچھ بات مین نے کہی ہی

نہ از روے خلاف شاید کہ اس سبب سے اُسنے گمان میری دیری پر فرمایا ہو مگر جو کچھ کہ مین
اُس سے عرض کیا ہی غالب ہی کہ وہ فائدۂ کلی سے خالی نہو اور باینہمہ کسی کا شکوہ اور
گستاخی کسی طرح کی مجھسے سرزد نہین ہوئی ہی اور شرط تعظیم مین بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہین کیا ہی کیونکر گمان کیا جاے کہ نصیحت سبب وحشت اور خدمت موجب عداوت ہوئی ہو
یہان مثل صادق آئی جو مؤلف نے کہی ہی بیت عجب ہی مرض ہو دوا سے زیادہ + دم عیسوی ہو
قضا سے زیادہ + اور اگر یہ نہین تو ممکن ہی کہ استغناے مملکت اور نخوت سلطنت باعث ملال ہوئی
ہو کسواسطے کہ مقتضاے عظمت وتبختر ہی کہ ناصحون کو بالطبع برا جانتے ہین اور خائنون اور خوش آمد
گویون کو عزیز اور مقبول کرتے ہین ایسے ہی حالات دیکھکے بزرگون نے کہا ہی کہ نہنگ کے ساتھ قعر
دریا مین غوطہ مارنا اور مار کے کف سے زہر چوسنا بہتر ہی نہ نزدیکی سلاطین کی اور ضرر بادشاہ کی
صحبت کے مجھے اُس سے بخوبی معلوم تھے مگر مجبور تھا کہ آپھنسا تھا بلکہ بعضے ارباب حکمت نے
بادشاہون کو آتش سوزان سے تشبیہ دی ہی اگرچہ اُنکا پرتو عنایت امیدوارون کے کلبۂ تاریک کو
روشن کرتا ہی لیکن شعلۂ سیاست بھی خرمن حقوق خدمتگزاری کو جلا ہی دیتا ہی اور عقول کامل
اسپر متفق ہین کہ جو کوئی آتش سے نزدیک تر ہی اُسی کے واسطے ضرر بیشتر ہی اور وہ لوگ کہ دور سے
تماشا روشنی کا دیکھتے ہین جلنے سے پناہ مین رہتے ہین اور فی الحقیقت یہی ہی کہ اگر کوئی سیاست
سلطانی اور ہول وہیبت بادشاہی سے واقف ہو تو ہزار برس کی عبادت ایک سیاست کے
برابر سمجھے اور مصدق اس قصے کا مناظرہ باز اور مرغ خانگی کا ہی دمنہ نے پوچھا کہ یہ حکایت
کسطرح ہی **حکایت** شنزبہ نے کہا کہ ایکدن باز شکاری مرغ خانگی کے ساتھ مباحثہ
کرتا تھا کہ تو نہایت بیوفا اور بدعہد ہی اور حکماے نصیحت شعار کا اسپر اتفاق ہی کہ عنوان
صحیفۂ اخلاص پسندیدۂ اہل وفا اس مضمون کے ساتھ ہی کہ اِنَّ حُسْنَ الْعَهْدِ مِنَ الْاِيْمَان
مرد کو چاہیے کہ اسمین کوشش کرے کہ کوئی صفت اُسکی صفحۂ بیوفائی پر لکھی نجاے مرغ خانگی نے
جواب دیا کہ مجھسے کونسی بیوفائی تو نے دیکھی ہی اور کیا بدعہدی سرزد ہوئی ہی باز نے

کہا کہ علامت تیری بیوفائی کی یہ ہی کہ آدمی تیرے حق مین اتنا الطاف کرتے ہین کہ بے زحمت
تکلیف تجکو آب و دانہ کہ مادۂ حیات اُس سے متعلق ہی دیتے ہین اور رات دن تیرے حال سے
خبرگیران رہتے ہین اور اُنکی بدولت گوشہ اور توشہ تجھے حاصل ہی اور جبکہ ارادہ تیرے پکڑنے کا
کرتے ہین تو ایک بام سے دوسرے بام پر اور ایک گوشے سے دوسرے گوشے مین بھاگتا پھرتا
بیت حق نکے نے شناسی ؛ وز منعم خویشتن سے ہراسی ؛ اور مین باوجود یکہ جانور وحشی ہون
اگر چند روز آدمیون کے ہاتھ سے طعمہ کھاتا ہون تو اُنسے اُنس کرتا ہون اور اُنکے
حق کا خیال کرکے شکار اُنکو پکڑ دیتا ہون اور کتنا ہی دور پہونچتا ہون جبکہ وہ آواز دیتے ہین
پھر کے اُنکے پاس آجاتا ہون **بیت** مرغ دست آموز را چندانکہ کس دور افگند
بانشاط بال آید باز چون گوید بیا ؛ مرغ نے جواب دیا کہ سبب تیرے پھر آنے کا اور میرے
بھاگنے کا یہ ہی کہ تو نے کسی باز کو سیخ مین بھنتے نہین دیکھا ہی اور مین نے بہت مرغ خانگی تابہ گر
بریان دیکھے ہین اگر تو بھی یہ دیکھتا جو مین نے دیکھا ہی تو اُنکے نزدیک ہرگز نہ آتا اگرچہ مین بام با
بھاگتا ہون مگر تو کوہ بکوہ بھاگتا پھرتا اور یہ مثل اسواسطے لایا ہون تا تو جانے کہ وہ لوگ
کہ صحبت بادشاہون کی طلب کرتے ہین اُنکی سیاست سے بے خبر ہین اور جنھون نے کہ
اُنکی سیاست دیکھی ہی اُنھین نہ قرار سے خبر ہی نہ آرام سے اثرہ **بیت** نزدیکان را بیش بود حیرانی
کایشان دانند سیاست سلطانی ؛ دمنہ نے کہا کہ اگر شیر تیرے حق مین یہ اندیشہ نہ کرے تو غلط ہے
کیونکہ تجھ مین ہنرہاے بسیار اور فضل بیشمار ہین اور سلاطین کسی وقت ارباب ہنر سے مستغنی
نہین ہوتے ہین شنزبہ نے کہا کہ شاید میرا ہنر باعث کراہت ہوا ہو کہ اسپ تیز تگ کی راہرو
موجب غبار ہوتی ہی اور درخت میوہ دار کی شاخ توڑی جاتی ہی اور عندلیب خوش گفت
اپنے ہنر سے قفس مین گرفتار ہوتی ہی اور طاؤس کے بال و پر رعنائی کے سبب سے اُکھاڑے جاتے
قطعہ وبال من آمد ہمان دانش من ؛ چو روباہ را موچو طاؤس را پر ؛ ہنر عیب من شد وگرنہ سرم
نہ از خاک بلکہ از گہر بودے افسر ؛ اور ہر طرح سے بے ہنر ہنرمندون سے زیادہ ہین

ی ہنر کی خرابی مین ہمیشہ باتفاق مبالغہ کرتے ہین کہ حرکات وسکنات اسکے اگرچہ نیک ہون
ی بدی کی طرف لیجاتے ہین اور انکی امانت و دیانت کو خیانت پر محمول کرتے ہین اور وہی ہنر
سبب دولت و وسیلۂ سعادت ہو اُسکی نسبت شقاوت ونکبت کی طرف کرتے ہین
ت خوار کرتا ہی بشر کو دشمن ٭ عیب گنتا ہی ہنر کو دشمن ٭ دمنہ نے کہا کہ اگر بداندیشون نے
سد کیا ہو تو مآل کار اسکا اسطرح پر ہوگا شتربہ نے کہا کہ اگر تقدیر اُنکے ارادے کے
افق نہین ہی تو کچھ مضرت نہین ہونے کی اور اگر قضاے ربانی اُنکے مکر اور غدر کے
ابق ہی تو کسی حیلے سے دفع اُسکا ممکن نہین ہی دمنہ نے کہا کہ خردمند کو چاہیے کہ ہر حال مین
ور اندیش کو اپنا دمساز رکھے اور کبھی ایسا نہین ہوا ہی کہ جنے کام اپنا عقل کے
بیرد کیا ہو اور ظفر نہ پائی ہو شتربہ نے جواب دیا کہ خرد اُسوقت کام آتی ہی کہ قضا نے
لس اُسکے حکم نہ کیا ہو بعد حکم قضا کے نہ چارہ ہاتھ آتا ہی اور نہ حیلہ نفع پہونچاتا ہی بیت
ب پر جبکہ ہلا دیتی ہی دامن تقدیر ٭ آب تدبیر کو کر دیتی ہی روغن تقدیر ٭ اور جبکہ
ریدگار او سبحانہ تعالی الحکم نافذ فرماتا ہی دیدۂ بصیرت پہلے تیرہ وخیرہ ہو جاتا ہی
اد مخلصی اُن لوگون پر پوشیدہ رہے اِذَا جَاءَ الْقَدَرُ عَمِیَ الْبَصَرُ مگر تو نے قصہ بلبل
ر دہقان کا نہین سُنا ہی دمنہ نے کہا کہ یہ کسطرح تھا **حکایت** شتربہ نے کہا
ے ہین کہ ایک دہقان باغ رکھتا تھا تر و تازہ کہ بوستان ارم سے اُسکی نسیم
ندال زیادہ رکھتی تھی اور اُسکی خوشبوے روح افزا دماغ جان کو معطر کرتی تھی **نظم** باغ عالم
ب گلزار تھا ٭ باغ جنت کی روش بیخار تھا ٭ تھی دم عیسی اثر مین بوے گل ٭ رشک
رشید درخشان روے گل ٭ نواے عندلیب وہان کی حسرت انگیز اور نسیم عطر بیز اُسکی
حت آمیز تھی ایک گوشہ چمن مین ایک گلبن تھا تازہ ترنہال کامرانی سے اور سرفراز تر
اخ شجرۂ جوانی سے ہر صبح گل اُس گلبن رنگین کے مانند رخسار گلرویان شگفتہ ہوتے تھے
ن نے اُس گل رعنا سے عشقبازی شروع کی باغبان ایک روز اپنی عادت کے موافق باغ کے

حکایت بلبل و دہقان

تماشے کو آیا دیکھا کہ ایک بلبل نالان صفحۂ گل پر منھ ملتی ہی اور شیرازہ جلدہ زنگار
منقار تیز سے کھینچتی ہی باغبان پریشانی اوراق گل مشاہدہ کرکے گریبان شکیبا
پھاڑنے لگا مگر اسوقت طرح دے کے گھر کو پھر گیا دوسرے دن آکر دیکھا تو وہی حال بلبل
اور گل کا پایا تیسرے روز جاکے دیکھا کہ حرکت منقار بلبل سے مصرعہ گل بتاراج رفت
خار بماند ٭ پس خار خار منقار سے سینۂ دہقان مین خراش پیدا ہوا اسلیے بصد تدبیر
گرفتار کرکے ایک قفس مین بند کیا بلبل بیدل نے طوطی وار زبان گفتار کھولی اور
کہا ای عزیز سبب کیا ہی کہ تونے مجھے قید کیا ہی اور کس باعث سے میرے عقوبت
اگر میرے نغمات تجکو پسند آئے ہین تو خود آشیانہ میرا تیرے باغ مین ہی اور رہی سحر
گلستان تیرا میری نغمہ سرائی سے طرب خانہ ہی اور اگر کچھ اور مطلب خیال مین ہی تو
اپنے مافی الضمیر سے آگاہ کر دہقان نے کہا کہ کچھ جانتی ہی کہ تونے مجھپر کیا ستم کیا ہی اور
کہ گل ہی تونے کیا خراب کیا ہی پس سزا تیرے اعمال کی یہی ہی کہ تو یار و دیار اور تفریح سیر گلز
سے بے نصیب ہوکر قفس مین پڑی رویا کرے جیسا کہ مین درد ہجران سے گوشۂ زندان
تیرے باعث سے نالان رہا ہون بیت منال بلبل اگر بامنت سر یاریست ٭ کہ ما دو عاشق
کار ما زاری است ٭ بلبل نے کہا کہ اس خیال بد سے درگذر کہ میرا اتنا گناہ ہی کہ ایک
اوراق گل مین نے پریشان کیے تھے سو عوض مین اسکے گرفتار قفس ہون اور تونے کہ کعبۂ دل
ویران کیا ہی پس تیرا کیا حال ہوگا یہ بات دل دہقان پر کارگر ہوئی بلبل کو آزاد کیا بلبل نے
جو تونے مجھے نیکی کی ہی بحکم ہَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ کے مین بھی مکافات اسکی کرتی ہون
سو وہ یہ ہی کہ اس گلبن کے نیچے کہ تو کھڑا ہی ایک آفتابہ پُر زر دفن ہی اُسے کھود
اور اپنے کام مین لا دہقان نے اُس مکان کو کھودا جو بلبل نے کہا تھا سو پایا دہقان نے
کہ ای بلبل عجب بات ہی کہ آفتابہ زمین کے نیچے دیکھا تونے اور دام خاک کے نیچے نہ دیکھ سکی بلبل
نہین جانتا ہی تو اِذَا نَزَلَ الْقَدَرُ بَطَلَ الْحَذَرُ جبکہ قضاے الٰہی نازل ہوتی ہی نہ دیدہ بصیرت مین روشن

رہتی ہی اور نہ تدبیر صائب سے نفع پہونچتا ہی اور یہ مثل اسلیے لایا ہون تا معلوم ہو کہ مین حیلہ
قضا و قدر کا نہین ہون اور اسکے سوا کہ سر تسلیم کو حکم الٰہی پر رکھون چارہ دوسرا نہین ہی
بیت سر ارادت ما و آستان حضرت دوست ٭ کہ ہرچہ بر سر ما میرود ارادت اوست ٭
دمنہ نے کہا بیقین معلوم ہی کہ شیر نے تیرے واسطے تجویز کیا ہی اُسکا باعث یہ ہو کہ
کمال بیوفائی و عیاری اُسکی ذات مین ازل سے ودیعت رکھی ہی اگرچہ اوائل مین اُسکی صحبت
حلاوت زندگانی دیتی ہی لیکن اواخر مین تلخی مرگ رکھتی ہی اُسکی مثال یہ ہی کہ ایک مار نقش دار
اور زہرناک کہ اُسکا ظاہر نقشہاے رنگا رنگ سے آراستہ ہی اور باطن ایسے زہر ہلاہل سے
کہ کوئی تریاق اُسے فائدہ نہ بخشے ٭ شنزبہ نے کہا کہ پہلے مین نے نوش شیرین چکھا ہی
اب وقت ہی زخم نیش تلخ کا اور ایک مدت طرب و راحت مین بسر کی ہی اب ہنگام ہی
ہجوم محنت و غم کا بیت ای دل مزۂ وصل چشیدی یک چند ٭ اکنون الم فراق میباید خورد ٭
اور حقیقت یہ ہی کہ اجل گریبان گیر ہو کر مجھے اس بیشے مین لائی تھی ورنہ مین شیر کی صحبت کے
لائق تھا مین اُسکا طعمہ ہون چاہیے تھا کہ اگر ہزار کمند سے کوئی اُسکی طرف کھینچتا تو بھی
مین ارادہ اسکا نہ کرتا لیکن لکھا پیشانی کا کہ تقدیر الٰہی سے ہی اُس سے بندہ مجبور ہی اور دوسرے
تیرے ومدمہ نے ای دمنہ مجکو ورطہ ہلاکت مین ڈالا ورنہ مین کب دیدہ و دانستہ دام بلا مین گرفتار ہوتا
اب دست تدبیر دامن تدارک سے کوتاہ ہی کہ اُسکا وقت باقی نہ رہا مصرعہ چون کنم
خود کردہ را تدبیر نیست ٭ اور بزرگون نے کہا ہی کہ جو کوئی کہ دنیا سے قدر کافی پر قانع نہو
اور طلب زیادتی کی کرے مثال اُسکی ایسی ہی کہ ایک شخص کوہ الماس تک پہونچے اور
ہر ساعت اُسکی نظر بڑے ٹکڑے پر پڑے اور خیال کرے کہ یہ پرچہ بڑی قیمت کو بکیگا اس
خیال سے آگے بڑھتا جائے اور ہرچند ریزہ ہاے الماس سے پانون اسکے چھلتے جائین پر وہ مستی
طلب مین خبردار نہوا اور کچھ ہاتھ آئے یا نہ آئے لیکن یہ آگے ہی بڑھتا جائے اور وہ زخم ہر دم
زیادہ ہوتے جائین اور یہ اُسی صدمے سے کوہ پر ہلاک ہوجائے بیت از زیادت طلبی کار بجان

بزبان ؛ سوداگر خواہی از اندازہ زیادت مطلب ؛ دمنہ نے کہا کہ یہ سخن بغایت ناپسند
کہا تونے کہ جو بلا کسی پر نازل ہوئے منشا اُسکا حرص اور طمع ہوتا ہے **بیت** ہوا جو کوئی مبتلا
وہ ہوگا اسیر بلائے طمع ؛ جو گردن کہ زنجیر حرص مین باندھی جاتی ہی آخر کو تیغ ذلت سے
کاٹی جاتی ہی اور جسکے دماغ مین کہ سودائے طمع جگہ پکڑتا ہی آخر کو وہ سر خاک برابر ہوتا
اور اکثر اشخاص کہ غلبۂ حرص سے امید دولت پر ورطۂ نکبت مین پڑے ہین آخر کا
قعر مہلکۂ مضرت مین گرفتار ہوئے ہین جس طور سے کہ وہ صیاد روباہ کی طمع رکھتا تھا
سر پنجۂ پلنگ سے دماغ اُسکی نہاد سے باہر ہوا شنزبہ نے کہا یہ ماجرا بیان کیا جا
حکایت دمنہ نے کہا کہ ایک صیاد نے صحرا میں روباہ کو دیکھا کہ نہایت چستی و چالاکی سے
ایک دشت مین گشت کرتی ہی صیاد کو بال اُسکے خوش آئے با خود صلاح اُسکی گرفتاری کی
کرکے ایک سوراخ اُسکی دیماس کے پاس کھودا اور خس و خاشاک سے چھپا کے پارۂ گوشت
اُسپر رکھ کے آپ کمینگاہ مین جا بیٹھا جبکہ وہ روباہ دیماس سے باہر آئی اور بو اُس چیفے کی
ناک مین پہونچی نزدیک آ کے چاہا کہ اُسے کھائے پھر دل مین اندیشہ کیا کہ اگرچہ بو اُس چیفے کی
دماغ کو معطر کرتی ہی لیکن بوئے بلا بھی مشام ہوشیاری مین آتی ہی اور عقلا اُس کام کے نزدیک
کہ جس مین احتمال ہلاکت کا ہو نہین جاتے ہین اور خردمند ایسے کام کو کہ اندیشہ فتنے کا جس مین
متصور ہو نہین کرتے ہین ایک احتمال یہ ہی کہ کوئی جانور مر گیا ہوا اور گمان غالب یہ ہی
کہ اس چیفے کے تلے دام بھی بچھایا ہو بہر تقدیر ایسے اندیشۂ ضرر سے حذر اولی ہی **نظم** مر ترا
چون دو کار پیش آید ؛ کہ ندانی کدام باید کرد ؛ آنکہ در وی مظنۂ خطرست ؛ آنت بر خود حرام
باید کرد ؛ وانکہ بے خوف و بے خطر باشد ؛ بہمانت قیام باید کرد ؛ روباہ نے یہ فکر کرکے
خیال چیفے سے کنارہ کیا اور ایک طرف کی راہ لی اُس اثنا مین پلنگ گرسنہ کوہ سے
نیچے اوترا جبکہ بو اُس مردار کی سونگھی بلا تامل اُس چیفے پر دوڑا پانون رکھنے کے ساتھ
اُس گڑھے مین گرا جبکہ صیاد نے پلنگ کے گرنے کی آواز سُنی سمجھا کہ روباہ گری ہی نہایت

حرص سے سب بے تامل اُس گڑھے مین اُترا صیاد کے آنے کے ساتھ ہی پلنگ نے پیٹ اسکا
چیر ڈالا صیاد غلبۂ حرص و بے عقلی سے ہلاک ہوا اور روباہ فیض قناعت و قطع طمع سے جان
سلامت لیگئی فائدہ اس مثل کا یہ ہو کہ آفت طمع اور شقاوت زیادہ طلبی آزاد کو بندہ اور بندے کو
سرافگندہ کرتی ہو شنزبہ نے کہا کہ واقعی غلطی کی مین نے کہ ملازمت شیر کی اختیار کی کیا جانتا تھا مین
کہ وہ قدر خدمت کی نہ جانیگا بزرگون نے سچ کہا ہو کہ صحبت اُسکی کہ قدر محنت کی نہ جانے
اور خدمت اُسکی کہ قیمت محنت کی نہ پہچانے مانند اُسکے ہو کہ کوئی شخص امید محصول پر
تخم شیرین زمین شور مین بوئے یا آب روان پر غزلہاے خوش مضمون لکھے یا تصویر سے
امید توالد و تناسل عشق بازی کرے یا بگولے سے چراغ کی بقا سمجھے قطعہ معشوق و بادشاہ مین
ہرگز وفا نہین ٭ پھل بید اور سرو مین ہرگز لگا نہین ٭ کوئی چراغ آتش گل سے جلا نہین ٭ پیاسے کو
قطرہ آب گہر سے ملا نہین ٭ دمنہ نے کہا اس بات سے درگذر اور اپنے کام کی تدبیر کر شنزبہ نے کہا
کیا چارہ کرون بہ یقین جانتا ہون اور میری عقل بھی حکم کرتی ہو کہ شیر میرے حق مین بدی تجویز
کریگا مگر اہل صحبت میری ہلاکت مین البتہ کوشش کرتے ہین اگر تقدیر سیدھی نے زندگانی کی
دراز و کف غنا مین سپرد کی ہو تو ہر آئینہ بلا بقا سیر ظالمان مکار اور ستمگاران غدار دست بدست
اٹھاوینگے جیسا کہ گرگ و شغال و زاغ نے ارادہ اونٹ پر کرکے باتفاق یکدیگر غالب آئے
دمنہ نے کہا کہ یہ ماجرا کیونکر تھا حکایت شنزبہ نے کہا کہتے ہین کہ زاغ سیاہ چشم اور گرگ تیرہ بخت
اور شغال پُر مکر ایک شیر شکاری کی خدمت مین حاضر رہتے تھے اور اُنکا بیشہ شارع عام کے
نزدیک تھا ایک اونٹ سوداگر کا اُس بیشے کے حوالی مین درماندہ ہوکے رہ گیا ایک مدت کے بعد
قوت پاکے ہر طرف چارے کی طلب مین پھرتا تھا کہ گذر اُسکا اُسی بیشے مین ہوا جبکہ شیر کے
نزدیک پہونچا آداب خدمت بہزار فروتنی بجالایا شیر نے استمالت کی اور حال پوچھا
شتر نے سوال کیا کہ غلام چاہتا ہو کہ سکونت اُس بیشے کی اختیار کرکے باقی عمر
سرکار کی خدمت مین بسر کرے شیر نے کہا کہ اگر رغبت ہماری صحبت کی رکھتا ہو تو

سب تجھے امان و اجازت ہی اونٹ شاد ہوا اور اُس بیشے مین بسر کرنے لگا ایک مدت کے بعد
وہ شتر نہایت فربہ ہوا ایک روز شیر شکار کے واسطے گیا تھا اتفاقاً پیل مست سے
دوچار ہوا اور جنگ عظیم واقع ہوئی شیر مجروح ہو کے اپنے مسکن کو پھر آیا اور دردناک و مجر
بستر رنجوری پر گرا زاغ اور شغال اور گرگ کہ اُسکے خوان احسان سے لقمہ پاتے تھے بے برگ و
شیر از راہ الطاف کہ بادشاہ کو چندان بہ ہوتا ہی یہ حال اُنکا دیکھ کے متاسف
اور کہا کہ رنج تمھارا مجھ پر دشوار ہی اگر کوئی صید نزدیک ہو تو اطلاع دو کہ مین اسی حال مین
نکل کر اُسے شکار کرون تا تم بھوکے نہ رہو اُنھون نے شیر کے پاس سے اُٹھ کے ایک
گوشے مین باہم کر مصلحت کی کہ اُس اونٹ سے نہ بادشاہ کو منفعت ہی اور نہ ہمین الفت
اب شیر کو اُس بات پر لایا چاہیے کہ اُسے شکار کرے تا دو چار دن ہمین اور شیر کو
سد رمق پہونچے شغال نے کہا کہ اُس خیال باطل سے درگذر کہ شیر نے اُسے امان دی
جو کوئی کہ بادشاہ کو غدر پر تحریص کریگا اور نقض عہد پر دلیری دلوائیگا حقیقت مین
خیانت ہی اور خائن ہر حال مین مردود ہی اور خدا و رسول اُس سے ناراض اور خلق
ناخوشنود رہیگی **نظم** ہر کہ در وطرح خیانت گریست ٭ دین وی از عہد امان
بری ست ٭ سکہ مردی ز امانت بود ٭ قلبت سر دم ز خیانت بود بعد زاغ نے ک
کہ اُس بات مین حیلہ کیا چاہیے اور شیر کو اُس عہد سے باہر لایا چاہیے تم سب یہان ٹھ
مین جاتا ہون اور ابھی آتا ہون اسکے بعد شیر کے نزدیک جا کے کھڑا ہوا شیر نے کہا
کہ کوئی شکار کی خبر لایا ہی زاغ نے کہا کہ کسی کی آنکھ بھوک کے غلبے سے کام نہین کرتی ہی
قوت حرکت کی بھی نہین رہی مگر ایک طور غلامون کی خاطر مین آیا ہی اگر بادشاہ اُس
راضی ہو تو سب کو رفاہیت تمام سے نعمت پہونچتی ہی شیر نے کہا کہ عرض ک
زاغ نے کہا کہ اونٹ ہم مین اجنبی ہی اور اُسکی مصاحبت سے کوئی نفع بھی متصور نہین
گویا سردست اسوقت مین ایسا صید کہ از خود شکار دام افتادہ ہی ہاتھ آتا ہی ش

ات سنکے نہایت غضب مین آیا اور کہا کہ ایسے رفیقون کے سرپر ہو کہ جز شیوہ نفاق
رشیمہ غدر نیک بات نہین جانتے ہین اور طریق رفق و فتوت سے محض بیگانہ ہین اور
مجھے وہ بات تعلیم کرتے ہین کہ جس سے خدا ناراض ہو اور سلطنت برباد ہو جائے بھلا جسنے
یہ شعر مؤلف کا سنا ہوگا وہ کیونکر خوف خدا سے غفلت کریگا بیت نہو مغرور گر
زنگین یہ ہفت کشور ہون ۞ سلیمان سے یہان اک دم مین لیلے دیو خاتم کو ۞ عہد کا توڑنا
ں مذہب مین جائز ہی کہ پہلے اُسے اپنی زینہار مین لینا اور پھر پیمان شکنی کر کے
سے ہلاک کرنا اس سے بھی کوئی بُری بات ہی بیت ہر شاخ پایدار کہ از تست سربلند ۞
شکن بدست خویش کہ آنہم شکست تست ۞ زاغ نے کہا کہ مین اس مقدمے کو
انتا ہون لیکن حکمانے کہا ہی کہ ایک نفس کو اہل بیت کے واسطے فدا کرنا چاہیے اور
ل بیت کو قبیلے کے واسطے اور قبیلے کو فداے شہر اور اہل شہر کو فداے شہریار کرنا واجب ہی
سلامتی اُسکی اہل زمانہ کو فائدہ پہونچائیگی اس صورت مین صاحب عہد صفت غدر سے
ک رہیگا اور اُسکی ذات مشقت فاقہ سے سلامت رہیگی شیر نے یہ سنکر گردن جھکائی
اغ آیا اور یارون سے کہا کہ اول قصہ ہلاکت شتر کا مین نے عرض کیا پہلے تو سرکشی کی
ور اُسکے بعد نیم راضی ہوا اب یہ تدبیر ہی کہ سب اونٹ کے پاس چلین اور مُنہ کو شیر کی
ہوک اور رنج گشتی کا بیان کرین اور کہین کہ ہم پناہ سایۂ دولت کامگار مین روزگار
رمی کے ساتھ بسر کرتے تھے اب جو یہ حادثہ درپیش آیا مروت تقاضا نہین کرتی ہی
جان اور نفس اپنا اُسپر فدا نہ کرین والا کفران نعمت کے ساتھ منسوب ہونگے
ور مروت و جوانمردی سے محروم رہینگے بہتر یہ ہی کہ ہم سب شیر کے پاس چلین اور
سکا شکر انعام و اکرام بیان کرین اور کہین کہ ہمسے اور کچھ نہین ہو سکتا ہی مگر جان اور
فس اپنا تجہپر فدا کرتے ہین اور سب یہ عرض کرین کہ بادشاہ آج چاشت ہمارے
شت سے کرے اور دوسرا اُسکے قول کو رد کرے حتی کہ نوبت شتر کی آئے

ممکن ہو کہ شتر کا مارنا قرار پاوے پس باتفاق یہ سب شتر کے پاس گئے اور یہ سب فصو
اُس سے بیان کی شتر سادہ لوح اُنکے افسون پر فریفتہ ہوا اور اسی نوع سے کہ مذ
جسکا ہو چکا بات کو قرار دیکے شیر کے پاس آئے اور زاغ نے زبان کھولی اور یہ شـ
مؤلف کا پڑھا بیت دشمن تیرے پامال رہین صورت سبزہ ٭ پھنکے نہ خزان تیرے گلستان کے
ہماری راحت و صحت بادشاہ کی سلامتی مین ہی اب جو ضرورت پیش آئی ہی بادشا
اگر میرے گوشت سے سد رمق حاصل ہو تو عین راحت ہی مجھے نوش فرما
اور ون نے کہا کہ تیرے گوشت کھانے سے کیا سیری بادشاہ کو ہوگی بیت تو کون
جو شمار مین آئے ٭ کیا مطبخ شہریار مین آئے ٭ زاغ نے یہ بات سُنکے گردن جھکا
شغال نے عرض کیا مدت مدراز متمادی ہوئی کہ تیرے سایۂ دولت مین تاب آفتاب حواد
بہزار اس داماں گذران کی ہی مین نے آج کہ ماہتاب بادشاہ کا خسوف مضرت مین مبتلا
چاہتا ہون کہ ستارۂ اقبال بے زوال میرے اُفق حال سے طلوع کرے یعنی بادشـ
طعمہ چاشت کا میرے گوشت سے فرمائے اور ون نے جواب دیا کہ جو کچھ کہ عرض کیا تو نے
یہ محض ہوا داری اور حق گزاری ہی مگر تیرا گوشت کہ بدبو رکھتا ہی مبادا تناول کے بعد رنج بادشاہ
زیادہ ہو شغال خاموش رہا اور گرگ آگے بڑھا اور زبان ثنا یون کھولی بیت حدایار
ای شہریار ٭ عدو روز میدان ہو تیرا شکار ٭ میری بھی جان بادشاہ پر فدا ہی اور اس بات
آرزومند ہون کہ بادشاہ بخششی میرے اجزا کو اپنے دانتون مین جگہ بخشے یارون نے
کہ یہ بیان تیرا محض اخلاص اور علامت اختصاص ہی مگر یہ تیرا گوشت خناق اور یادو ضرر مین زہر ہلاہل
برابر ہی گرگ نے سُنکے قدم پیچھے رکھا اور شتر دراز گردن نے بحکم کل طویل احمق
ادائے شرائط دعا کے یہ شعر مؤلف کا پڑھا بیت کمان چرخ تیرے دوست کی ہو حلقہ بگوش
ترے عدو کو لگائے شہاب ثاقب تیر ٭ کہ مین ازخاک بر داشتہ اس حضرت کا
پرورش یافتہ اس دولت کا ہون اگر بادشاہ اپنے مطبخ کے واسطے اس ناچیز کا گوشـ

قبول فرمائے اور جان میری کام آئے تو بھی بار احسان سے سبکدوش نہین ہو سکتا ہون
بیت تو کرے ذبح تو مین زیست کی لذت سمجھون ٭ کام آئے جو مری جان سعادت سمجھون ٭
سب اہل فریب متفق الکلمہ بولے کہ یہ بات تیری فرط شفقت و صدق عقیدت سے
نزدیک ہو فی الواقع گوشت تیرا خوشگوار اور بادشاہ کے مزاج کے لیے سازگار ہی
رحمت ہی تیری ہمت پر کہ اپنے ولی نعمت سے بجان مضائقہ نہ کیا اور اس معاملے سے اپنا نام نیک
صفحۂ روزگار پر یادگار چھوڑا بیت زر کے دینے کو تو حاضر ہین ہزار ٭ جان دینا ہی
نہایت دشوار ٭ اِسکے بعد سب حملہ آور ہوے اور اجزا اُس مسکین کے پارہ پارہ کر ڈالے
یہ مثل اسواسطے بیان کی تا جانے تو کہ فریب اہل مکر کا خصوصاً جسوقت کہ متفق ہوتے ہین
خالی نہین جاتا ہی دمنہ نے کہا کہ اسکے دفع کی کیا تدبیر ہو شنزبہ نے کہا کہ اس حال مین تدبیر
میری راہ صواب سے دور نظر آتی ہی بلکہ سوائے جنگ وجدال و حرب وقتال اور چارہ نہین دیکھتا ہون
کہ حفظ مال اور حفاظت جان کے لیے اگر کوئی مارا بھی جاتا ہی تو دائرہ شہدا مین داخل ہوتا ہی
بموجب اس حدیث شریعت کے مَن قُتِلَ دُونَ نَفْسِہٖ فَھُوَ شَہِیْدٌ اگر میری اجل شیر کے ہاتھ سے
مقدر ہی تو چارہ کیا لیکن ہمت مردانہ کے ساتھ مارا جاؤن تو بہتر ہی کہ کوئی بے حمیت اور
بے غیرت تو نہ کہیگا اور موت نیکنامی کے ساتھ بہتر ہو زندگانی سے بدنامی کے ساتھ
دمنہ نے کہا کہ مرد خردمند جنگ کے وقت پیشدستی نہین کرتے ہین سنا ہوگا کہ پیشدادیون
یانیون کا قاعدہ تھا کہ دشمن پر پیشدستی نہ کرتے تھے اور اسمین بہت سے فوائد ہین کہ ہنگام حرب
سبقت کرنا بیخردی اور خطرہاے بزرگ کی دلیل ہی بلکہ اصحاب راے مدارا اور تلطف کو
پیش کرتے ہین اور منافقے کا دفع کرنا ملاطفت کے ساتھ اولی جانتے ہین نظم جو لوگ کہ ہوتے ہین دلا
عاقل دہر ٭ کرتے نہین جز مہر عدو پردہ قہر ٭ پوشیدہ نہین ہی یہ مثل ہی مشہور ٭ مرتا ہو
جو گڑ سے کیون اُسے دیجے زہر ٭ دوسرے دشمن ضعیف کو خرد و خوار نہ جاننا چاہیے اگرچہ قوت
اور زور سے بر نہ آئے شاید کہ غدر و فریب سے آتش فتنہ کو بھڑکائے اور تو خود حالات شیر کو جانتا ہی

اور اُسکا غلبہ شرح و بسط سے مجھے معلوم ہی بس اُسکی دشمنی اور دغا کہ حیرت سے غافل نہو کہ
جو کوئی دشمن کو خوار جانتا ہی اور اُسکی محاربت سے اندیشہ نہین کرتا ہی پشیمان ہوتا ہی جیسا کہ
وکیل دریا گشت پر بتحقیر طیطوی سے ہوا شتربہ نے پوچھا کہ یہ کیونکر تھا دمنہ نے کہا کہ

حکایت ہی کہ ساحل دریاے ہند پر ایک نوع پرندون کی ہی کہ اُنکو طیطوا کہتے ہین ایک جوڑا
اُنکا دریا کے کنارے نشیمن رکھتا تھا جبکہ وقت انڈے دینے کا آیا مادہ نے کہا کہ انڈے
رکھنے کے واسطے جگہ ڈھونڈھا چاہیے کہ فراغ سے وہان گذران کرین نر نے کہا کہ یہ موضع پاک
اور جاے دلکش ہی اب اُٹھنا اس محل سے مشکل نظر آتا ہی یہین انڈے دیا چاہیے مادہ نے کہا
کہ یہ جگہ اندیشے کی ہی کہ اگر دریا موج مارے اور بچون کو لیجائے تو کسقدر رنج اُٹھانا پڑے نر نے کہا
کہ خیال مین نہین آتا ہی کہ وکیل دریا اسقدر دلیری کرے کہ ہمارے بچے لیجائے اور اگر بالفرض
ایسی حرکت کرے کہ بچے ہمارے غرق ہو جائین تو مین انتقام اپنا قرار واقعی اُس سے لونگا

بیت کجروی ہمسے کرے کیا ہی مجال دریا * صورت موج ہوا ابتر ابھی حال دریا * مادہ نے کہا
کہ اپنی حد سے تجاوز کرنا لایق نہین ہی اور زیادہ اپنے مقدور سے لاف مارنا اہل خرد کو نہ چاہیے
تو کس قوت اور قدرت پر وکیل دریا سے انتقام لیگا اور کس شوکت و مرتبت پر
مجادلت اور منازعت اُس سے کریگا **بیت** یہ سنا ہی ہر شکار انداز سے * صعوہ بر آیا نہین
شہباز سے * اس اندیشے سے درگذر اور بیضون کے واسطے کوئی مکان محفوظ اور جاے حصین
اختیار کر اور میری نصیحت سن جو کوئی سخن ناصحون کا نہ سنیگا اور پند یاران مشفق پر
کاربند نہوگا تو اُسے وہ پہونچیگا جو سنگ پشت کو پہونچا نر نے کہا کہ یہ حکایت
کیونکر تھی مادہ نے کہا **حکایت** کہتے ہین کہ ایک آبگیر مین کہ پانی اُسکا صفا مین
مانند آئینے کے عکس پذیر تھا اور عذوبت و لطافت مین عین آب حیات اور چشمہ
سلسبیل سے برابری کرتا تھا اُس جگہ ایک سنگ پشت اور دو بطین باہم
مسکن رکھتی تھین اور مجاورت کے سبب سے سر رشتہ اُنکی محبت کا مصادقت کو پہونچا

رہمسایگی مانند ہمخانگی کے ہوگئی تھی لمولفہ بیت زہے وہ زیست جو یارون مین گذرے ؛
شاد وہ دم جو غمخوارون مین گذرتے ؛ ناگاہ دست روزگار غدار نے اُنکے رخسارۂ حال کو
اٰشس دینا شروع کیا اور سپہر مینا فام نے صورت مفارقت کی آئینۂ روز و شب سے
ھانا آغاز کی یعنی ہر روز پانی اُس چشمے کا خشک ہونے لگا مصرعہ وای نعیم
تدرہ الدہر ؛ آخر کار اُس پانی مین کہ مادۂ حیات اور مدار معاش تھا نقصان کلّی
ظاہر ہوا بطون نے جبکہ یہ حال دیکھا سمجھین کہ بے آب زندگانی ناممکن ہی ناچار دل وطن سے
اٹھایا اور عزیمت سفر کی مصمم کی بیت ناسخ جسکو وطن مین چین نہ ہو وہ سفر کرے ؛
غذر سے وطن سے دشت بلا مین گذر کرے ؛ ہر چند کہ رنج سفر کا بد ہوتا ہی مگر جفاے وطن سے
بہتر ہی اسکے بعد با دل پُر غم اور دیدۂ پرنم سنگ پشت کے پاس آئین اور سخن الوداع
درمیان لائین اور یہ بیت پڑھنے لگین بیت جدائی تری کسکو منظور رہی ؛ زمین سخت ہی
آسمان دور ہی ؛ سنگ پشت سوز فراق سے رو دیا اور کہا کہ یہ کیا بات ہی اور
بغیر تمھارے کیونکر میری زندگی بسر ہوگی جبکہ مجکو طاقت وداع کی نہین ہی تحمل فراق کا کیونکر
کرسکونگا بیت ناسخ ابھی ہر چند کہ بچھڑا نہین وہ گل مجھسے ؛ ایسا نالان ہون کہ شرمندہ ہی
بلبل مجھسے ؛ بطون نے جواب دیا کہ ہمارا جگر بھی خار خار مفارقت سے ریش ہی اور سینہ التہاب
زبانۂ آتش مہاجرت سے بریان لیکن کیا کرین کہ نزدیک ہی کہ خرابی بے آبی کی ہماری خاک وجود کو
ہوائے فنا سے برباد کردے لاجرم بضرورت ترک یار و دیار کرنا اور کربت غربت اختیار کرنا پڑا ہی
لمولفہ بیت کہان عاشق نکلتا ہی برغبت کوے جانان سے ؛ بمجبوری قدم آدم کا نکلا
باغ رضوان سے ؛ سنگ پشت نے کہا کہ جانتا ہون مین پانی نہونے کی مضرت ہر ذیحیات کے
حق مین حکم زہر قاتل کا رکھتی ہی اور زندگانی بے پانی ممکن نہین ہی لیکن حق صحبت قدیم
مقتضی اسکا ہی کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لیچلو اور محنت آباد فراق تنہائی مین تنہا نہ چھوڑو
بیت ناسخ جاتا ہی سفر کو تو جو اے جان ؛ بیکار ہی پھر یہ جسم بیجان ؛ بطون نے کہا کہ

ای دوست یگانہ وای ہمدم فرزانہ تیری جدائی کا رنج جلاے وطن سے زیادہ تر ہی ہم جس
کہ جائینگے اگر رفاہیت تمام بھی ملی اور عشرت کامل بھی حاصل ہوئی تو بھی تیرے دیدار
دیدۂ عیش تیرہ اور چشم بخت خیرہ رہینگے لیکن کیا کرین کہ ہمارا چلنا پانوٗن سے روے زمی
اس مسافت دور و دراز کے ساتھ متعسر اور تیرا اُڑنا اوج ہوا پر ہمارے اتفاق مین
متعذر ہی پس اس تقدیر پر ہمارا تیرا ساتھ کیونکر ہو سکے سنگ پشت نے کہا کہ چارہ اس
کچھ تمھارے ذہن رسا سے حاصل ہو تو دور نہین اور مجھ خستہ جان و فشار رسیدۂ ہجران
اسکی تدبیر کچھ نہین ہو سکتی ہی بطون نے کہا کہ ای یار عزیز ہم اسکی بھی تدبیر کر سکتے ہین لیکن مجھ
اسمین ہین کہ جو کچھ کہ کہینگے وہ تجھسے نہو سکیگا اور جو عہد کہ تو کریگا اُسپر ثابت نہ رہیگا سنگ پشت
کہا کہ ہرگز نہوگا اگر تم میری اصلاح کے واسطے بات کہوگی اور مین نہ کرونگا اور جو وعدہ
کہ سراپا میرے واسطے مفید ہو اُسپر ثابت نہ رہونگا ایسا بھی مجنون نہین ہون کہ اپ
نیک و بد کو نہ سمجھون بیت شرط کرتا ہون نہوگا تیرے کہنے کے خلاف ؛ عہد کرتا ہون
نہوگا اس سے ہرگز انحراف ؛ بطون نے کہا کہ شرط یہ ہی کہ جو ہم تجھے ہوا پر اُٹھا کر لیچلین تو مطلق
راہ مین بات نہ کرنا کسواسطے کہ جو ہمین روے ہوا پر اس ہیئت کذائی سے دیکھیگا تعریض او
کنایہ سے اپنے اپنے طور پر کلام کریگا تو جو سنے یا جو کچھ کہ دیکھے مطلق نہ بولنا سنگ پشت نے ک
کہ مطلق ہین آپکے فرمانے سے تجاوز نہ کرونگا اور یہ شعر میر کا میری تعلیم کو کفایت کرتا ہی بیت
خموشی کی ہماری جابجا اب قصہ خوانی ہی ؛ برابر سو زبان کے ایک اپنی بیزبانی ہی ؛ اسی کے
مناسب حال رباعی شیخ ناسخ صاحب کی ہی رباعی کرتی ہی فزون قدر بشر خاموشی ؛ ہر عیب ک
کرتی ہی ہنر خاموشی ؛ ہو مردم چشم سان سراپا بینا ؛ انسان سے ہو سکے اگر خاموشی ؛
بطون نے ایک لکڑی نکالی اور سنگ پشت سے کہا کہ اسے دانتون سے مضبوط پکڑ اور
بطون نے دونون جانب سے اُس چوب کو نوک مین پکڑا اور اسی ہیئت سے ہوا پر اُڑین اور
تالاب کی طرف کہ جہان پانی تھا روانہ ہوئین قضارا انکا گذر ایک قریے پر ہوا جبکہ نظر وہانکے لوگونک

ان بطون پر پڑی دیکھا ایک چوب ہی کہ اسمین سنگ پشت لٹکتا ہی اور دونون گوشے اسکے
دو بطین نوکون مین پکڑے ہوے اڑی جاتی ہین اسطرح کا تماشا کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا تھا
وضیع وشریف اس قریے کے غوغا کنان دوڑے کہ یہ کیا عجائبات ہی ہر ایک اپنی اپنی
طرح سے کلام کرتا تھا اور یہ سنگ پشت کو ناگوار گذرتا تھا ایک ساعت بھر تو سنگ پشت نے
ضبط کیا آخر آتش غضب دیگدان سینۂ سنگ پشت مین جوش زن ہوئی اور طاقت
ضبط کی نہ رہی اور کہا کہ آنکھین تمھاری اندھی ہو گئی ہین کیون چلاتے ہو ادھر
سنگ پشت نے لب کھولے اور ادھر زمین پر گرا بطین چلائین کہ تو نے خلف عہد سے
ہمین رنج مین اور آپکو ہلاکت مین ڈالا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ اِلَّا الْبَلَاغ یہ کہکے راہ اپنی لی اور سنگ پشت
ہلاک ہوا فائدہ اس مثل کا یہ ہی کہ جو کوئی نصیحت کو ناصح کی سمع قبول مین جگہ نہ دیگا وہ
اپنی ہلاکت مین سعی کریگا المؤلفہ بیت ہمیشہ پشیمان واحمق رہیگا ٭ جو کہنا کسی کا
نہین مانتا ٭ طیطوی کے نر نے کہا کہ مین نے سنی یہ مثل اور اسکا مضمون معلوم ہوا لیکن تو
نہ ڈر کہ شخص بزدل اور خوف خوردہ ہرگز مراد کو نہین پہونچتا ہی اور بات وہی ہی کہ مین نے جو
پہلے کہی تھی کہ وکیل دریا رعایت ہماری لوازمۂ واجبات سے جانیگا مادہ نے ناچار اسی جگہ پر
بیضے رکھے جبکہ بچے نکلے تھوڑے سے عرصے کے بعد موج آئی اور ان بچون کو لیگئی مادہ نے
اس حال کے مشاہدہ کے بعد گریبان اپنا چاک کیا اور نر سے کہا کہ ای خاک بر سر من جانتی تھی
مین کہ یہ دریا میرے بچون کو خاک مین ملائیگا اور آتش فراق میرے خرمن جان کو لگائیگا
مگر تیری عقل نا ساز نے مجھے خراب کیا اب کیا تدبیر کریگا کہ میرا ریش دل اس مرہم سے
التیام پذیر ہو نر نے کہا کہ میرا وہی قول ہی کہ مین انتقام اپنا وکیل دریا سے لونگا بس اسی
حال مین اور پرندون کے پاس گیا اور جو کہ پیشوا اس قوم کے تھے انکو جمع کیا اور اپنا حال
نے مشرح بیان کر کے کہا کہ اگر آج تم سب متفق ہو کے داد میری وکیل دریا سے نہ لوگے
و جرأت اسکی بڑھ جائیگی کہ بعد اسکے یہ ارادہ تم سب کے بچون کا کریگا اور یہ نقصان مستمر

ہم سب کے حق مین قرار پکڑیگا اب اِسکے بعد اپنے اپنے فرزندون سے سب قطع امید کرین
یا سکن اور وہان اپنے سب چھوڑ دین المؤلفہ بیت یا گوارا کیجیے قطع امید اولاد سے ٭
عزم غربت کیجیے یا خانۂ آباد دے ٭ اور یا متفق ہو کہ ہم عوض اپنا وکیل دریا سے لین کہ گربہ
کشتن روز اول بہتر است مصرعہ علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد ٭ سب پرندے اس
حال سے آگاہ ہو کر باہم اُڑے اور سیمرغ کی خدمت مین حاضر ہو کے صورت حادثہ عرض کی
اور کہا کہ اگر غم رعیت کا کھائیگا تو تو سلطان ہمارا ہی اور اگر پروا انکی زاری کی نکریگا تو فرمان
فرعون کی سلطنت کا تیرے صفحۂ دولت سے مٹا کے منشور انکی پاسبانی کا اور کے نام لکھا جائیگا
بیت غم زیر دستان بخور زینہار ٭ بترس از زبردستی روزگار ٭ سیمرغ نے انکی استمالت کی
اور با خدم و حشم اپنے دار السلطنت سے متوجہ اس عائلہ کی دفع پر ہوا اور سب پرندون نے
اُسکی امداد و رفاقت پر قوی دل ہو کے ساحل دریاے ہند کی طرف رخ کیا جبکہ سیمرغ اپنی
سپاہ کے ساتھ کہ حساب محاسب مین نسما دے اور انکا عدد صفحات میزان امکان مین
تولا نجاوے اُس دریا کے نزدیک پہونچا المؤلفہ نظم سب کے سب تند خو خون آشام ٭ سب کے
پنجون مین ناخنون کی حسام ٭ سب دلاور دلیر و دشمن سوز ٭ فوج اعدا پہ سبکے سب فیروز ٭
سب کے سب پہنے بکتر پر و بال ٭ دل سے آمادۂ جدال و قتال ٭ کرتا جنگ مین تعین
منقارین ٭ بال بازو تھے تیز تلوارین ٭ دوستی کو ہزار بھی کم ہین ٭ مونس بے شمار بھی
کم ہین ٭ ہی بہت ایک بھی عداوت کو ٭ ہو حذر صاحب فراست کو ٭ نسیم نے کہ سلسلہ جنبان
ہیچ ہوتی ہی یہ خبر وکیل دریا کو پہونچائی وکیل دریا کہ اپنے حوصلے مین طاقت مقاومت
سیمرغ نہ رکھتا تھا نا چاری بچے طیطوی کے پھیر دیے غرض اس افسانے کی ایراد سے
یہ ہی کہ کسی دشمن کو اگرچہ کیسا ہی حقیر ہو خوار نجاننا چاہیے بعض جگہ سوزن خرد قامت
وہ کام کرتی ہی کہ نیزۂ دراز سے وہان کچھ نہین ہو سکتا ہی حکیمون نے کہا ہی کہ دوستی
ہزار تن کے مقابلے مین ایک دشمن کی بعضی جگہ کام نہین آتی ہی شنزبہ نے کہا کہ مین

ت مین ابتدا کرونگا تا بدنامی اور کافر نعمتی سے منسوب نہون مگر جو شیر خواہی نخواہی
میر اکریگا تو صیانت نفس اور مدافعہ اُسکا پھر واجب ہی دمنہ نے کہا کہ جب تو شیر کے
س پہونچے اور دیکھے کہ دُم اُٹھاکے زمین پر مارتا ہی اور سُرخی اُسکی آنکھون کی شعلے کی طرح
ی ہی تب تو یقین کرنا کہ آج اُسنے میرا قصد کیا ہی شنزبہ نے کہا کہ اگر کوئی بات اسطرح پر
ہدہ کرونگا تو یقین ہوگا اور شک باقی نرہیگا اُسوقت حتی الوسع جو کچھ کہ ہوسکیگا
ورنہ کرونگا دمنہ اس بات سے خوش ہوکر روانہ ہوا المولفہ بیت اورکے غم سے
ل جو ہو عقل اُسے ذرا نہین + شرم نہین حیا نہین صدق نہین صفا نہین + کلیلہ نے
ہ کام کہان تک پہونچا اور مہم نے کس چیز کے ساتھ انجام پایا دمنہ نے جواب دیا
مرعہ بخت بھی بیدار ہی اور آسمان بھی یار ہی + بحمد اللہ کہ فراغ تمامتر نے مُنہ دکھایا
کار دشوار نے آسانی سے سرانجام پایا اور سب احوال من اولہ الی آخرہ بیان کیا کلیلہ نے
ہ اچھا نہ کیا تو نے اور انجام اس کام کا تیرے واسطے غالب ہی کہ بُرا ہو دمنہ نے اسکا
یال نہ کیا اور جاکر شنزبہ کو ہمراہ لیکر شیر کی خدمت مین آیا شیر نے دمنہ کی تعلیم کے
ق غرّانا اور دم مارنا شروع کیا شنزبہ کو یقین ہوا کہ شیر نے مقرر قصد میری ہلاکت کا
ہی اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ خدمت ملوک کی خوف ہلاکت سے خالی نہین ہوتی ہی اور
ت سلاطین کی ہمخانگی مار اور ہمخوابگی شیر ژیان سے کم نہین ہی اگرچہ مار نہفتہ اور
نفتہ ہو آخر مار سر نکالیگا اور شیر جاگیگا اور ضرر پہونچائیگا بیت مکن ملازمت بادشہ
ن ترسم + کہ ہمچو صحبت سنگ و سبو شود ناگاہ + یہ خیال گذرتا تھا اور اندیشہ جنگ کا
ین کرتا تھا اگرچہ جانتا تھا کہ جان بچنا بہت دشوار ہی لیکن بحکم اسکے بیت وقت ضرورت
اند گریز + دست بگیرد سر شمشیر تیز + آخر کو دونون طرف جو کہ دمنہ نے افسون پھونکا تھا
ت اُسکی ظاہر ہوئی یعنی دونون طرف سے غرش شیر کی اور خوار گاو کی بلند ہوئی
م نہ غوغاے ایشان وحوش و سباع - دران وشت و بیشہ پریشان شدہ +

آخر شیر نے بیل کا گلا پکڑ کے چبا ڈالا اور کام اُس مسکین کا تمام کیا کلیلہ نے جبکہ یہ صور[ت]
دیکھی دمنہ سے کہا رباعی صد حیلہ و نیرنگ برآمیختۂ + وانگہ بہ زمیان کار بگریختۂ + بار[...]
دو صد سالہ فرو نشاندہ + این گرد بلا را کہ برانگیختۂ + ای نادان اپنی رائے کی خامی دیکھتا
اور جانتا ہی یا نہین دمنہ نے کہا وہ خام کون ہی کلیلہ نے کہا کہ وہ تو ہی اور یہ کام کہ تو[...]
کیا ہی سات ضرر اسمین ظاہر موجود ہین اول یہ کہ بے ضرورت اپنے ولی نعمت کو مشقت[...]
ڈالا اور رنج تو ہی اُسکی ذات کو پہونچایا دوسرے اپنے مخدوم کو نقض عہد اور بیوفائی [...]
ساتھ منسوب کیا اور اپنے حظ نفس کے واسطے بدنامی بادشاہ کی روا رکھی تیسرے بے[...]
خون مین ایک بے قصور کے سعی کی اور ورطۂ ہلاکت مین اُسکو ڈالا چوتھے خون بیگنا[ہ]
اپنی گردن پر لیا کہ تا ابد اس مواخذے سے نہ چھوٹیگا پانچوین جماعت کثیر کو بادشاہ[...]
حق مین بدگمان کیا غالب ہی کہ اکثر لوگ بادشاہ کی بیوفائی کے خوف سے جلاے وطن اختیار کر[...]
اور جان و مال سے آوارہ ہوکے محنت و بلاے جلا گوارا کرین چھٹے سپہ سالار لشکر کو عر[...]
تلف مین ڈالا کہ ہر آئنہ جمعیت سباع کی بعد اس حادثے کے بے انتظام رہیگی ساتوین عجز[...]
ضعف اپنا ظاہر کیا تو نے اور یہ جو تیرا دعویٰ تھا کہ یہ کام مارا سے بناونگا سو خوب بنایا[...]
اور احمق ترین مخلوقات وہی شخص ہی کہ فتنۂ خفتہ کو بیدار کرے اور جو مہم کہ صلح و نرمی [...]
تدارک پذیر ہو سکتی ہو اُسے جنگ و خشونت مین ڈالے دمنہ نے جواب دیا بیت نہ نکلے کام [...]
فرزانگی سے + تعلق کیجیے دیوانگی سے + کلیلہ نے کہا کہ تو نے خرد کے موافق کون سا کام کیا[...]
درست نہوا اور ہاتھ سے معمار تدبیر کے کون سی بنا ڈالی کہ وہ بن نہ آئی اور افسوس کہ اتنا سمجھ[...]
کہ راے درست اور اندیشۂ صواب کو جرأت شجاعت پر ترجیح ہی الرَّأْیُ قَبْلَ شَجَاعَۃِ الشُّجعا[ن]
شعر کار ہا راست کند عاقل کامل بسخن + کہ بصد لشکر جرار میسر نشود + دمنہ بے مجھے
ہمیشہ سے حال تیری عجب اور مغروری کا اور اس دنیاے فریبندہ کی چاہ پر مشغولی کہ جو نقش بر آ[ب]
و تماشاے یک نظر اور کچھ حقیقت نہین ہی معلوم تھا لاکن اُسکے اظہار مین مجھے تامل تھ[ا]

اسلیے کہ تو انتبا د پایئے اور خواب غرور غفلت سے بیدار او رمستی شراب جہالت سے
یار ہو اتنا کہا جاتا ہی کہ اب تیری غفلت و نادانی حد سے زیادہ ہوئی اور بادیۂ ضلالت مین
دانی اور پریشانی تیری بہت ترقی کر گئی تو اب ضرور ہی کہ تجھے تیری تیرگی اور فسر
سے کہ امور ستکرہ مین بڑھ گئی ہی آگاہ کرون ہر چند یارا مجال قلم نہین کہ قطرہ اُس دریا سے
مین آسکے لیکن لازم ہی کہ کچھ بقدر اپنی طاقت کے زبان آوری کرون بیت تا تو بدانی
کردۂ + نقش و غا بستہ خطا کردۂ + دمنہ نے کہا کہ ای برادر ابتدا ے عمر سے تا ایندم وہ قول
یا ہے اور وہ فعل کہ نامناسب ہی مجھسے وجود مین آیا ہو ایسا یاد نہین پڑتا ہی اور اگر کوئی
میرا آپ نے مشاہدہ کیا ہو اُسے فرمایئے کلیلہ نے کہا کہ تیرے عیب بہت ہین مگر وہ
ن کہ شناسندۂ عیب و ہنر ہون نہین پاتے تجھ مین اول بڑا عیب یہ ہی کہ آپکو بے عیب جانتا ہی
یہ کہ تیری گفتار کردار پر ترجیح رکھتی ہی اور یہ بات مشہور ہی کہ بادشاہ کے واسطے کوئی
سکے برابر نہین ہی کہ قول اُسکے اہل کار کا اُسکے افعال پر رجحان رکھتا ہو اور اہل علم
ور فعل مین چار قسم کے ہوتے ہین اول یہ کہ کہین اور نہ کرین یہ طریقہ منافقون کا ہی دوسرے یہ کہ
ن اور کرین یہ عادت جوانمردون کی ہی تیسرے یہ کہ کہین اور کرین یہ عادت عاقلون کی ہی چوتھے
کہین اور نہ کرین یہ خصلت بدنفسون اور دون ہمتون کی ہی اور تو اس گروہ سے ہی کہ کہین
کرین کہ جو شیوہ منافقون کا ہی اور تو ہمیشہ اپنے ہنر سے بات بڑھ کے کہتا ہی جیسا کہ گاو سے
اور کیا کچھ اور شیر جو تیری باتون پر فریفتہ ہو کر مرتکب ایسے کام کا ہوا ہی عیاذاً باللہ
ی رنج اُسنے شیر کو پہونچا دیا یا کچھ ہرج مرج اس ولایت مین تیرے کردار کے
سے نمودار ہوا اور شورش و اضطراب رعایا کا حد سے گذرا اور یا نفوس اور اموال
کے معرض تلف مین آئے پس وبال اس نکال کا تیری گردن پر جیسا کہ پڑیگا دیکھیگا
گویا بدکار ہو کوئی یا بد اندیش + پائیگا کبھی نہ نوش جز نیش + جیسا کہ
ام کوئی + ویسا ہی اُسے بھی آئیگا پیش + دمنہ نے کہا کہ مین نے بادشاہ کو بجز

کلمہ نیک اور سخن نہین کہا ہی اور اِس چمن مین سوا ے نہال تباری گی اور درخت نہین لگا
کلیلہ نے کہا وہ نہال کہ جسکا یہ ثمر ہو کہ مشاہدہ کیا جاتا ہی جڑ سے اُکھڑا بہتر اور وہ
نصیحت کہ جسکا یہ نتیجہ ہو نہ سُننا اُسکا اچھا ہی اور کبھی کوئی قول تیرا حلیہ عمل نیک سے
آراستہ نہین دیکھا ہی اور عالم بے عمل مانند موم بے عسل کے کچھ لذت نہین رکھتا ہی ا
گفتار بے کردار مانند درخت بے برگ و بار کے ہی کہ سوا جلانے کے اور کام کے سزا
نہین ہوتا ہی اور اکابر نے دفاتر ہنر مین قلم کرم سے یہ لکھا ہی کہ چھ چیزون سے امید بہبو
نہ رکھے یعنی قول بے عمل سے اور مال بیخبر سے اور دوست نا آزمودہ سے اور علم بے صلاح
اور صدقہ بے نیت سے اور اُس زندگانی سے کہ جسمین صحت نہوئین اے دمنہ صحبت اُس
بادشاہ کی جو بذات خود عادل اور کم آزار ہو مگر اُسکا وزیر ناپاک طینت اور بدنیت
بے سود ہی کیونکہ منافع بادشاہ کے عدل و رافت کے رعیت سے منقطع کریگا اور فیصلہ
مظلومون کا بادشاہ تک پہونچنے نہ دیگا اور مثال اُس بادشاہ کی ایسی ہی کہ چشمہ
آب شیرین و صاف ہو اور اُسمین نہنگ نظر آتا ہو تو کوئی خوف جان سے ہاتھ اُسمین
نہ ڈالیگا بیت رسیدہ ام من تشنہ جگر بچشمۂ صاف + ولے چہ سود کہ یارا ے
آب خوردن نیست + دمنہ نے کہا کہ اس عمل سے سوائے حصول خدمت بادشاہ او
کچھ مقصود میرا نہین ہی کلیلہ نے کہا تو چاہتا ہی کہ بادشاہ کی خدمت سے سب موقوف
ہو جائین فقط تنہا مین معتمد علیہ اور مشارالیہ رہون تا تقرب درگاہ شاہی مجھی پر
منحصر رہے یہ تیری فہمید غایت نادانی اور افراط بیخردی پر دلالت کرتی ہی کسواسطے
بادشاہ کسی چیز اور کوئی شخص پر منحصر نہین ہی کیونکہ مشابہت بادشاہ کی حسن
حسینون کے ساتھ بہت ہی جیسا کہ محبوب دلاویز کے ہرچند عاشق بہت ہون مگر
اُسکا جلوہ حُسن عشاق کی افزونی کا طالب ہوتا ہی بادشاہ کو بھی ہرچند خادم و بلا
زیادہ ہون پر اُسکو میل افزونی حشم و خدم کی طرف رہتا ہی اور یہ تیری طمع خا

نہنگ بفتح نون و فتح ... بفتح و خادم بمعنی چاکران
... صاف ... ولے چہ سود کہ یارائے آب خوردن نیست

دلیل روشن حماقت پر ہی حکما نے کہا ہی کہ دلیلین حمق کی پانچ ہین اول منفعت اپنی
غیر کے ضرر مین ڈھونڈھنا مؤلف شعر راحت وہ کیا ہی جس سے کہ ہو غیر کو گزند + پھینکون
نہ اپنے پانؤن سے کانٹا نکال کر + دوسرے بہبود آخرت کی بے ریاضت و عبادت کے
امید رکھنا تیسرے درشتی اور تندخوئی سے عورات کے ساتھ عشقبازی کرنا چوتھے
تن آسانی اور راحت مین دقائق علوم کو اپنے عندیہ مین حاصل کرنا پانچوین بغیر وفاداری
اور رعایت حقوق یاری و دوستی کی توقع خلق خدا سے رکھنا لیکن مین نے جو یہ کلام تجھسے کیا
محض مقتضاے شفقت تھا مگر یہ بھی خوب جانتا ہون کہ تیری شب تیرہ شقاوت کسی کی
مشعل پند سے روشن نہوگی اور ظلمت جہل و کدورت حسد کہ تیری ذات مین آمیختہ
ہوئی ہی میری پر تو نصائح سے جدا نہین ہونے کی بیت آب زمزم و کوثر سفید
نتوان کرد + گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ + اے دمنہ تیری مثل وہ ہی کہ ایک شخص
ایک مرغ سے کہتا تھا کہ رنج بیہودہ نہ اُٹھا اور اپنی بات اس جماعت سے کہ بات
کرنے والی نہین ہی ضائع نہ کر اُسنے نہ سُنا آخر اُسکی سزا پائی سو دیکھی دمنہ نے کہا
کہ یہ کیونکر تھا حکایت کلیلہ نے کہا کہتے ہین کہ بندرون کی جماعت ایک دہ مین
رہا کرتی تھی ایک شب برف باری بہت ہوئی بیچارے قریب ہلاکت کے پہونچے
جاے پناہ ڈھونڈھتے تھے اور طلب مین آتش کی ہر طرف تگاپو کرتے تھے ناگاہ
ایک جگنو پڑا دیکھا چنگاری سمجھ کے گردا گرد اُسکے ہیزم خشک چُن کر منتظر آگ
بھڑکنے کے بیٹھے ایک درخت پر پرندہ ذی فہم نے دیکھ کر آواز دی کہ اے بندرو یہ آگ
نہین ہی کیون اوقات ضائع کرتے ہو مگر اُنھون نے کچھ التفات اُسکے کلام پر نہ کیا اور
اپنے کام سے باز نہ رہے قضارا ایک شخص اس جگہ پہونچا اور اُس ماجرے سے آگاہ ہوا
اُس مرغ سے کہا کہ تو کیون پند بیہودہ اور بے محل کرتا ہی یہ قوم لوزینہ تیری نصیحت سے
باز نہ رہینگے بلکہ تجھے ضرر پہونچائینگے اور ایسے شخصون کی تربیت مین سعی کرنا ایسا ہی

کہ تلوار کو پتھر پر آزمانا اور زہر ہلاہل سے خاصیت تریاق فاروق طلب کرنا قطعہ
ہر کہ در اصل بد نہاد افتاد + ہیچ نیکی ازو مدار امید + زانکہ ہرگز بجہد نتوان ساخت +
از کلاغ سیاہ باز سفید + مرغ نے جب دیکھا کہ بندر پند میری نہیں سنتے ہیں گمان کیا
کہ شاید دور سے اس انبوہ میں آواز نہیں پہونچتی ہے نزدیک آ کر نہایت شفقت سے
سمجھانا شروع کیا ہنوز مرغ کا کلام تمام نہوا تھا کہ بندروں نے گردن مرغ کے تن سے
جدا کی ای دمنہ حال میرا تیری دوستی اور نصیحت میں ایسا ہی کچھ معلوم ہوتا ہے کہ میں سخن
بے فائدہ کہتا ہوں اور اوقات اپنی ضائع کرتا ہوں مگر تجھے میرے کلام سے کچھ نفع نہوگا
بلکہ مجھے ضرر پہونچے تو دور نہیں ہے نظم کوئی نہ سنے اگر نصیحت + برباد نہ اپنی کر نصیحت +
تو راہ بتلائے وہ نہ مانے + کچھ فائدہ پند کا نہ جانے + جاہل وہ ہے اس سے کر کنارہ + گمراہ
پھرے وہ مارا مارا + دمنہ نے کہا کہ ای برادر بزرگوں کو چاہیے کہ موعظت اور شفقت میں
درگذر نہ فرمائیں سامع استماع کرے یا نہ کرے یہ اسکا نصیب ہے قطعہ مدار پند خود از
ہیچکس دریغ و بگو + اگرچہ از طرف مستمع شود تقصیر + سحاب قطرۂ باران زکوہ وا نگرفت +
اگرچہ در دل خارائے کند تاثیر + کلیلہ نے کہا کہ میں نے باب نصیحت تیرے منھ پر کبھی بند
نہیں کیا لاکن بے سود ہے کہ تو نے بنائے کار اپنی مکر اور حیلے پر رکھی ہے اور پیشہ خود رائی اور
خود سری اختیار کیا ہے اور آخر کار پشیمانی اٹھائیگا مگر پھر پشیمانی بھی سود نہ بخشیگی اور ہرچند
پشت دست کاٹیگا اور سینہ کوبی کریگا کچھ فائدہ نہوگا کیونکہ امتحان ہوا ہے کہ خاتمہ مکر و حیلہ کا
شامت و خرابی پر ہوتا ہے جیسا کہ شریک زیرک حاقہ مکر میں گردن پھنسا کے گرفتار دام بلا
ہوا اور شریک غافل برکت سے راستی اور سادہ دلی کی مراد کو پہونچا دمنہ نے کہا کہ یہ کیونکر تھا
حکایت کلیلہ نے کہا کہتے ہیں کہ دو شریک تھے ایک عاقل اور دوسرا غافل ایک نہایت زیرکی سے
نقش فریب بازی بر روئے آب قائم کرتا تھا اسکا تیز ہوش لقب تھا اور دوسرا فرط نادانی سے سود و
زیاں میں فرق نکرتا تھا اسکو خرم دل کہتے تھے ان دونوں کو تجارت کا خیال ہوا با تفاق یکدیگر سفر

اختیار کیا اثنای منازل و مراحل کرتے جاتے تھے قضارا اثنائے راہ مین بدرۂ زر ہاتھ آیا اسکو غنیمت بیکران سمجھ کر متوقف ہوے شریک دانا نے کہا کہ برادر جہان مین سود بے محنت یہی ہوتا ہی اب اس بدرۂ زر پر قناعت کرنی چاہیے اور گوشۂ کاشانہ مین فراغت سے بسر اوقات کرنا بہتر ہی **نظم** چند گردی گرد عالم بہر زر + باشی گرد زر شود غم بیشتر + کاسۂ چشم حریصان پر نشد + تا صدف قانع نشد پر در نشد + یہ صلاح کر کے دونون پھرے اور شہر کے نزدیک پہونچ کر ٹھہرے شریک غافل نے کہا کہ اے برادر اب اسے تقسیم کیجیے شریک عاقل نے کہا کہ تقسیم کرنا ابھی مناسب نہین ہی لقدر ضرورت کچھ خرچ کو نکال لین اور باقی کسی جگہہ گاڑ دین اور بوقت ضرورت اسی طرح اسمین سے تھوڑا تھوڑا لیجایا کرین تا آفت کوتوال وغیرہ سے محفوظ رہین اور اگر اکیبارے لے چلین خدا جانے کوئی نظر باز بیحیا تو آفت مین پڑ جائین شریک غافل بیچارہ مکر و فریب عاقل سے غافل اُسکے افسون پر فریفتہ ہوا اور اُسکا افسانہ قبول کیا اور کچھ تھوڑا سا لے لیا اور باقی بدرہ ایک درخت کے تلے دفن کر دیا پھر شہر مین آکر اپنے اپنے گھر مین قرار پکڑا دوسری شب چرخ شعبدہ باز نے صندوق حیلہ اسطرح پر کھولا کہ شریک دانا شب کو وہ بدرۂ زر کھود کر اپنے گھر لیگیا اور زمین کو بدستور برابر کر دیا جبکہ شریک نادان بے خرچ ہوا اسکے پاس آکر کہا کہ مین اب بہت بے خرچ ہون چلیے اور اُسمین سے کچھ لائیے شریک عاقل نے تجاہل کیا اور کہا کہ چلیے مجھے بھی ضرورت ہی القصہ یہ دونون باہم نزدیک اُس درخت کے آئے ہر چند اُس جگہہ کو کھودا کچھ نہ پایا اُس تیز ہوش نے اس نادان کے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہ تیرے سوا کون اس سے واقف تھا تو ہی کھود لیگیا ہی اور مجھے احمق بناتا ہی ہر چند اُس بیچارے نے قسمین کھائین اور اضطراب کیا جب نہ مانتا تھا لیکن حقیقت مین اگر دانا ہوتا اور خموش ہو رہتا تو وہ شریک غافل بیچارہ غنیمت جانتا لاکن کہتے ہین کہ کب گھی ہضم ہوتا ہی آخر دست و گریبان ہوا اور نوبت محاوِلے سے محاکمے کو پہونچی زیرک اُس غافل کو پکڑ کر قاضی کے گھر لایا اور

از عوض زیادہ باشد و آن زیادہ ... [illegible] ... دم کردن ۱۲

اور دعویٰ اپنا ظاہر کیا سب مضمون قضیے کا سمع قاضی مین پہونچایا اُسنے انکار کیا غافل کے انکار کے
قاضی نے تیز ہوش سے گواہ طلب کیے اُسنے کہا کہ اے قاضی اُس درخت کے سوا کہ زر جسکے نیچے
گڑا تھا اور میرا گواہ نہین ہی پر امید غالب ہی کہ حضرت سبحانہ تعالیٰ قدرت کاملہ سے اُس درخت کو
گویائی بخشے اور وہ گواہی دے تا اس خائن بے انصاف کی بے دیانتی پر کہ سب زر لیگیا ہی اور
مجھے محروم رکھا ہی تمام عالم آگاہ ہو قاضی اس بات سے متعجب ہوا مگر بعد قیل و قال بسیار
یہ قرار پایا کہ کل قاضی اُس درخت کے تلے چلے اور گواہی درخت سے طلب کرے اگر وہ
گواہی دے تو اسپر عمل کرے والا خیر شریک دانا اپنے گھر کو گیا اور یہ سب ماجرا اپنے باپ سے بیان کیا
اور کہا ای پدر بزرگوار مین نے آپکی گواہی کے اعتماد پر یہ نہال حیلہ محکمۂ قضا مین بٹھایا ہی اور
اس مہم کا تیری شفقت پر ارادہ کیا ہی اگر تو میرے ساتھ موافقت فرمائے تو یہ زر سب ہضم ہوتا ہی
اور اسکا نصف اور حاصل ہوتا ہی پھر بقیۃ العمر آسایش سے بیٹھ کر بسر کیجیے باپ نے کہا کہ وہ
کون سی بات مجھسے متعلق ہی بیٹے نے کہا کہ اُس درخت مین ایک بڑا جوف ہی شب کو چل کر اُسمین
بیٹھ رہو دن کو جب قاضی آکر پوچھے تو تو گواہی ادا کرنا باپ نے کہا کہ ای فرزند مکر و فریب کے خیال سے
درگذر اگر بفرض محال آج خلق سے بیش لیگیا مگر کل خالق کو کیونکر فریب دیگا کہ مولف نے
کہا ہی بیت گواہی دیگا ہر اک عضو برملا اک دن + چھپا چھپا کے عبث ہم گناہ کرتے ہین +
بلکہ بسا اوقات کہا ہی کہ حیلہ صاحب حیلہ کو اکثر وبال جان ہو جاتا ہی اور اُسکی جزا خود بخود حیلہ ساز کو پہونچتی ہی
اور یہ فقر و فاقہ ہمارا ساتھ رہتی کے بہت اچھا ہی کیا شعر مولف کا تُو نے نہین سنا ہی بیت
ہی بہتر اطلس گردون سے یہ پوشاک عریانی + ہمارے داغ سے نسبت نہین تاج فریدون کو +
ای فرزند خوف کرتا ہون کہ مکر تیرا مینڈک کے مکر کے مانند ظاہر نہ کرے بیٹے نے کہا کہ قصہ
کیونکر تھا حکایت باپ نے کہا کہتے ہین کہ مینڈک نے ایک سانپ کے
نزدیک مسکن کیا تھا اور اُس ظالم خونخوار کے جوار مین گھر بنایا تھا جب کہ
وہ مینڈک نیچے نکالتا تھا سانپ کھا لیتا تھا اُسکا دل فرزندون کے داغ فراق سے

جلتا تھا اس مینڈک کو ایک کچھوے سے دوستی تھی اُسکے پاس آیا اور کہا کہ تو دانا ہو اور موافق
مجھے تدبیر لائق بتا کہ دشمن قوی مجھپر مستولی ہوا ہے اُسکے ساتھ نہ طاقت مقاومت
رکھتا ہوں اور نہ جلاے وطن کرسکتا ہوں کہ عجائب جاے خوش و مسکن دلکش ہو
اُسکا سواد مینا رنگ اور فضا بہشت کے مانند فرح افزا اور نسیم دلکش اُسکی طرہ خوبان کے
مانند عنبر سا ہو کوئی شخص باختیار خود ترک ایسی منزل کو نہین کرتا ہو اور دل ایسے نمونہ فردوس سے
نہین اُٹھاتا ہو بیت جاے کہ مؤانست چہ زیبا جائیست + ہیچ عاقل
ز جہان ترک چنین جا نکند + کچھوے نے کہا کہ غم نہ کھا کہ دشمن قوی کمند حیلہ مین
باندھا جاتا ہو اور خصم غالب دام مکر مین گرفتار ہو سکتا ہو مینڈک نے کہا کہ تو نے کتاب
حیل سے اس بات مین کیا مسئلہ حل کیا ہو اور دفع بلاے دشمن بد اندیش مین کس تدبیر نے
قرار پایا ہو کچھوے نے کہا کہ فلانی جگہ ایک راسو یعنی نیولا جنگ جو ستیزہ خو رہتا ہو
چند مچھلیان پکڑکے سوراخ راسو سے تا سوراخ مار تھوڑے تھوڑے فرق سے چُن دے
تاکہ وہ نیولا ایک مچھلی کو کھائیگا تو پھر دوسری پر آئیگا اسی طرح سلسلہ شدہ سوراخ مار تک
پہنچیگا جو کہ فیما بین راسو اور مار کے عداوت جبلی ہو سو ظاہر ہے پس اُسی وقت کام مار کا تمام کریگا اور
پھر آئندہ اُسکے ضرر سے محفوظ رہیگا مینڈک نے اُسی تدبیر سے کہ موافق تقدیر کے تھی کام سانپ کا
تمام کیا جبکہ اس قصے کو دو چار دن گذرے نیولے کو مزہ اُنھین مچھلیون کا یاد آیا اُسی
طرح سے تلاش کنان تا غار مار آپہونچا ماہی اور مار کو تو نہ پایا مگر مینڈک جو بچون سمیت
فارغ خاطر سے بیٹھا تھا سب کو نوش فرمایا بموجب بیت کہ از چنگال گرگم در ربودی +
چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی + اور یہ مثل اسی واسطے لایا ہون تاکہ سرانجام حیلے کا
نتیجہ خواری ہے اور آخر کار مکر و فریب کا ذلت و خاکساری مین ڈالتا ہے کسی نے
حیلے سے نجات پائی نہین بیت نہ کر زور کا نا سزا کام + کہ ہوگا اس سے بد
انجام + بیٹے نے کہا کہ اے پدر سخن کوتاہ کر اور اندیشہ بیہودہ دور از ست در گذر کہ یہ کام تقریبا

تھوڑی امداد سے منفعت بسیار بخشیگا اور اگر میری ہلاکت پر رضی ہی تو ویسا کہ مین جو
آپ کو ہلاک کرون وہ بیچارہ کچھ حرص مال سے اور محبت فرزند سے دین و دیانت سے منحرف ہو
بادیہ ضلالت و خیانت مین سرگشتہ ہوا مصداق اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَ اَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ[له] کا ظہور مین
آیا آخرکار حق شناسی کو طاق نسیان پر رکھ کر وہ راہ کہ شرع اور عرف مین ممنوع اور مخظور ہے
اختیار کی یعنی اسی شب تیرہ مین بموجب ایماے فرزند باوں مکد رجوف درخت مین جا بیٹھا
صبح کو قاضی مع حجم غفیر شہریان زیر درخت وارد ہوا اور خلق خدا انظار عجائبات کے واسطے
صف باندھ کے کھڑی ہوئی قاضی نے حسب اظہار مدعی درخت سے گواہی طلب کی درخت سے
آواز آئی کہ اُس زر کو خرم دل کو غافل لقب کھا گیا ہی اور بیہوش پر کہ شریک اُسکا ہی ظلم کیا
یہ سنکر سب متعجب ہوے مگر قاضی نے فراست سے دریافت کیا کہ اس درخت مین کوئی سر ہی
بیسواے تدبیر صائب کے معلوم نہوگا **بیت** سر ہر نقش کہ از چشم خرد پنہان ست چون
در آئینہ تدبیر نگرد ظاہر قاضی نے حکم کیا کہ بکثرت ہیمہ سوختنی اس درخت کی جڑ مین جمع
آگ لگا دین جبکہ اُس انبار ہیزم کو جلایا اور دخان اُسکا جوف درخت مین بھرا اور د
اس پیر مرد کا گھٹا آخر نوبت بجان پہونچی ہرچند ضبط کیا مگر کہان ہو سکتا تھا القصہ چلایا
اور امان چاہی اور قاضی نے اُسے باہر نکالا اور استمالت کی اور حقیقت حال پوچھی اُس
نیم سوختہ نے صورت ماجرا بیان کی قاضی حقیقت حال پر مطلع ہوا اور امانت اور کوتاہ دستی
غافل کی اور خیانت اور درازدستی بے حیا عاقل کی سب پر ظاہر ہو گئی مقارن اس حال کے
شیخ فانی نے اس جہان فانی سے رحلت کی آخرکار آتش فریب نے اُسے نار جہنم کو پہونچایا
اور غافل برکت صدق و صفا سے اپنے حق کو پہونچا اور عاقل نے شرمندگی اور روسیاہی حاصل کی
اور مال کو اور باپ کو ہاتھ سے کھویا ہی اور اس مثل کا اسلیے ہی تا معلوم ہو کہ فریب ناپسندیدہ
اور انجام اسکا برا ہی دمنہ نے کہا اگر تو نے عقل کا فریب نام رکھا ہی اور تدبیر کا حیلہ لقب
کیا ہی اور مین نے اس عمل بری تدبیر صائب سے سرانجام دیا ہی کلیلہ نے کہا تو یہان کہ اے

[له] پ ۲۸ سورہ انفال نہیں ہے کہ مال تمہارے اور اولاد تمہاری فتنہ ہیں یعنی آزمائش ہے جانب پروردگار کے تا معلوم کرے

اور تدبیر کا نادرست ہی کہ زبان اُسکے بیان سے قاصر ہی اور خبث دل اور غلبۂ حرص یہاں تک بتلا ہی کہ زبان اُسکے ادا کرنے مین عاجز ہی فائدہ تیرے مکر اور حیلے کا جو کچھ ولی النعمت کو پہونچا سو ظاہر ہی دیکھیے کہ انجام اسکا کیا ہو اور شامت تیری دوروئی اور دوزبانی کی کیا نتیجہ بخشے دمنہ نے کہا کہ دوروئی سے کیا نقصان ہی کہ گل رعنا دوروئی کے سبب سے زینت بخش باغ و بوستان ہوتا ہی اور قلم دوزبان کے سبب سے ملک و مال پر پاسبانی کرتا ہی تلوار کہ ایک رو رکھتی ہی خون پینا کام اُسکا ہی اور شانہ بسبب دوروئی کے فرق حسینان نازنین پر قدم رکھتا ہی **قطعہ** خون مینخورد چو شمع درین دیر ہر کہ او + یکرو و یکزبان بود از پاک گوہری + مانند شانہ ہر کہ دو رو ہست و صد زبان + بر فرق خویش جاے دہندش ز سروری + کلیلہ نے کہا کہ اے دمنہ زبان آوری چھوڑ دے کہ تو نہ وہ گل رعنا ہی کہ دوروئی کے باعث تیرے مشاہدۂ جمال سے آنکھیں روشن ہون بلکہ تو وہ خار گلزار ہی کہ دل آزاری کے سوا اور کچھ نفع تماشائیان باغ کو تجھسے نہ پہونچیگا اور نہ تو وہ قلم دوزبان ہی کہ امراے ملک و مال سے خبر رکھے بلکہ وہ مار دوزبان ہی کہ تیری زبان سے سوا زہر کے اور کیفیت کسی کو نہ ملیگی بلکہ مار پر تجھکو فوقیت ہی کہ مار کی ایک زبان سے زہر آتا ہی اور دوسری زبان سے تریاق پیدا ہوتا ہی اور تیری دونون زبانون سے زہر ٹپکتا ہی اور تریاق کا اثر نہین ہی چاہیے تھا کہ دوستون کے واسطے ایک زبان سے تریاق آتا اور دشمنون کے واسطے دوسری سے زہر ٹپکتا مضائقہ نہ تھا اور تیری دوزبانین دوست اور دشمن کے واسطے زہر دینے والی ہین دمنہ نے کہا کہ اے کلیلہ میری سرزنش سے درگذر کہ اگر شنزبہ زندہ بھی رہتا تو شیر سے کبھی آشتی نہوتی اور اسکے بعد بناے محبت باہم قائم نہ رہتی کلیلہ نے کہا کہ سچ کہا تو نے جبکہ تجھسا مفسدہ پرداز ایسے امور مین دخل پاوے پھر وہان آشتی کی گنجایش کہان کیونکہ یہ قاعدہ مقرر ہی کہ تین چیزین جبھی تک برقرار رہتی ہین کہ تین چیزون نے انمین دخل نہین پایا ہی اور اگر وہ تین باتین ظہور کرینگی تو یہ تینون موقوف ہو جائینگی تفصیل اسکی یہ ہی کہ اول آب چاہ جبتک کہ اپنے حال پر رہیگا

رعنا ... بمعنی زیبا [illegible] ... از کشف اللغات ١٢

کہ دریا سے ملحق نہیں ہوا ہی اور جبکہ دریا چاہ سے ملیگا پھر شیرینی اور لطافت اسکی
چاہ میں باقی نہ رہیگی دوسری یہ کہ اُلفت باہم دوستون میں جبھی تک ہی کہ بد اندیش
اور مردم شریر کو اُنکی صلاح و صحبت میں دخل نہیں ہوا ہی اور جبکہ ان مفسدون نے دخل پایا
پھر توقع آپس کے وفاق اور اتفاق کی رکھنا نہ رکھنا تیسری مشرب مصاحبت اور مودت اسوقت تک
صاف رہتا ہی کہ مردم سخن چین اور فتنہ انگیز کو مجال سخن سازی اور رازداری کی نہیں ہی
اور جبکہ مردم دورویہ دوزبان نے دو یار دوستدار میں فرصت فساد کی پائی پھر اُنکی دوستی پر
اعتماد نہ رکھنا چاہیے کہ وہ نقش بر آب ہی جلد محو ہو جائیگا تیرے اس فتنے کے بعد اگر شنزبہ
سر پنجۂ قہر شیر سے مخلصی پاتا پھر ممکن نہیں تھا کہ بتلطف اور تملق پر شیر کے گرویدہ ہوتا بلکہ اب
مہربانی ۱۲ چاپلوسی ۱۲
ہر دانا کو موانست شیر سے اجتناب واجب ہوا اور اس کام میں تو نے شیر کی خوبی سلطنت
شادی اور وہ دشمنی اپنے ولی نعمت سے کی کہ کوئی بدخواہ نہ کرے دمنہ نے کہا اگر شیر کی ملازمت
ترک کر کے گوشہ کاشانہ میں معتکف ہون اور تیرا دامن صحبت دست ارادت میں پکڑ کے سر عزلت تنہائی ۱۲
گریبان خلوت میں کھینچوں تو تو خوش ہو یا نہیں کلیلہ نے کہا حاشا کہ میں بار دیگر تجھسے صحبت رکھون
یا تیری دوستی پر میل کرون بلکہ میں ہمیشہ تیری بدوضعی کے خیال سے متنفر تھا اور دائم تیری
مصاحبت سے کنارہ کیا کرتا تھا کسواسطے کہ حکما نے کہا ہی کہ صحبت سے جاہل فاسق کی پرہیز
ناخوشی ۱۲
واجب ہی کہ انجام کار ضرر پہونچائیگی اور مصاحبت عاقل صالح کی التزام کرے کہ وہ ہر وقت
میں نافع ہوتی ہی اور مصاحبت اہل فسق و فجور کی مار کی تربیت کے مانند ہی کہ ہر چند مارگیر
اُسکے عہدہ اصلاح میں رنج اُٹھائے آخر چاشنی اسکے دانتون کی ایک دن پائیگا اور مصاحبت
اہل خرد نیک اندیش کی طبلۂ عطار کے مانند ہی گو اسکے متاع سے کچھ حاصل نہو تو بھی خوشبو
اُسکی مشام جان کو معطر کرتی رہیگی بیت ناسخ پائین خوشبو ہمنشین لازم ہی تو عطار ہو
مثل آہنگر نہ ہر جانب سے اخگر بار ہو + کیونکر تجھسے کوئی امید رکھے کہ ایسے بادشاہ پر کہ جسنے تجھے
عزیز و گرامی و محترم و نامی کیا کہ جسکے سایۂ دولت میں آفتاب وار لا نہ بلندی مارتا ہی

را ہیکے آستان آسمان نشان کی ملازمت کے سبب سے پاے افتخار فرق فرقدان پر
تھا ہی تسیر اس ستمگارہ کو تونے روا رکھا اور حق انعام و اکرام کا قلم نابود کرد یا اگر
لیے تجھسے نیر ا کوس دوری اختیار کرون تو خرد ارجمند پسند کرے اور اگر ایسے ناکس
ق شناس سے ترک موافقت کرون تو عقل رہنما صواب اندیشی سے منسوب مجھے کرے
قطعہ نظم سب کو ترک صحبت یاران زورہی خوب ہی + جو حضور بد ہی اُس سے بے حضوری خوب ہی +
نزدیکون کی صحبت سے طبیعت شاد ہو + ہی حکیمون کی نصیحت اُنسے دوری خوب ہی +
یاکہ صحبت اخیار و ابرار مین فائدہ بے غایت ہی ویسے ہی صحبت نااہل و اشرار مین
ضرت بے نہایت ہی بلکہ بدون کی صحبت جلد اثر کرتی ہی پس عاقل کامل وہی کہ دوستی مردم دانا
و دو معاش کی اختیار کرے اور کذاب و خائن کی ہمدمی سے پرہیز رکھے مثنوی تو ان
د ابروی خلق بستن + بخلوت خانۂ تنہا نشستن + رفیق نیک باید کرد حاصل + کہ صحبت را
باید ہمرسیہ دل + مرا ہست این سخن از علما یاد + کہ رحمت بر روان پاک او باد + کہ با بید النشان
ر کس کہ شد یار + زیاری شان بآخر شد گرفتار + اور جو کوئی کہ نااہل سے انس کریگا
ے وہ پہونچیگا جو اُس باغبان کو پہونچا دمنہ نے پوچھا کہ یہ کیونکر تھا حکایت کلیلہ نے کہا
ے ہین کہ ایک باغبان تھا کہ اپنی عمر عزیز باغ و بوستان مین صرف کی تھی اور خود بھی ایک
ایسا آراستہ کیا تھا کہ اسکے چمن فردوس نشان نے تر و تازگی سے داغ حسرت سینۂ روضۂ ارم مین
تھا اور طراوت از ہار و انہار نے خار حیرت دیدۂ بوستان خورنق مین چبھا رکھا تھا
ستان زنگار رنگ سے جلوۂ طاؤسی باہر اور گلہاے رنگا رنگ سے فروغ گلزار کیکاؤسی
ہر تھا اور زمین اُسکی شاہد عنبرین پوش کے مانند مشہور اور اُسکی نسیم کلبۂ عنبر فروش کے مانند
ر ہر ایک نے درخت میوہ دار وہان کا کثرت اثمار سے پیران کہن سال کے مانند پشت خمیدہ
یوۂ حلاوت بخش اُسکا مانند حلواے بہشتی بے حرارت رسیدہ تھا غایت نازکی سے
اسیب بے آسیب ذقن محبوب سیمتن کے مانند دیون کو صید کرتا تھا بس یہ غزل گویا

اُسی باغ کے واسطے موزون ہوئی ہی شعر ول سیب ایسے کہ حضور اُنکی زنخدان کیا
سنبل ایسا کہ کوئی کاکل پیچان کیا ہی + مزہ شفتالو ون کا لب جانان مین کہان + ...
انار ایسے کہ محبوبون کی پستان کیا ہی + گل مین وہ رنگ کہ رخسار پری مین بھی نہین
ہر و ایسے کہ کوئی سرو خرامان کیا ہی + آگے بادام کے کیا چشم فسون ساز کی قدر + سامنے
پستون کے کوئی لب خندان کیا ہی + چشم گردون نے بھی دیکھا نہ کبھی باغ ایسا + باغ
تو کیا باغ پرستان کیا ہی + اور امرود اُسکے کوزۂ نبات کے مانند شاخون سے آویزان
بلہیت تھے جو امرود وہ تھے عارض امرد سے سوا + ہر شجر شان مین تھا چرخ زبرجد سے
بہی شملہ پوش مانند صوفی شب خیز با رخسارۂ زرد ہر رخ شجر خانقاہ ابداع سے باہر اگر
درد آلود عشاق کو لطف عمر و ماہ کا دیتی تھی اسطرح ہر میوہ اپنی طرح میوہ ہاے باغ ارم
پہلو مارتا تھا پیر دہقان با ہزار راحت و استغنا اُس باغ مین تنہا زندگانی بسر کرتا
آخر الامر وحشت تنہائی سے ایک دن گھبرا کے ملول ہوا اور الم تجرد سے مجروح خاطر
دامن کوہ کی طرف روانہ ہوا اور یہ اشعار مؤلف کے پڑھتا تھا نظم ہاتھ پھر وحشت
دوڑائے گریبان کی طرف + پھر مجھے جانا پڑا کوہ و بیابان کی طرف + چھٹ گئی دست خر
پھر عنان اختیار + لے چلا پھر توسن وحشت بیابان کی طرف + اسی طرح ایک مد
اُس دشت مین گشت کرتا رہا قضارا ایک خرس زشت سیرت قبیح صورت ناخوش طلع
ناپاک طینت بھی تنہائی کے سبب سے کہ جفت نہ رکھتا تھا اُسی پہاڑ کے نیچے اُترا اور یہ دو
جبکہ دوچار ہوے بسبب جنسیت خباثت کہ دونون کی جبلت مین تھی الانس باہم پیدا ہو
روستائی کا دل مصاحبت خرس پر مائل ہوا اور خرس بھی دیکھنے کے ساتھ ہی روستائی
مانوس بدل ہوا باغبان خرس کو ساتھ لیکر اُس دلکش باغ ارم مین داخل ہوا مؤلفہ بیت
کرتے تھے رات و دن وہ بہم عیش باغ مین + مانند غنچہ نکہت گل تھی دماغ مین + جب
باغبان بساط استراحت پر سر فراغت رکھتا تھا خرس سرہالین بیٹھ کر مگس رانی کیا کرتا

ملہ امرود با نفح الشنبہ پیدا ورده دور از وی کوه کی خوبصورت را

سرکنده موا رس
عه جنبلت
...

ب دن باغبان نوم غرق مین غافل تھا اور خرس موافق عادت کے مگس رانی کر رہا تھا
مکھیون نے ہجوم یہان تک کیا کہ خرس ہر چند اڑاتا تھا مگر وہ روسے روستائی سے نہ اڑتی تھین
ن نے نہایت آشفتہ ہو کر ایک پتھر کہ وزن مین تخمینا بیس سیر کا ہوگا اٹھا کر مکھیون پر مارا
یون کا کچھ نہ بگڑا مگر کاسۂ سر باغبان خاک برابر ہو گیا ایسی ہی جگہ پر کہا ہے کہ دوست نادان
ن دانا سے بدتر ہے بیت دشمن دانا کہ بلای جان بود + بہتر ازان دوست کہ نادان بود +
ر یہ مثل اسی واسطے وارد کی ہے مین نے کہ تیری دوستی بھی وہ نتیجہ بخشیگی کہ تیرے دوست کا سر
مین ملیگا اور سینہ خدنگ بلا کی سپر بنیگا دمنہ نے کہا کہ مین ایسا ابلہ نہین ہون کہ دوست کی
رت جائز رکھون اور امتیاز نیک و بد مین نہ کرون جیسا کہ خرس نے کیا کلیلہ نے کہا کہ یہ
ن بھی جانتا ہون کہ تو اتنا ابلہ نہین ہے لاکن غبار طمع اور دود حرص تیرے دیدۂ بصیرت کو
ر اور خیرہ کر ڈالیگا اور دوست کے واسطے ہزار توجیہ نا موجہ کر کے اسکے ضرر پر تو مطلق
ائقہ نکریگا جیسا کہ شیر اور شنزبہ کے حق مین کیا اور اب تک دعوی پاکدامنی کا کرتا ہے
ہرگز ندامت اور حیا تجھکو نہین آتی ہے پس تیری مثل اس سوداگر کے مانند ہے کہ کہتا تھا
ے شہر مین موش نے سو من آہن کھا لیا دوسرے نے کہا عجب نہین ہے کہ باز لڑکے کو بھی اڑا لیگیا ہو
ے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا حکایت کہا کہتے ہین کہ ایک تاجر کم مایہ سفر کو
تھا سو من آہن ایک دوست کے گھر مین امانت رکھکر سفر کو گیا جب کہ پھر آیا وہ
طلب کیا امین نے کہا کہ وہ تیرا آہن ایک گوشے مین رکھ دیا تھا ایک دن اُسے کھول کے
تو چوہون نے سب کھا لیا تاجر نے کہا کہ تو نے سچ کہا چوہے لوہے کو بہت دوست رکھتے ہین
اسکی لذت پر جان دیتے ہین ضرور کھا لیا ہوگا کہ دانت چوہون کے ایسے جرب
م اُسے پر خوب چلتے ہین لمولفہ بیت پینگے دانت اُنکے مقناطیس سان آہن ہو +
عجب ہے اگر آہن ہو موشون کی غذا + مرد امین سننے سے اس بات کے بہت
خوش ہوا کہ اتنا آہن بے قصہ و فساد ہضم ہو گیا اور سمجھا کہ یہ سوداگر بڑا احمق ہے

اب لازم ہے کہ مہمانداری اسکی کرون تا اوربھی اسکا دل وفہد غصّے سے پاک ہو جاے
آخر سوداگر سے مہمانی کے لیے مبالغہ کیا تاجر نے کہا کہ آج مجھے کام ضرور ہے کل حاضر ہو
یہ کہکر رخصت ہوا باہر آکے اُسکے لڑکے کو ساتھ لیجا کے اپنے گھر مین چھپا رکھ
اور صبح مہمانی کھانے کو اُسکے گھر آیا میزبان کو پریشان حال پایا عذر کرنے لگا کہ اے مہمان
مجھکو معذور رکھ کہ کل سے لڑکا اُس شخص کا گم ہوا اور تمام شہر مین منادی دہل تواری سے
ساتھ کہ جسکو ڈھونڈھورا کہتے ہین پھیری ہے لیکن اُس گم گشتہ کا نشان نہین ملتا ہے اسے
ہوا اس میرے بجا نہین ہین لمؤلفہ بیت گر ثت گریہ سے مین بھی پیر کنعان ہو گیا
جب سے وہ یوسف مری نظرون سے پنہان ہو گیا سوداگر نے کہا کہ مین جسوقت
کل تیرے گھر سے باہر نکلا تھا اُسی طرح کا لڑکا کہ جو تیرا تھا تو نے دیکھا مین نے کہ
پنجون مین پکڑے ہوے ہوا پر اُڑا جاتا تھا میزبان خفا ہوا کہ اے سوداگر
جھوٹ بولتا ہے اور سخن محال کسلیے زبان پر لاتا ہے کہ باز کا تمام جثہ نیم آثار ہوگا
اُس لڑکے کا بدن بیس سیر سے کم نہوگا کیونکر باز اُسے اُٹھا کر ہوا پر لیجاتا سوداگر
اور کہا کہ تعجب نہ کر جس شہر مین کہ سو من آہن چوہے کہا جاتے ہین کیا عجب
وہان کا باز بھی بیس سیر کا لڑکا اُٹھا لیجائے یہ بات تاثیر آب و ہوا سے
مقدور ہے مین سمجھا کہ شاید یہ کام اسی سوداگر کا ہے کہا کہ اے سوداگر
تیرا آہن چوہون نے نہین کھایا ہے اُسنے کہا تو بھی اندیشہ نہ کر کہ تیرا بیٹا
باز نہین لیگیا ہے آخر لوہا اُسنے پھیر دیا اور لڑکا اُسنے بھیج دیا اور یہ مثل
بیان کی مین نے کہ جسکے تو سبب ہین کہ اپنے ولی نعمت سے فریب و
کہ وہ اور دن سے کیا کچھ نہ کریگا جبکہ اے زمہ تو نے بادشاہ سے یہ دغا
اب کون احمق تجھسے امید وفاداری اور حق گزاری کی رکھیگا اور مہر
آفتاب سے روشن ہے کہ میری الفت بدرکا کی سے پھیر لاتا ہے اور تیری مکاری و غداری

خبر اندوہ اجب اور شعر ناسخ کا تیرے ہی حسب حال ہی بیت خاطر تری فرقت مین ہو
سرور زیادہ ۔ آنکھین جو تجھے دیکھین تو ہو نور زیادہ ۔ مکالمہ کلیلہ اور دمنہ کا یہانتک
پہونچا تھا کہ غصہ شیر کا فرو ہوا اُسوقت تامل کیا اور دل مین کہا کہ افسوس شنزبہ کہ
زیور خوبی و ہنر سے آراستہ تھا اور مین نے اُسے اپنی امان مین لیا تھا اور بغیر تحقیق ایک شخص
کم ظرف کے کہنے سے ہلاک کیا اور مطلق تحقیق کر نہ لیا حق یون ہی کہ مین نے راہ خطا مین قدم
رکھا اور ناحق آپکو غمناک کیا اور اپنا وفادار اپنے ہاتھ سے کھو دیا آخرکار شیر اس ندامت مین
مبتلا ہوا اور زبان ملامت اپنے حق مین کھولی اور اپنے فہم کا نقصان ہر دم بیان کرتا تھا
اور ہر وقت مبتلائے پیچ و تاب تھا اور تپ لازمی شیر کی اس حادثہ جانکاہ سے حرارت مضاعف
ہوگئی دمنہ نے جبکہ خبر پشیمانی شیر کی خبرداروں کی زبانی سُنی قطع سخن کلیلہ سے کر کے
شیر کے پاس گیا اور عرض کیا کہ اندیشہ کا موجب کیا ہی جسوقت کہ شہریار چمن فیروزی مین
خرامان اور دشمن خاک مذلت مین غلطان ہو اس سے بہتر کون سی خوشی ہی لمؤلفہ بیت
ہوگیا دشمن ہلاک اب جشن شاہی چاہیے ۔ دمبدم شکر عنایات الٰہی چاہیے ۔ شیر نے
کہا کہ جسدم کہ آداب خدمت اور اطوار صحبت شنزبہ یاد کرتا ہون بے اختیار رقت اور حیرت
مجھپر طاری ہوتی ہی الحق کہ وہ پشت و پناہ سپاہ تھا اور میرے اتباع کے زور بازو
اور تدبیر سے مردانگی زیادہ کرنے والا تھا بیت ناسخ تھا جس سے انتظام جہان حیف کیا ہوا
تھا جس سے میر احکام روان حیف کیا ہوا ۔ دمنہ نے کہا بادشاہ کو اُس کافر نعمت و فا اندیشہ پر
تاسف کرنا روا نہین ہی بلکہ وظائف شکر الٰہی ادا کرنا واجب ہی اور اس فتحیابی سے
ابواب شادمانی دل پر کھولنا چاہیے اور جس دشمن سے کہ امین نہو اُس پر رحم کھانا خطائے
فاحش ہی اور دشمن ملک و جان کا زندان گور مین محبوس ہونا نہایت خوشی کی جا ہی
اعضائے بدن اگرچہ عزیز ہین مگر جبکہ سانپ کاٹ کھائے تو بقائے حیات کے واسطے اُسکو
کاٹ ڈالنا کام عقلا کا ہی کہ اس جراحت مین راحت ہی جب کہ یہ کلام دمنہ کا شیر نے سُنا

اندر کے تسکین پائی لیکن روزگار آخرکار انتقام گاؤ کا لیگا اور کام دمنہ کا فضیحت اور
رسوائی کو پہونچیگا اور قصاص مین شنزبہ کے آخر یہ غدار مارا جائیگا کیونکہ فریب و دغا
ہمیشہ سے نامحمود ہی اور وجود حیلہ اور بد اندیشی کا نامبارک اور مذموم ہی مثنوی سعدی
بد اندیش ہم در سر شر رود ٭ چو کژدم کہ تا خانہ کمتر رود ٭ اگر بد کنی چشم نیکی مدار ٭
کہ ہرگز نیارد گز انگور بار ٭ پندارای در خزان کشتہ جو ٭ کہ گندم ستانی بوقت درو ٭
مثل ہی چنین گفت آموزگار ٭ بکن گر ہمی از روزگار ٭ کسے نیک بیند بہر دو سرای ٭ کہ نیکی رساند بخلق خدای

باب دوسرا سزا پانے مین بدکارون کے اور انکی شامت انجام مین ہی

رائے دابشلیم نے جبکہ یہ حکایت حکیم بیدپا سے سُنی کہا کہ ای حکیم روشن دل سُنی مین نے داستان
ساعی اور نمام کی کہ اپنے ولی النعمت کو طریق مروت سے منحرف کرکے بدعہدی اور بے وفائی سے منسوب
کیا یعنی کلام فریب آمیز اسکا یہانتک شیر پر موثر ہوا کہ اُسنے اپنے رکن دولت کی خرابی اپنے
ہاتھ سے کی مگر حکیم سخندان اسکی تفصیل ارشاد کرے کہ شیر بعد وقوع حادثہ شنزبہ کیون اپنے
فعل پر نادم ہوا اور دمنہ کے حق مین کسطرح بدگمان ہوا اور اُسکا تدارک کیونکر فرمایا اور
اُسکے فریب پر کیونکر مطلع ہوا اور دمنہ نے پھر کیا کیا حیلے کیے اور انجام اس کام کا کسطرح پر
ہوا برہمن نے یہ شعر گویا کہ پڑھا بیت بادشاہا مملکت تیری سدا آباد ہو ٭ تو ہمیشہ
خوش رہے تیری رعیت شاد ہو ٭ اور یہ کہا کہ عاقبت اندیشی مقتضی اسکی ہی کہ بات
سننے کے ساتھ ازجا رفتہ ہوکر دفعۃً حکم سیاست نہ دے بیٹھے جب تک کہ دلیل روشن اور
برہان ساطع سے حقیقت کار پر بخوبی اطلاع نپائے اور اگر سخن اہل غرض کا بے سمجھے مقبول ہوا اور
کار ناپسندیدہ عمل مین آیا پھر اسکا تدارک دشوار ہو جائیگا بلکہ سخن چین صاحب غرض کو
اسطرح پر گوشمالی ملے کہ اورون کی عبرت کا سبب ہو تا بعد اسکے اور لوگ اس جنس کی
بات کا حوصلہ نکرین ورنہ دروازہ فساد کا کھل جائیگا اور اسباب خرابی ریاست ہر روز ترقی

تے جائینگے اور تدارک اُسکا پھر کسی طرح نہو سکیگا مثنوی بر انداز بیخے کہ خار
ور د ہد درختے بپرور کہ بار آورد ہد جہان سوز را کشتہ بہتر چراغ ہد یکے بہ در آتش کہ خلقے
اغ ہد اور مصداق اس قول کے حکایت شیر و دمنہ کی ہی کہ جب شیر دمنہ کے فریب سے
گاہ ہوا اُسکے بعد اسطرح سے سیاست کی کہ آنکھین سبھون کی کھل گیئین اور فاعتبروا
اُولِی الاَبصَار پھر تمام خاص و عام کی وردِ زبان تھا اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ جب
یر نے دمنہ کی صلاح کے موافق کام گاو کا تمام کیا اسکے بعد اپنی تعجیل سے پشیمان ہوا
مین نے کیا کیا اسی ندامت سے ہاتھ اپنے دندان ملامت سے کاٹتا تھا اور سر حسرت زانوے
رت سے نہ اُٹھاتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ جو مین نے کیا عالم مین کسی نے نہ کیا تھا کسواسطے
س کام مین شتابی کی اور کیون مین نے تحقیق واقعی نہ کر لی المولفہ رباعی سُنی بات کیون
ن نے اہل حسد کی ہد نہ کی پیروی حیف عقل و خرد کی ہد پشیمان کیا میری عجلت نے مجکو ہد
تمیز کچھ ہو سکی نیک و بد کی ہد ایک مدت اسی منوال پر غم و غصے کے ساتھ شیر نے
سر کی اور اُسکے اندوہ و خاطر کی جہت سے عیش جمیع سباع کا تلخ اور کام رعیت پر تنگ ہوا
مضمون اَلنَّاسُ عَلٰی دِینِ مُلُوکِہِم کا اُس بیشے کے باشندون مین سرایت کر گیا کہ
ب پریشان خاطر اور تنگدل تھے اور اکثر حقوق آداب شنزبہ یاد کرتے تھے اور ملال شیر کا
ڑھتا جاتا تھا اور بیشتر مذکور شنزبہ کیا کرتا تھا اور جو کوئی کچھ حال شنزبہ نقل کرتا تھا
سے گوش دل سے سُنتا تھا غرض اسی فکر مین رات دن بیقرار رہتا ایک شب پلنگ سے
صاحب شیر کا تھا یہی حکایت کر رہا تھا کہ پلنگ نے عرض کیا کہ ای شہریار اندیشہ کرنا
ں کام مین کہ دست تلافی کوتاہ ہو گیا ہو بیفائدہ ہی اور تدارک اُس مہم کا کہ دائرہ محالات مین
(عوض ۱۲)
خل ہو بے سود اور محض سودا ہی کیونکہ تیر جب شست سے نکلا پھر کب ہاتھ آتا ہی بلکہ ایسا کام
(چٹکی ۱۲)
اصل ہونا جسکا عسیر ہو اسمین سعی کرنا دستیاب کو بھی ہاتھ سے کھونا ہی جیسا کہ
زاہد نے مرغ کی طمع مین پوست پارہ بھی ہاتھ سے کھویا شیر نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر ہی

حکایت پلنگ نے کہا کہ ایک روباہ گرسنہ اپنے دیماس سے باہر آکر تلاش طعمہ مین ہر س
پھرتی تھی کہ ناگاہ چمڑے کی بدبو روباہ کی ناک مین آئی اُسطرف گئی دیکھا کہ ایک پوست پار
سڑا پڑا ہی اُسے چبانے لگی اُسکے قرب مین ایک گانون تھا وہان سے بہت مرغیان چگتی ہوئی
باہر آئین اور ایک لڑکا زیرک نام اُنکے ساتھ محافظ تھا روباہ کو یہ طمع ہوئی کہ اس پوست
چھوڑ کے ایک مرغ انمین سے شکار کیجیے اور گوشت تازہ کھائیے اس خیال مین اُدھ
روانہ ہوئی کہ اثناے راہ مین ایک شغال سے دوچار ہوئی شغال نے پوچھا کہ کہان جاتی
اور کیون متفکر ہی روباہ نے کہا ای عزیز ان مرغون کو دیکھتا ہی کہ کس فربہی اور لطافت سے ہین
اور مین کئی دن سے بھوکی ہون رزاق نے پوست پارہ مجھے عنایت کیا تھا مگر جاذبۂ شوق
اسکا مقتضی ہی کہ انمین سے ایک مرغ پکڑکے اُس سے کام جان لون کہ وہ گوشت لذت حیات
رکھتا ہی شغال نے کہا کہ مین ایک مدت سے اسی کمین گاہ مین رہا کہ انمین سے ایک کو شکار کر
مگر وہ غلام زیرک کہ انکا نگہبان ہی طریق محافظت اسطرح پر جانتا ہی کہ صیاد خیال اُسکی
پاسبانی کے خوف سے صورت مقصود مرغ کی دام مین نہین لا سکتا ہی اور نقاش فکر اُسکی
بیم نگہبانی سے نقش اُسکا لوح خیال پر نہین کھینچ سکتا ہی اور مین اسی فکر مین مدت سے ہون پر کچھ فائدہ
نہوا تو نے جو یہ پوست پارہ پایا ہی اسے غنیمت جان اور اس فضولی سے درگذر بیت نا سنج
جو ملا تقدیر سے اُسپر قناعت چاہیے + اور زیادہ کی توقع خبط ہی نقصان ہی
روباہ نے کہا کہ ای برادر جبتک دل کی مراد ترقی کے ساتھ حاصل ہونا متصور ہو تب تک
حضیض پستی کی طرف ارادہ کرنا حیف عظیم ہی اور جبتک چمن آسائش مین گل عشرت کا نظارہ ممکن
قدم خارستان دنائت مین رکھنا عیب فاحش ہی اور مجھے ہمت عالی نہین چھوڑتی ہی کہ پار
پوست پر سر جھکاؤن اور گوشت فربہ تازہ سے دست بردار ہون شغال نے کہا کہ ای
نام طمع حرص ناپسندیدہ کا ہمت عالی نام رکھا ہی تو نے اور عمل ناستودہ کا بزرگی لقب ک
اور اس بات سے خبر نہین کہ بزرگی درویشی مین ہی اور راحت قناعت مین اس سے بہتر کوئی

بات نہین ہی کہ جو تیرا نصیب دیوان قضا و قدر رزاق سے مقرر کر دیا ہی اُسپر خوش رہ اور جو کہ طالب
فضولی کا ہوا ہی خراب اور سرگردان رہا ہی بیت رزق مقسوم ست وقت آن مقرر کردہ اند +
بیش وقت و بیش قسمت طمع داری جاہلی ہ اور مین یہ ڈرتا ہون کہ اس فضولی کے باعث سے
ارادہ کیا ہی تو نے وہ پوست کیا بلکہ جان بھی ہاتھ سے نہ جائے اور تیرا قصہ اُس دراز گوش سے
مشابہ ہی کہ دُم طلب کرتا تھا کان بھی کھوئے روباہ نے کہا کہ یہ کیونکر تھا **حکایت**
شغال نے کہا مثنوی بود ست خرے کہ دُم نبودش + روزے غم بے دمی فزودش +
در ہر قدمے قدم ہمی زد + دُم مے طلبید و دم ہمی زد + ناگاہ زراہ اختیارے + بگذشت
میان کشت زارے + دہقان پسرش زگوشہ دید + برجست وازو دو گوش برید +
مسکین خر آرزوے دم کرد + نایافتہ دُم دو گوش گم کرد + آنکس کہ ز حد برون نہد گام +
نیست سزاے او سر انجام + روباہ نے نہایت تقاضاے حرص سے منہ شغال کی طرف سے
پھیر لیا اور کہا کہ تو دیکھ مین کس لطائف الحیل سے مرغ کو شکار کرتی ہون یہ کہکر
مرغون کی طرف روانہ ہوئی شغال سمجھا کہ میری نصیحت اِس پر کسی طرح پر اثر نہ کریگی اپنے
ست کی طرف روانہ ہوا اور اُدھر وہ پوست پارہ ایک زغن غوطہ مار کے پنجے مین لیگئی
ہنوز روباہ مرغون تک نہ پہونچی تھی کہ زیرک نے جست کر کے ایسی چوب دستی روباہ پر ماری
صدمۂ شدید پہونچا پر جان سے بچ گئی روباہ نے جان بری غنیمت جان کے ارادہ اُسی
پوست پارہ کی طرف کیا اُسے بھی نہ پایا دست دعا بلند کیا اور آسمان کی طرف دیکھا
ی زغن پر نظر پڑی دیکھا کہ وہ پوست پارہ اُسکے چنگل مین ہی روباہ نے الم نایافت
ع سے اور پوست پارے کے تلف ہونے کی حسرت سے یہان تک سر زمین پر مارا کہ دماغ
پریشان ہو گیا مقصود اس مثل کی ایراد سے یہ ہی کہ پادشاہ نے اپنے ہاتھ سے ایک
ن رکین سلطنت کو ہلاک کیا اور جو کہ باقی ہین اُنکی بھی فکر نہین کرتا ہی یعنی امرا اور
را اور افسران فوج سب سراسیمہ ہین اور شنزبہ کسی طرح ہاتھ نہ آئیگا پر باقیماندون کو

بر باد نہ کیجیے شیر نے کہا کہ بات معقول کہی تو نے لاکن شنزبہ کے مقدمے مین خطاے عظیم مجھ
ہوئی اسلیے اکثر خیال میرا اُسکی تلافی مین رہتا ہی پلنگ نے کہا کہ ای شہریار اُسکی تلافی
اضطراب سے حاصل نہوگی بلکہ اُسکو تدبیر صائب اور راے درست چاہیے اب صلاح
اسمین ہی کہ بادشاہ ترک جزع و بیخودی فرمائے اور بناے کار تدبیر پر رکھے اور تحقیق
شنزبہ مین ایسی تدبیر فرمائے کہ مطلب است بدست و اضح ہوجائے اگر شنزبہ کا حال
جو کچھ کہ منظہر نے ظاہر کیا تھا اور الحق اسی طرح تھا تو وہ اپنے جزاے غدر و کفران نعمت
پہونچا خوب ہوا اور اگر حاسد نے افترا کر کے اُسے قتل کروایا ہی تو اُس تمام بدانجام کو بدف
تیر انتقام کرنا واجب ہی شیر نے کہا کہ وزیر ملک تو ہی اور تیری راے صواب اندیش
مجھے ہمیشہ سے وثوق رہا ہی اب تو ہی اس مقدمہ کو کوشش بلیغ سے تحقیق کر اور رنج
گرداب تفکر سے نکال پلنگ نے کہا کہ اقبال شاہی سے اندک عرصے مین اسکا حال مفصل
عرض کرونگا اور کوئی دقیقہ دقائق سے پردۂ خفا مین رہنے نہ دونگا شیر اس وعدے
خوش ہوا جبکہ شب ہوئی اور پلنگ نے اپنے دیما سے رخصت لی قضارا گذر پلنگ
مسکن کلیلہ و دمنہ پر کہ دونون باہم متصل تھے پڑا سنا اُنسے اسنے کہ دونون مین باد
بلند مباحثہ ہو رہا ہی پلنگ اول سے دمنہ پر بدگمان تھا اسوقت کہ آواز مطلب گوش
پہونچی زیادہ تر و غدغہ دل مین آیا اور اُس مسکن کے قریب ایک گوشے مین کھڑا ا
سُننا شروع کیا کلیلہ نے کہا کہ ای دمنہ تو نے بُرا کام کیا کہ بادشاہ کو بدعہدی و خیانت
مشہور خاص و عام کیا اور آتش فتنہ اور آشوب تمام سباع مین بلند کی اور ہر د
یہی خیال آتا ہی کہ ساعت بساعت یہ فساد ترقی کرتا جائیگا اور اس وبال مین تو آخ
گرفتار نکال ہوگا بموجب اس مصرعہ کے مصرعہ خون اکثر بیگنا ہون کا گریبان گیر
مناسب اسکے مولف نے بھی کہا ہی بیت خون بہاویگا کسی کا جو کوئی تلوار سے
وہ بھی مارا جائیگا آخر اُسی تلوار سے + اور مین بہ یقین جانتا ہون کہ جب اجل

تیرے اس فساد سے آگاہی پائینگے تو کوئی تجھے معذور نہ رکھیگا اور نہ تیری مددگاری کریگا
بلکہ سب تیرے قتل پر متفق ہونگے اب اس بات کے معلوم ہونے کے بعد تیری ہم خانگی
خلاف رائے صواب اندیش ہی قطعہ بابدان کم نشین کہ صحبت بد + گرچہ پاکی ترا پلید کند +
آفتاب بدین صفائی را + پارۂ ابر نا پدید کند + اب جا کسی اور سے آشنائی کر اور اسکے
بعد مجھسے امید منقطع کر کہ میں کبھی تجھسے دوستی اور صحبت نہ رکھونگا دمنہ نے کہا کہ ای برادر
مجھے اپنی صحبت سے محروم نہ رکھ اور کار گذشتہ میں زیادہ ملامت نہ کر کیونکہ کار رفتہ کا بار بار
یاد کرنا زیادہ تر ملال لاتا ہی اور لا علاج بھی ہی بلکہ شادمانی کر کہ جب دشمن اپنی تدبیر سے
مارا گیا تو کیا جگہ ملال اور ملامت کی ہی کلیلہ نے کہا کہ ای غافل ساده لوح باوجودیکہ جادۂ
مروت و دیانت سے انحراف کیا ہی اور اساس فتوت کو تیر غداری سے منہدم کیا پھر بھی
ابتک دعوی صداقت کا رکھتا ہی اور امیدوار سلامت و عافیت کا ہی یہ نہیں جانتا ہی کہ
کوئی منتقم حقیقی بھی ہی دمنہ نے کہا کہ میں شامت خیانت اور حیلہ و مکر کی آفت سے
بے خبر نہیں ہوں اور قباحت سخن چینی کی اور نقصان فتنہ پردازی کے مجھسے پوشیده
نہیں ہیں مگر کثرت حسد اور حب جاہ کا مجھپر ایسا غلبہ ہوا کہ یہ عمل مجھسے وقوع میں آیا
اب اسکا کچھ چارہ و تدارک میرے اختیار میں نہیں رہا ہی ہر چند پشیمان ہوتا ہوں پر
کیا ہو سکتا ہی مصرعہ چون کنم خود کرده ام خود کرده را تدبیر نیست + پلنگ یہ تمام
ماجرا سنکر شیر کی ماں کے پاس آیا اور کہا ایک راز ہی آپ سے عرض کیا چاہتا ہوں پر
شرط یہ ہی کہ عہد درست کیجیے کہ بغیر ضرورت شدید اسکا افشا نہو بعد سوگند و تاکید کے
جو کچھ گفتگو کلیلہ اور دمنہ سے سنی تھی مو بمو بیان کی اور ملامت کلیلہ کی اور اقرار
دمنہ کا مشروحا بیان کیا مادر شیر اس حادثہ کی کیفیت سنکے نہایت متاسف ہوئی
دوسرے دن موافق معمول کے شیر کے پاس آئی شیر کو نہایت غمناک پایا پوچھا کہ ای
فرزند اتنی فکر و حیرت کا سبب کیا ہی مثنوی ماه کامل تھا ہوا ہی کیون سہا +

مسرور تھا تو کیون ہی عالم کا ہ کا + کیا ہوا ہی باعث رنجیدگی + کیون ہوئی ہی اسقدر کاہیدگی
شیر نے کہا کہ میرا ملال شنزبہ کے مارنے کے سوا اور اُسکے اخلاق و آداب یاد آنے کے ورا اور
نہین ہی ہر چند یاد سے بھلاتا ہون بھولتا نہین ہی اور جبکہ صلاح کار ملک مین تامل کرتا ہون
اُسوقت اندوہ میرا بہت بڑھ جاتا ہی کہ افسوس ایسا یار غمخوار اور چاکر وفادار کہان ملیگا
مادر شیر نے کہا کہ گواہی کے واسطے اپنے دل کے برابر دوسرا اشاہد نہین ہوتا ہی اور مخو
شہریار سے ایسا پایا جاتا ہی کہ دل بادشاہ کا بیگناہی پر شنزبہ کی گواہ ہی کہ اُسکا مارا جا
برہان واضح اور یقین صادق سے نہین ہوا تو غالب ہی کہ صاحب غرض نے برخلاف رائ
غرض کر کے خون اُس بیگناہ کا کروایا ہی کہ جس سے ہر ساعت ندامت تازہ اور اندوہ بے اند
ہوتا ہی اسی واسطے عقلا نے کہا ہی کہ توسن غضب لجام شکیبائی و تامل سے ایسی جگہ ر
ضرور ہی تا کہ داب ندامت مین نہ پڑے شیر نے کہا ای مادر جو کچھ فرمایا تو نے بجا ہی اس کام مین
میں النفس امارہ عقل پر غلبہ کر گیا اور آتش غضب نے خرمن حلم کو جلا دیا اور اب تدارک
محال ہو گیا اسوا اے صبر کے کچھ چارہ نہ رہا لیکن بڑا رنج یہ ہی کہ ہمیشہ کو مین ہدف تیر ملامت
اور قرعہ بیوفائی کا دائمی میرے نام پر مارا جائیگا لیکن اب جو مین یہ کاوکاو کاوکے
کرتا ہون سبب اسکا یہ ہی کہ بے جرمی گاو کی دلیل روشن سے سب پر ثابت کر کے انتقام
تا کچھ تو بدنامی میری کم ہو اور شنزبہ کہ بہ صفات حمیدہ متصف تھا اور بے جرم مارا گیا اس سے
زیادہ کیا ندامت ہو گی لیکن کیا کرون کہ اب کچھ بن نہین آتا ہی لہذا چاہتا ہون کہ اسکی
تحقیق مین کوشش تمام صرف کرون بعد تحقیق البتہ کوئی صورت تسکین کی نکل آئیگی
ورنہ اس رنج سے جینا میرا دشوار ہی اور اگر آپ نے کچھ اس امر مین سنا ہو یا دریافت
کیا ہو تو مجھے آگاہ فرمائیے مادر شیر نے کہا **بیت** دل ہمارا ہی خزانہ گوہر اسرار کا
ضبط لیکن قفل ہی اپنے لب اظہار کا + بات سُنی ہی مین نے مگر اظہار اُسکا جائز نہین
اور کنہ اس بات کی معلوم ہی لاکن افشا اُسکا روا نہین ہی کسواسطے کہ تیرے بعض مقربین

۱؎ اخلاق ناصری ... مطبع ... بمبئی ۱۲۹۰

اسکے کتمان مین مبالغہ کیا ہی بموجب مثل عرب کے قلوب الاحرار قبور الاسرار لمولفہ
بیت عیب گوئی پیشہ مردان دانشور نہین + عیب پوشی سے کوئی پوشاک
زیبا تر نہین + بادشاہ کو معلوم ہی کہ نقض عہد اور افشاے راز کتنا بڑا عیب ہی
اور حکمانے کس درجہ اسکے اجتناب مین تاکید کی ہی اگرچہ موانع نہوتے تو مفصل مین بیان کرتی
اور سبب اندوہ فرزند ارجمند کے دل سے دور کردیتی مگر مجبور ہون کہ خلاف عہد نہین ہو سکتا ہی
شیر نے کہا کہ فی الحقیقت تاکید حکما کی اسی طرح ہی مگر جسکے افشا مین مصلحت کلی اور نفع عام
ہو اُسمین حکم بھی دیا ہی بلکہ یہ وہی جگہہ ہی کہ اگر کوئی کسی کی جان کا قصد ناحق کرے اور
قسم شدید تاکید کرے کہ افشا اُسکا نہ کرنا اور سامع اُس بیگناہ کے حفظ نفس کے واسطے
آگاہ کر دے تا وہ حفاظت اپنی کرے ہرگز شریعت اُسسے ماخوذ نہ کریگی اور
خداے کریم کے نزدیک بھی گنہگار نہوگا اور کہنے والے نے جو اُسمین بے محل اتنی تاکید کی ہی
تو تعجب نہین ہی کہ اس امر مین اُسکی بھی شرکت ہو اور معلوم ہوتا ہی کہ منظہر جانتا ہی کہ
اسکے اظہار مین میرے واسطے بھی قباحت ہی اور اس صورت مین ظاہر ہونے کے وقت مین
بچ جاؤنگا کہ مین نے تو پہلے مادر شیر سے کہدیا تھا والا اگر وہ خیرخواہ ہمارا ہی تو اسے کیا جگہہ
ملاحظہ کی ہی کہ مین مبتلا ہون اور وہ حفاظت راز غیر کرتا ہی بھلا یہ کیسی حفاظت ہی
ماں سے کہدے اور بیٹے سے پردہ کرے امیدوار شفقت ہون کہ مجھے اس راز
آگاہی دیجیے اور جو مصلحت اسمین ہو وہ فرمائیے کہ اُس سے تجاوز نہ کرونگا بیت
رازے بمیان آر کہ ما محرم رازیم + بگذر ز سر ناز کہ ما اہل نیازیم + مادر شیر نے کہا کہ جو اشارت
تو نے فرمائی بنہایت ستودہ اور یہ بات تیری نہایت پسندیدہ ہی مگر اظہار اسرار کا دو سبب
سے ہی ایک تو دشمنی اُس شخص کی کہ جسنے امین سمجھکر کے کسی کو محرم راز کیا اور دوسرے
بدگمانی لوگون کی کہ ایسے شخص کو سبکی اور بے دیانتی کے ساتھ مشہور کرتے ہین اور
اسکے بعد کوئی اُس سے بات نہین کہتا ہی اور دوستون کی نظر مین مردود اور مطعون

خلائق ہوتا ہی بیت زپنہان کردن رازم جگر چندان کہ مے سوزد + زبیم دشمنان
بیوستہ مُہرے بردہن دارم + اور حکما کا قول ہی کہ جسنے سِر کو ہاتھ سے دیا سر ا
کھویا مصرعہ خواہی کہ سر بجا بود سر بجا دار + مگر فرزند ارجمند نے قصہ رکابدار
کیا نہین سُنا ہی کہ افشاے راز بادشاہ مین جرأت کی پھر آخر سر اپنا کھویا
کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا حکایت مادر شیر نے کہا کہ ایام ماضی مین ایک بادشا
تخت سلطنت کو زیور عدل سے آراستہ کیا تھا اور شعاع الطاف اُسکی
اطراف ممالکت مین تابان تھی ایک روز بادشاہ شکار کو گیا جب مرغزار کے قریب
پہونچا ہر ایک تدبیر شکار مین مشغول تھا بادشاہ نے اپنے رکابدار سے کہا
تو میرے ساتھ گھوڑا دوڑا رکابدار نے بادشاہ کے فرمانے سے گھوڑا دوڑایا جبکہ
نکل گئے بادشاہ نے باگ روکی اور کہا کہ ای رکابدار غرض میری گھوڑا دوڑانے سے یہ تھی
کہ ایک بات میرے دل مین آئی ہی سو تجھسے کہون کہ سوا تیرے اعتماد میرا اور پر نہین
پر شرط یہ ہی کہ ہرگز کبھی زبان پر نہ لانا رکابدار نے زمین ادب کو بوسہ دیا اور کہا کہ اگرچہ
ناچیز قابلیت اسکی نہین رکھتا ہی کہ شہریار راز اپنا مجھسے فرمائے لیکن آفتاب سلطنت
اس ذرہ بے مقدار پر پرتو افگن ہی تو اس راز کو جان سے بھی زیادہ عزیز رکھونگا اور نسیم
صبا بھی کبھی اُسکی بو نہ پائیگی لمولفہ بیت جان جسطرح سے رہتی ہی بدن مین نہان
اسطرح سے مین تیرے راز کو رکھونگا نہان + بادشاہ نے اُسکو آفرین کی اور کہا کہ مین
اپنے بھائی سے نہایت اندیشہ ناک رہتا ہون اور یقین جانتا ہون کہ وہ قابو پاکے کبھی
میرے قتل مین کمی نہ کریگا سو مین نے بھی یہی صلاح اولی سمجھی ہی کہ پہلے اُسکے قابو پانے
اُسے راہ عدم دکھاؤن اور اس غم غصے سے دل اپنا خالی کرون تو خبردار رہ اور ہمیشہ
میری محافظت میں سرگرم رہا کر اور جویا اُسکی مصلحت کا در پردہ رہا کر کہ اپنی جگہ وہ کیا تدبیر
کرتا ہی رکابدار آداب خدمت بجالایا اور نہایت تاکید و سوگند سے اس راز کے اخفا

عدہ کیا ہنوز منزل کو نہ پہونچا تھا کہ رکابدار کے دل مین بیوفائی نے راہ کی اور کفران نعمت کا
خیال بندھا **نظم** دل بمہر مردمان کم نہ کہ در گلزار دہر + بوے یاری و وفا در ہیچ ہمدم یافت
نیست + راز با دل گفتم و بسیار خوردم خون ازو + کاشکے دانستمے اول کہ محرم یافت نیست +
رکابدار منزل پر پہونچ کر بادشاہ کے بھائی کے پاس پوشیدہ حاضر ہوا اور اُس راز کو مو بمو
بیان کیا برادر شاہ نے اُسے انعام دیا اور وعدہ ہاے بسیار سے امیدوار کیا اسکے بعد نہایت
ہوشیاری سے اپنے آپکو بچاتا رہا ایک دن موقع وقت کا پاکے برادر بزرگ کو قتل کیا اور آپ
تخت سلطنت پر بیٹھا اول حکم یہ دیا کہ اُس رکابدار کو قتل کرو اُسنے زبان زاری کھولی
اور کہا کہ ای بادشاہ میرا گناہ آپکی خیر خواہی کے سوا اور کیا ہی اور جو مین نے کیا اُسکی جزا کیا ہی
بادشاہ نے کہا راز فاش کرنے کے برابر کون گناہ ہوگا اور میرے بھائی نے سب ملازمون مین
تجھے اختصاص دیا اور اپنا محرم راز بنایا اُسکا بدلا یہی تھا کہ تو نے اُسکا راز فاش کر کے
اُسے میرے ہاتھ سے قتل کروایا مجھے تجھپر کیونکر اعتماد آئے **ع** از ہمدم بیوفا جدائی خوشتر +
ہر چند رکابدار نے عذر پیش کیے کوئی کام نہ آیا آخر کار اُس بیوفا کا سر تن سے جدا ہوا
فائدہ اس مثل سے یہ ہی کہ فاش کرنا راز کا سوا ضرر کے کبھی سود بخش نہین ہوتا ہی شیر نے
کہا کہ ای مادر مہربان اگر وہ اظہار کرنے والا رازدار ہوتا تو تجھسے یہ راز کیونکر کہتا جبکہ وہ خود
متحمل اس رازداری کا نہوا پھر دوسرے سے توقع رازداری کی کیون رکھتا ہی بلکہ اُسکی
غرض یہی ہی کہ یہ راز مخفی نہ رہے والا وجہ کیا تھی کہ غیر سے وہ کہتا اور مجھمین تجھمین کہ جدائی
ممکن نہین ہی یون اظہار راز کرتا پر جانتا ہوگا کہ مان اپنے بیٹے کا رنج اور ہلاکت کیونکر
گوارا کریگی لہذا اُسنے تجھسے ظاہر کیا بلکہ شعر مولف اکا اُسکا گواہ ہی **بیت** گر سکا جب
دو نہ وہ اخفاے راز + غیر سے کیا شکوہ افشاے راز + اب توقع اس بات کا ہی
اظہار مین امر حق کے عند اللہ اور عند الحق بھی مضائقہ نہین ہی پھر جو کچھ حق ہی اُسکے
اظہار مین مجھپر کیون احسان نہین فرماتی ہی کہ یہ بار غم میرے دل سے دور ہو

اور اگر اُسکی تفصیل مین کچھ مضائقہ ہو تو مجمل ارشاد کر اور اگر تصریح مین بیان کر
نزدیک منع ہی بارے اشارے سے دریغ نہ رکھ مادر شیر نے کہا بشرطیکہ وہ بد کردار
فتنہ برانگیختہ کیا ہوا جسکا ہی سزا کو پہونچے اور جمال عفو اُسکے دیدۂ بیباک کو کہ راہ صد
وصفا مین دانستہ نابینا بنا ہی دکھایا نہ چاہیے اور شفاعت کسی کی اُسکے حق مین
قبول نہ فرمائیے تو مین کچھ کچھ بیان کرون ہر چند فضیلت عفو مین علماے دین
اور عارفان معارف حق الیقین نے مبالغہ بہت فرمایا ہی مگر ایسے شخص کے حق
کہ جسکا فساد باعث خون ریزی ناحق اور موجب تذلیل سلطنت ہو عقوبت بہ
عفو سے اور ایسے گناہ کے مقابلے مین کہ جسکی مضرت بادشاہ کے نفس پر عا
اور لوث بد عہدی اور خیانت مین متہم ہو اگر انتقام نہ کیا جائے تو مفسدون
دلیری کا باعث ہی اور ستمگارون کی قوت وجرأت کا موجب ہوتا ہی پس زنہار
اور اغماض کی جگہ نہین ہی کہ نصّ قاطع سے معلوم ہوا ہی کہ وَلَکُم فِی الْقِصَاصِ ح
اسلیے اُسکا تدارک واجب ہی شیر نے کہا جو کچھ فرمایا تو نے بجان قبول ہی مادر شیر
کہا کہ وہ دمنہ تمام بد انجام ہی کہ مرتکب اس امر قبیح کا ہوا اور بادشاہ پر اُسکا د
اثر کر گیا شیر نے کہا کہ جانا مین نے کل اسکا تدارک مناسب کیا جائیگا مادر شیر نے ا
منزل کو رجوع کی شیر نے بعد تامل بسیار احضار ارکان دولت کو حکم دیا حسب الحکم شاہ
سب ارکان دولت دوسرے دن حاضر ہوے اور مادر شیر بھی تشریف لائی اور دمنہ بھی
دمنہ نے فراست سے جانا کہ در بلا کھلا اور راہ رہائی بند ہی تجاہل عارفانہ کرکے ایک خو
محفل سے پوچھا کہ اس جماعت کے اجتماع کا سبب کیا ہی اور کون بات حادث ہوئی
کہ بادشاہ متغیر مزاج ہی مادر شیر نے سوال دمنہ کا سنکر آواز بلند کہا کہ بادشاہ کو تیری زندگا
متغیر کیا ہی اور تو نے کہ ایسے رفیق جان نثار کے حق مین خیانت کی تھی پردہ اُسکا اُٹھ گیا
اب بادشاہ چاہتا ہی کہ ایک دم تجھے زندہ نہ چھوڑے دمنہ نے کہا کہ بزرگان متقدمین

وہی دقیقہ دقائق عالم سے باقی نہین رکھا ہی کہ متاخرین کے واسطے روشن نہ کردیا ہو ایک
انکے سخنان حکمت آمیز سے یہ ہی کہ جو شخص بادشاہ کی خدمت مین ملجہت اور یکرو ہوتا ہی
بلند پایۂ تقرب کو پہونچ جاتا ہی مگر سب ارباب بتقتضاے حسد سے اُسکے دشمن ہو جاتے ہین
اور اپنے مطالب کے واسطے گو نقصان بادشاہ کا آئین مقصود ہو پر چاہتے ہین کہ ہزار حیلے سے
اسے خراب کرین اسلیے اکثر افترا اُسکے حق مین تجویز کیا کرتے ہین بموجب مثل عرب کے
والمخلصون علی خطر عظیم اسی واسطے اہل حقیقت پشت بدیوار اور رو بہ پروردگار
رکھتے ہین اور اس دنیاے ناپائدار پر نفرین کرتے ہین اور خدمت خلق اور عبادت خالق مین
مصروف رہتے ہین مگر خداے کریم کو غفلت اور ظلم ہرگز پسند نہین ہی اور کبھی جزا
بدی کی نیکی اور عوض نیکی کا بدی نہین ہوا ہی اور بادشاہون کے حق مین عدل سے کوئی
عمل بہتر نہین ہی مگر کمیاب ہی بیشتر کام حکام کے بانواع تفاوت صفات خالق سے برخلاف
ہوتے ہین کیونکہ کبھی مجرمان لازم العقوبت کو مخلصون کی طرح سرفرازی دیتے ہین اور
کبھی بیگناہان واجب الرعایت کو خائنون کے مانند عذاب جانکاہ سے مواخذہ کرتے ہین
بقول سعدی علیہ الرحمۃ یعنی گاہے بسلامے برنجند وگاہے بدشنامے خلعت دہند کسیلیے
کہ ہوا انکے حال پر مستولی ہی اور خطا انکے افعال مین غالب اور خیر و شر انکی نظر مین یکسان ہی
اور نفع و ضرر انکی نگاہ مین برابر بعض اوقات اگر کوئی خزانہ روے زمین کا پا انکو دے
تو احسان نہ مانینگے اور کبھی مسخرے کو دشنام پر سرفراز کرینگے لازم یہ تھا کہ مین بادشاہ کی
درگاہ سے دور رہتا بلکہ زاویۂ عزلت سے قدم باہر نہ رکھتا کہ بادشاہ کی نزدیکی آتش سوزان ہی
اگر قریب اسکے نہ جاتا تو اس سوز و گداز مین نہ پڑتا سچ یہ ہی جو کوئی کہ قدر عزلت کی نہ جانیگا
اور بادشاہ کی خدمت کو طاعت خالق پر ترجیح دیگا اُسے وہ پہونچیگا جو زاہد گوشہ نشین کو
پہونچا شیر نے کہا کہ قصہ زاہد کا کیونکر تھا حکایت دمنہ نے کہا کہ ایک زاہد
خلق دنیا سے انقطاع کر کے گوشۂ صحرا مین بیٹھ رہا تھا سوا نان کشکین اور لباس

پوستین کے کوئی خواہش نہ رکھتا تھا لمؤلفہ **نظم** تھا لباس عاریت سے اُسکو عار + دا
صحرا کو سمجھا جامہ دار + با مزہ اُسکو نہ بھاتی تھی غذا + بہ پتیان کھاتا تھا وقت اشت
تھا تنعم سے نہایت دل نفور + فقر اور فاقے سے ہوتا تھا سرور + اُس پیر مرد
صلاح و تقوے کا شہرہ تمام اُس ولایت مین مشہور ہوا اور مخلوق جوق جوق
و نزدیک سے زیارت اور حصول برکت کے واسطے آمد و شد کرنے لگی چونکہ اثر نور عبا
جبین مبین زاہد سے ساطع تھا اسلیے اعتقاد خلق اللہ کا روز بروز زیادہ
جاتا تھا ہر چند زاہد انکی آمد و شد سے کارہ تھا پر کوئی نہ مانتا تھا اور بادشاہ
ولایت کا عاقل اور باذل اور درویش دل تھا کہ رضاے الٰہی کو ہواے پادشاہی
مقدم جانتا تھا اور اقتداے اخلاق انبیا اور پیروی سیرت اولیا کا بجان خریدار
بیت سیرت پاکیزہ و خوے خوش و کردار نیک + با فقیری خوش بود با شہریاری خوش
جبکہ خبر اُس گوشہ نشین کی اُس صدر نشین سلطنت کو پہونچی بحکم نعم الامیر علی باب ا
ملازمت کو زاہد کی باخلاص تمام حاضر ہوا اور استمداد پند و اندرز چاہی زاہد
نے کہا بادشاہ اس جہان کی دو اقلیمین ہین ایک فانی کہ اُسے دنیا کہتے ہین
دوسری باقی کہ اُسکا نام عقبیٰ رکھا ہی ہمت عالی مقتضی اسکی ہی کہ سر اپنا اُ
فانی کی طرف نہ جھکائے بلکہ نظر اقلیم باقی کی طرف رکھے بادشاہ نے کہا کہ
اس سلطنت باقی کی کسطرح میسر آتی ہی زاہد نے کہا دستگیری کرنا مظلومو
اور فریاد سننا محروموں کی کہ حدیث شریف مین آیا ہی ارحم ترحم یعنی رحم کرو
رحم کیا جائے اگر بادشاہ کو آسایش آخرت چاہیے تو آسایش رعیت مین کوشش
ہیت کرینگے عیش وہی بادشاہ عقبیٰ مین + ملا ہی جسسے رعیت کو عیش دنیا مین
جبکہ زاہد نے اسطرح کا وعظ فرمایا بادشاہ کا صندوق دل جواہر موعظت
بھر گیا پس اُسی دم دست ارادت دامن زاہد مین ڈالا یعنی مرید ہوا چند

ذرے تھے کہ ایک دن بادشاہ زاہد کی خدمت مین حاضر تھا کہ ناگاہ گروہ داد خواہون کا
غیر الغیاث تا آسمان پہونچانے لگا۔ زاہد نے سب کو نزدیک بلا کر حال پوچھا اور داد
نکی شریعت کے موافق بادشاہ سے دلوائی بادشاہ صورت سے اس فیصلے کی کہ باین خوبی
اہد نے کیا نہایت خوش ہوا اور کہا کہ ای راہنما امیدوار ہون کہ فیصلے دادخواہون کے
پکی راے صواب اندیش کے موافق ہوا کرین تو بہتر ہی کہ بیشتر اہل کار غرض نفسانی سے
ر وہ تقریر مین حق کو باطل اور باطل کو حق بنا دیتے ہین اور یہ مظلمہ وزجر امیری
دن پر آئیگا کہ مین بذات خود کثرت امور سے سب جزئیات کو پہونچ نہین سکتا ہون
اہد نے اس بات کو سنکے خیال کیا کہ جو شخص کہ باعث امور خیر ہوتا ہی ثواب اسکا
رگاہ خدا سے بے نہایت پاتا ہی اگر تیری جہت سے خلق خدا راحت پائے تو یہ تکلیف
ہتر ہی راحت سے اس نیت سے کہنا بادشاہ کا قبول کیا اسکے بعد جو معاملے اور حاجتین
خلوق کی زاہد تک پہونچتی تھین اور زاہد بادشاہ سے کہتا تھا بادشاہ اُسے بطیب خاطر
قبول کرتا تھا اس صورت مین عالم عالم فیض جاری ہوا اور شہرہ عدالت بادشاہ
ور نیک دیانتی زاہد کی از ماہی تا ماہ پہونچی آخر کار انتظام اس سلطنت کا زاہد عالی مقام کے
امن مین باندھا گیا اور تصرف امور مالی و ملکی قبضۂ اختیار مین زاہد کے
روز بروز زیادہ ہونے لگا اور سوداے حب جاہ دماغ مین زاہد زہد پناہ کے دمبدم
زیادہ ہوتا گیا اور تمناے اسباب امارت نے سر زاہد کو بالین قناعت سے پھیر کے
متوجہ تاج و تخت اور غرور و نخوت کا کیا القول گویا بیت ۔ ہیچو وہ ہوا نہ کون مے حب
جاہ سے + بہکا یا اس خمار نے کسکو نہ راہ سے + یہ دنیاے فریبندہ وہ بلا ہی
کہ اسنے بہت سے شیر مردون کو اپنا صید کیا ہی اور یہ وہ زال غدار ہی کہ اکثر
رستم منشون کو مانند بیژن کے چاہ محبت مین ڈالا ہی جبکہ زاہد نے بجاے آب شور
ریاضت لقمۂ غذاے راحت نوش کیا ذوق عبادت فراموش ہوا اور حلقہ

حب الدنیا راس کل خطیئۃ کان مین پڑا اِس جان و دل سے دنیا کا حلقہ بگوش
اور بادشاہ نے بھی جبکہ تدبیر زاہد کی موافق مصلحت کے دیکھی زمام اختیار مالی و مل
دست زاہد مین سپردگی درویش کو پہلے اندیشہ ایک نان کا تھا اب غم جہان کا پیدا
اور آگے خیال ایک گلیم کا تھا اب فکر تسخیر اقلیم پیش نظر ہوئی ایک دن ایک درویش
صاحب دل کہ زاہد کی خدمت مین مدت سے فیض یاب تھا بعد عرصۂ دراز خدمت
زاہد کی استفادے کے واسطے حاضر ہوا دیکھا کہ ورع زاہد کا سراپا حب جاہ سے مبدل
ہوگیا ہی اور نور باطن سے کچھ اثر باقی نہین رہا آتش حسرت کا نون سینۂ درویش
شعلہ زن ہوئی لموئفہ بیت ہوگیا گمراہ سالک خضر فرسخ ہی کہان + مرحلہ پیما
جب تو جاہ عیسی ہی کہان + جبکہ شب کو خلق نے بالین خواب پر سر رکھا اور غو
کم ہوا درویش نے زاہد کی خدمت مین عرض کیا کہ ای مرد خدا یہ کیا حالت ہی کہ مشا
مین آئی ہی بیت گل گیا ہوے جو کانٹون سے سب باغ بھر گیا + کیا ہوگئی
فصل وہ موسم کدھر گیا + اور یہ کیا آتش حسرت ہی کہ خرمن تسکین یاران طریقت
جلاتی ہی یعنی آسایش نفس اور رضامندی رب کریم کو برباد کرکے اس بلائے بے درمان
کہ برہم زن خانمان دین اور خراب کنندۂ آرام نفس اور صدق و یقین ہی اختیار کیا
تو نے زاہد نے سُنکے زبان حیلہ سازی کھولی لیکن وہ بات کہ محک امتحان معرفت
کامل العیار ہو نہ سکی کہ قلب ملمع کاری سے زر خالص نہین ہوتا ہی درویش نے کہا کہ ای
با خدا بہر خدا انصاف کر کہ تو تو خوب جانتا ہی کہ یہ جو فرمایا تو نے سب بہانہ نفس کا ہی مگر خلا
ما فی الباب یہ ہی کہ خاطر مبارک بکلی مائل متاع دنیا ہوئی ہی اور ضمیر منیر عالی قید مال
جاہ مین مبتلا ہوکے اوج سعادت سے حضیض نکبت کا مائل ہوا ہی افسوس ہزار افسو
کہ اس جگہ پہونچ کے پھر کہان کا قصد کیا ہی اب بھی کچھ نہین گیا ہی پنجۂ فریب شیطان سے
نکل اور دامن توکل از سر نو پھر ہاتھ مین مضبوط پکڑ اور نوالۂ زہر آلود دنیا تھوک ڈال

ف۱ یعنی دنیا کی سردار سب خطاؤن کی ہی ۱۲ منہ
ملک بکسر میم ... کاف مثنوی کسوٹی ۱۲
ف۲ قلب بالفتح ... کھوٹا ۱۲
ف۳ ما فی الباب ... درمیان ... ۱۲
ف۴ ...

عیش دنیا سب غم ہی اور فرہی اسکی سب ورم ہی بموجب بیت واقف کے بیت عیش دنیا
غم بود دمنید انستم + فربہی جملہ ورم بود دمنید انستم + زاہد نے کہا کہ ای دوست غمخوار آمد و شد خلق سے میرے
دل مین کچھ تغیر نہین آیا ہی اور دل بہ یار اور دست بکار رکھتا ہون مہمان نے کہا کہ تجھے اپنے
دل سے خبر نہین ہی اس سبب سے کہ حب جاہ شراب بیہوشی ہی وہ اسقدر تجھے پلائی ہی کہ چشم
بصیرت بالکل جاتی رہی اور جبکہ آنکھین تیری سرمۂ قابض ارواح سے روشن ہونگی اوسوقت پھر پشیمانی
فائدہ نہ بخشیگی اس قطعہ پر میرے نظر کر قطعہ دنیا کی نہ کر تو خواستگاری + اس سے کبھی بہرہ ور
ہوگا + آخانہ خرابی اپنی ست کر + قحبہ ہی یہ اس سے گھر نہوگا + اور یہ مثل تیری ای زاہد اُس
بینا کی ہی کہ کوڑے اور سانپ مین کچھ فرق نہ کیا اور کہنا بھی کسی کا نہ مانا آخر اُسی باعث سے
ہلاک ہوا زاہد نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا حکایت کہا کہتے ہین ایک نابینا ایک بینا کے ساتھ
ہمسفر ہوا ایک شب صحرا مین مقام کیا جبکہ طیاری کوچ کی ہوئی نابینا اپنا کوڑا ڈھونڈھنے لگا
اتفاقا ایک سانپ پڑا ہوا سوتا تھا اندھا سمجھا کہ یہ کوڑا ریشم کا بنایا ہوا مجھے مفت ملیگا
بہت خوش ہوا اور سوار ہو کر چلا جبکہ صبح ہوئی اور آفتاب نکلا اُسوقت اُس آنکھ والے نے
دیکھا کہ اندھے کے ہاتھ مین سانپ ہی چلایا کہ ای اندھے تیرے ہاتھ مین سانپ ہی زہرناک
پھینکدے ورنہ کاٹ کھائیگا اندھے نے بدگمانی کی کہ یہ کوڑا بیش قیمتی ہی یہ ہمراہی میرا
چاہتا ہی کہ اس حیلے سے اگر پھینک دے تو مین اُٹھالون اندھا بولا کہ ای رفیق کوڑا میرا گم ہوا تھا
اللہ تعالی نے اُس سے بہتر کوڑا اب مجھے بخشا ہی اگر نصیب تیرا یاری کریگا تو تجھے بھی ملجائیگا
تیری نیت ہی کہ میرے کوڑے پر کرتا ہی اور مین ایسا احمق نہین ہون کہ تیرے دم دینے سے
ایسا کوڑا پھینکدون مرد بینا ہنسا اور کہا کہ ای برادر حق ہمراہی کا یہی ہی کہ مین چاہتا ہون
یہ سانپ تجھے ہلاک نہ کرے نابینا آزردہ ہوا اور کہا کہ یہ صاف بدنیتی ہی کہ کوڑا میرا
اس حیلے سے لیا چاہتا ہی یہ سودا اسے خام سر سے نکال ڈال کہ مین دھوکا نہین کھانے کا
ہرچند اُسنے مبالغہ کیا نابینا نے نہ مانا آخر جب آفتاب بلند ہوا اور ہوا گرم ہوئی اور مار برف زدہ

حکایت بینا و نابینا

تابش آفتاب سے ہوش مین آیا اور افسردگی اُسکی رفع ہوئی دیکھا کہ مین ایک شخص کے
ہاتھ مین ہون اور وہ ہر بار ہاتھ سے ملتا ہی یکبارگی سانپ اُسکے ہاتھ مین لپٹ گیا اور
کمال غضب سے دانت مارا فوراً نابینا ہلاک ہوگیا یہ مثل اسلیے لایا ہون مین کہ تو اس دنیا پر
فریفتہ نہو اور اسکی محبت کو دل مین جگہ نہ دے کہ زخم اسکا مار سیاہ سے بہت زیادہ ہی
زاہد کلام درویش کا سُنکے سمجھا کہ واقعی یہ مرد باخدا سچ کہتا ہی اس ندامت سے رونا
شروع کیا اور دولت گم گشتہ پر کہ حب جاہ جانکاہ سے برباد ہوئی تھی ہزار افسوس سے
دست تاسف ملتا تھا اور تمام شب مانند شمع و پروانے کے گریان و سوزان رہا جسدم
کہ زاہد سپیدہ پوش صبح نے سجادہ آفتاب محراب مشرق مین بچھایا خلائق نے اپنی
عادت کے موافق زاہد کے دروازے پر ہجوم کیا اور ہر ایک نے حسب عادت زبان ثنا
و وصف کھولی اور شیطان نے پھر افسون تازہ دم کیا اور راز سر نو باد نخوت نے انفاس
ہر دم سے حرکت پاکے دماغ زاہد مین سرایت کی زاہد کو پند درویش و ندامت شبینہ نسیاً منسیاً
ہوگئی بموجب اس شعر کے بیت روز کہتا ہون نہونگا کل سے مین رسوائے عشق ہر سحر
ہوتا ہی دونا جوشش پر سودائے عشق + القصہ زاہد بدستور سابق اپنے کام مین مشغول ہو
اور شدہ شدہ جمیع امور سلطنت مین دخل کلی کیا یعنی سب امرا اور وزرا کو اُنکے عہدے سے
معزول کر دیا اور مقدمات عدالت مین بھی نفسانیت غالب ہوئی اور باب رشوت
بھی بخوبی وا ہوا حتے کہ ایک شخص کو ناحق زاہد نے حکم قتل کا دیا اُس شخص کے
قتل ہونے کے بعد اُسکے ورثہ حضور بادشاہی مین مستغیث ہوے کہ زاہد نے
ناحق فلانے کو قتل کیا شرعاً ہمین قصاص زاہد پر پہونچتا ہی بادشاہ نے اُنکا معاملہ
دار القضا مین سپرد کیا بعد تحقیق حق قاضی نے حکم دیا کہ زاہد کو قصاص مقتول مین
گردن مارین چنانچہ زاہد اُسکے قصاص مین مارا گیا یہ مثل اسواسطے وارد کی ہی کہ
مین سمجھ اپنا مہر اب طاعت خدا سے پیچیدہ کرکے آستانہ بادشاہی پر رجوع لایا

ر گردن کو فرمان پروردگار عالم سے کھینچ کر جانب سریر شاہی جھکایا اب جو بلا کہ تجویز
ئی اُسکے سزاوار ہون مین دمنہ نے جب کہ کلام فقانت انجام تمام کیا ملازمان
ریر سلطنت اُسکی فصاحت لسانی پر متحیر ہوئے اور شیر نے سر اپنا جھکا لیا اور
ران تھا کہ کیا کرون اسکے بعد کہا کہ کوئی دمنہ کو جواب دے سیاہ گوش نے کہ سب مصاحبان
شاہی مین اختصاص رکھتا تھا منھ دمنہ کی طرف پھیرا اور کہا کہ تو نے یہ مذمت
شاہ کی ملازمت کی بیان کی کہ جسکی بدولت افتادۂ خاک فلک الافلاک کو پہونچا
عا تیری نہ تھی کہ کلام واہی اور دور از ادب زبان پر لائے آگاہ ہوا ای دمنہ ایک ساعت
بادشاہ کی کہ جو عدل و داد اور رعیت پروری مین گذرے تو اورون کی ایک سال کی
دت کے برابر ہی اور اکثر سجادہ نشینان محراب زہد و طاعت اور تاجداران کشف و کرامات نے
مت بادشاہ کی اسی واسطے اختیار کی ہی کہ ملازمت کو نصف سلوک کہتے ہین کہ
سازی ستم رسیدون کی اور سارگاری محنت کشیدون کی بہترین عبادت سے ہی
اسپر حکایت پیر روشن ضمیر کی شاہد ہی دمنہ نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت**
کہتے ہین کہ شہر فارس مین ایک شخص تھا کہ اُسے پیر روشن ضمیر کہتے تھے اور طنطنہ
کی ولایت و کرامت کا قاف سے تا قاف پہونچا تھا ایک روز درویش سیاح
راء النہر سے عزیمت احرام حریم زاہد باندھ کر با مشقت بسیار نواحی پارس مین پہونچا
بعد قطع بادیۂ حرمان منزل امن و امان زاہد مین نزول کیا اور بصد ادب خاک آستان
کو بوسہ دیا اور خادم خانقاہ سے کہا کہ مین مسافت بعید سے حاضر ہوا ہون میرا
عرض کر دو خادم نے کہا کہ ای درویش اندکے صبر کر کہ شیخ بادشاہ کی ملازمت کے واسطے
ہو آنے کے بعد تیرا حال عرض کیا جائیگا اُس درویش نے افسوس کیا کہ مین نے
ت اپنی اوقات برباد کی اور اتنا رنج راہ کھینچا وائے اُس فقیر پر کہ جو بادشاہ کی ملازمت کو
ے اور اغنیا کی صحبت کا مائل ہو اُس سے کیا فائدہ ملیگا اور مطلب دینی

ایسے دنیا دوست سے کیا حاصل ہوگا فقیر وہ ہی جسنے اس شعر پر گویا کے عمل کیا
بیت چھوڑ دنیا کر قناعت بیٹھ کنج فقر مین + خاک ست سر پر اُڑا ظل ہما کے وا
اسکے بعد خانقاہ سے نکلا اور بازار کی طرف روانہ ہوا اور ہزار ندامت سے اپنی محن
رائگان پر متاسف چلا جاتا تھا کہ ناگاہ کوتوال شہر کی آنکھ اُسپر پڑی قضا
دزد قیدی اُسی شب زندان سے بھاگا تھا اور اس شخص سے اشتبہ تھا کوتوال س
دزد گریختہ سمجھ کر گرفتار کیا اور سیاست گاہ مین بھیجا اور حکم دیا کہ ہاتھ اسکا کاٹ
ہر چند یہ عذر کرتا تھا اور اپنا آنا راہ دور و دراز سے اور وارد ہونا خانقا
درویش مین بیان کرتا تھا کوتوال کب مانتا تھا آخر جلاد نے تیغ آبدار اُس درویش
ہاتھ پر رکھی قریب تھا کہ پنجہ دست بند سے جدا کر ڈالے کہ پیر روشن ضمیر یک ناگ
اُس محکمے مین پہونچا اور صورت حال دریافت کر کے کوتوال سے کہا کہ یہ درویش
ہمارے خانقاہ کا ہی جس شبہہ سے تم اسے متہم کرتے ہو یہ تمہاری خطا ہی ہرگز اس
دست سیاست دراز نہ کرنا کوتوال نے سُم مرکب شیخ کو بوسہ دیا اور فرمانا اُس
قبول کیا درویش ظلم کوتوال اور دست ستم جلاد سے نجات پا کے شیخ کے ہمراہ رکاب
اثنائے راہ مین شیخ نے دوش پر درویش کے ہاتھ رکھ کے آہستہ سے کہ
کہ ای برادر بدگمانی فقرا کے حق مین مناسب نہین ہوتی ہی اگر مین ملازمت بادشاہ
اختیار نہ کرتا تو تجھسے مظلومون کو کیونکر ظالمون کے ہاتھ سے رہائی ملتی درویش سمجھ
کہ خیال میرا محض نفسانیت اور غلبۂ شیطانی سے تھا واقعی یہ ہی کہ جو فعل اہل کمال س
وجود مین آتا ہی خالی فائدے سے نہین ہوتا ہی کسواسطے کہ ارادۂ درویش ارادۂ خدا
فانی ہوجاتا ہی جو چیز کہ اُس سے صادر ہوتی ہی ارادت اللہ کے موافق سرزد ہوتی ہی اگر چ
ظاہر اُسکا خلاف عقل اور طبع کے ہو خالی از مصلحت نہین ہوتا ہی مثنوی مولانا روم
علیہ الرحمتہ مین ہی اشعار آن پسر را کش خضر ببرید حلق + سر آن را در نیابد عام خلق

دروں بحر کشتی را شکست + صد درستی در شکست خضر ہست + چون شکستہ بند
دست او + پس رفو باشد یقین اشکست او + کالے گر خاک گیر د زر شود + ناقص ا
بر د خاکستر بود + غرض اس مثل کے ایراد سے یہ ہی کہ بزرگان دین ملازمت
سلاطین جو اختیار کرتے ہین اور مکروہات درگاہ ملوک سے عار نہین رکھتے یہی سبب ہی
جو پر بیان ہو چکا دمنہ نے کہا کہ جو کچھ فرمایا تو نے سچا ہی اکابر خدمت ملوک مین جو تقرب
ڈھونڈھتے ہین تو بنا اُسکی ایک مصلحت پر ہوتی ہی اور بغیر الہام آلہی کے کسی امر کو شروع
نہین کرتے ہین اور کوئی غرض نفسانی اُنہین آمیزش نہین پاتی ہی اور جو کوئی کہ اس سیرت پر ہو
جو کچھ کرے یا کہے کسی کی طاقت نہین ہی کہ اُسپر اعتراض کرے ولیکن ہمارے امثال
اس پایہ کو کہان پہونچتے ہین اور یہ جو تو نے کہا کہ بادشاہ ظل اللہ ہوتے ہین یہ بھی
ظاہر ہی مگر وہ بادشاہ کہ اُنکے کام راہ خدا سے نزدیک ہون اور طریق باطل سے دور
کسی کو بغرض نفسانی عفو کرین اور نہ بے محل عقوبت فرمائین کمیاب ہین اور پسندیدہ
اخلاق شہریاری یہ ہی کہ ملازمان ستودہ خصال کو عزیز رکھین اور غدارون اور بیوفاؤن کو
خوار و ذلیل کرین مادر شیر نے کہا کہ ای دمنہ یہ جو تو نے کہا سب درست ہی لیکن قصہ تیرا
برعکس اس قول کے پایا جاتا ہی کسواسطے کہ مجموع اعضائے بارگاہ بادشاہی اسپر متفق ہین
کہ شنزبہ ملازمان بادشاہی مین پسندیدہ صورت اور سیرت خیرخواہ اور صواب اندیش
درست تھا سو تیری آتش فساد سے اُسکا خرمن ہستی جل گیا بلکہ تیری فساد انگیزی سے
بادشاہ کی بنیاد وفاداری منہدم ہو گئی بیت آتشے برفروختی زحسد + عالمی را بسوختی
زحسد + لمولفہ بیت حسد کی آگ کو کیا اشتعال ور کیا تو نے + برنگ کاہ جہان کو
جلا دیا تو نے + دمنہ نے کہا کہ ضمیر منیر عالی سے پوشیدہ نہین اور حاضر حضور بھی سب
جانتے ہین کہ مجھمین اور شنزبہ مین کوئی منازعت نہ تھی اور اُسکو باوجود دست قدرت
میرے ساتھ بجز شفقت اور عال نہ پایا جاتا تھا اور مین بھی بادشاہ کی نظر مین

ایسا خوار و ذلیل نہ تھا کہ اُسکی حشمت پر حسد لیجاتا لیکن جو بات کہ مین نے سُنی
اُس سے بادشاہ کو آگاہ کیا اور بادشاہ نے بھی اُسکے آثار بچشم خود مشاہدہ
اور مجھپر واجب تھا کہ جسمین خیر خواہی بادشاہ کی ہو اُسے ظاہر کرون تا بار نمک میر
گردن پر نہ رہ جاوے اور جو کچھ مین نے بیان کیا بادشاہ نے خود اُسے تحقیق کیا
صدق سخن میرا براہان قاطع سے ملاحظہ کرکے اپنی راے کے موافق کام کیا او
شخص کہ شنزبہ کی اس خیانت مین شریک تھے اُنھین اندیشہ پیدا ہوا ہی کہ م
یون ہی ہمارا بھی راز تحقیق کرکے بیان کردے تو قباحت ہو سو وہ لقدم بالحفظ
کرتے ہین اور بلاشک جب تک میرے دم مین دم ہی امر خیر خواہی مین دریغ نہ کرونگا کہ حق
میری گردن پر ہی گو اسمین جان جائے یا رہے اب انصاف اسکا بادشاہ کے ہا
اور الحق ہر ایک بات بھی سچ ہی اس صورت مین کب مین کسی کو بھلا معلوم ہونگا پلید
جس جس سے راست بولا وہ مجھسے کج ہوا ہی خاموش ہو تو ای دل سچ بولنا برا ہ
اور مین یہ جانتا تھا کہ اہل نفاق میرے قتل پر اتفاق کرینگے پر مجھے یہ یقین نہ تھ
مکافات خیر خواہی اور نتیجہ خدمت گزاری یہ ہوگا کہ میری بقا بادشاہ کو متردد
رکھیگی جبکہ دمنہ نے یہ بات یہان تک پہونچائی اور شام قریب آئی بادشاہ نے حک
کہ دمنہ کو دار القضا مین سپرد کرو تا قاضی اسکا حال دریافت کرے کہ احکام سیاس
مین جب تک شرائط شرعی تمام نہونگے کچھ حکم نہ کیا جائیگا دمنہ نے کہا کون حاکم ر
بادشاہ سے زیادہ ہی اور کون قاضی عادل شہریار سے بالاتر ہی بحمد اللہ کہ ضمیر
بادشاہ آئینہ سی باصفا بلکہ جام جہان نما کہ صورت حال ہر بلا زم و رہا کی اُسمین ہوید
رباعی سو دارا با عجمی ایوان عدالت مین تمھارے پاشاہ + ہی ظلم کو کیا دخل عیاذاً با
شیشے کا اگر طاق سے رپٹے ہی پائون + پتھر سے نکلتی ہی صدا بسم اللہ + آ
یقین آتا جاتا ہون کہ کشف شبہات اور رفع حجاب مین کوئی چیز برابر فراس

بادشاہ جم جاہ کے نہین ہی اگر خود شہریار بنفس نفیس برلے جہان آرا کو قاضی میرے حال کا فرمائے
تو کذب اور صدق میرا مانند صبح صادق کے روشن ہو جائے حافظ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی بیت عرض حاجت
در حریم حضرتت محتاج نیست + راز کس مخفی نماند بر فروغ رای تو + شیر نے کہا کہ ای دمنہ اندیشہ نہ کر
کہ اس مہم مین جستجو تمام کیجائیگی اور تحقیق اس کام کی اسطرح پر کہ زیادتی اُس سے متصور نہو
عمل مین آئیگی نظم خدا اگر نیگے ہم اسطرح حق و باطل کو + کہ جیسے دودھ سے مکھی نکال لیتے ہین +
نکال لیتے ہین جسطرح عطر پھولون سے + ہر ایک بات کا ہم جی نکال لیتے ہین + دمنہ نے کہا کہ مین
بیگناہی کے سبب مبالغے مین اہتمام زیادہ کرتا ہون اور یہ بھی جانتا ہون کہ اس
تحقیق سے اخلاص میرا زیادہ تر ظاہر ہوگا اگر مین اس کام مین گنہگار ہوتا تو حاضر
درگاہ شہریار نہ رہتا اور فرار اختیار کرتا بلکہ فسیروا فی الارض پڑھ کر اور اقلیم کی راہ لیتا
کہ ملک خدا تنگ نہین اور پانون بندے کا لنگ نہین ہی شیر کی مان نے کہا کہ ای دمنہ
تیرا مبالغہ فائدے سے خالی نہین ہی مگر تو زیرکی سے چاہتا ہی کہ آپکو بیگناہ کر دکھلائے
لیکن اگر کوئی اچھی طرح دریافت کریگا تو اس مضیق سے خلاصی پانا تیرا امر محال اور سودائے
باطل ہی دمنہ نے کہا کہ میرے دشمن بےشمار ہین امیدوار ہون کہ میرا کام ایسے امین کو
سپرد ہو کہ غرض اور شبہے سے پاک ہو اور جو کچھ کہ راست براست ہو حضور مین باریابان
بادشاہی کے عرض کیا کرے اور بادشاہ عالیجاہ بعد استماع بمشورہ اپنی رائے
جہان آرا کے کہ آئینہ جہان نما ہی حکم فرمائے تا مین بجرم شبہے کے مارا نہ جاؤن اور
شہریار بروز غرا خون ناحق مین مبتلا ہے یا باز خواست سلطان حقیقی نہو اور یہ مطلع
بالفعل میرے حال کے موافق ہی بیت غم نہین اسکا مجھے مین مر گیا + غم یہ ہی قاتل کا
سر پھر گیا + شیر نے کہا کہ مین نے اپنی دانست مین کسی حکم مین راہ عدل سے
انحراف نہین کیا ہی اور اب بھی ممکن نہین ہی کہ سوائے راہ عدالت اور طرف قدم
رکھون اگر پاک ہی تو بیباک رہ اور اگر یہ خیانت تجھسے صادر ہوئی ہی تو وہ جزا کہ اس

گناہ کے سزاوار ہی تیرے گناہ مین کچھی جانیگی بموجب اس مصرعہ کے مصرعہ در مزرع دہر
انچہ کاری ندروی ۔ دمنہ نے کہا کہ اس خیانت سے مجھے کچھ اندیشہ نہین کہ مین بادشاہ کی
حق شناسی سے بہت مطمئن ہون کہ اپنے انصاف عالم آرا سے مجھے محروم نہ رکھیگا کہ
اللہ تعالی نے انہے دادگستری کے لیے پیدا کیا ہی اتنے مین ایک حاضران محفل سے بولا
کہ جو کچھ کہ دمنہ کہتا ہی یہ بروجہ تعظیم بادشاہی نہین ہی بلکہ اس کلمات فریب آمیز سے
چاہتا ہی کہ اس بلا کو اپنے سر سے دفع کرے دمنہ نے کہا کون ہی مجھسے سوا میرے اور
شفیق تر اور کون ہی میری خلاصی مین میرے حق مین مہربان تر اور جو کوئی کہ اپنی
ذات کے کام مین بیچارہ ہوگا اور کے کیا کام آئیگا بیت ہوسکا جب نہ تجھسے اپنا کام
کریگا تو کیا پرایا کام ۔ اور یہ بات تیری دلیل ہی قصور فہم اور وفور جہل پر کہ مین
گفتگو مین بادشاہ کے لقمہ دیتا ہی کہ جسکی رائے جہان آرا نے لشکرہائے گران کو اپنی
فکر سے مقہور کیا اور فقط غور و تامل ضمیر منیر سے عالم کو عدل و داد سے معمور کیا و
محتاج تم ایسون کا کب ہی لاکن تم سب نے کہ جو ہوا خواہ شنزبہ کے تھے اور جو ارادہ کہ کیا تھا
وہ اقبال شاہی سے سب مٹ گیا اُسکے اندیشے مین تم سب یہان تک فتنہ آرا اور
از خود رفتہ ہو کہ آداب صحبت سلطانی بھول گئے ہو اور جو چاہتے ہو سو کہتے ہو
والا رائے بادشاہ کی بموجب اس بیت کے دلیل روشن ہی بیت جو کام تیری
عقل سے ہوا ایک آن مین ۔ وہ عمر بھر ہو نسکے سارے جہان مین ۔ ہشیار گوش
کہا کہ اس مکر و زبان آوری سے چاہتے ہو کہ زبان کو خیر خواہون کی پند سے بند کرے
یہ ممکن نہین ہی دمنہ نے کہا کہ سچ ہی وقت بندہ کا ہی شیر ملکہ محفل قبول مین پڑ سکے
اور بندگا مشکل کا ہی اگر شیح غیر دلپسند کرے مادر شیر نے کہا کہ ای غدار ہنوز امیدوار
کہ اس مکر سے اپنی رہائی دے ۔ دمنہ نے کہا کہ اگر کوئی نیکی کو بدی کے ساتھ مقابلہ کرے
اور خیر کی یاد بنفس غیر مقرر کرے تو مجبوری ہی والا دہ کا مین نے مقرر کیا ہی اور

...مدہ امانت و وفاداری بجا لایا ہون کہ اسے بادشاہ کا دل خوب جانتا ہی بعد
...سکا کوئی خائن دلیری نہ کر سکیگا اور اگر عوض اس وفا کے ستم میرے حق مین تجویز
...رینگے تو مضرت اُسکی بالا بالا نہ جائیگی کہ منتقم حقیقی موجود ہی اور اگر میرے کام مین
...بے تحقیق تعجیل کرینگے تو آخر کار پشیمانی حاصل ہوگی اور روز جزا بدلا بھی اُسکا پائینگے
...وجب ہیبت کام مین جسنے شتابی کی ہی عقل کی اُسنے خرابی کی ہی + اور جسنے
...شتابی کی فضیلت شکیبائی سے محروم رہا اور اُسسے وہ پہونچیگا جو اُس عورت
...تاب کار کو پہونچا جبکہ شیر نے یہ نکتہ سُنا پوچھا کہ یہ ماجرا کیونکر تھا حکایت
...منہ نے کہا کہ شہر کشمیر مین ایک سوداگر تھا کہ مال و متاع فراوان کا مالک اور ایک
...رکھتا تھا ہر چند کہ چشم فلک نے ایسا آفتاب نہ دیکھا تھا اور نہ چشم آئینہ
...ہر کے ایسا ماہتاب آیا تھا بیت رخے چون گل و آب گل ریختہ میان لاغر
...چشمہ انگیختہ + ہمسائے مین اُس سوداگر کے ایک نقاش تھا چرب دستی مین
...انگشت نما سے جہان اور نقشبندی مین دلپذیر اہل زمان تھا القصہ اُسکی
...رو مین اور نقاش مین عشق بہم پہونچا چشم جوان جذبہ شوق وصال مین مانند
...زار ہو ان تمام شب بیدار اور بسان ابر نیسان اشکبار رہتی تھی اور زن بازرگان کا
...یہی حال تھا کہ جذبہ شوق نے جانبین سے کشش بلا واسطہ دلالہ ایسی کی کہ یکدیگر
...واسطے بہم پہونچی اور راہ آمد و شد کی ایسا راز سے صاف ہوئی ایک دن اُس
...جوان نے نقاش سے کہا کہ تو ہمیشہ نصف شب آتا ہی اور رہ گا سے آواز اور گاہ
...سے اندر آتا ہی ... خالی نہین ہی لازم صناعی یہ ہی کہ کوئی صورت
...ایسی کر کہ ... خوف رقیب ...
اگر سے نقاش ... سیاہ طیار کی اور ...
...یان سفید بطور ماہ ... چھوڑ دین اور کہا کہ جسوقت میرے ... لانے پر

یہ علامت نظر آئے تو اپنا دروازہ کھول دینا غرض یہی راہ ہے مستقیم فیما بین قرار پائی
جسوقت کو یہ دونون آپسمین وعدہ کرتے تھے غلام نقاش پس دیوار یہ حکایت
سُنتا تھا اسیلیے بزرگون نے کہا ہی بیت لب بکشائی اگرت ہوش ہست
کز پس دیوار بسے گوش ہست ۔ چندار روز اسی طرح سے آمد و شد نقاش کی زن
سوداگر کے پاس جاری رہی ایک دن نقاش کسی کام کو گیا تھا غلام نے دختر
نقاش سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ اُس چادر کے نقش و نگار دیکھون کہ کسطرح
ہین دختر نقاش اس شعبدے سے غافل تھی اسیلیے چادر غلام کے حوالے کی غلام
وہ چادر بالاخانے سے دکھائی اُسنے دروازہ کھول دیا یہ نقاش کی وضع بناکے اُسکے
پاس چلا آیا وہ تو اشتیاق مین محو تھی اور اُس سیاہی شب مین کچھ تمیز نہ کی اور شیطان نے
پردۂ غفلت ہوش و حواس پر زن بدکارہ کے ڈال دیا کہ بلا تامل اُسکو آغوش تمنا مین
کھینچا اور غایت شوق سے فرق درمیان یار اور غیر کے نہ کیا لباس تر تلبیس سے مانند
ابلیس کے مراد اپنی حاصل کی اور بعد فراغت کا رجلد روانہ ہوا اقتضار النقاش اُسی دم
باہر سے گھر مین آیا اور چادر دوش پر ڈال کر اور بالاخانے سے دکھا کر روانہ خانۂ یار ہو
جبکہ اُس زن نے دیکھا کہ یہ ابھی گیا تھا اور ابھی پھر آیا کہا اے یار کیا چیز باعث
ہوئی کہ تو خلاف عادت ابھی گیا تھا اور پھر ابھی تشریف لایا نقاش سمجھا کہ
یہ کلام اسکا خالی سبب سے نہین ہی کچھ بہانہ کر کے فوراً وہان سے خالی پھرا اور اپنی بیٹی سے آکر
پوچھا کہ یہ چادر کوئی لیا یا نگاہ کر تجھسے لیگیا تھا اُسنے کہا کہ کوئی غیر نہین لیگیا تھا مگر اس
غلام نے تمھارے آنے سے پہلے مجھسے کہا کہ مین نے خوب اس چادر کو نہین دیکھا ہی کہ کیسے
نقش و نگار ہین مین نے غلام کو معتبر سمجھ کر حوالے کی تھی یہ بالاخانے پر لیگیا پھر تھوڑی دیر کے
بعد دے گیا نقاش نے غلام کو تعزیر معقول دی اور چادر کو جلا دیا اسکے بعد جوش
غیرت سے صحبت محبوب ترک کی اور کہا کہ اگر مین مرتکب حرام کا نہوتا تو کیون اس

بے غیرتی مین مبتلا ہوتا پس اگر وہ عورت جلدی نہ کرتی اور یار اور غیر مین تامل غور کر لیتی
تو صحبت محبوب سے کیون محروم رہتی مگر یہ شومی شتاب کاری کی تھی کہ رنج فراق مین
مبتلا ہوئی بیت چون نہال شتاب بنشانی * بر دہد میوۂ پشیمانی * یہ مثل اسواسطے عرض کی
مین نے تا بادشاہ عالم پناہ اس بے برگ و بے نوا کے حق مین تعجیل نہ فرمائے اور یہ بات
جو مین نے عرض کی خوف جان کے باعث سے نہین ہی بلکہ منشاء اسکا یہ ہی کہ تا بادشاہ
روز جزا پیش قاضی قضا میرے خون ناحق سے معرض بازخواست مین نہ پڑے والا
موت ایک خواب ہی نامرغوب اور آسایش ہی خوش اسلوب ہر چند نفس خواہان اس
شربت کا نہین ہی لیکن ساقی اجل خواہی نخواہی یہ جرعہ ہر ذی حیات کے حلق سے نیچے
اتاریگا اور خلعت کفن کہ خیاط قضا نے ہر ذی حیات کی قامت پر قطع کر رکھا ہی ہر طرح سے
پہنایا جائیگا پھر ایسے امر ناگزیر سے عاقل کو خوف کیا ہی بلکہ شادی کی جا ہی کہ منصب شہادت
مقبولون کے واسطے مقرر ہی مگر حق نمک سے دور ہی کہ ولی نعمت کو اپنی بہبود کے واسطے
رنج بے سود مین ڈالون اور اطلاع نہ کرون اسلیے عرض کرتا ہون کہ شتربہ غدار کو ایسے
اطوار خود بادشاہ نے مشاہدہ کیے تھے قتل کرکے اسقدر رنج اٹھایا اگر میرے کام مین
جلدی ہوئی تو بادشاہ اپنی غیرت عدالت سے بہت رنج اٹھائیگا کہ ایسے رفیق ناصح کو
عبث مارا اور اگر کوئی کام سرکار میرے قتل پر منحصر ہو مین طیب خاطر سے قتل اپنا قبول کرون
اور سعادت دوجہانی سمجھون مگر ایسا بندہ کہ کفایت مہمات کے لائق ہو اور ایسا چاکر کہ محل اعتبار
اور سزاوار تربیت ہو کمتر ہاتھ آتا ہی بیت سالہا باید کہ تا یک سنگ اصلی ز آفتاب * لعل
گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن * بیت [illegible] سالہا گوشۂ عالم مین بسر ہوتے ہین *
بار ور تب کہین میوون کے شجر ہوتے ہین * مادہ شیر نے دیکھا کہ زمزمہ دمنہ کا بادشاہ کے
دل مین اثر کرنے لگا اور چرب زبانی اور شیرین بیانی اسکی اس قضیے سے غافل کرنے لگی
تب شیر کی طرف پھرا اور کہا کہ اے فرزند تیری خاموشی اسپر گواہ ہی کہ سخن اور دون کے

دروغ ہین اور دروغ دمنہ کا سچ ہی اگر یہی ذہن اور ذکا اور فہم تیرا ہی تو سخن راست تجھ
اثر نکریگا اور نہ یہ باتیں اور فریب دمنہ کا تجھے از خود رفتہ بنا ئیگا **بیت** نوا ے بلبل
(سخن بیہودہ ۱۲)
آخر کجا پسند افتد + کہ گوش ہوش بمرغان ہرزہ گو داری + **ایضاً** ہندی
زمزمۂ عندلیب کے سچ ہو وہ کیا سمجھتے ہین + چند فغان کنان کو جو نغمہ سرا سمجھتے ہین
یہ کہکر باشفتگی تمام اُٹھ گئی شیر نے کہا کہ دمنہ کو مسلسل کرکے قاضی کے پاس لیجا
کہ تفحص و تحقیق قرار واقعی کرے شب کو مادر شیر پھر خلوت شیر مین آئی اور کہا کہ اے
فرزند مین ہمیشہ بو العجبی دمنہ کی سُنتی تھی اب مجھپر ثابت ہوا کہ یہ شخص اعجوبۂ زمان
اور نادرۂ دوران ہی اگر ایسا شخص مجال سخن پائے اور بادشاہ اندک مہلت کو کام
فرمائے تو یہ ہزار رنگ و بو سے آپکو سچا لیجائے اور کذا ابیان اپنی بہتر صدق و صفا
کر دکھائے صریح اُسنے ایسے رفیق کو ناحق تیرے ہاتھ سے قتل کروایا اور چرب زبانی
آپکو بیباک و صاف بناتا ہی بہتر یہی ہی کہ اُسے جلد قتل کر کہ اسکا قتل موجب
راحت خلائق اور امن و امان سلطنت ہی مصرعہ تعجیل نکو نیست مگر در عمل خیر
بیت کیا خوب یہ مصرعہ ہی دیوان ازل مین + تعجیل نہین خوب مگر
نیک عمل مین + شیر نے کہا کہ کام مقربون کا حسد ہی اور منازعت و پیشہ ارکان دولت
اکثر بیگانگی اور مناقشہ ہی یہ رباعی حسب حال اُس گروہ کے ہی **رباعی** ابنا ے
(بمعنی ازلی ۱۲)
زمانہ با ئیہ شور و شر اند + ایشانشۂ نفاق و کین ضرر اند + ما نند قطار شتر
این فرقۂ دون + بایکد گر اند و در پی یکد گر اند + خصوصاً جو کہ ہنر زیادہ رکھتا ہی
اُسکے دشمن زیادہ تر ہوتے ہین بلکہ بے ہنر کا دشمن کوئی کم ہوتا ہی اور دمنہ الوان
ہنر سے آراستہ اور میرے نزدیک قرب تمام رکھتا ہی ممکن ہی کہ حاسدون نے
دفع کرنے پر اتفاق کیا ہو مادر شیر نے کہا کہ ایسا حسد ہر ایک کو نہین ہوتا ہی کہ
کسی کا قتل گوارا کرے شیر نے کہا کہ یہ خیال نہ کیجیے حسد وہ آتش ہی کہ جسوقت شعلہ

(حاشیہ) کذا بان ... دروغ گو ... الکفنی

(حاشیہ) [illegible]

کا پابند ہوتا ہی سبب تر و خشک جلا ڈالتا ہی کیا قصہ اُن تینون حاسدون کا آپ نے
ین سُنا ہی بادرشیر نے پوچھا کہ یہ کیونکر تھا حکایت شیر نے کہا کہ تین شخص باہم یک
ہ ہو کر روانہ سفر ہوے وہ جو سب مین بڑا تھا اُسنے اُن دونون سے کہا کہ تمنے
مجھ کر سفر اختیار کیا ہی کہ مشقت سفر کی بہت ہوتی ہی ایک نے جواب دیا کہ جس جگہ
ن تھا وہان ایسی نیک صورتین لوگون کے واسطے پیدا ہوتی تھین کہ مین آتش
د مین جلا جاتا تھا اور متحمل دیکھنے کا نہو سکتا تھا اسلیے سفر کیا کہ نا دیدنی دیکھنے مین
ئے دوسرے نے کہا کہ یہی رنج میرا بھی دامنگیر ہوا اس سبب سے ترک وطن اختیار کیا
تیسرے نے کہا کہ تم دونون میرے ہمدرد ہو مین بھی مبتلا اسی بلا کا ہون بیت
رح تو ہی بتا یہ جو مین دیکھا کرون + ساقیا سب بادہ کش ہون اور مین دیکھا کرون +
ون حاسد باہم چلے جاتے تھے کہ ناگاہ اثناے راہ مین ایک بدرہ زر دیکھا تینون نے
ے اُٹھا لیا اور کہا کہ آؤ باہم تقسیم کرین اور وطن کو پھر چلین اور چندے عیش
غت کرین اس گفتگو مین تینون کی رگ حسد جوش مین آئی ہر ایک اُفی اسپر تھا
سرے کو حصہ نہ ملے یہی خیال تینون کے دل مین جاگیر ہوا کہ مین ہی تنہا سب لے لون
یے متحیر تھے نہ یہ ہمت تھی کہ باہم تقسیم کرین اور نہ راہ مین چھوڑ سکتے تھے ایک
بانہ روز بے آب و دانہ اُس صحرا مین بدرہ زر کے پاس بیٹھے رہے اور مناقشت کرتے
یصلہ قرار نپاتا تھا دوسرے روز بادشاہ اُس دیار کا شکار کو نکلا اتفاقاً گذر
ناہ کا اُسی جگہ ہوا اُن تینون کو اُس صحرا مین بیٹھا دیکھا حال پوچھا تینون نے
یح بیان کر دیا کہ ہم تین شخص حسد مجسم ہین اور اسی سبب سے وطن سے نکلے تھے
بان بھی وہی قصہ پیش آیا چاہتے تھے کہ کوئی حکم معقول ہو تا کہ ہم تینون مین
ہ کرتا بارے الحمد للہ کہ اب وہ میسر ہوا بادشاہ نے کہا کہ تم تینون صفت اپنے
سد کی بیان کرو تا تمھارے حسد کے فراخور تقسیم بدرہ کی کیجاوے ایک نے کہا کہ حسد میرا

اس مرتبے پر ہو کہ نہین چاہتا ہون کہ کسی پر احسان کرون کہ وہ خوشوقت اور
ہو جاوے دوسرے نے کہا کہ تو بہت نیک بخت ہی اور حسد سے تجھے کچھ بہرہ نہین
وہ حاسد ہون کہ نہین چاہتا ہون کہ کوئی اور بھی دوسرے پر احسان کرے تیسرے
کہا کہ تم دونون اس حال مین بے بہرہ ہو مین نہین چاہتا ہون کہ مجھپر بھی کوئی احسا
بلکہ نام احسان کا جہان مین باقی نہ رہے بادشاہ نے انگشت تحیر کو دانتون مین
اور کہا کہ تمھاری گفتار سے تمھارا کردار ظاہر ہوتا ہی اسکے بعد ہر ایک کو اُسکے اط
موافق سزا دی یعنی پہلے کو جو کچھ پاس اُسکے تھا چھین لیا اور سر و پا برہنہ اُس صح
چھوڑ دیا اور دوسرے کے قتل کا حکم دیا اور تیسرے کو حکم دیا کہ بانواع عقوبت تا مدت
تھوڑا تھوڑا عذاب سپر بہان تک بڑھاؤ اور تعذیب کیے جاؤ کہ مرغ روح اسکا چ
باز ملک الموت مین گرفتار ہو جاوے **نظم** آنکہ نیکوی نخواہد با کسے + نیکوی با د
خواستن + ہر نہالے کان ندارد میوہ + از تبرمی بایدش بر آختن + رباعی
کہ در آن نہ پذیرد حسد است + آئین حسد قاعدہ دیو و دد است + گویند حسود و خص
باشند + گر نیک تامل کنی دیو خود است + سچ یہ ہی کہ کوئی رنج حسد سے زیادہ
اسواسطے کہ حاسد ہمیشہ شادی مردم سے غمناک رہیگا اور راحت غیر سے در
اور یہ مثل اسلیے بیان کی ہی تا معلوم ہو کہ حسد وہ بلا ہی کہ حاسد کو رتبہ خیر
و الآخرہ نصیب ہوتا ہی اور مین گمان کرتا ہون قصہ دمنہ کا حاسدون کے دغدغ
خالی نہین ہی مادر شیر نے کہا کہ مین حاضران درگاہ کا شیوہ حسد نہین دیکھتی ہو
ایک پر بھی قہم میرا ایسا گمان نہین کرتا ہی تا بجل چہ رسد اور اتفاق سب کا
محض خیر خواہی بادشاہ کی ہی اول یہ ہی کہ سب کو تردد ہی کہ شنزبہ سا بزرگ خیر خوا
حاسد نے بے سبب بجہت قتل کرایا اب زیادہ تر اندیشناک ہین کہ باوجود
گناہ عظیم کے پھر دمنہ مقبول بادشاہ رہا تو اب ہمارا کسی کا گذارا اسکے ہاتھ سے

بلکہ غالب یہ ہی کہ دفعتہً جمیع ارکان دولت اور رعیت اور کسی اقلیم کی راہ لین فقط
بادشاہ اور دمنہ باقی رہ جائین ای فرزند مین دیکھتی ہون کہ یہ دمنہ وہ بلاے بے درمان ہی
کہ جسنے سلطنت کو برہم کیا ہی تو بھی تجھے ہوش نہین آتا ہی دیکھ اب بھی اس بیچارے کے قتل مین
تعجیل کر والا پھر تاسف کچھ سود نہ بخشیگا شیر نے کہا مین اس کام مین تامل کرتا ہون اور یہ خوف
کرتا ہون کہ مبادا اورون کی منفعت کے واسطے میری مضرت نہو جاے یعنی خوشنودی خلائق کے
واسطے کہین خشونت خالق مین مبتلا نہون جیسا کہ کار شنزبہ مین تعجیل کی اور ہنوز اُسکی
پشیمانی رفع نہین ہوئی ہی اب بہتر یہ ہی کہ تا اس امر مین تحقیق واقعی نہووے بلکہ خود اپنی
راے کو گواہ دمنہ کے گناہ کا نہ کرلون تب تک خون ریزی کا حکم نہ دون یہ بات شیر اور
مادر شیر مین تمام ہوئی مگر مطلب ناتمام رہا اور ہر ایک اپنی خوابگاہ کو گیا اور دمنہ کو زندان مین
لیجا کے طوق و زنجیر کیا کلیلہ بسوز برادری و آشنائی سے زندان مین آیا جبکہ نظر دمنہ پر
پڑی زار زار رویا اور کہا کہ ای برادر کیونکر تجھے اس بلا مین گرفتار دیکھ سکونگا اور لذت زندگانی
اب کیا باقی رہی دمنہ رویا اور کہا کہ ای بر[illegible] مجھے یہ بار گران اور محنت زندان
چندان گران نہین ہی مگر رنج یہ ہی کہ تجھ سے شفیق غمخوار کے بغیر کیونکر بسر کرونگا کہ جدائی
ایکدم کی موت سے صعب تر نظر آتی ہی کلیلہ نے کہا کہ ای دمنہ یہ روز مجھے اول دن سے
معلوم تھا اسی واسطے تجھے سمجھاتا تھا اور ہر چند پند دیتا تھا سودمند نہوتی تھی کہ تجھے
اپنی راے ضعیف و سست پر اعتماد تھا لیکن آخر وہی ظہور مین آیا کہ جو مین نے اول کہا تھا اور
اگر مبادی موعظت (شروع ۱۲) مین تقصیر کرتا تو آج مین بھی تیری خیانت مین شریک ہوتا اے
غافل کس کس سرزنش اور شفقت دل سے سمجھایا تجھے کہ علما نے کہا ہی کہ نمام اور ساعی
قبل از اجل مارا جاتا ہی اور وہ کیا چیز تھی کہ جسنے اس ناکردنی پر تجھے دلیر کیا تھا کہ ہرگز میری
نصیحت نہ سُنی باوجودیکہ تو خوب جانتا تھا کہ مین محض شفقت سے کہتا ہون نہ
نفسانیت سے اور یہ تیرا حال میرے نزدیک بدتر مرگ سے ہی بیت چنین کہ ہست

دولت را از غصہ فرسودن ہزار بار بہ از بودن بست نابودن + دمنہ نے کہا کہ ای برادر ہمیشہ
جو کہ حق شفقت تھا کہا تونے اور جو کہ شرط نصیحت تھی بجا لایا تو مگر حرص مال اور تمنا ے
جاہ نے میری راے کو ضعیف کر ڈالا تھا اور تیری نصیحت دل پر کچھ اثر نہ کرتی تھی باوجود
تیرے فرمانے کو سچ اور درست جانتا تھا اور مضرت اس کام کی بھی میری نظر مین تھی
لاکن غلبۂ حرص سے برعکس چلا مین جیسا کہ بیمار جانتا ہی کہ خلاف مین حکم طبیب کے رنج
اُٹھاونگا لاکن ذائقہ زبان اُسے بے عقل کر ڈالتا ہی پس وہی حال میرا ہوا اب جو
رنج کہ پیش آئے ہین اُسکا سزاوار ہون اور جو شکایت کہ کرون وہ شکایت اپنے ہی
نفس کی ہوا سے ہے کہ برماست اور یہ بیت حسب حال میرے ہی بیت من نالہ زبیگانہ
ندارم کہ ولم را + ہر غم کہ رسیدست ہم از خویش رسیدست + کلیلہ نے کہا کہ مرد عاقل وہ ہی کہ
ہر کام کے آغاز مین انجام پر نظر رکھے تا اُس کام کرنے سے پشیمانی اور کرنے سے پریشانی
حاصل نہو کہ وہ پشیمانی اور پریشانی سواے شماتت اعدا اور ملامت احبا اور فائدہ
نہین دیتی ہی بموجب بیت کام مین کی جو پہلے نادانی + پھر ہی بیفائدہ پشیمانی +
دمنہ نے کہا کہ ای برادر دشمن ہوتا صفت ہر دم دون ہمت کی ہی اور اسمین گذران کرنا
اور خوش جینا کام سفلہ بے حرمت کا ہی اور جو کہ عالی ہمت ہوتا ہی دل اُسکا ایکدم
رنج کشی اور فکرہاے دور دراز سے خالی نہین رہتا ہی کلیلہ نے کہا کہ دولت فانی اور جاہ
بے اعتبار کے واسطے رنج گوارا کرنا کام حریص خام طمع کا ہی بیت از سر بستان
دولت میوۂ شادی مجوے + زانکہ کمتر میوہ زین باغ انقلاب عالم ست + لازم تھا
کہ مال و جاہ کے واسطے آپکو جاہ بلا مین نہ ڈالتا اور نہال حسد و بغض کو چمن سینہ مین
نہ پھیلاتا تا آج ذائقہ میوۂ بلا و نکبت کیون چکھتا دمنہ نے کہا کہ ای برادر شفیق جو کچھ
مجھسے ہوا در پردہ و دانستہ تھا نہ از راہ سہو اور جو تخم بلا کہ مین نے بویا تھا سو آج
وہی کاٹنا پڑا ہی بقول بیت زنیکی نیک بینی و زبدی بد + ز جو جو روید و گندم

زگندم + یعنی زہر گیاہ کو بویا تھا اسلیے مہر گیاہ کی توقع نہین رکھتا ہون اب کام ہاتھ سے
اور ہاتھ کام سے جاچکا ہی انگشت تدبیر سے گرہ تقدیر کھلنا محال ہی اور مین اپنی خطا پر
دانا اور عیب پر بینا ہون کیا کرون کہ راے صواب اندیش کو حسد نے مغلوب کر دیا
مین ایسا نہ جانتا تھا اور زبان آرائی پر مجھے دعوی تھا مصرعہ کہ عشق آسان نمود
اول ولے افتاد مشکلہا + اب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ میری کشتی حیات گرداب ہلاکت مین
غرق ہونے والی ہی اور آفتاب بقا مغرب فنا مین غروب ہوگا لیکن تا مقدور اپنی خلاصی مین
دروغ نہ کرونگا یہ اندیشہ اسکا اب زیادہ ہی کہ تو میرے شہرہ دوستی مین گواہی کے واسطے
گرفتار ہو اور اگر عیاذاً باللہ تجھے عقوبت کرین تو جو راز میرا تجھے معلوم ہی صاف کہ دینا
اور اپنے آپکو مورد بلا نکرنا ورنہ رنج میرا دوبالا ہو جائیگا کہ چھوٹنا میسر ہو ممکن نہین ہی
دوسری ندامت یہ ہو کہ میرے سبب سے تو گرفتار عذاب ہو اور یہ راستی و صفائی تیری
عالم پر روشن ہی اسکے خلاف نہ کرنا کسواسطے کہ ملاقات میری اور تیری قیامت پر
ہی کلیلہ نے کہا کہ تو جانتا ہی کہ مین متحمل عذاب کا نہو سکونگا اور جو کچھ جانتا ہون پوشیدہ
نہ کرونگا اور کسی طرح اور کسی کے واسطے دروغ نہین کہنے کا لیکن بہتر یہ ہی
پہلے اس سے کہ تجھسے پوچھین تو آپ راست بر راست کہ دے کہ رنج دنیا کا آسان ہی
ایک دم مین ختم ہو جاتا ہی بلکہ قصاص مین نکال آخرت سے پاک ہو جائیگا اور عذاب
آخرت کہ دوام اور استمرار کو چاہتا ہی اس محن جانکاہ سے نجات پائیگا دمنہ نے کہا کہ
مین دل مین یہی غور کرتا ہون مگر جو کچھ مشورہ دل کا ہوگا اسے عمل مین لاؤنگا کلیلہ رنجور
اور پر غم با چشم پر نم پھرا اور بستر غم پر گرا اور تمام شب کرب خاطر سے مانند مار سر کوفتہ
پیچ و تاب کھاتا رہا اور آخر شب راہی ملک بقا ہوا اس عرصے مین کہ فیما بین کلیلہ اور
دمنہ کے گفتگو تھی ایک درندہ کہ اسی محبس مین مقید تھا جبکہ آنکھ کھلی اور گفتگو
ان دونون کی سنی پھر نہ سویا اور انکی تمام حکایت من اولہ الی آخرہ سنتا رہا

دوسرے دن کہ شیر زرین چنگ بیشۂ مینارنگ مین نمایان ہوا بادشاہ نے
بیدار ہوکے دمنہ اور قاضی اور تمام ارکان دولت کو بلایا اور مجلس آراستہ کی
مادر شیر نے حدیث دمنہ کو تازہ کیا اور کہا کہ زندہ چھوڑنا ستمگارون کا ہنرگارون کے
قتل کرنے کے برابر ہی اور نیکی کرنا بدون سے ستم ہی نیکون پر بیت نکوئی با بدان کردن
چنان ست + کہ بد کردن بجاے نیکمردان + اور جو کوئی کہ باوجود قدرت فاجر کو زندہ
چھوڑیگا یا ظالم کی مدد کریگا جور و ظلم مین شریک اسکا ہوگا شیر نے قضات کو الزام دیا
کہ کار دمنہ مین تاخیر کیون کرتے ہو جو کچھ خیانت یا دیانت ثابت ہوئی ہو عرض
کیون نہین کرتے ہو اسوقت کہ قضات اور اشراف خاص و عام مجمع عام مین جمع تھے
وکیل قاضی نے حاضران مجلس کی طرف منھ کیا اور کہا کہ بادشاہ کو تحقیق حال
دمنہ مین مبالغہ تام ہی اور فرماتا ہی کہ تا مہم دمنہ اختتام نہ پائیگی اور کام نہ کرونگا
اور دمنہ کا حال اسطرح تحقیق کیا جاے کہ شرع کے موافق ہو اور مقتضاے عقل سے
بھی دور نہو اور شائبہ نفسانیت کا اسمین شامل نہونے پائے اب لازم ہی کہ جو کچھ جسکو
حق ہو معلوم ہو ہر ایک بیان کرے کہ اس ضمن مین بہت سے فائدے متصور ہین
ایک یہ کہ حق کی یاری کرنا علم راستی بلند کرنا ہی دوسرے آئین مروت اور شریعت
دین کو جاری کرنا اور بناے ظلم کو گرانا اور اساس ستم کو منہدم کرنا اور خلق کی
خوشحالی دنیا موافق رضاے خالق اور ملائم طبائع خلائق ہی تیسرے رستگاری
ارباب مکر و فساد سے اور ایمن رہنا اصحاب عناد سے حاصل ہوتا ہی جبکہ وکیل قاضی نے
یہ بات تمام کی اور منتظر جواب کا ہوا سب حضار محفل خاموش ہوگئے اور کسی نے
جواب کچھ نہ دیا کسلیے کہ دمنہ کی حقیقت مفصل کسی کو معلوم نہ تھی قیاس سے
جانتے تھے اسواسطے اندیشہ کرتے تھے کہ اگر ہم کچھ کہین اور بادشاہ اسکے قتل کا
حکم دے تو ہم مبادا خون ناحق مین ماخوذ ہون جبکہ دمنہ نے سب کا یہ حال دیکھا

اُسکا مانند نسیم بہار تازہ اور مانند گل خوشگفتہ ہوا اور کہا کہ اے اکابر دین و دولت
ہو کہ مین بیگناہ ہون اگر مجرم ہوتا تو مقابلے مین اتنے عالی منزلتون کے کہ
وقت کلہم اجمعین میرے قتل پر ناحق کمر باندھے ہین ہوش برجا نہ رکھتا بلکہ یارا
م باقی نہ رہتا لیکن چونکہ پاک ہون اسلیے بیباک ہون اور تمہین سب کو قسم دیتا ہون
جو میرے قضیے سے آگاہی رکھتا ہو راست براست بیان کر دے اور رعایت میری
مرے مگر نفسانیت کو بھی دخل نہ دے کیونکہ اول رائے جہان آرائے شہریار
حق نما ہے کہ حق کو باطل سے جدا کر ڈالیگی دوسرے اللہ تعالی کہ سمیع و بصیر ہے
نے بھی ہر عمل کے واسطے جزا اور ہر شر کی سزا مقرر رکھی ہے اگر آج میرے واسطے
تقاضائے نفس بدی چاہیگا کل داد جزا مین کیا کریگا اور بادشاہ عالم پناہ اسکی
نفسانیت پر بدیع ضمیر منیر سے مطلع ہوگا تو بھی خالی سزا سے نہ چھوڑیگا اب لازم ہے کہ
بے شائبہ ظن و تخمین بلکہ از روے صدق و یقین شہادت ادا کرے اور اظہار حق مین
مطلق دریغ نہ فرمائے اور اگر کوئی از روے حسد مجھکو معرض تاعب مین ڈالیگا اُسے وہ
پہنچیگا جو اُس طبیب بے علم و عمل کو پہونچا وکیل قاضی نے پوچھا کہ وہ کیونکر تھا حکایت
نے کہا کہتے ہین کہ ایک مرد بے سرمایۂ دانش اور بے پیرایۂ تجربہ نے دعوی طبابت کیا
علم طبابت کا رکھتا تھا نہ بصیرت حکمت اور دوا کے پہچاننے مین یہان تک جاہل تھا
جو ہندی اور ہرمۂ ترکی مین فرق نہ کرتا تھا اور تشخیص امراض مین اس مرتبہ بیگانہ تھا
مد اور نقرس مین امتیاز نہ رکھتا تھا اور دوا کے بنانے مین خیساندے اور جوشاندے
ما نہ جانتا تھا اور نسخہ لکھنے کی کیفیت اور کمیت غذا و شربت سے مطلق آگاہ نہ تھا
یت بد عا ہے کہ ہر کہ نسخۂ او + دید دیگر ندید روے حیات + چنانچہ سودا نے اشعار
سی بزرگ کی شان مین موزون ہوے ہین ابیات صاحب حیش کو بتا یا کنٹول +
واسطے ہیضے کے لکھا سنبول + لکھ دیا مجنون کو شیر شتر + کہہ دیا مستسقی کو جا

فصد کر + جسکو یہ سمجھا کہ اسے ہی صرع + کہنے لگا دوا اسے ماء القرع + تھا متوطن
شقی رودم کا + بستی مین رکھتا تھا اثر بوم کا + شکل تھی شیطان کی درویش نا
ہیچ ہی بلا کو کا تحت قائم مقام + اس شہر مین کہ اس شخص نے دکان جہالت کھولی
اور شہرۂ مردم کشی بلند کیا تھا ایک اور طبیب نہایت ہنر سے آراستہ کہ دم اس
مانند دم حضرت عیسی جان بخش اور قدم اسکا مثل حضرت خضر کے فرح بخش تھا چونکہ
روزگار غدار کی ہمیشہ سے یون ہی کہ ہنرمندون کو اپنے دسترخوان سے سواے نو
اور لقمہ نہین دیتا ہی اور بے ہنرون کی امداد مین دریغ نہین کرتا ہی اتفاق یہ ہو
مرد باہنر کی جبکہ روشنائی چشم جاتی رہی گوشۂ کاشانہ مین بیٹھا اسکے بعد اس
جاہل کی دکان طبابت زیادہ ترچمکی بیت پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز
بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بوالعجبی ست + اندک فرصت مین اسکی شہرت کا
زبان عوام پر جاری ہوئی اور اس شہر کے شہریار کی ایک بیٹی تھی کہ مطلع حسن
آفتاب نے کبھی طلوع نہین کیا تھا اور عطر فروش صبا نے اسکی زلف مشکبار کی طرح
اور نافہ کبھی نہین کھولا تھا اسکو اپنے برادر زادے سے تزویج کیا تھا بمجرد نکاح
ہونے کے وہ حمل سے ہوئی اور بعد انقضاے مدت حمل وقت وضع کے ایک مرض مہلک
حادث ہوا اور قریب بہ ہلاکت پہونچی طبیب دانا کو بادشاہ نے طلب کیا او
حقیقت حال بیان کی حکیم حاذق نے خوب تشخیص کرکے یہ تجویز کیا کہ اسکی دو
سواے مہران کے اور نہین ہی وہ چار رتی مشک خالص اور دارچینی سے باہم ملاکے
شربت تبرزد مین آمیختہ کرکے بیمار کو کھلا دو انشاء اللہ تعالی فی الحال
صحت کامل ہوگی پوچھا کہ ای طبیب وہ دوا کہان ملیگی اسنے کہا کہ مین نے شفاخانہ
بادشاہی مین دیکھا ہی کہ سیم خام کے ڈبے مین رکھی ہی اور اسپر زر سرخ کا
قفل دیا ہوا ہی اب نابینائی کے سبب سے مین مجبور ہون کوئی اس پتے سے کہ

ہ جو بنایا مین نے دیا ہی ڈھونڈھنے آئے اس حال مین وہ طبیب جاہل آیا اور کہا کہ
نچاننا کام میرا ہی اور ترکیب اسکے بنانے کی مین خوب جانتا ہون آخر وہ شفاخانے مین
یا اسی طرح کے ڈبے کو ڈھونڈھتا تھا اور اسطرح کے ڈبے بہت تھے متحیر ہوا کہ
یا کردن آخر ایک ڈبا رجماً بالغیب ہاتھ مین لیکر باہر آیا قضارا اُس ڈبے مین زہر ہلاہل
یا اور اُس کمبخت جاہل کو مہران اور زہر ہلاہل مین کچھ تمیز نہ تھی زہر کو نکال کے اور اجزائے
کور کے ساتھ ملا کے شاہزادی کو دیا گلے سے اُترتے ہی ہلاک ہوگئی بادشاہ نے اپنا سر
مین پر دے پٹکا اور حد سے زیادہ غم کیا اور اُسی رنج مین کہا کہ بقیہ اُس دوا کا اس
بیب بے حیا کو کھلا دو کھانے کے ساتھ وہ بھی سرد ہوگیا اور پاداش عمل ناملائم کی
ی الحال پائی بیت نیکو مثل ست اینکہ ہر کس بد کرد + بر باد گرے نکرد ہم با خود کرد
مثل اسلیے لایا ہون مین کہ معلوم ہو کہ جو کام کہ کوئی جہالت سے کرتا ہی انجام اُسکا
پسندیدہ ہوتا ہی اور جو کام کہ گمان اور شبہہ سے کیا جاتا ہی متضمن خطرہاے کلی کا ہوتا ہی
یک حاضران مجلس سے بولا کہ ای دمنہ یہ بات بیان کی محتاج نہین ہی کہ تیرا خبث طینت
واص پر ظاہر اور ناپاکی تیری طینت کی سب عوام پر روشن ہی قاضی نے کہا کہ یہ بات
بیان سے کہی تو نے اور اسکے واسطے حجت اور دلیل کیا ہی اُسنے کہا کہ حکماے قیافہ شناس نے
کہا ہی کہ جو کشادہ ابرو کہ اُسکی بائین آنکھ دائم الاختلاج یعنی پھڑکتی ہو اور بینی اُسکی
جانب چپ کو مائل ہو اور اکثر اُسکی نظر زمین کی طرف رہتی ہو یعنی تل نظر ا تو اُسکی
ذات نامبارک مجمع فساد اور مکر اور مستجمع فجور وعذر ہوتی ہی اور وہ علامتین سب
مین موجود ہین دمنہ نے جواب دیا کہ احکام الٰہی مین دخل سہو و خطا کا نہین ہی
بیت غلط و سہو بر من دو تو روا ست + بر جہان آفرین غلط نرود + یہ علامت کہ
بیان کی تو نے اگر دلیل صدق اور برہان حق ہوسکتی ہی تو عالم نے گواہ اور سوگند سے
ستگاری پائی اور حاجت قاضی اور مرافعہ اور محاکمہ کی کچھ باقی نہ رہی پس

له بفتح یعنی برادران و گمان نیک بردن گمان بد بردن ۱۲

عله اختلاج بالکسر جنبیدن عضو ۱۲ یعنی بجور با نعم بمعنی گردن ازحق دور ... ۱۲

اسکے سوا نیک کی ثنا اور بد کی مذمت کرنا چاہیے کیونکہ اس علامت سے یا اہ
بالعکس سے کوئی شخص خالی نہین اور اسکا دفع از خود کوئی نہین کر سکتا ہی پس چاہیے
اس حکم پر پاداش ارباب شر کی اور جزا اہل خیر کی جاری رہے اور چاہیے کہ احکام ش
صفحۂ عالم سے محو ہو جائین اور مین نے نعوذ باللہ اگر یہ گناہ کیا بھی ہوتا تو ہر آئنہ یہ
ہوتا کہ دفع اسکا میرے امکان سے باہر تھا اور تقدیر الٰہی پر کسی کو مواخذہ نہین ہو
بموجب بیت مکن درین چمنم سرزنش بخودروئی * چنانکہ پرورشم میدہند میرو
اب چاہیے مین بقول تیرے اس بند بلا سے کہ برہان جہل و نادانی ہی رستگاری پاؤن
والا ایسا کلام بے معنی حضور مین بادشاہ کے اور محفل فضلا اور امرا مین کہنا لا
نہین ہی بیت سخن سے حال کھلتا ہی بشر کا * مثل ہی تانت باجی راگ بوجھا
جبکہ دمنہ نے ایسا جواب دیا سب حاضران مجلس نے مہر سکوت لب پر رکھی اور آ
بعد کسی نے دم نہ مارا قاضی نے حکم دیا کہ دمنہ کو پھر زندان مین لیجاو جبکہ دم
محبس مین آیا ایک بوزنہ دوست کلیلہ کا اس راہ سے گذرا اسے بلاکے کہا کہ کچ
خبر کلیلہ کی کچھ نہین پائی ہی بوزنہ نے آہ سرد کھینچی اور رو دیا دمنہ نے گھبرا کر پوچ
کہ اے بوزنہ سچ کہہ کیفیت حال کیا ہی اسنے کہا کہ اے دمنہ کیا مین کہون کہ وہ یار وفا
تیرے غم مین اپنا بار سر منزل فنا سے اٹھاکے دار بقا کو لیگیا اور داغ فراق
مصاحبون اور ہمدمون کو دے گیا اور یہ مطلع گویا کا پڑھا مطلع اٹھ گیا یار ہ
لیا باعث * ہاے مین مر نہ گیا کیا باعث * جبکہ کلیلہ کے مرنے کی خبر دمنہ نے سنی
بیہوش ہو گیا بعد ساعت کے ہوش مین آیا بانالۂ جانکاہ چلایا اور زار زار رو
اور یہ اشعار پڑھتا تھا نظم خون شد ز دیدہ روان و امصیبتا
سر میزند ز شیشہ فغان و امصیبتا * اقلیدس زمان و ارسطوے عہد رفت
زین کہنہ عالم گذران و امصیبتا * در عین فصل گل بگلستان عشرتم * ناگہ وز

باد خزان و اصیبتا + بگذشت از جہان و بدلہا گذاشت داغ + جان جہان
وحید زمان و اصیبتا + اور کبھی یہ شعر مولف کا تکرار کرتا تھا بیت عدم مین قافلہ
یارون کا آہ جا پہونچا + نشان نقش قدم ہم ہین واپسینون مین + جبکہ دمنہ نے
زاری حد کو پہونچائی بوزینہ نے نصیحت آغاز کی کہ ای دمنہ جان تو کہ طغرا نویس ازل نے
نام بقاے جاودانی کسی آفریدہ کے نامۂ زندگانی پر رقم نہین کیا ہی اور نقاش وجود نے
نقش حیات صفحات ممکنات پر سواے رقم کل شئ ہالک الا وجہہ ثبت نہین فرمایا ہی
اور خیاط کارخانۂ عدم نے جامہ وجود کا بغیر رشتۂ عدم نہین سیا ہی اور فراش قدرت نے
شمع زندگانی کو بے شمول تندباد آفت اجل روشن نہین کیا ہی ای دمنہ گلستان عمر
کسی کا باد خزان مرگ سے محفوظ نہ رہیگا یہ وہ شربت ہی کہ سب کو پینا ہوگا اور یہ وہ
محنت ہی کہ بار اسکا ہر ایک کو اٹھانا پڑیگا مرہم اس زخم کا سواے صبر کے بنایا نہین ہی
اور نسخہ اس مرض کا بجز شکیبائی کے لکھا نہین گیا ہی بیت صبوری ضرور است
این درد دل را + بغیر از صبوری علاجے نباشد + اور یہ مصرع گویا کا واسطے تسکین کے
کافی ہی مصرع ہی یہ وہ درد کہ جسکا کبھی درمان نہوا + ای دمنہ خیال ماضی سے درگذر
اور بموجب شعر مولف کے فکر مستقبل کر بیت صبر کر ای دل ابھی روتا ہی کیا +
آگے آگے دیکھ تو ہوتا کیا ہی + دمنہ نے ان باتون سے فی الجملہ تسکین پائی اور کہا کہ
اس جزع مین حق میری طرف ہی کلیلہ سا دوست مشفق اور ناصح مہربان کہ مین ہر حادثے
مین پناہ اسکی طرف لیجاتا تھا اور ہر مہم مین نصیحت اسکی پشت پناہ میری تھی اور
جو کچھ کہ نقد اسرار عالم غیب السموات نے اسکے خزینۂ دل مین امانت رکھا تھا
آسمان کو اسپر ہرگز اطلاع نہ تھی اور جاسوس زمانہ ہمیشہ اسکی اطلاع سے محروم تھا
افسوس کہ ایسے دمساز نے میرے سر سے سایہ اٹھا لیا اور گوشۂ کاشانۂ دنیا مین مجھے
بے رفیق و مونس و محرم چھوڑ گیا اب میری زندگانی بدتر از مرگ ہی گو مین دریغولا

مبتلاے بلاے عظیم ہون پر اُسکی زندگانی تک مطلق کسی بات سے نہ ڈرتا تھا
بلکہ یقینی جانتا تھا کہ اُسکی راے صواب اندیش ایک آن مین مشکل کشا میری ہو
تو اُسے بتا کہ اب سواے مرگ کوئی چارہ باقی نہ رہا یہ کہا اور رو دیا اور یہ شعر گویا گا
بیت خاک مین اُسکے ملانے کے لیے گردش مین تھا + مرگیا وہ اب تو ساکن آسمان
ہو جائیگا - بوزینہ نے کہا کہ ای دمنہ سچ ہے کلیلہ ایسا ہی تھا لیکن زمانہ خالی نہین ہتا
بیت غم مخور گر زین چمن شاخ گلے پژمردہ شد + روے نسرین تازہ ہست
جعد سنبل تابدار + دمنہ نے کہا درست ہے تیری ذات بھی تدارک ہر خلل کا
دفع ہر ضرر کا کر سکتی ہے اور آج سے تو بجاے کلیلہ برادر میرا ہے اور ہاتھ لا کہ عقد
مواخات تجھسے باندھون آخر دونون نے عہد و پیمان برادری محکم کیا دمنہ نے کہا
کہ ای برادر جب تک کہ مین قید ہون تو اتنی تکلیف کر کہ شبانہ روز در دولت شاہی
حاضر رہا کر اور میری باب مین جو گفتگو سنے اُس سے مجھکو آگاہی دیا کر بوزینہ نے
دمنہ کے کہنے کے موافق عمل کیا دوسرے دن مادر شیر آئی حیرانی اور پریشانی
شیر کی دیکھ کر مضطر ہوئی اور دل مین کہا کہ اگر زیادہ غصہ کرتی ہون تو شیر بر
ہوتا ہے اور اگر سستی کرتی ہون تو دمنہ بچا جاتا ہے اور قضیہ معطل رہتا ہے یہ سمجھ کر
اتنا کہا کہ مجھے کیا کام ہے کہ بادشاہ کے مقدمات مین دخل دون جیسا جانے ویسا
ہر کوئی اپنی مصلحت خوب جانتا ہے یہ سنکر شیر نے کہا کہ ای مادر مہربان اہل نصیحت کو
لازم ہے کہ بلا اندیشہ بات کہنے کی کہین اور تیری بات کہ میرے نزدیک بلا شبہ
شائبہ نفسانیت سے مبرا ہے پھر جو کچھ لائق بیان کے ہے اُسے کیون نہین فرماتی ہے
مادر شیر نے کہا کہ بادشاہ راست و دروغ مین فرق نہین کرتا ہے اور منفعت اپنی
مضرت سے جدا کرنا نہین جانتا ہے اور اگر دمنہ نے فرصت پائی تو وہ فتنہ اُٹھا
کہ راے سب کی اُسکے تدارک مین عاجز ہو جائیگی شیر نے کہا کہ جلد قضا

دمنہ حاضر ہون جبکہ سب حاضر ہوے قاضی بولا کہ ای حضار کار دمنہ مین
کیا کہتے ہو کسی نے جواب نہ دیا جبکہ سب خاموش رہے قاضی نے دمنہ سے کہا کہ
گرچہ کوئی اسوقت جواب نہین دیتا ہی مگر سب کا دل تیرے گناہ پر گواہ اور تیرے
ل پر سب کا اتفاق ہی پس تجھے اس حال مین کیا لطف زندگانی ہی اب تیری
ح دارین اسمین ہی کہ اپنے قصور پر اعتراف کرے اور اس راست گوئی سے عقوبت
رت سے نجات پائے اور تیری موت مین بہر نوع دو فائدے متصور ہین ایک یہ کہ اس
و کاوسے ہم سب رہائی پائینگے اور دوسرے یہ کہ تو عذاب دنیا اور عقاب عقبی سے
صی پاتا ہی + زیرکان گویند کاندر مرگ نوعی راحت ست + وز بیان این سخن بر خلق منت
نهند + گفته اند آنکس که میرد خالی از دو حال نیست + یا بدی باشد که خلق از جور او
برہند + یا کم آزاری نکو خلقی که خلق روزگار + مهر او ورزند و او را در دل خود جا دهند +
نکو کار ست زین زندان محنت وا رہد + ور بد اندیش ست خلق از محنت او وا رہند +
ے دمنہ اگر اپنے گناہ کا اعتراف کرے تو دو فضیلتین تجھے حاصل ہوتی ہین اور
سکا مذکور عالم مین باقی رہیگا ایک یہ کہ اعتراف اپنی خیانت کا نشان ہی
ں گوئی اور جوانمردی کا اور بسبب راست گوئی کے اختیار کرنا مسلک تقا کا اور دوسرے
ہ شہرہ فصاحت زبان آوری اور بلاغت سخن گستری تیرا مشہور ہوگا ایسے
ب دلپذیر اور عذر معقول تقریر کیے کہ افواہ خاص و عام مین قیامت تک یہ مذکور
ی رہیگا باوجود این ہمہ کہ سب جانتے تھے کہ مجرم اسکا بیشک تھا مگر اسطرح کا
بان آور تھا اور ایسے جواب عقلی ہر کسی کو دیتا تھا کہ کسی کو مجال کلام باقی نہ رہتی تھی
ب یہی بہتر ہی کہ موت نیکنامی کی بدنامی کی زندگانی سے عزیز کر کہ اسکا تذکرہ
م قیامت تک عالم مین قائم رہے اور قصاص کے باعث عقوبت عقبی سے نجات پائے
ہر حق ہی اگر کوئی پہلو تحقیق کا نکل آیا تو بادشاہ مقرر قصاص کریگا اسوقت

یہ نیکنامی بھی باقی نہ رہیگی بلکہ یہ سب کہینگے کہ اگرچہ قصہ پردازی مین ہزار نوع سے زبان آوری اور بلند پردازی کی مگر اہل محفل سلطانی کے کہ ایک ایک حکیم بے بدل تھا کب چھوڑتے تھے آخر مطلب کو کھول ہی لیا اُسوقت یہ دونون فائدے تیرے ہاتھ سے جاتے رہینگے بہتر یہی ہی کہ جو حق ہی اُسپر خود اعتراف کر بیت مردن کس بہ نیک فرجامی بہتر از زندگی بدنامی + ایضاً نیکنامی سے ہی مرنا زندگی سے خوب تر + زیست بدنامی کی مرجانے سے ہی معیوب تر + دمنہ نے کہا کہ قاضی کو فقط گمان پر بغیر دلیل روشن کے حکم کرنا نہ چاہیے بفحواے اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ[1] اور اگر تمھین بھی یہی شبہ پڑا ہی اور طبیعت میرے گناہ پر قرار پکڑتی ہی تو ویسا فرماؤ لیکن مین اپنے کام مین بہتر دانا ہون پس گمان غیر کو کیونکر اپنے یقین پر غالب کرون اور یہ بات نہ بطریق فتوے درست ہی اور نہ بقاعدہ تقوے کہ بمجرد گمان کے خون شنز بہ مجھپر ثابت کرتے ہو اور اعتقاد فاسد کو میرے حق مین جائز رکھتے ہو پس مین جو اپنے قتل پر بے موجب راضی ہون تو کس تاویل سے اللہ تعالی کے نزدیک کہ مالک ذات کل موجودات ہی عہدہ خطاب وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ سے بچون اور ظاہر ہی کہ ہر ایک کا حق اُسکی ذات پر غیر کی ذات سے زیادہ تر ہی پھر بھلا کسطرح بدخواہ اپنے نفس کا بے جرم وخطا ہون اے قاضی اس بات سے درگذر لازم حق شناسی یہ ہی کہ حاکم شرع بغور تمام حق و باطل مین امتیاز کرے اور حرف لغو اور حکم بیجا سے احتراز کرے نہ بے ثبوت قصور حکم دیتے اور تو تو ہمیشہ راست گو اور عادل تھا اب میرے ضعف طالع سے اس حادثے مین طریق احتیاط کو کنارے رکھکر ارباب غرض کے گمان پر دیدۂ راے کو رمد غفلت سے بند کرتا ہی بقول گویا نظم سحاب لطف ہی تو بہر مزرع عالم + ہوا ہی برق جفا کیون ہمارے خرمن کو + ہر ایک سر کو ہی ظل ہما ترا سایہ + بنا ہی تیغ بلا کیون ہماری گردن کو + قاضی کو کہ محکمہ دانش مین قبالۂ ہنرپروری توقیع احکام سے مسجل رکھتا ہی یون

[1] یعنی بعض گمان گناہ ہیں

ہیے کہ بغیر اُس شہادت کے کہ یقین صافی سے آراستہ ہو حکم نہ دے اور اگر اسکا
ل نہ رکھیگا تو اُسے وہ پہونچیگا جو اُس بازدار کو پہونچا قاضی نے پوچھا کہ یہ قصہ
کر تھا **حکایت** دمنہ نے کہا بیان کرتے ہین کہ ایک مرزبان تھا دانش
راست مین معروف اور حُسن صفات سے موصوف اُسکی ایک جورو تھی
ن آفت جان اور بغمزہ فتنۂ جہان باوصف اس حسن و دلربائی کے عفت
و پارسائی مین بھی بے مثل تھی **نظم** دیدہ فروبستہ زکار جہان + گشتہ پس پردہ
ت نہان + آئنہ نادیدہ جمالش ز دور + بود ز ہمراہی سایہ نفور + **لمؤلفہ**
بیت نگاہ اُسکی قدم پر تھی حیا سے + زہے گل جسکو شرم آئے صبا سے +
ر اُس مرزبان کا ایک غلام تھا بہت بیباک اور ناپاک اُسکی خدمت مین
ضر رہتا تھا اور مرغان شکاری کی خدمت اُسکے ذمے تھی ایک دن نظر
ن کو نمک مردود کی اُسپر پڑی مرغ دل اسکا اُسکے دام عشق مین پھنس گیا
ں غلام نے ہرچند تدبیر وصال عفیفہ کی ہرگز اُسنے قبول نہ کیا اور کوئی تدبیر
گر نہوئی **بیت** برو این دام بر مرغ دگر نہ + کہ عنقا را بلندست آشیانہ +
لہ وہ نمک حرام محروم ہوا بدنفسون کی سیرت کے موافق چاہا کہ اُسکے حق مین
یا فتنہ اُٹھائے کہ جان اور حرمت اُسکی برباد ہو جاے اسکے بعد دو طوطے
ید کرکے زبان بلخی مین اُنھین یہ پڑھانا شروع کیا ایک یہ کہتا تھا مین نے
اربان کو کدبانو کے ساتھ سوتا دیکھا ہے دوسرے کو سکھایا کہ مین اس مقدمے مین
نہین کہتا ہون ایک دن مرزبان محفل شراب آراستہ کرکے بفراغت
سند نشاط پر بیٹھا تھا بازدار آیا اور دونون طوطے بطور ہدیے کے نذر گذرانے اُن
طوطون نے خوش زبانی سے ترانہ سرائی اور زمزمہ پیرائی شروع کی اور وہی دونون
ہ تکرار کرتے تھے مرزبان زبان بلخی نہ سمجھتا تھا مگر تناسب الفاظ اور خوش لحنی سے

اُنکی مسرور ہوتا تھا آخر اپنی عورت کو دونون طوطے سپرد کیے کہ اچھی طرح رکھے
وہ عورت بیچاری زبان بلخی سے آگاہ نہ تھی مگر دشمنون کو دوستون کی طرح
پرورش کرتی تھی **بیت** نفس را پروردم آخر خود شدم رسوا ازو * من چہ دانستم
کہ خصم خویش را می پرورم * اور اسقدر فریفتون اُن طوطون کی خوش الحانی پر ہوئی
کہ کبھی اُنکے بغیر بزم شراب مین نہ بیٹھتی تھی القصہ ایک گروہ تجار کا بلخ سے
مرزبان کے گھر وارد ہوا مرزبان نے محفل مہمانی اُنکے واسطے ترتیب دی اور اُن طوطون کو بھی
مرزبان نے اُس محفل مین منگوایا اُنھون نے وہی دو کلمے کہنے شروع کیے مہمان کہ واقف
اُس زبان کے تھے بس اُن الفاظون کے سُنتے ہی متحیر ہوکر سر خجالت سب نے جھکالیا مرزبان نے
فراست سے معلوم کیا کہ مہمان متغص ہوے اور نشاط اُنکی زائل ہوگئی یہ کیا سبب ہی
پوچھا کہ سبب اس افسردگی کا کیا ہی ہرچند اُنھون نے عذر اور حیلے کیے ہرگز قبول
مرزبان کو نہوے ایک نے اُنمین سے کہ جرأت وجسارت زیادہ رکھتا تھا کہا کہ ای مرزبان
یہ طوطے جو کہتے ہین تو نہین سمجھتا ہی مرزبان نے کہا کہ مین ہرگز یہ زبان نہین سمجھتا ہون
مگر انکی خوش الحانی پر البتہ دل دادہ ہون تم مجھے اسکے معنی سے آگاہ کرو **بیت**
مین ندیدم کہ سلیمان را * چہ شناسم زبان مرغان را * اُنھون نے طوطون کے
کلام کے معنی سے مرزبان کو آگاہ کیا پس وہ سُنتے ہی متغیر ہوا اور نہایت شرمندہ ہوکر
کہا کہ ای عزیزو مطلق اس حال سے مین آگاہ نہ تھا والا دانستہ مین یہ رسوائی کیونکر
قبول کرتا بلکہ ہمارے شہر مین یہ رسم ہی کہ جس گھر مین زن بدکار ہو جبتک کہ اُسے
قتل نہ کرلین کھانا نہین کھاتے ہین یہ گفتگو باہم تھی کہ باز دار نے کہا کہ مین نے
بارہا یہ حال اپنی آنکھ سے دیکھا ہی مگر مارے خوف کے زبان پر نہین لاتا تھا مرزبان ازخود رفتہ
ہوگیا اور حکم دیا کہ جلد اُسے قتل کرین جبکہ عورت کو خبر پہونچی اُسنے پیغام بھیجا کہ
ای مرد اگر میری ہلاکت پسند کرے خواہ بقا تجھے اختیار ہی لیکن اس کام کو خوب

تحقیق کرے تعجیل نہ فرما کہ میرا قتل ہر دم تیرے اختیار مین ہی مگر ارباب خرد
کام مین خصوصاً مقدمۂ خون مین تامل واجب جانتے ہین ہی واسطے کہ اگر وہ شخص لائق
خونریزی کے ہی تو فرصت باقی ہی اور عیاذاً باللہ اگر تعجیل کی اور بیگناہ قتل ہوا اور
قتل کے بعد معلوم ہوا کہ مقتول بیگناہ تھا پھر اُسکا تدارک دائرۂ امکان سے باہر
ہو جائیگا اور اسکا وبال ابدالآباد باقی رہیگا بیت بے تامل مکوش در آزار + پریشان نگردی آخر کار + مرزبان نے اُسکو مجلس کے نزدیک بلا کے پس پردہ
بٹھایا اور بازدار کا حال اور طوطون کا قال اُس سے کہا کہ یہ طوطے انسان کی جنس سے
نہین ہین کہ انکی بات غرض نفسانی پر محمول ہو جو کچھ اُنھون نے دیکھا ہی سو کہتے ہین
اور بازدار بھی انھین کے موافق گواہی دیتا ہی اور یہ ایسا جرم نہین ہی کہ زبان آوری سے
اسکا عذر بن سکے عورت نے کہا کہ میرا تدارک از جملہ فرائض ہی مگر جسوقت تحقیق اسکی
ہوگئی ہو پھر ایکدم بھی تامل میرے قتل مین نہ کرنا مرزبان نے کہا کیونکر تحقیق اسکی ہو
عورت نے کہا مردم بلخی سے پوچھو کہ یہ طوطے سوائے ان دو کلمون کے اور بھی الفاظ سے
آشنا ہین اگر ان کلمون کے سوا اور بات نہین جانتے ہین تو جانیو کہ اُس بے حیا نے
مراد جسکی مجھسے حاصل نہوئی خباثت نفس سے یہ دو کلمے انکو سکھائے ہین تا میرے قتل سے
دل شاد کرے اور اگر اور بھی کلمات بلخی یہ طوطے جانتے ہین تو خون میرا تجھپر حلال ہی
اور زیست میری مجھپر حرام ہی مرزبان نے احتیاطاً تین دن مہمانون سے تفتیش کی
طوطے سوا ان دو کلمون کے اور کچھ زبان پر نہ لائے جبکہ یقین معلوم ہوا کہ وہ عورت
اس گناہ سے پاک ہی اُسکے قتل سے درگذرا اور بازدار کو بلوایا بازدار بشوخی تمام باز ہاتھ مین
لیکر بامید انعام حاضر ہوا عورت نے کہا کہ ای غدار ستمگار تو نے دیکھا تھا کہ مین مرتکب
اس گناہ کی ہوئی تھی بازدار نے کہا بلی بمجرد بلی کے باز نے جست کر کے آنکھ بازدار کی
نکال لی عورت نے کہا کہ جو کوئی نادیدہ گواہی دے اُسکی یہی سزا ہوتی ہی الحمد للہ

کہ اللہ تعالیٰ نے جزا اس تہمت کی ہو رعی دی بیت برکنده به آن چشم که بد بین باشد
بار بین ہمه جا در خور نفرین باشد + لمؤلفه بیت برا اُسکا ہوا جسنے کسی کا کچھ برا چاہا
ہمیشه دیکھتے رہتے ہین ہم گردش مین گردون کو + پس یه مثل اسلیے لایا ہون که
معلوم ہو که تہمت پر دلیری کرنا اور نادیده گواہی دینا مخرب دین اور فضیحت کننده آخر
ہوتا ہی جبکه کلام دمنه کا تمام ہوا وقائع نگار نے خبر من و عن لکھ کر شیر کو گذرانی
مادر شیر نے کہا که ای برخوردار اہتمام میرا دمنه کے کام مین اسلیے زیاده ہی که یه ملعون
آگاه ہو چکا ہی که بادشاه کو مجھسے بدگمانی ہی اگر اب کی مخلصی پائی تو مقرر کام تیرا تمام
حال رعیت اور حضار محفل کا ایسا خراب کریگا که چاره جسکا نہو سکیگا کیونکه طبیعت
بد سے سوا ے فعل بد کے اور کچھ سرزد نہین ہوتا ہی قطعه ز بوم شوم توقع مدا
یمن ہماے + طمع مبند که گنجشک کار باز کند + چنین که پایه مفسد بلند شد چه عجب
که دست فتنه ز ہر جانبے دراز کند + اس بات نے شیر کے دل مین تاثیر بخشی ا
کہا که ای مادر سچ بتا اگر قصه دمنه کا کسی متین سے سنا ہی تو ہیچ ارشاد کر که تا مین
دور و دراز سے نجات پاؤن اور قتل دمنه مین تاخیر نه کرون که مقدمه خون مین کو
حیله شرعی ضرور چاہیے مادر شیر نے کہا که ای فرزند کسی نے جو مجھپر اعتماد کر کے راز
سپرد کیا ہی اظہار اسکا شرع مروت مین حرام ہی اور جو چیز کسی نے امانت سونپی
اُسکی محافظت اوصاف سے ارباب کرم کے ہی مگر آج مین اُس شخص سے اجازت
لیتی ہون اسکے بعد مفصل بیان کرونگی شیر نے کہا که اچھا مادر شیر نے اپنے مکان
آکر پلنگ کو بلوایا اور نہایت تکریم کر کے کہا که بادشاه جو تمہارے ساتھ سلوک
کرتا ہی اور مروت اور عزت تمہاری منظور نظر رکھتا ہی اُسکا ادا ے شکر تمپر واجب
تا بوعده لئن شکرتم لازیدنکم سے لطف شاہی روز بروز تمپر زیاده ہو پلنگ نے
عرض کیا که ای ملکه نوازش شاہانه اور مرحمت خسروانه شہریار روزگار جو حق

اس خاکسار کے ہی پوشیدہ نہین اب ارشاد فرما کہ شکر اُسکے انعام کا کون سی خدمت سے
ادا ہو اور سپاس اُسکے انعام و اکرام کا اگر ہزار وجہ مین سے ایک بھی ادا ہو تو
مین اپنی سرفرازی کو نہین سمجھون بیت تو فرض کن کہ چو سوسن ہمہ زبان گردم +
کجا ز عہدۂ احسان آن شوم آزاد + بلکہ اپنی دانست مین ہمیشہ بیدار ہو ادا ہی کو
قدم شکر گزاری سے طی کیا ہی مین نے اور اب جو کچھ ملکہ فرمائے اُسے بھی بجان و دل
بجالاؤن بیت بنیاد نہادۂ جوہر دان + آنرا بکرم تمام گردان + اور عرب کا قول ہی وَ مَا الْاِنْعَامُ
اِلَّا بِالْاِتْمَامِ مادر شیر نے کہا کہ بادشاہ نے اول اپنا حال و ان تجھسے کہا تھا اور تو نے وعدہ
کیا تھا کہ شہزادہ کے انتقام لینے مین و دشمن غدار سے تا مقدور کوتاہی نہ کرونگا اب اس
وعدے کو وفا کیا چاہیے سو صلاح یہ ہی کہ شیر کی خدمت مین میرے ساتھ چل اور جو
کچھ کلیلہ اور دمنہ سے سُنا یا دیکھا ہی شرح وار بیان کر تا ولی نعمت تیرا اس رنج سے
رہائی پائے اور وہ غدار مارا جائے نہین تو قریب ہی کہ وہ مفسد اپنی زبان آوری سے اپنی
بے جرم ٹھہرا کر رہائی پائے اس تقدیر پر کوئی اُسکے شر سے پھر امین نہ رہیگا بلکہ ایک ایک کو
قتل کروائیگا اور اندک فرصت مین افسانہ ہائے مکر آمیز سے سب امرا و فضلا کو ذائقہ ہلاکت
چکھائیگا خصوصاً جنھون نے کہ اُسکے قتل و قید مین سعی کی ہی انکو ہزار مکر و فریب خرابی مین
ڈالیگا پلنگ نے کہا کہ اے ملکہ اس راز کے چھپانے سے غرض یہ تھی کہ بادشاہ مکر اور حیلے سے
اس غدار کے پہلے کچھ مطلع ہو لے تو بہتر ہی کہ اگر ابتدا اس امر کی مجھسے ہو اور بادشاہ کو شبہہ
میری حسد پر آئے تو خوب نہین فلہذا اس وقت مین قباحت سمجھتا تھا اب کہ نوبت اس
درجے کو پہونچی ہی تو کوئی دقیقہ مین فروگذاشت نہ کرونگا اور اگر ہزار سر میرے ہونگے تو
فدائے آرام شہریار کردونگا کہ جو کچھ حق نمک اُسکا میری گردن پر ہی ہزار مین سے ایک بھی ادا
نہین کر سکا ہون بھلا ایسی جگہ کب دریغ کرونگا اسکے بعد پلنگ ہمراہ ملکہ کے دربار شہریار مین آیا
اور ماجرا کلیلہ اور دمنہ کا جو کچھ سُنا اور دیکھا تھا بطریق گواہی کے قسمیہ عرض کیا اور دوسرا گواہ

تمام و کمال انعام گویا کہ نہیں ہے

اسی طرح جسنے زندان مین گفتگو دمنہ اور کلیلہ کی سُنی تھی بطریق شہادت اُس نے بھی کہہ دیا شیر نے پوچھا کہ پہلے تو نے کیون نہ عرض کیا پلنگ نے کہا کہ گواہی ایک شخص کی عند الشرع مقبول نہیں لیکن جبکہ اور نے گواہی دی اور دوسرا گواہ مین تھا اگر اب کتمان اسکا کرتا تو عند اللہ ماخوذ اور خلاف وَلَا تَکْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ کے ہوتا ہی شیر نے دونون کی ادای شہادت کے بعد حکم سیاست دمنہ پر واجب جانا اور کہا کہ اسکو مسلسل اور مطوق کرکے زندان عذاب سخت مین رکھکے ہلاک کرو اُسوقت سے آب و طعام اُسکا بند کیا حتی کہ کام اُس ناہموار بدانجام کا تمام ہوا آخر شامت مکر و فریب سے ہلاک ہوا اور دوزخ زندان سے زندان دوزخ کو پہونچا معلوم ہوا کہ آخر راہ مکارون کی یہی ہی بیت خلق کی راہ مین جو کوئی بچھائیگا خار + پانون ہو جائینگے آخر کو اُسی کے افگار + بوئیگا دانۂ باروت جو کوئی نادان + پھول کوئی بھی کھلیگا نہ کبھی غیر شرار + جو عمل جس سے کہ ہوگا وہی پیش آئیگا + غیر نیکی نہ کرے چاہیے کوئی ہشیار +

باب تیسرا دوستون کے منافع اور موافقت مین ہی

راے نے کہا کہ سنا مین نے اے برہمن قصہ غماز اور مفسد کا کہ عداوت سے بیگناہ کو قتل کروایا اور اللہ تعالی جل وعلے نے مکافات فساد کی اُسکو بواقعی پہونچائی اب بیان فرما تا معلوم ہو صورت فائدہ دوستان یکدل اور یکجہت کی اور برخوردار ہونا نہال محبت سے اور تدبیر دفع دشمنان دورویہ کی کہ اپنی رضا کو دوسرے کی رضا پر مقدم کرتے ہین برہمن نے بعد دعا و ثنا دانشمندانہ عرض کیا کہ اے بادشاہ جہان تو خردمندان کامل الذات اور ہنروران ستودہ صفات کے نزدیک کوئی نقد گرانمایہ وجود دوستان مخلص سے اور کوئی درجہ بلند تر حصول صحبت یاران خالص سے نہین ہی کہ وقت دولت کے باعث بہجت و شادمانی ہوتے ہین اور زمانہ نکبت مین مددگار اور غمگسار رہتے ہین قطعہ یار بدست آر کہ بس بیکس است + ہر کہ مرا ورا بجہان یار نیست + این ہمہ نعمت کہ درین عالم ست + ہیچ بہ از یار وفادار نیست + اور از جملہ حکایات یاران یکدل اور دوستان یکرنگ سے کہ جو صفحات تاریخ پر ثبت

ہوئی ہین حکایت زاغ اور موش اور کبوتر اور کچھوے اور ہرن کی ہی کہ مثال روشن اور
قصہ شیرین تر ہی راے نے پوچھا کہ یہ کیونکر تھا حکایت کہا کہتے ہین کہ حوالی کشمیر مین
ایک مرغزار دلپذیر تھا کہ اسکی نسیم عطر بیز جان تازہ ہر دم پیدا کرتی تھی اور شکار وحوش
وطیور کا بھی بہت تھا اور صیاد اکثر دام شکار وہان لگایا کرتے تھے اور اس جگہ
ایک درخت بزرگ پر زاغ نے بھی آشیانہ بنایا تھا بہزار نشاط اسپر بیٹھکر نظارہ گل و
ریاحین کیا کرتا تھا اور احتیاطاً چپ و راست نظر رکھتا تھا ایک دن دیکھتا کیا ہی
کہ ایک صیاد دام گردن پر اور توبڑہ پشت پر اور عصا ہاتھ مین تعجیل تمام سے اسی
درخت کی جانب چلا آتا ہی زاغ ڈرا اور دل مین کہا قطعہ یا رب اس شخص کو ہوا ہی کیا +
کہ با این اضطراب آتا ہی + نہین معلوم کچھ سبب اسکا + اسقدر کیون شتاب آتا ہی +
شاید کہ میرے قتل پر اسنے کمر باندھی ہی احتیاط کرنی لازم ہی اور دیکھا چاہیے کہ
کیا کرتا ہی مصرع تا بہ بینم کہ چہ از پردہ برون مے آید + زاغ برگہاے درخت مین چھپ کر
دیکھنے لگا اور صیاد نے آتے ہی اس درخت کے تلے دام بچھا کے چند دانے انہین ڈالے
اور آپ کمین گاہ مین جا بیٹھا بعد ایک ساعت کے گروہ کبوترون کا آیا اور سردار
انکا مطوقہ نام کمال ذہن و ذکا سے آراستہ تھا یہ سب کبوتر نہایت انقیاد و سہولت سے
متابعت اسکی بجالاتے تھے جبکہ کبوترون کی نظر اس دانے پر پڑی غلبۂ اشتہا سے
سب بے اختیار ہو گئے مطوقہ نے منع کیا کہ بیت ز راہ حرص بہ تعجیل سوے دانہ مرو +
بہوش باش کہ دامے ست زیر ہر دانہ + کبوترون نے جواب دیا کہ اے مہتر کام ہمارا
غلبۂ اشتہا سے اضطرار کو پہونچا ہی کہ مجال استماع نصیحت اور ملاحظۂ عاقبت اندیشی
باقی نہین رہا ہی اور بزرگون نے بھی کہا ہی بیت گرسنہ بر بلا دلیر بود + زانکہ از عمر
خویش سیر بود + مطوقہ سمجھا کہ حریصان دانہ دام نصیحت مین گرفتار نہونگے اور میری
رسن ملامت انہین چاہ جہالت سے نکال نہ سکیگی مگر آپ کنارہ کیا چاہیے اسکے بعد

مقتضاے قضا نے تقاضا کیا کہ یون خیال مین گذرا کہ ایک عمر انھون نے تیری رفاقت
مین بسر کی ہی اسوقت انھین تنہا چھوڑنا اس مخاطرے مین مروت سے دور ہی آخر
زنجیر تقدیر نے اسے بھی باندھ کر سب کے ساتھ اُس دام مین ڈالا ہنوز دانہ نہ اُٹھایا تھا
کہ صیاد نے دام کھینچا اور سب گرفتار ہو گئے مطوقہ نے فریاد کی کہ مین نہ کہتا تھا کہ تعجیل ایسے
موقع مین شرکت شیطان سے خالی نہین ہوتی ہی کبوتر شرمندہ اور خاموش ہوے
اور صیاد شادی کنان دوڑا کہ پر و بال اکھاڑ کر سب کو لیجاے دیکھتے ہی صیاد کے سب
تڑپنے لگے مطوقہ نے کہا کہ اب جدا جدا اپنی کوشش کرنے سے بہتر یہ ہی کہ سب باتفاق ایسی
سعی کرو کہ سب کی رہائی ہو اب تم سب اتفاق کرکے باہم ایک ہی بار جست کرو شاید کہ
قوت ہمت سے صورت سب کی رہائی کی نکل آئے آخر سب نے جست کی اور دام اُکھڑا اور
سب نے پرواز کی اور ایک جانب کو مع دام چلے زاغ نے اپنے دل مین کہا کہ اگر مدت مدید
آسمان چرخ مارےگا تو بھی ایسا سانحہ عجیب بروے کار نہ آویگا دیکھا چاہیے کہ یہ کہان
چلتے ہین اور کیا کرتے ہین زاغ انکے پیچھے اُڑا اور صیاد نے بھی دور تک تعاقب کیا
آخر تھک کے رہگیا اور زاغ بنظر اسکے کہ یہ قصہ عجیب فائدہ سے خالی نہین ہی پیچھے
کبوترون کے جاتا تھا قطعہ عاقل آنست کہ در تجربۂ نفع و ضرر + از حریفان دگر بہرۂ خود
بردارد + ہرچہ دانست کزو نفع رسد بستاند + وانکہ از روے ضرر فہم کند بگذارد + اور
حدیث شریف ہی کہ اَلسَّعِيْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَيْرِهٖ کبوترون نے مطوقہ سے کہا کہ اب کیا کرین
اُسنے کہا کہ بغیر امداد یار وفادار اس مہلکے سے نجات نہ ملیگی سو وہ ایک موش ہی زیرک نام
میرے یارون مین سے کہ از بس یار وفادار ہی اُسکے سوا اور کوئی مددگاری اس مہلکے مین
نکریگا اب اُسکے پاس چلیے القصہ جب ویرانے مین کہ اُسکا مسکن تھا پہونچے مطوقہ نے آواز دی
زیرک مطوقہ کی آواز پہچان کے باہر آیا جبکہ مطوقہ کو گرفتار بند بلا دیکھا زار زار رویا
اور کہا کہ اے یار وفادار یہ کیا حال ہی اور تجھسا دانا کیونکر مبتلا ایسے دام بلا کا ہوا

سنے جواب دیا کہ ای ہوش رنج و بلا تمام انواع خیر و شر اور اقسام نفع و ضرر وابستہ
قضا و قدر ہین اور جو کچھ کہ منشی ارادت نے دیوانخانہ وجود مین قلم مشیت سے
حوال مخلوق پر لکھا ہی لابد ہی کہ عرصۂ کون و فساد مین جلوۂ ظہور پائے اور احتراز اور
ب کسی کا فائدہ نہ پہونچائے بیت قلم بتلخی و شیرینی ای پسر رفت است + اگر تو
نہ نشینی قضا چہ غم دارد + ای زیرک مجھے قضاے ربانی اور تقدیر یزدانی سنے
ورطۂ ہلاک مین ڈالا اور مجھے اور میرے یارون کو دانہ دام بنگیا ہر چند مین انھین
رتا تھا مگر باوجود ممانعت کے دست تقدیر نے پردۂ غفلت انکے دیدۂ بصیرت پر
ور مین بھی ان سب کے ساتھ گرفتار بلا ہوا موش نے کہا کہ یہ بہت تعجب کی
کہ تجھسا دانا گرفتار ہو جائے اور محافظت نہ کر سکے مطوقہ نے کہا کہ ای برادر توبہ کر
ل کہ جو مجھسے ہزار درجہ قوت و شوکت و فہم و فراست مین بالاتر ہین وہ بھی تقدیر ازلی
قضاے لم یزلی سے ناچار رہے ہین اور بچ نہین سکے ہین جبکہ حکم نافذ الحکم سلسلۂ ارادت
ن دیتا ہی ماہی کو قعر دریا سے اوج ہوا پر لاتا ہی اور مرغ ہوائی کو اوج ہوا سے
ن مین لیجاتا ہی بلکہ کسی آفریدہ کو قضا و قدر سے تسلیم و رضا کے سوا چارہ نہین ہی
ت گر شود ذرات عالم ہیچ ہیچ + با قضاے ایزدی ہستیم اند ہیچ + جاننا چاہیے
ا کو جریان حکم قضا مین اور رعیت حقیر کو نفوذ فرمان سلطان عالیشان مین گنجایش
و چرا کی کسی طرح نہین ہی زیرک نے کہا کہ ای مطوقہ دل خوش رکھ جو لباس
ط ارادت ایزدی سنے اپنے بندون کے قامت پر سیا ہی محض عنایت اور کرامت
چاہیے اور واقعی بھی یہی ہی کہ کوئی بندہ اپنی حقیقت حال سے آگاہ نہین ہی
س چیز نے کہ ضمن مین اس کام کے اندراج پایا ہی اسے کوئی نہین جانتا ہی
ہی اسی واسطے حافظ علیہ الرحمہ نے کہا ہی بیت بہ دُرد و صاف ترا حکم نیست
وش + کہ ہر چہ ساقی ما ریخت عین الطاف است + اور سچ ہی جو جسے پیش آتا ہی

اگر خوب نگاہ کرے تو اُسکی صلاح فلاح اُسی مین ہوتی ہی کہ بزرگون نے کہا ہی نوش
بے نیش جفا اور گل راحت بے خار محنت کمتر دیکھا ہی ع بسے مراد کہ در ضمن نامرادیہا
جب کہ زیرک نے یہ حکایت کہی اور حلقے دام کے اُسکی گردن سے کاٹنے شروع کیے مطوقہ
کہا کہ ای مہربان پہلے یارون کی گردن سے بند کاٹ اسکے بعد میری طرف متوجہ ہو زیرک
التفات اسکی بات پر نہ کیا اور اپنے کام پر مشغول رہا مطوقہ نے پھر مبالغے سے کہا کہ ا
اگر مجھپر احسان کرتا ہی تو اول میرے یارون کے بند کاٹ اور بار منت میری گردن
رکھ موش نے کہا کہ اس بات کو مکرر تو نے کہا اور مبالغہ حد کو پہونچایا شاید کہ حق
تو نے جانا ہی مگر حق نفس سے مطلع نہین ہی اور نکتہ اِبْدَأْ بِنَفْسِكَ تجھے معلوم نہین ہو
مطوقہ نے کہا کہ مین اس امر مین مجبور ہون کہ ان کبوترون کی پیشوائی کا منشور میرے
لکھا گیا ہی اور اُنکے احوال کا تعہد میرے ذمے رکھا ہی اسلیے کہ یہ رعیت ہین اور مین ا
بادشاہ ہون اگر اسوقت اپنے نفس پر انھین ترجیح نہ دون تو میرا نام دفتر وفاداری
نکال دیا جاے اور جو بادشاہ کہ اپنی آسایش طلب کرے اور رعیت کا بند بلا مین
گوارا کرے تو تھوڑے دنون مین چشمۂ دولت اُسکا تیرہ اور دیدۂ حشمت خیرہ
ہو جائیگا موش نے کہا کہ بادشاہ رعیت مین بجاے جان ہی اور بدن مین بمنزلۂ د
اسلیے ملاحظۂ احوال دل مقدم ہی کہ اگر جان و دل نہو تو بدن بیکار رہی اور اگر بعض
بدن کے نہون تو چندان مضرت نہین ہی بیت چاکران کم اگر شوند چہ غم
از سر شہ مباد موئے کم + مطوقہ نے کہا کہ ای یار اس مبالغے سے حاصل یہ ہی
مین ڈرتا ہون کہ اگر پہلے میرے حلقے دام کے کاٹے اور تیری طبیعت گھبرا جاے اور
میرے پھنسے رہین تو مروت اور وفا سے بہت دور ہو جاؤنگا اور اگر اورون کے حلقے
پہلے کٹین اور تیری طبیعت کو ہر چند کلفت ملول بھی کرے تو بھی ممکن نہین کہ تو میری گرفتاری
گوارا کرے موش نے کہا کہ عادت اہل کرم کی بھی یہی ہی اور عمل اہل فتوت کا یون

بینے سچ تو یون ہی کہ اپنی خصلات پسندیدہ اور سیرت ستودہ سے اعتقاد خلائق کا
ری دوستی مین صاف ہی اور اعتماد رفیقون کا تیرے کرم اور جوانمردی پر حد سے زیادہ ہی
قصہ موش نے پہلے اورون کے حلقے کاٹ ڈالے اور بعد سب کے مطوقہ کے اور کبوترون نے دعا
ے کر پرواز کی اور موش اپنے سوراخ مین گیا زاغ وفاداری اور احسان موش کا معائنہ کر کے
ال اشتیاق موش کی دوستی کا ہوا اسکے بعد سوراخ کے پاس جا کر آواز دی موش نے
چھا کہ تو کون ہی زاغ نے کہا کہ مین زاغ ہون اور کار ضروری تجھسے کہتا ہون زیرک کہ
سم باسلیقے اور جہاندیدہ تھا گفتگوے دشمن قوی سنکر متحیر و ترسان ہوا اور کہا کہ مجھسے تجھے
ا نسبت اور تجھے مجھسے کون جنسیت ہی زاغ نے صورت حال کبوترون کی جو مشاہدہ
کی تھی اور وفا اور احسان اسکا جو دیکھا تھا بیان کیا کہ انتہا مروت و فتوت تیری دیکھ کے
علوم ہوا کہ تیرا ثمرہ دوستی اور نتیجہ محبت مشکل کے وقت کار آمدنی ہی اسلیے میری ہمت
ی مصروف اس بات پر ہی کہ باقی عمر تیری رفاقت مین بسر کرون موش نے کہا کہ راہ
صاحبت میری اور تیری مسدود اور طریق مواصلات ازل سے ممنوع ہی بیت
یا زار تو سودے بجز زیان جان نمے بینم + کہ بعد المشرقین آمد میان ما درین سودا + این
یال سے درگذر اور جو چیز کہ ہاتھ آنا اسکا کسی وجہ سے نہو سکتا ہو طلب کرنا اسکا
یسا ہی کہ کشتی کو خشکی مین چلانا اور گھوڑے کو دریا مین دوڑانا جو شخص کہ جستجو محال کی
رتا ہی اپنے اوپر عالم کو ہنسواتا ہی بیت این دام بر قصد شکار دگرے کن + کان
ید کہ دیدی بہ کمند تو نیارند + زاغ نے کہا کہ اے زیرک یہ حرف زبان پر نہ لا کہ ارباب کرم
ل احتیاج کو محروم نہین کرتے مین ادرین حوادث زمانے سے پناہ اس آستانے پر لایا ہون
وافق اس بیت حافظ قدس سرہ کے بیت جز آستان توام در جہان پناہے
یست + سر مرا بجز این در حوالہ گاہے نیست + اور مین دل سے عہد کر چکا ہون کہ
اقی عمر تیری رفاقت مین بسر کرون اور اگر ہزار با امتحان سے تو میری آزمائش کریگا تو بھی

مین ثابت قدم رہونگا بیت گر بشمشیر سیاست بنوازی حاکمی + ور بہ تشریف
غلامی مے پذیری بندہ ام + زیرک نے کہا کہ ای زاغ حیلہ چھوڑ اور فریب سے ہاتھ اُٹھا
کہ مین طبیعت تیرے بنی نوع کی خوب جانتا ہون اور تو میرے ہمجنس نہین ہی کیا نہین سنا ہی
تو نے مصرع روح را صحبت ناجنس عذابیست الیم + اور مین کسی طرح تجھسے امین
نہین ہوسکتا ہون اور جو کوئی کہ غیر جنس سے مصاحبت کریگا اُسے وہ پہونچیگا جو اُس کبک کو
پہونچا زاغ نے پوچھا کہ یہ حکایت کیونکر ہی حکایت کہلکتے ہین کہ ایک کبک دری
دامن کوہ مین خرامندہ اور غلغلہ اُسکے قہقہے کا گنبد سپہر مین پیچندہ تھا قضارا
باز شکاری ہوا پر اُڑا جاتا تھا جبکہ باز کی نظر اُسکی خوشخرامی پر پڑی اور قہقہہ
اُسکا کان مین آیا بے اختیار مائل اُسکی مصاحبت کا ہوا اور دل مین کہا یہ مثل
سچ ہی کہ جو کوئی بے یار ہی ہمیشہ بیمار ہی ایسے شخص کی مصاحبت محض راحت
اور سراپا سرور ہی بیت کسے کاندر جہان یارے ندارد + درخت عمر ش
بارے ندارد + یہ کبک عجب خوش منظر اور شیرین حرکات ہی ایسے شخص کی مصاحبت
اور ایسے رفیق عجائب کی صحبت مین دل نہایت خوش رہیگا اسکے بعد آہستہ
اسکی طرف مائل ہوا کبک نے جبکہ باز کو آتے دیکھا جلد شگاف سنگ مین جا چھپا
باز اُس شگاف کے قریب آیا اور کہا کہ ای کبک کیون چھپتا ہی کہ مین عاشق تیرا ہون
کہ جبسے خوشخرامی تیری دیکھی ہی ہزار جان سے تیرا فدائی ہون لازم ہی کہ تو مجھسے
خوف نہ کر اور اپنی صحبت سے مجھے مسرور فرما کہ نتیجہ محبت کا منفعت بہت رکھتا ہی اور
شجر دوستی ثمر مراد دیتا ہی بیت نخل بست محبت کہ از و میوہ مقصود ہر چند کہ
بیش برد بیش برآید + کبک نے آواز دی کہ ای مہربان کا نگاہ مجھ بیچارے سے
ہاتھ اُٹھالے اور ایک کبک اور بھی اُسنے دل مین کہا یا مجھسے یہ کیا خیال محال ہی
کہ گر آب و آتش بہم آمیختہ ہون اور سایہ و آفتاب باہم مجتمع ہون تو بھی صحبت میری اور تیری

ہو سکتی ہی ع زین فکر در گذر کہ بجائے نمیرسد + باز نے جواب دیا کہ ای عزیز
دل مین سمجھ کہ مجھے مہربانی کے سوا اگر خیال بد ہوتا تو اس لطف سے کیون
ملاقات مین مبالغہ کرتا نہ میرے چنگل مین نقصان ہی کہ مین اور کبک کا شکار
کر سکتا ہون اور نہ منقار مین میرے کچھ فتور ہی کہ اپنے طعمے کے شکار رستے
رہون پس وجہ کیا تھی کہ مین وفا کرتا مگر تمنائے موانست و ہمنشینی تیری
جنبان ہوئی کہ اتنا اصرار کرتا ہون اور میری صحبت سے تجھے فائدے بہت
ہین پہلے یہ کہ تیرے ابنائے جنس جب دیکھینگے کہ باز اپنے سایہ بال حمایت مین
پرورش کرتا ہی تو دست تعدی تجھسے کوتاہ رکھینگے بلکہ دیدہ حسرت سے
دیکھینگے دوسرے یہ کہ تجھے اپنے آشیانے مین لیجاؤنگا کہ اس بلندی پر بیٹھکے تماشا
صحرا کا بقدر مد نظر دیکھتا رہیگا اور اپنے ابنائے جنس کا محسود ہوگا تیسرے
جسکو اپنی ہمقوم سے پسند کریگا اسکو تیرا جفت کرونگا کہ بفراغت تمام داد
عشرت دیگا بیت نہ از زمانہ جفا نہ از سپہر ملال + امید حاصل و جام مراد مالامال +
کبک نے کہا کہ تو پرندون کا سردار ہی اور مین ایک ادنی تیری رعیت سے ہون اور میرے
قصور و گناہ سے خالی نہین ہوتے ہین ممکن ہی کہ کوئی قصور خلاف مزاج عالی
صادر ہو اور اسکے عوض مین سر پنجہ غضب سے تو آزردہ کرے پھر بجز ہلاکت
چارہ نہوگا اس سے یہی بہتر ہی کہ گوشہ قناعت مین زندگانی بسر کرون اور اپنے حوصلے
سے زیادہ طمع نہ کرون بیت مین قابل نظارہ خورشید کہان ہون + سائے کی طرح
پس دیوار نہان ہون + باز نے کہا کہ ای برادر نہین جانتا ہی تو کہ دیدہ محبت عیب بینی مین
کوتاہ ہی اور جو عمل کہ دوست سے سرزد ہوتا ہی زیبا دکھائی دیتا ہی چنانچہ یہ شعر شیخ کا
لطیف کاظم خان برادر کا مناسب اس مضمون کے ہی بیت پاک طینت
سو جیران دیکھی + اسرار کی کہ گنج نہاد مژگان دیتی ہی + کبک ہرچند جواب دیتا تھا مگر

بازرد الجواب مین غالب رہتا تھا آخرکار کبک ناچار ہوا اور بعد عہد و پیمان کے شکا
باہر آیا باز نے بکمال شفقت گلے لگایا اور عہد محبت ایمان واقسام سے مضبوط کیا
پنجے مین اُٹھا کے اپنے آشیانے مین لیگیا جبکہ دو چار دن گذرے کبک کے دل سے
خوف کم ہوا پھر ہر کلام مین گستاخی باز سے کرنا شروع کیا اور بعضے سوال و جواب مین کر
باز ہمت عالی کے سبب سے شنیدہ کو ناشنیدہ سمجھ کے درگذر کرتا تھا مگر ہر روزہ دل
خشونت جگہ پکڑتی جاتی ایک دن طبیعت باز کی سست تھی اسلیے شکار کے واسطے
آشیانے سے جنبش نہ کی تھی جبکہ شب ہوئی اور آتش اشتہا مشتعل ہوئی اور د
جو سینہ باز مین کبک کی طرف سے جمع ہوا تھا اُسوقت اس رنج مین یاد آیا ہر چند عہد
پیمان کو یاد کرتا تھا اور دل کو روکتا تھا مگر کبک کی بے ادبیون نے ازبس ملول کر
اور عہد شکنی کے واسطے ادنی بہانہ بھی بہت ہو جاتا ہی لہذا سخت آشفتہ تھا اور کبک
آثار غضب باز کے چہرے پر شاہدہ کر کے سمجھا کہ اب ہلاکت کا سامنا ہی اُسوقت آہ سر
دل پر درد سے بھر لایا اور کہا بیت چو عاشق میشدم گفتم کہ بردم گوہر مقصود + ند
کہ این دریاچہ موج بیکران وارد + افسوس کہ اول مین نے نظر پایان کار پر نہ کی او
غیر جنس قوی بازو کے ساتھ دوستی کی اور پند بزرگون کی دل سے بھلائی کہ مصاحبت
ناجنس کی بلاے عظیم ہی ہر آئینہ آج کشتی عمر کی گرداب ہلاکت مین پڑی کہ علاج و
اُسکی تدبیر سے عاجز ہی اور رشتہ میری حیات کا اسطرح ٹوٹا ہی کہ کوئی صناع اُسکو جوڑ نہین سکتا
باخود یہ اندیشہ کرتا تھا اور جانتا تھا کہ بہت نزدیک آپہونچی ہی اور اُدھر باز نے پنجہ آزا
کھول رکھا تھا اور سنان منقار خونخوار کو زہر ستم سے باڑھ دے رکھی تھی اور ارادے بہانے کا
منتظر تھا جبکہ کبک ذرا پھر ادب کے سوا اور بات نکرتا تھا اور باز بھی کوئی حیلے کے بغیر
قصد اُسکا نہ کرتا تھا آخر باز نے بیتاب ہو کے کہا کہ ای کبک یہ بات بد وا ہی کہ مین دھوپ مین بیٹھو
اور تو سایے مین کبک نے کہا کہ ای امیر عالمگیر شب ہی آفتاب کہان اور دھوپ اور سایہ کیسا باز نے

کہ ای بے ادب مگر تو بے مجھے جھوٹا جانتا ہی اور میری بات کو رد کرتا ہی اب لائق یہ ہی کہ
سزا دون یہ کہا اور پنجے مین پکڑ کے کھانا شروع کیا یہ مثل اسواسطے وارد کی ہی کہ جو کوئی
اس سے اُنس کریگا کباب دری کے مانند جان شیرین کھوئیگا اسی طرح مین بھی تیرا طعمہ
ن اور کسی طرح تجھسے ایمن نہین ہو سکتا ہون موافقت اور موانست مجھ مین اور تجھ مین
ل ہی زاغ نے کہا کہ ای زیرک عقل کی طرف رجوع کر کہ مجھے تیری ایذا مین کیا فائدہ
تیرے کھانے سے کیا حاصل بلکہ تیری بقا مین بہت سے فائدے متصور ہین یہ
ت سے دور ہی کہ مین صرف تیری دوستی کی امید پر راہ دور و دراز طی کر کے آیا ہون
تو منھ مجھسے پھیر کے دست رد میرے سینے پر مارتا ہی اور اس نیک سیرت اور پاکیزہ
لتی کے ساتھ کہ تو رکھتا ہی میرا حق غربت ضائع کرتا ہی اور غریب تیری آشنائی سے
مید پھرا جاتا ہی اور جو مکارم اخلاق کہ تجھسے مشاہدہ کیے ہین مین نے یقین کیا ہی
کہ اپنے کرم سے تو مجھے محروم مطلق نہ چھوڑیگا بلکہ میرے مشام امید کو رائحہ روح پرور سے
طر کریگا موش نے کہا کسی کو یہ طاقت نہین ہی کہ عداوت ذاتی کو دفع کر سکے کسواسطے
ر دوتن کے درمیان عداوت عارضی کتنی ہی بڑھ جاے پر اندک سبب سے مدفعہ بھی اسکا
ہی اور اگر اصل مین باہم دشمنی پڑے تو اور دونون طرف سے اسکا اثر نمایان ہو
وجود اُس عداوت قدیمی کے سبب جدید بھی لاحق ہوے ہون اور ایک تحریک
والا بھی ہر دم ساتھ لگا ہو یعنی اشتہا وغیرہ جبکہ اتنے مخالف جمع ہون پھر دفعہ
دائرہ امکان سے باہر ہی اور حکما نے کہا ہی کہ دشمنی ذاتی دو نوع پر ہی ایک یہ کہ
اس سے ضرر پہونچتا ہی اور کبھی وہ اس سے متاذی ہوتا ہی جیسا کہ دشمنی ذاتی شیر اور
لی کہ انکی ملاقات بے محاربہ نہین ہوتی ہی اور کبھی اسے ظفر ہوتی ہی اور کبھی وہ فتحیاب
ہی یہ عداوت گو نہ گنجایش تسلی کی رکھتی ہی کہ دونون کو امید اپنی فتحیابی کی رہتی ہی
دوسرے یہ کہ ہمیشہ مضرت ایک طرف اور منفعت ایک جانب ہی جیسے کہ گربہ اور موش

اور گرگ اور گوسپند مین دشمنی دائمی ہی مضرت ایکطرف اور راحت دوسری جانب
اور اس عداوت نے یہان تک استحکام پایا ہی کہ نہ گردش فلکی اسکو تغیر دے سکے
اور نہ اختلاف زمانے کا اس عقدے کو کھول سکتا ہی پس جبکہ یہ ثابت
نقصان جان کا ایک طرف ہی پھر کیونکر صورت ملاقات کی روا ہو نظم
لحظہ کہ روز و شب بہم پیوندند + یا رشتۂ مہر و سایہ باہم بندند + من با تو
دوران حالت نیز + ارباب خرد تمام برمن خندند + زاغ نے کہا کہ
کہ عداوت تیری میرے دل مین نہین ہی مگر میرے ابنائے جنس تیرے دشمن
تو باک کچھ نہین ہی کہ میرا آئینۂ دل تیرے غبار مخالفت سے بالکل پاک ہی اور
مشہور ہی مِنَ القَلْبِ اِلَی القَلْبِ رَوْزَنَۃٌ یعنی دل سے دل کی طرف ایک سوراخ
پس غالب ہی کہ تیرا دل میرے خلوص محبت پر گواہی دے موش نے کہا کہ مبالغہ
زیادہ کرتا ہی اور تکلیف دوستی کی خواہی نخواہی دیتا ہی لیکن اندیشہ کرتا ہون
سبب سے یہ رشتہ محبت کا ٹوٹ جائیگا اور وہی عداوت اصلی ظہور کریگی اور تو
عادت اصلی پر عمل کریگا جیسا کہ پانی ہر چند ایک جگہ پر بند ہوا اور رنگ و بو اور
بھی بدل گیا ہو مگر خاصیت اصلی باقی رہیگی یعنی جبکہ آگ پر ڈال لینگے تو بجھا
چنانچہ حکما کا اتفاق ہی کہ دشمن کے کلام پر کبھی فریفتہ نہو اگرچہ ہزار عہد و پیمان
پر ہرگز اعتماد کرنا نہ چاہیے اور جو کوئی ترہات دشمن پر عمل کریگا اسے وہ پہونچیگا
شتر سوار کو پیش آیا زاغ نے کہا یہ قصہ کیونکر تھا حکایت کہا کہتے ہین کہ
شتر سوار اثنائے راہ مین ایک مقام پر پہونچا کہ اسکو کاروانیون نے کوچ
آگ لگا دی تھی از بسکہ باد تند وزان تھی خس و خاشاک اس جگہ کے جلاتی
گوشہ صحرا مین جا لگی اور دور دور اس صحرا مین پھیل گئی لالہ زار کے مانند تا
اتفاقاً مار کلان اس آگ مین گھر گیا کسی طرف رستہ نہ پاتا تھا اور گرمی سے قریب تھا

ہو جائے کہ ناگاہ ایک شترسوار کو دیکھا فریاد کی کہ درماندہ اور بیچارہ ہوں اگر رحمت
کرے اور مجھے اس بلا سے بچالے تو بموجب آیۂ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیعُ اَجرَ المُحسِنِین
تعالی فائدے سے ہوگا شترسوار خداترس اور رحیم مزاج تھا جبکہ زاری اور بیچارگی سانپ کی
سنی اپنے دل میں کہا کہ اگرچہ مار دشمن انسان ہی مگر اسدم درماندہ و حیران ہی اب
بہتر یہ ہی کہ اسپر رحم کرون اسکے بعد توبڑے کو نیزے پر رکھ کے سانپ کے نزدیک گیا
سانپ جلدی سے اُس توبڑے مین درآیا سوار نے نیزہ کو کھینچ کر توبڑہ اپنے نزدیک کیا اور
منھ توبڑے کا کھول کے سانپ سے کہا کہ آگ سے تونے نجات پائی اب جسطرف چاہے جا
اور شکر اسکا یہ ہی کہ پھر مردم آزاری نہ کرنا کہ انسان کی جنس نے تجھپر احسان کیا ہی بیت
بترس از خدا و میازار کس + رہ رستگاری ہمین ست و بس + سانپ یہ سنتے ہی شترسوار کی
لپٹ گیا اور کہا کہ یہ کلام نہ کر مین جبتک تجھے اور تیرے اونٹ کو نہ کاٹونگا نہ جاؤنگا
شترسوار نے کہا کہ مین نے تجھے بلا سے نجات دی ہی اُس احسان کا بدلا یہی ہی سانپ نے کہا
واقعی تونے نیکی کی مگر غیر محل مین واقع ہوئی اور شفقت کی تونے لیکن ساتھ غیر مستحق کے
صادر ہوئی کیا تو نہ جانتا تھا کہ مین تو ضرر مجسم ہون مجھسے آدمیون کو نفع پہونچنا غیر ممکن ہی
پس جبکہ ایسے سے نیکی کی تونے کہ سزاوار بدی کا تھا اب جزا اُسکی یہی ہی کہ مجھسے الم پہونچے
نہ نیکی کرنا بدون سے ایسا ہی کہ جیسے نیکون سے بدی کرنا قطعہ چنانکہ از روی عقل و شرع
ممنوع ست + بدی نسبت پاکان و نیکوان کردن + بجاے دون صفتانے کہ مردم آزارند +
بہیچ وجہ نکوئی نمیتوان کردن + چونکہ مجھ مین اور تجھ مین عداوت جبلی تھی تو عاقبت اندیشی
مقتضی اسکی تھی کہ مجھے جلنے دیتا اور میری زاری اور چرب زبانی پر خیال نہ کرتا بلکہ اور
سرکوبی کرتا کہ قتل المؤذی قبل الایذا آیا ہی تو نے خلاف شرع اور احتیاط کے کام کیا بھلا
مین کیون اپنی وضع کے خلاف کام کرون ہر آئینہ مین تجھے کاٹونگا تا اپنے بنی نوع مین تیری
طرح احمق نہ ٹھہرون شترسوار نے کہا کہ ای سانپ انصاف کو کام کر کہ مکافات مین

نیکی کے بدی کرنا کسی مذہب مین روا نہین ہی سانپ نے کہا کہ عادت تم سب آدمیون کی
یہی ہی مین بھی تمھارے فتوے پر عمل کرتا ہون جو کچھ کہ بازار مکافات مین تمسے خرید کیا
وہی تمھارے ہاتھ بیچونگا ع یک لحظہ بخر آنچہ فروشی ہمہ عمر ہر چند شتر سوار نے تقریر مین
مبالغہ کیا کچھ فائدہ ہوا سانپ نے کہا کہ اب بتا پہلے تجھے کاٹون یا تیرے اونٹ کو سوار نے
پھر عذر کیا کہ نیکی کا عوض بدی نہین ہی حق فراموشی نہ کر سانپ نے کہا یہی طریقہ آدمیون کا
ہی مین نے جو کچھ تمسے سیکھا ہی وہی کرونگا سوار نے کہا کہ اگر اس دعوے کو گواہان عادل سے
ثابت کیا ہی کہ انسان نیکی کے بدلے بدی کرتے ہین تو زخم تیرا بجان قبول کرتا ہون سانپ نے
چار طرف نگاہ کی دور سے ایک بھینس کو چرتے دیکھا کہا کہ چل اس بھینس سے پوچھین
شتر سوار سانپ کو لیکر گاومیش کے پاس آیا سانپ نے کہا کہ اے گاومیش جزا نیکی کی کیا
اسنے کہا اگر آدمیون کے مذہب مین پوچھتا ہی تو جزا نیکی کی بدی ہی سر دست یہ ماجرا
کہ مین مدت دراز سے ایک شخص کے پاس تھی ہر سال ایک بچہ دیتی تھی اور گھر اسکا
شیر و روغن سے بھرا رکھتی تھی اور اسکا سامان شادی و غم میرے ہی شیر و روغن پر
موقوف تھا جبکہ مین بوڑھی ہوئی اور بچہ اور دودھ دینے سے عاجز ہوئی پہلے دانہ اور چارا
میرا موقوف کیا اسکے بعد صحرا مین ہانک دیا مین بدشواری تمام اپنے منھ سے خس و خاشاک
عرصئہ دراز سے چرتی رہی کل وہ اتفاقاً ادھر آنکلا جبکہ مجھے دیکھا اسکی نگاہ مین
اندک فربہ نظر آئی قصاب کو لاکے اسکے ہاتھ مجھے بیچا آج وہ مسلخ مین لیجاکے ذبح کرکے
بند بند میرے جدا کریگا انکے مذہب مین مکافات نیکی کی یہ ہی سانپ نے کہا سنا تو تو نے
اب آمادہ زخم کا ہو سوار نے کہا شرع مین ایک گواہ پر حکم نہین کرتے دوسرا
گواہ بھی چاہیے سانپ نے ایک درخت دیکھا اسکے نزدیک آکے پوچھا کہ جزا نیکی کی کیا ہی
درخت نے کہا انسان کے مذہب مین نیکی کا بدلا بدی ہی چنانچہ مین اس صحرا مین ایک پاؤن سے
ایستادہ ہون جو آدمی کہ گرمی مین آتا ہی میرے سائے مین ٹھہرتا ہی جبکہ جو اس درخت

صفحہ مین تجویز کرتا ہی کہ اسکی شاخون کی یہ یہ چیزین بنینگی اور تنے مین اتنے تختے اور
ان نکلینگی اگر قابو ملتا تو ضرور اسے کاٹتا جسکے پاس تبر ہوتا ہی وہ ایک دو شاخ بھی
کاٹ لیجاتا ہی یہ حال ہی بنی نوع انسان کا سانپ نے کہا کہ دو گواہ عادل گذر چکے
مین تجھے کاٹتا ہون سوار نے کہا کہ جان بہت عزیز شی ہی اگر ایک گواہ اور بھی ہو
بلا مضائقہ تو مجھے کاٹ پھر کچھ عذر نہ کرونگا اتفاقاً ایک روباہ بھی کھڑی یہ
حکایت سُنتی تھی سانپ نے کہا کہ ای روباہ تو بتا کہ جزا نیکی کی کیا ہی روباہ نے کہا
کیا نہین جانتا ہی تو کہ عوض نیکی کا بدی ہی اسکے بعد روباہ نے پوچھا کہ ای شتر سوار
تو نے سانپ کے حق مین کیا نیکی کی ہی کہ مستحق بدی کا ہوا ہی شتر سوار نے صورت حال
بیان کی روباہ نے کہا کہ مرد عاقل کو خلاف بولنا نہ چاہیے بیت ز عاقل کی روا
باشد سخنہاے خطا گفتن ❊ نزیبد مرد دانا را خلاف ماجرا گفتن ❊ سانپ نے کہا یہ
شتر سوار سچ کہتا ہی یہی توبڑہ ہی کہ اسمین کر کے مجھے آگ سے بچایا ہی روباہ نے کہا یہ بات
کسی طرح خیال مین نہین آتی ہی کہ تو اتنا بڑا اور اتنے ذرا سے توبڑے مین در آئے اور
اسے یہ سوار اُٹھا لے اگر برا سے العین مشاہدہ کرون تو البتہ مجھے باور ہو اسکے بعد
ایک دم مین فیصلہ کر دونگی خوف یہ ہی کہین ایسا نہو کہ خلاف راستی حکم کرون اور
حق گنہگار خدا ہون سانپ اسی توبڑے مین در آیا اور سوار نے تیزنے پر رکھ کے
ارادہ کیا چاہتا تھا کہ پھر اسی طرح اپنی طرف کھینچے کہ روباہ نے کہا کہ ای سوار دشمن کو
قابو مین لایا ہی مہلت نہ دے بیت دشمن چو بدست آمد مغلوب تو شد ❊ حکم خرد
است التمش نہ دہی ❊ سوار نے توبڑے کو اُٹھا کر زمین پر دے پٹکا کہ سانپ
مر گیا اور شتر سوار نے امان پائی ❊ مصرع این چنین بد زندگانی مردہ بہ ❊ فائدہ
اس حکایت کا یہ ہی کہ دشمن کی زاری پر فریب نہ کھائے اور کسی طرح اُسکے قول پر
اعتماد نہ کرے اگر سیاہی زاغ کی جاتی رہے تو بھی دشمن اصلی دوست نہین ہونے کا

رباعی ہر کس کہ بقول خصم مغرور شود + شمع خردش تیرہ و بے نور شود + دشمن د
چہ وقت میگردد دوست + آن وقت کہ تیرگی ز شب دور شود + زاغ نے کہا کہ یہ بات
محض حکمت ہیں کہ بیان کیں تو نے سو سنیں ہیں نے اور یہ جواہر روشن کہ کان خ
باہر لایا تو دیدہ و دل اُس سے منور ہوا اگر تیری مروت اور فتوت اسپر غالب ہو لازم
کہ خیال مضائقہ دل سے اٹھاوے اور یقین میرے سخن کا کر اور اب طریقہ مواصلت
جاری فرما قول حکما ہے کہ کریموں سے آمیزش اور لئیموں سے گریز چاہیے کہ کریم دوستی ا
ساعت کی برابر عمر دراز کے جانتے ہیں اور لئیم دوستی صد سالہ کو طرفۃ العین میں
کر دیتے ہیں یہ بارہا دیکھا ہے کہ آزاد لوگ دیر میں دوست ہوتے ہیں اور سبب قوی
بعد بہت دیر میں دشمنی کرتے ہیں مانند کوزہ زریں کہ دیر میں بنتا ہے اور دیر میں ٹو
اور سفلے جلد دوست ہوتے ہیں اور دشمن بھی جلد ہو جاتے ہیں جیسا کہ کوزہ سفالین
بنتا ہے اور جلد ٹوٹ جاتا ہے اور دوسرا سبب سفلوں کے دشمن ہونے کا یہ ہے کہ یہ کبھ
کسی کے دل سے دوست نہیں ہوتے ہیں مگر زبانی اور میں نے سب طرح کی خوبیا
تیری ذات میں سمجھ لی ہیں اسلیے تیری ہمنشینی اور دوستی کا مشتاق ہوں اور یہی
دل سے کیا ہے کہ جبتک تو مجھے عزیز نہ کریگا کچھ نہ کھاؤنگا اور نہ تیرے آستانہ فیض سے
اُٹھاؤنگا موش نے کہا کہ تیرا کلام اول ہی میرے دل پر اثر کر گیا تھا اگر میں عذر عاقل
نہ کرتا اور پہلے ہی سوال کو قبول کر لیتا تو تو جانتا کہ یہ دوست سست عنان اور نرم
اور عاقل ایسے کی دوستی کا اعتماد نہیں کرتے ہیں اس گفتگو کے بعد اب مجھے جان
دریغ نہیں ہے بیت اینہمہ دم بود تائیے خویش را + تو دانی حساب کم و بیش را
موش نکلا اور در سوراخ پر کھڑا ہوا زاغ نے کہا اگر اب بھی کوئی ظلجان اور تردد باقی
کہ تشریف آگے نہیں لاتا ہے موش نے کہا کہ انصاف کر کہ باوجود دلائل قویہ کے
جو بیان ہو چکے اُنپر میں نے خیال نہیں کیا اور دیدہ و دانستہ جان شیرین کو تیری محبت

اکیا اب مجھے کون جگہ اندیشے کی باقی رہی مگر یہ البتہ کہ جو عہد و پیمان تو نے کیا فقط
ی ذات سے کیا ہی لیکن تیرے ابناے جنس اگر قصد میرا کرین تو اُسکا کیا علاج تجویز
اہی زاغ نے کہا کہ مجھ مین اور میرے ہمجنس مین شرط یہ ہی کہ میرے دوست کے دوست
ین اور دشمن کے دشمن موش نے کہا حقیقت بھی یہی ہی کہ دشمن کا دوست زیادہ دشمن سے
مجھا چاہیے اور دوست کا دشمن وہ بھی اپنا دشمن ہی چنانچہ حکما نے تفصیل دوستون
ر دشمنون کی لکھی ہی کہ دوست تین طرح کے ہوتے ہین یعنی دوست خالص اور دوست کا
ست اور دشمن کا دشمن اور دشمن بھی تین وضع کے ہین دشمن ظاہر اور دشمن دوست کا
ر دوست دشمن کا بیت از دشمن خود چنان نترسم + کز دشمن یار و یار دشمن +
غ نے کہا مطمئن ہوا مین الحمد للہ کہ بناے محبت نے فیما بین اتنا استحکام پایا
ین آج سے یار اُسے جانونگا کہ جو تیرا محو رضا ہوگا اور جو کوئی کہ تجھسے خلاف کریگا وہ
شبہہ دشمن میرا ہی بلکہ آنکھین اور زبان میری کہ دیدبان تن و دل کی ہین اگر خلاف تیرا
تیار کرینگی تو قسم اُسکی کہ میرا نفس جسکے دست قدرت مین ہی ایک اشارت مین ساحل
ود سے نکال کے گرداب عدم مین پھینک دونگا تا بدیگرے چہ رسد بیت مصنف ہے
گر دوست شود یا دشمن + دشمن دو شمر تیغ دو کش زخم دو زن + موش اس عہد کے سُننے سے
شدل ہوا اور نزدیک آیا اور باہم معانقہ کیا اور بساط نشاط کو بچھایا جبکہ چند روز شرائط
انداری کے موش نے بوجہ حسن اداکیے زاغ سے کہا کہ اے برادر اسے مفارقت ایک دم کی ہرب
ال کے ہی اگر اس جگہ مع اہل و عیال تشریف لائے تو جو منت تیری میری گردن پر ہی
چند اس سے بڑھ جانے کیلیے کہ یہ موضع جاے پاک اور مقام دلکش ہی زاغ نے کہا کہ اے
ل سچ کہا تو نے کہ یہ جگہ خوب ہی مگر نقصان یہ ہی کہ شارع عام سے نزدیک تر ہی اور
دہ راستی پر متصل واقع ہی اور مسافرون کی آمد و شد سے ایک دن گزند کا اندیشہ ہی اور
ن کہ میرا مسکن ہی مرغزار ہی نہایت مصفا بلا تشبیہ روضۂ خلد کے مانند پر نور اور ہوا

اُسکی مثل باغ ارم محل بہجت وبہرور ہی اشعار ہندی عکس افگن ہی سبزہ نہرو
سبزے کا ہی گمان نہرون پر + ہی شگوفے کی ہر طرف بہار + بنگئے غنچے نافۂ تا
جوش ایسا ہی نکہت گل کا + زلف مشکین بنی ہی موج ہوا + اور طعمہ میرا اور تیرا ا
حوالی مین بہت اور گزند سے خالی ہی اور ایک سنگ پشت کہ تیرے مانند یار وفادا
وہ بھی اُس جا مسکن رکھتا ہی اگر اُس جگہ تشریف فرما ہو تو ہم تینون یار بے رنج
بقیۃ العمر بسر کرین موش نے کہا بیت تا دامن کفن نہ کشم زیر پاے تو + باور نکن
دست زدامن بدارمست + اور مجھے اب کوئی آرزو تیرے شرف ملاقات کے برابر نہی
اب جسطرف تو آفتاب ہوا خرام کریگا سایے کی طرح پیچھا نہ چھوڑونگا اور جبتک
گریبان میرا ہاتھ مین ہادم اللذات کے سپرد نہین ہوتا ہی دست ارادت تیر
دامن صحبت سے کوتاہ نہ کرونگا بیت دامن دولت بیدار نہ چھوڑونگا مین + بس
جبتک قدم یار نہ چھوڑونگا مین + اور یہ قصبہ وطن اصلی میرا نہین ہی بلکہ سانحہ عجیب
آنے کا باعث ہوا ہی اگرچہ قصہ دراز ہی مگر عجایب بسیار سے تعلق رکھتا ہی اگر سمع قبول
سُننا منظور ہوگا تو مختصر اُسکا بیان کیا جائیگا آخر سخن اسپر ختم ہوا اور موش مستعد
ہوا زاغ موش کی دُم منقار مین پکڑ کے ہوا پر اُڑا آخر اپنی منزلگاہ پر پہونچا اُس
سنگ پشت چشمے سے باہر نکلا تھا دور سے سیاہی زاغ کی دیکھ کے اندیشہ ناک ہوا
چشمے مین در آیا زاغ نے موش کو آہستہ زمین پر رکھ کے آواز دی سنگ پشت آواز
سُن کے باہر آیا اور دیدار گرامی دیکھ کر خروش شادی بلند کیا اور یہ بیت تکرار کرتا تھا بیت
شکر یارب سفر سے یار آیا + دل بیتاب کو قرار آیا + ہوئے داغ غم خزان سب محو + گل
موسم بہار آیا + بایکدیگر کمال گرمجوشی کی اور کہا کہ اے یار اب تک کہان تھا اور کیا حال
زاغ نے سرگذشت مین اول الی آخرہ مو بمو بیان کی سنگ پشت تفصیل ماجرا اُسکے اور حال مو
دیکھ کے کمال خرسند ہوا اور کہا لمؤلفہ بیت افسردہ تھا مین تو جو آیا جان آئی جان مین

رے پاؤن کی صدا ہی ہم باذنی کان مین + الحمد للہ کہ بخت ہمارے یاور ہوے کہ
یسا شفیق تشریف لایا موش نے کہا کہ مین کہ لائق ہون یہ محض بندہ نوازی ہی جو تو
تا ہی بلکہ حوادث روزگار سے تمھارے سایۂ دولت مین پناہ لایا ہون آگے اختیار
ارا ہی جبکہ رنج راہ سے آسودہ ہوے زاغ نے کہا کہ ای برادر وہ سرگذشت کہا چاہیے
ماجرا تجھسے شخص کا خالی فائدے سے نہوگا بیت بکشا لب ازان حدیث شیرین +
م دل ما پر از شکر کن + موش نے آغاز سخن کیا کہ دیار ہند مین شہر ہی کہ اُسے ماروت
تے ہین اُس شہر کے زاویے مین ایک زاہد تھا کہ اُسکے مکان مین مین نے رہنا اختیار
تھا اور موش چند میرے ملازم تھے جبکہ نعمتہاے گوناگون یہ ہاتھ میرے کشادہ دیکھا روز بروز
ر موش زیادہ ہوتے جاتے تھے مین بھی ہر ایک سے باخلاق پیش آتا تھا اور زاہد کے
ید ہر روز کچھ کھانے کے واسطے طعام اور غلہ لاتے تھے زاہد کچھ خرچ کرتا تھا اور باقی
رے وقت کے واسطے رکھتا تھا اور جو بچتا جاتا تھا اُسکا ذخیرہ کرتا جاتا تھا
وقت کہ زاہد اندک اُس جگہ سے جنبش کرتا تھا مین فوراً اُسمین سے دستبرد کرکے
آپ کھاتا باقی سب موشون کو کھلاتا تھا زاہد ہر چند میری ہلاکت کی تدبیر کرتا تھا
مفید نہوتی تھی ایک دن مہمان دانا کاشانۂ زاہد مین وارد ہوا زاہد نے مراسم صحبت
دانی ادا کیے اور طعام مہمانداری کہ سر انجام دیا بعد اکل وشرب کے باہم حکایت کرنے لگے
زاہد اُس سے مولد مسکن اور سبب مسافرت پوچھتا تھا مہمان کہ مرد جہاندیدہ اور سرد و گرم
زمانہ چشیدہ تھا جواب زاہد بطریق صواب ادا کرتا تھا اور عجائب غرائب جو دیار کے
کچھ مشاہدہ کیے یا سُنے تھے بہ تقریر دلپذیر بیان کرتا تھا زاہد اثناے کلام مین ہر دم
ہاتھ پر ہاتھ مارتا تھا اور چپ و راست نظر کرتا تھا مہمان نے جب یہ حرکت زاہد کی چند بار
خاطر کی آشفتہ ہو کر کہا کہ ای زاہد یہ کیا حرکت بیجا ہی کہ بے سبب ہر دم ہاتھ پر ہاتھ مارتا ہی
حرکت نامناسب خلاف تمکین کیا ہی گو مجھسے تمسخر کرتا ہی اور استہزا تجھسے شخص سے

بہت بعید ہی اسکے بعد یہ قطعہ پڑھا قطعہ بہ استہزا و سخریت مکن میل + کہ
لائق آزادگان نیست + کسے کو ہزل و بازی ساخت پیشہ + از و بے آبروتر در جہ
نیست + زاہد نے کہا کہ حاشا کہ خار ہزل کبھی میرے دامن خاطر مین الجھا ہو اور
تمسخر کبھی میری ہواے صافی مین آمیختہ ہوا ہو یہ حرکت کہ مشاہدہ کرتا ہی تو محض
موشون کے غلبے سے ہی کہ نہ اُنکے ذخیرے مین دانا بچتا ہی نہ سفرے مین نان بلکہ جا
عاری کر دیا ہی مہمان نے کہا کہ سب موش ایک ہی طرح سے چیرہ دستی کرتے ہین یا
ایسے ہین زاہد نے کہا کہ ایک اُن سب مین کلان تر ہی بس وہی اس درجہ دلیر ہی کہ
چیز لے بھاگتا ہی مہمان نے کہا کہ یہ جرأت اُسکی بے سبب نہین ہی قصہ اُس موش
شاید کہ مشابہ اُس مرد کے ہی کہ زن میزبان سے مبالغہ کرتا تھا کہ آخر کچھ سبب
کنجد مقشر غیر مقشر کے برابر بیچتی ہی زاہد نے کہا کہ اُسکا بیان کیا چاہیے حکایت
کہا کہ مین راہ مین آتا تھا شب کو ایک قریے مین پہونچکر ایک آشنا کے گھر مین اُترا
کھانے سے فراغت ہوئی مین نے بستر پر آرام کیا اور ہنوز بیدار تھا کہ میزبان اپنے گھر
گیا گر مجھ مین اور میزبان مین ایک بوریے کا پردہ تھا کہ جو کلام میزبان گھر مین کر
مین سنتا تھا مرد نے کہا کہ اے زن مین چاہتا ہون کہ کل اکابر اس قریے کے
مہمان عزیز کے ساتھ خوب مہمانداری کرون او ضیافت معقول فراخور حال بجا لاؤن عورت
کہا کہ اے مرد مین متعجب ہون کہ ایک دن کا خرچ عیال کے لائق نقد و جنس گھر مین
نہین ہی کہ ہمارے رزق کا سبب ہو اسباب ضیافت کہان سے موجود ہو جائیگا اگر
مقدور ہی تو اپنے عیال کے واسطے کچھ جمع کر کہ چند روز بخاطر جمع گذران ہو اور اگر اس
زیادہ ہی تو نگاہ رکھ کہ تیرے بعد زن اور فرزند محتاج کسی کے نہون مرد نے کہا
نداشت چشم بصیرت کہ گرد کرد و نخورد + ببر د گوے سعادت کہ خرچ کرد و برد + اگر توف
احسان اور مجال شفقت کا اتفاق پڑے تو اُسپر ندامت نہ کرے کیونکہ ذخیرہ ناقیت

جسے کہ دنیا مین جمع کیا اور خرچ نہ کیا عاقبت نہین رہی مال وبال گردن اسکا ہوگا
ع کرنا مال کا اسطرح سے ناپسندیدہ ہی جیسا کہ اُس گرگ کا قصہ ہی عورت نے کہا کہ
یونکر تھا حکایت مرد نے کہا کہ صیاد ہنرمند کہ آہو اُسکے ہیبت دام سے
ن صحرا سے باہر نہ رکھتا اور شیر اُسکے خوف حیلہ وتزویر سے سر کنام سے باہر نکالتا تھا
ت دیدہ ورے پرہنرے تیز ہوش + حیلہ ورے سخت دلے سخت کوش +
دن اُسنے جال لگایا تھا اتفاق سے ہرن پھنسا صیاد دام کے نزدیک پہونچا کہ
ن نے اس قوت سے جست کی کہ حلقے دام کے ٹوٹ گئے اور آہو بھاگ گیا صیاد نے
ستی کرکے ایسا تیر جگر دوز مارا کہ آہو گر پڑا صیاد ذبح کرکے اور پشتارہ اُسکا کمر سے
ھ کے روانہ خانہ ہوا چند قدم چلا تھا کہ ایک خوک صحرائی دوچار ہوا اور اُسپر حملہ کیا
د نے تیز دستی کرکے خوک کے بھی ایک تیر مارا کہ کام خوک کا بھی تمام ہوا مگر کرتے
ایک دانت اُسنے بھی سینۂ صیاد پر ایسا مارا کہ اُدھر خوک اِدھر صیاد دسرد ہو گیا اس حال مین
گرگ گرسنہ وہان وارد ہوا دیکھا کہ صیاد اور آہو اور خوک تینون بے جان پڑے ہین
ت کے مشاہدے سے بہت خوشدل ہوا اور باخود کہا کہ وقت ذخیرہ کرنے کا ہی اگر
ف کرون تو منسوب بہ حماقت ہوتا ہون بہتر یہ ہی کہ بقدر اشتہا کھالون اور جو
رہے ایک گوشہ مین ذخیرہ کرون کہ ذخیرہ ایام کلفت مین کام آتا ہی جیسا کہ شاعر
ی قطعہ چون تیشہ مباش جملہ برخود متراش + چون رندہ مباش جملہ آنسو مخراش +
ز ارہ گیر در علم معاش + چیزے سوے خود میکش و چیزے می پاش +
یال کیا کہ گوشت تازہ ذخیرے کے لائق ہی پہلے کمان کا رودہ اور چلّہ کہ چرمی ہی
چاہیے باقی پھر سمجھ لونگا القصہ زہ کمان کو چبانے لگا تھوڑے فشار مین دندان
شگاف سے چلّہ کمان کا کٹ گیا کمان ازبسکہ سخت تھی دونون گوشے بھیڑیے کے
ین بیٹھتے ہی در آئے اور تمام اعضاے باطنی اُسکے باہر نکل آئے گرگ بھی اُسی جگہ

مرداہ ہوگیا ع این نیز بشد آن ہمہ ناخوردہ بماند + فائدہ اس مثل سے یہ ہی کہ جمع کر
مال کا ہمیشہ جان و ایمان کا وبال ہوجاتا ہی بہتر یہ ہی کہ جو آج میسر ہو اسپر خوش ہو و
اور غم فردا نہ کرے بیت آنچہ داری بخور امروز و غم دہر مخور + چون بفردا برسی روزی فر
برسد + وائے اُنکی جان پر کہ مال دنیا ہزار رنج پیدا کرکے ذخیرہ کرتے ہین اور مصرف
مناسب مین مضائقہ کرتے ہین اور مرنے کے وقت ہزار حسرت سے چھوڑکر مواخذہ اُسکا ا
گردن پر لیجاتے ہین اور وہ مال اورون کے کام آتا ہی قطعہ تا کی اے خواجہ مال جمع کنی
کہ بمرگ از تو باز خواہد ماند + گنج قارون اگر ذخیرہ نہی + ہمچنان حرص و آز خواہد ماند + ہمہ
آتشے کز و + برتو سوزد و گداز خواہد ماند تو وہ آگ نہ جلا کہ آپ اُسکے سوز مین گداز پا
جبکہ زن میزبان نے یہ باتین حکمت آمیز سُنین اور ملہم سعادت نے عرفہ الرزق علی اللہ
اُسکے گوش ہوش مین پہونچایا بولی کہ اے مرد گھر مین قدرے چاول اور کچھ تل اتفاق سے
مین نے جمع کیے ہین اب معلوم ہوا کہ ذخیرہ کرنا منع ہی مین دس آدمیون کا کھانا پکاتی ہو
تو جسے چاہے بلا عورت نے صبح تلون کو مقشر کیا اور دھوپ مین رکھا اور کہا کہ اے مرد
اور کام کرتی ہون تو نگہبانی کرتا چڑیان اسے خراب نہ کرین اور آپ اور کام مین مشغول ہ
مرد پر نیند غالب ہوئی سوگیا ایک کتا آیا اور تلون مین منہ ڈالا عورت نے دیکھا کہ کتے
منہ ڈال دیا نہایت مکروہ سمجھی اور اُٹھا کر بازار کو لیگئی مجھے کچھ اور ضرورت تھی مین بھ
بازار کو گیا تھا دیکھا کہ وہ عورت دکان کنجد فروش پر بیٹھی ہی اور مقشر کو غیر مقشر
صاع بصاع برابر بدلتی ہی ایک شخص اور اُس جگہ وارد تھا آواز دی کہ اے عورت ا
کچھ تو نکتہ ہی کہ کنجد مقشر کو کنجد پوست دار سے برابر بدلتی ہی یہ حکایت اسلیے کہی مین
میرے بھی خیال مین آتا ہی کہ اُس موش کو جو اتنی جرأت اور چالاکی ہی گمان غالب ہی کہ کچھ
اپنے سوراخ مین رکھتا ہی اسی سبب سے اتنی دلیری کرتا ہی اور اگر مفلس ہوتا تو یہ چال اُسکا
مثل مشہور ہی کہ بے زر بانند مرغ بے بال و پر کے ہی مجھے یقین ہی کہ اُس موش کا زور زر

ب سے ہی کوئی کدال لاکہ اسکے سوراخ کو کھود کے دیکھون زاہد کدال لایا اسوقت مین دیکھ
راخ مین تھا متحیر ہوا کہ ہزار اشرفیان میرے سوراخ مین جمع تھین مین ہمیشہ اُنپر لوٹا کرتا تھا
میری قوت واقعی اُسی کے باعث تھی جبکہ مہمان نے سوراخ کو کھودا آخر نوبت یہانتک
پی کہ اکو زاہد لے گیا یہ قوت اور جرأت موش کی اس باعث سے تھی کبھی اسکے بعد
ری نہ کریگا اور متعرض نان وخوان کا نہوگا مین یہ سب باتین اُنکی سنتا تھا اور دم بدم
مردگی او ضعف دل مستولی ہوتا جاتا تھا اور کیا دیکھتا ہون کہ اُسی دم سے سب موش
جرانے لگے اور ایک ایک حیلے سے اپنی اپنی راہ لینے لگا **نظم** ورد دل کس عہد
لے نماند + باغ در اُجڑ گیا سے نماند + دانۂ صد برگ ولو ابوذر + زر بشد و برگ و نوا سے نماند +
جو موش کہ میرے بظاہر ہوا خواہ اور جان نثار تھے اب وہ فرمان برداری اور ہوا خواہی سے
اض کر کے عیب جوئی اور بد گوئی کرنے لگے اور ترک صحبت کر کے میرے دشمنون سے جا ملے جو سبب
ل مشہور کے مَنْ قَلَّ دُنْیَارُہُ قَلَّ مِقْدَارُہُ جیسا کہ داناؤن نے کہا ہی کہ جو کوئی بھائی نہین
کھتا ہی اگر وطن مین ہی تو بھی غریب ہی اور جو کوئی فرزند نہین رکھتا ہی نام اُسکا صفحہ روزگار پر
ی نہ رہیگا اور جو کہ مفلس ہوتا ہی کوئی اُسکا یار نہین ہوتا ہی اور دوستی سفلون اور
ن ہمتون کی محض غرض نفسانی پر ہوتی ہی پھر کیونکر وہ دوست دلی ہون ایک نے
ل دل سے پوچھا کہ تو کتنے دوست رکھتا ہی کہا کہ ابھی تو عالم دوست ہی خدا نخواستہ
ر ایام نکبت آئین جسوقت معلوم ہو کہ یار کون ہی اور اغیار کون ہی دوست نکبت کے وقت
پہچانا جاتا ہی اور یار محنت کے وقت دریافت ہوتا ہی چنانچہ صحائف لطائف میں لکھا ہی
کہا ہی کہ ایک فاضل سے پوچھا کہ اسمین کیا نکتہ ہی کہ مالدار کی ہر کوئی تعظیم کرتا ہی اور
تعظیم وقار سے دیکھتا ہی اور مفلس کو سب چشم کم سے نگاہ کرتے ہین اُسنے جواب دیا
مال محبوب عالم ہی جسکے پاس جمع ہوتا ہی لوگ اُسکی تعظیم بجالاتے ہین اور جسکے ہاتھ سے
جاتا رہتا ہی پھر اُسکے نزدیک کوئی نہین آتا ہی **رباعی** چون گل چمن دامن پر زر نمود +

بلبل بہزار صوت و دستان بسمود + وانگہ کہ بہار رفت گریش کہ بود + کس نام گل
زبان بلبل نشنود + اور ان سب موشون مین ایک موش تھا کہ میری ملازمت میں
افتخار رکھتا تھا اور طریق یاری اور بیان وفاداری اسطرح پر بیان کیا کرتا تھا
کہ مین تیرے عشق مین یہان تک دلدادہ ہون کہ اگر تو تیغ میرے سر پر ماریگا تو
شمع کی مانند پانون اپنی جگہ سے نہ سرکاؤنگا وہ سب سے پہلے کنارہ کش ہوا مین نے
اُس سے کہا کہ ای یار وفادار اب کیا ہوگیا ہی کہ دفعۃً تو نے کنارہ کیا اُسنے جواب دیا کہ
عجب احمق ہی جسوقت کہ تو صاحب درم تھا ہر کسی کو التفات کا باعث وہ درم ہوتے تھے
اور ہر ایک کا تو محتاج الیہ تھا اب وہ سب شرطین اُس شروط کے ساتھ جاتی ہین
اِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ اور حکمانے جو کہا ہی کیا تو نے نہین سُنا ہی کہ
مرد محتاج جیسا کہ لذت دنیا سے محروم ہوتا ہی غالب ہی کہ درجات آخرت سے بھی محروم رہے
اور سبب ظاہر اسمین موجود ہی کہ شاید اضطراب قوت کے باعث اور نفقۂ عیال کے
سبب طلب مین روزی غیر مشروع کی جرأت کرے اور وہ موجب وبال و نکال عقبی ہو
اور اس سبب سے جیسا کہ اس عالم مین محنت افلاس سے درماندہ تھا عقبی مین زندان
شقاوت ابدی مین محبوس ہو بموجب مصرع چون کافر درویش نہ دین ساخت نہ دنیا
پس اگر ایسے شخص کی نزدیکی سے کہ مال دنیا ہاتھ سے کھو چکا ہو اور آخرت مین
گرفتار اتنے اندیشون کا ہو اگر اُس سے کنارہ کوئی کرے تو معذور ہی مین نے کہا
کہ یہ بات بیہودہ ہی کہ فقر بادشاہی ہو کہ تاج اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ سر پر انبیاے کرام کے
رکھا گیا ہی بیت کار درویشی ورای فہم تست ہموے درویشان تو منگر سست
بیت رتبہ ہر شی سے ہی برتر فقر کا + فخر کرتے تھے پیمبر فقر کا + نظم ایضاً اَلْجَوْہَرُ فَقْرٌ
وَسِوَی الْفَقْرِ عَرَضٌ + وَالْفَقْرُ شِفَاءٌ وَسِوَی الْفَقْرِ مَرَضٌ + باانیہمہ تو فقر کی
مذمت اور صحبت درویش سے بیزاری بیان کرتا ہی اُس موش صاحب نے کہا

ہیہات وہ فقر کہ پسندیدۂ انبیاء اور ستودۂ اولیا ہی اس افلاس کو اُس سے
نسبت وہ فقر عبارت اس سے ہی کہ سالک راہ حقیقت نقد دنیا اور سرمایۂ آخرت سے
وا سے فضل الٰہی کے کوئی چیز قبول نہین کرتے ہین مظہر اُس فقر کا درویشی ہی اور
مناسب اس فقر کا گدا گدائی اور چیز ہی اور درویشی اور شی درویش وہ ہی کہ ترک دنیا کیا ہی
بزرگ وہ ہی کہ دنیا نے اُسے ترک کیا ہو اُسی فقر کے حق مین کہا ہی کہ اَلْفَقْرُ کَنْزٌ مِنْ کُنُوزِ اللّٰہِ
یعنی فقر خزانہ ہی خزانہائے خدا سے اور وہ اسرار توحید ہی اور خلاصہ معرفت کا اور وہ
فقر کیمیا ہی نسخہ کُن فیکون سے اور اسرار فقر کی ایک کیفیت حالی ہی کہ جسپر درود فرمائے
ہی جاتے اور مجال زبان کی نہین ہی کہ اُسکی شرح کر سکے احتیاج اور درویشی ظاہری
نعوذ باللہ منہا اصل سب بلاؤن کی ہی اور واسطہ ہی دشمنی خلق خدا کا اور اُٹھانے والی
شرم و حیا کی اور خراب کنندۂ بناے مروت اور مجمع شر و آفت اور قاطع ہمت و حمیت
اور باعث خواری و ذلت ہی اور جو کوئی کہ پابند احتیاج کا افلاس اور حرص کے سبب سے ہی
بجز اسکے چارہ نہین ہی کہ پردہ حیا کا اُسکے منہ سے اُٹھالین اور جبکہ رقم اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ
اسکے ورق حال سے محو ہوا زندگانی منغص ہوئی اور ایذا و آزار مین مبتلا ہوا نگہبان
شادی کے رخت راحت اسکے ساحت سینہ سے اُٹھا لینگے اور لشکر غم نہاد مملکت مین
مستیلا پائیگا شمع خرد اُسکی بے نور ہو جائیگی اور ذہن و کیاست اور فہم و فراست
روجانب قصور پھیرینگے اور منافع تدبیر کے اُسکے حق مین نتیجے مضرت کے بخشینگے اور
وجود امانت کا معرض تہمت و خیانت مین آئیگا گمان نیک کہ دوستون کو اُسکے
حق مین قدیم سے ہوگا منعکس ہو جائیگا اور جو کوئی گناہ کریگا مجرد گمان پر بغیر تحقیق کے
خیانت اُسکی طرف متوجہ کرینگے اگر کام عقل کا کریگا تو بھی نسبت حمق کی کرینگے
اور جو کام کہ مالدارون کا باعث مدح و ثنا ہوگا وہ اُسکے واسطے موجب طعن و مذمت
ہو جائیگا مثلاً اگر مفلس جرأت کریگا تو دیوانہ کہینگے اور اگر سخاوت کریگا تو مسرف

اور بیہودہ نام رکھینگے اگر درگذر اور بردباری کریگا تو بے غیرتی وبے عزتی مین متہم
اگر وقار کریگا تو گران جان اور کاہل کہینگے اگر زبان آوری اور فصاحت کریگا بسیار
لقب کرینگے اور اگر خاموشی اختیار کریگا تو نقش دیوار سے مثال دینگے اگر کنج خلوت مین بیٹھ
تو وحشت سے نسبت کرینگے اگر خندہ روئی اور آمیزش شعار کریگا تو ہزال اور مسخرہ نام رکھ
اگر خوردنی اور پوشیدنی مین اندک بھی تکلف کریگا تو تن پرور کہینگے اگر کھانے اور پہنے
تکلف گوارا کریگا تو دانہ زدہ اور لئیم لقب کرینگے اگر سفر اختیار کریگا تو برگشتہ بخت کہینگے
سب سے ترک کرکے گوشہ کاشانہ مین بیٹھیگا تو آرام طلب اور پست ہمت نام رکھینگے اگر
اختیار کریگا نامرد اور سست کہینگے اور اگر کدخدا ہوگا تو بدنفس اور بندہ شہوت
کرینگے حاصل الامر محتاج اہل زمانہ کے نزدیک مردود اور بے قدر ہوتا ہے اور جو حاجت
پیش کریگا عیاذاً باللہ حاجت اسکی روا بھی نہ کرینگے اور جواب سخت دینگے اس حال
تو اُس سے یہ پہونچیگی منشا اُسکا وہی طمع ہے قَلَّ مَنْ طَمِعَ یعنی جسنے کہ طمع کی ذلیل
جبکہ اُس موش نے یہ بات تمام کی کہا مین نے کہ سچ کہا تو نے رائے تیری صواب ہے
بھی بزرگون سے بارہا سنا ہے کہ اگر کوئی شخص ایسا بیمار ہو کہ خیال شفا محال ہو اور یا اُسکا
بلا مین گرفتار ہو کہ نہ رہے بازگشتن اور نہ اسباب اقامت میسر ہو یہ سب آسان ہے مگر افلاس
تنگدستی سب سے مشکل تر ہے اب یہ سب میرے مشاہدے مین آیا اور یہ کلام سراسر حکمت
نظم ز احتیاج بتر در جہان بلائے نیست * بہیچ وجہ تہیدست را نوائے نیست * کسیکہ گشت و
مبتلائے رنج طمع * بگو بمیر کہ این درد را دوائے نیست * اور اپنے ہمجنس سے کچھ طلب کرنا
اُس سے ہزار درجہ بہتر ہے بلکہ ہاتھ دہان مار مین کرنا اور اُس سے زہر قاتل اپنے کھانے کو
اور شیر گرسنہ کے آگے سے طعمے بھاگنا اور پلنگ خشم آلود سے ہم کاسہ ہونا آسان ہے مگر حاجت
لئیمون کے آگے لیجانا اور ذلت سوال کی اُٹھانا بہت مشکل ہے جبکہ بات یہان تک پہونچی
اُس سے پھر امین نے اور سوراخ کی طرف آکر دیکھا کیا ہون کہ اُس زر کو زاہد اور جہان

ہم قسمت کیا ہی اور زاہد نے حصہ اپنا ایک خریطے مین کر کے زیر بالین رکھا ہی اسوقت طمع خام
محرک ہوئی کہ اگر اس مال سے کچھ بھی دستیاب ہو تو قوت روح اور پر و بال دل کے عود کرتے ہین
یار اور دمساز میری خدمت مین پھر رجوع لاتے ہین اور مجالس بدستور قدیم آرا
تی ہی اس اندیشہ مین اتنا توقف کیا کہ زاہد سو گیا اسکے بعد آہستہ آہستہ متوجہ
بین زاہد ہوا لیکن مہمان ہوشیار اور پختہ کار میرے خیال مین بیدار تھا جبکہ مین
نزدیک پہونچا اُسنے ایک چوب دستی اسطرح ماری اگر بدن پر پڑتی تو استخوان ہمہ ہو جاتے
لیکن وہ ضرب اتنی قریب مین پڑی کہ اُسکے صدمہ مین ایسا کوفتہ ہو گیا کہ پا کشان
سوراخ تک بدشواری پہونچا چند ساعت توقف کیا کہ وہ صدمہ دل سے دور ہوا بار دیگر
طمع پر سوراخ سے باہر آیا اُس مہمان نے کہ کمین گاہ مین تھا پھر ایسی ضرب دی
مجروح ہو کر بہزار خرابی سوراخ مین در آیا اور تمام شب اُسی جراحت کے رنج مین بسر کی
خواہش مال اور طلب دنیا سے دل سرد ہو گیا اور بموجب اس بیت کے خیال مین گذرا
بیت نام ہی زیست تندرستی کا + ہی لقب موت ضعف و سستی کا + اور بخوبی دل پر
محقق ہوا کہ پیش آہنگ سب بلاؤن کی طمع ہی جبتک کوئی مرغ طمع دانے کی نکریگا
تب اُسکی بستۂ دام ہوگی قطعہ ای برادر طمع مکن کہ طمع + آدمی را خراب سازد
خوار + دو سخن بشنو از ہمین خواہی + کہ شوی از حیات برخوردار + پاے دردامن قناعت
کش + طمع از مال مردمان بگزار + تعجب ہی اُن شخصون سے کہ راحت بہت سے مال مین
سمجھتے ہین یہ نہین جانتے ہین کہ تھوڑے مال مین بہت آرام ہی اور افسوس اُن
لوگون کے حال پر ہی کہ تونگری مال کے جمع کرنے مین تصور کرتے ہین اور اتنا نہین سمجھتے
ہین کہ ترک کرنے مین دنیا کے انسان پایہ بلند کو پہونچتا ہی بیت عزت ان یافت
کہ برکند دل از مہر جہان + راحت آن دید کہ او دست طمع باز کشید آلقصہ اس حادثہ سے
ایسا افسردہ دل ہوا کہ نہال طمع گلشن دل سے اُکھاڑ ڈالا اور شاخسار رفتہ رفتہ پژمردہ گیا

میوۂ قناعت دست تصور مین لیکر قضاے ایزدی پر راضی ہوا مین اور عنایت پرورد
یہ فائدہ ہوا کہ دنیا نے اس ماجرے کے ضمن مین بارے خصائص اور معائب سے مجکو
مطلع کیا اگر دیدۂ عقل بسبب حرص سے نابینا نہو تو بخوبی ظاہر ہے کہ کون دولتخانہ تھا
وہ مسکن گرگ و شغال کا نہوا اور کون سا قصر بلند تھا کہ سیلاب فنا نے جڑ سے کھو
اور کسے اٹھایا کہ نہ گرایا اور کسکے ساتھ محبت کی کہ اسکا لہو نہ پیا اور کسکے منھ پر دروا
دولت کا کھولا کہ پھر بند نہ کیا اور اسکو ہزار رنج و محن مین نڈالا قطعہ زنہار نخاطر
دنیاے دون + کہ ہرگز از و شوہرے بر نخورد + کہ بر پایۂ تخت او پا نہاد + کہ از دست
تیغ بر سر نخورد + پس ایسی بیوفا کے واسطے رنج اٹھانا اور بود و نابود اور زیان و سود
ایسی کے غم و غصہ کھانا سراپا جہل و نادانی ہے اسکے بعد خانۂ زاہد سے صحرا کی طرف روانہ ہو
اور اس جگہ کہ دیکھا تو نے مسکن اختیار کیا مین نے اسکے بعد وہ کبوتر کہ مجھسے دوستی رکھتی
جو خدمتگزاری اسکی کہ مجھسے ہوسکی عمل مین لایا تو نے بواد بد آشنائی میری اور کبوتر
کی طرح دوستی کی ڈالی ہر چند عذر کیا مین نے کہ دوستی میری اور تیری دور از عقل اور خلاف
حکما کے ہے اور مثال درست اور گواہ حجت گزرانے مین نے کہ دوستی موش و زاغ کی عقل سے
دور ہے لاکن اصرار تیرا کم نہوا اور نوبت زاری کی حد سے گذری اور مجھسے مروت شکنی نہو سکی
متوکلا علی اللہ دل مین کہا مین نے کہ بیش ازین نیست کہ زاغ اگر بد عہدی کریگا اور
مجھے ہلاک کریگا پس ایک دن مرنا مقرر ہے سو وہ بھی سواے تعین روز اجل کسی کی جرات
نہو سکیگی کہ ہلاک کر سکے فلہذا جو کچھ تو نے کہا مین نے بدل قبول کیا بعد عہد و میثاق کے تو نے
بیان کیا کہ سنگ پشت میرا دوست ایسا اور ایسا ہے یعنی یہانتک محامد اور فضائل بیان کیے
کہ ترک مسکن کو راحت سمجھا مین جبکہ سنگ پشت سے ملاقات ہوئی ہزار چند تیرے بیان سے
زیادہ پایا الحمد للہ کہ میری محنت بجا ہوئی اور احسان تیرا کس زبان سے ادا کرون کہ تیری بدولت
ایسی دولت بے پایان کو پہونچا مین کہ دنیا مین کوئی شادی دوستون کی ملاقات کے مانند

ہین ہی اور کوئی غم ہمارہون کے غم فراق کے برابر نہین ہوسکتا ہی یہ ہی سرگذشت
یری کہ جو بیان مین آئی اب تمھارے جوار مین آیا ہون یقین ہی کہ تمھاری صیقل
لطف سے میرے آئینہ دل کا زنگ باقی نہ رہے سنگ پشت نے جب یہ حکایت استماع کی
بساط ملاطفت کو بچھا کے طرح ملائمت کی آغاز کی اور کہا کون سی سعادت تیری شرف
مجاورت سے موازنہ کرون مین اور کون سی مسرت تیری صحبت ملازمت کے مقابل کیجا
لیا کہ تو اس ناچیز کی دوستی سے خوش ہی زیادہ اس سے ہزار چند مین تیری ملاقات سے
فتخار کرتا ہون جبتک میرا چراغ حیات صدمہ باد ہادم اللذات سے گل نہوگا پروانہ وار تیری
شمع جمال پر تصدق ہونگا اور یہ حکایت کہ بیان فرمائی تو نے اسکے ضمن مین ہزارون پند اور
حکایات فوائد آمیز مندرج ہین ایک فائدہ جلیل اسمین یہ ہی کہ تدبیر متاع دنیا اسقدر کرے
دست حاجت ابنائے جنس کے روبرو دراز نہو زیادہ اس سے فکر کرنا رنج اور بیہودگی ہی اور
گر زیادہ ضرورت سے ہوس کریگا بادیہ ضلالت مین سرگردان ہوگا اور اسے وہ پہونچیگا جو
گربہ حریص کو پہونچا موش نے پوچھا کہ قصہ اسکا کیونکر ہی حکایت سنگ پشت نے کہا
کہتے ہین کہ ایک شخص نے بلی پالی تھی اسقدر گوشت کہ غلبہ گرسنگی فرو ہوجاتا تھا راتب
اسکا مقرر کردیا تھا سو دیے جاتا تھا مگر اسکو غلبہ اشتہا و حرص سے قناعت نہ تھی تلاش سے
ہاتھ کوتاہ نہ کرتی تھی ایک دن کسی کبوتر خانے مین گذر ہوا کبوترون کی صدا سے دل آویزہ
گربہ از خود رفتہ ہوگئی اور آپ کو اس برج یعنی کھوے مین ڈالدیا کبوترون کے نگہبان نے اسے
گرفتار کرکے مار ڈالا اور پوست اسکا تن سے جدا کرکے اور بھس بھر کے کبوتر خانے کے دروازے پر
لٹکا دیا اتفاقاً ایک گربہ اسطرف سے گذرا دیکھا کہ گربہ حریص کا یہ حال ہی کہا کہ ای
حریص بیخبر اگر اسقدر گوشت پر قناعت کرتی تو پوست تیرا گوشت سے کیون جدا ہوتا
اس مثل کا فائدہ یہ ہی کہ اسکے بعد جو اللہ تعالی رزق عنایت فرماے اور ایسا سوراخ کہ گریا او
گر کو کفایت کرے اور خوف دشمن سے امن رکھے اب آپ قناعت کرا اور جو مال کہ ضائع ہوا ہی نہ

غم اسکا نہ کر ؎ بیت ؎ غم دنیا مخور کہ بیہودہ ہست + ہیچکس در جہان نیاسود دست د
ہر کسی کا شرف کمال سے ہی نہ مال سے جو شخص کہ ہنر سے آراستہ ہی اگرچہ تھوڑی بضا
رکھتا ہو پر ہر جگہ عزیز و مکرم ہوگا شیر اگر چہ بستہ زنجیر ہو پر اسکی مہابت کم نہین ہوتی
تونگر بے ہنر ہمیشہ ذلیل اور بے قدر سگ کے مانند ہی ہر چند طوق و خلخال سے زینت د
ہر کسی کی نظر مین ناپاک اور بے مقدار ہی اب فکر کربت غربت دل سے دور کر اور ہجر
وطن کا خیال دل مین نہ لا کہ عاقل جہان جائیگا ہر کسی کے دل مین گھر بنائیگا اور جا
بے ہنر اگرچہ وطن مین ہی بدتر غربت سے ہی کہ کسی کو التفات اسپر نہوگا اور مال دنیا
بے اعتبار ہی کہ آنا اور جانا اسکا دونون صورتون سے عقلا کی نظر مین اعتبار نہین رکھتا
حکما نے لکھا ہی کہ چھ چیزون سے امید بقا اور توقع ثبات کی نہ رکھنا چاہیے پہلے سایہ
چشم زدن مین اپنی جگہ سے گذر جاتا ہی دوسرے دوستی غرض کی کہ تھوڑے سے سبب
زائل ہوجاتی ہی تیسرے دوستی عورت کی کہ اندک باعث مین بدتر دشمن سے ہوجاتی ہی چو
جمال خوبصورت کا کہ ذرا سے عارضے مین متغیر ہوجاتا ہی پانچوین ستایش دروغ کی کہ
فروغ نہین رکھتی ہی چھٹے مال و دولت دنیا کہ انجام اسکا بے ثبات ہی اور کبھی اپنے
خداوند سے طریق وفا پایان کار کو نہین پہونچاتی ہی عاقل وہ ہی کہ حصول مال دنیا
چندان خوش نہو اور جانے پر مطلق غم نہ کرے کہ اہل بصیرت کے نزدیک تمام متاع
دنیا برگ کاہ سے کمتر نظر آتا ہی پس ایسے بے مقدار کی طلب مین عمر عزیز کو برباد کرنا محض
بیخردی ہی بلکہ ہمت اپنی نقد قناعت پر صرف کرے اور تحصیل اسباب آزادی مین کو
تمام بجا لاے اور متاع دنیا سے دون کو بے قدر جانے اور حاصل ہونا اور فوت ہوجا
ان دونون صورتون کو ایک بازی طفلانہ سمجھے بموجب قطعہ گر جہانے ز دست
برود + محزون اندوہ آن کہ چیزے نیست + عالمے نیز اگر بدست آید + ہم مشو شاد زان
کہ چیزے نیست + آدمی فی الحقیقت اپنا مال وہی ہی کہ اپنے جانے سے پہلے اس جہان

ع [illegible]

ﮍ ہے اور متاع اپنی اُسے جانے کہ عالم آخرت مین ذخیرہ ہو رہے بلکہ کردار نیک اور
ندیدہ وہ مال ہے کہ نہ فانی ہوتا ہے اور نہ کوئی اُسے چھین سکتا ہے اور جو ادثۂ روزگار
ش لیل و نہار کو اسمین تصرف نہین ہوتا ہے اور مال دنیا ایک طرف بلکہ حیات دنیا کا بھی
ل ہے کہ بیک ناگاہ پیک اجل آتا ہے اور اُسوقت فرصت دم لینے کی نہین دیتا ہے تا
ری مال و منال چہ رسد چنانچہ اسی مضمون کے حسب حال گویا نے کہا ہے شعر زبان چلتی ہے
ی کچھ ذکر خدا کر لے + اجل آئی تو پھر ہرگز نہ دیگی بات کی فرصت + اور حال اس مال
ل زوال کا یہ ہے کہ یا تھوڑے سبب سے خود فوت ہو جاتا ہے یا اندکے درنگ ہو تو خود صاحب مال
و تا ہے اور بجرد دم نکلنے کے اوسکی ملک ہو جاتا ہے پس ایسے بیوفا سے دل لگانا زیادہ اس سے
بھی نہین ہے وائے اُن لوگون پر جو اسکے مبتلا ہین اور خوش حال اُنھون کا کہ جنھون نے
ے قدر جان کے پشت پا مارے ہین ہر بندۂ خدا کو چاہیے کہ ہوشیار ہو جاے اور شیطان کے
ے عمر عزیز کو بچائے لمولفہ بیت فرصت نہین کہ غنچۂ منقار کھل سکے + ہون عندلیب
ن بے ثبات کا + اگرچہ تو میری نصیحت سے بے نیاز ہے اور منافع اور مضار اپنے
بچانتا ہے لیکن مین نے چاہا کہ مین بھی حق دوستی اپنی عقل ناقص کے موافق ادا کرون
ے تو میرا دوست اور برادر ہے جو کچھ مواسا اور مدارا میرے امکان مین ہے اُسمین راضی
ہوگا اگر بہ فرض محال تیری طرف سے بے اتفاقی بھی ظہور کریگی پر ادھر سے سوا
ی اور بات نہو گی اور اگر تو ترک میرا اختیار کریگا پر مین تجھسے کنارہ نہ کرونگا حتی کہ
شکنی بھی میری کریگا پر مین عہد شکنی ہرگز نہ کرونگا جبکہ سنگ پشت نے یہ باتین
ین او زاغ نے ملاطفت سنگ پشت کی موش کے حق مین سُنی خوش ہوا اور کہا
ر اور مجھے خوش کیا تو نے خدا تجھسے خوش ہو سچ ہے کہ تجھسے بہتر اس زمانے مین
ت یکرنگ پیدا نہو گا اخبار مین آیا ہے کہ ایک شخص دوست کھتا تھا ایک شخص
ت کہ وہ دور سے پھر آیا اور آدھی رات کو اُس کے گھر گیا اس نے قیاس کیا کہ اسوقت کا آنا

بے سبب نہین ہی فکر دور و دراز مین پڑا بعد تامل بسیار ایک توڑا اور ہمکا ہاتھ مین لیـ
شمشیر حمائل کی اور کنیز حسینہ سے کہا کہ شمع ہاتھ مین لیکے آگے چل جبکہ دروازہ کھولا مـ
اور کہا کہ اے دوست تیرا آنا اس شب تاریک مین تین صورت پر میرے خیال مین آتا ہی کـ
کہ احتیاج مال کی کچھ ہوئی ہی یا دشمن جانی نے غلبہ کیا ہی یا تنہائی ملال کا باعث ہوئی
مین تینون چیزین مہیا کر کے حاضر ہوا ہون اگر حاجت مال کی ہی تو یہ توڑا حاضـ
اگر مدد چاہتا ہی تو بندہ مع شمشیر آبدار موجود ہی اور اگر خادمہ کی حاجت ہی تو یہ کنیز خو
روبرو ہی بیت جو ہو فرمان ترا تابع فرمان ہون مین + ہدیہ مقبول ہو تو بندۂ احسـ
ہون مین + دوست نے عذر کیا کہ ہرگز کوئی حاجت نہین ہی فقط تیرا اشتیاق لایا ہی یہ
استحکام محبت نے ایک سے ہزار درجہ پر ترقی پائی مرد کریم اگر گرداب حوادث مین گرفتا
ہو ارباب کرم کے کوئی اسکا دستگیر نہین ہوسکتا ہی جیسا کہ ہاتھی اگر دلدل مین پھنس
تو ہاتھیون کے بغیر کوئی اُسے نکال نہین سکتا ہی شاید موش کی جانب سے تجھے رنج بھی پہو
تو بھی دلتنگ نہو تا کہ عاقل ہمیشہ عالی ہمتی کو کام فرماتے ہین بلکہ بدی کا عوض بھی نیکـ
کرتے ہین اور ذکر جمیل اُنھین لوگون کا زمانہ دراز تک باقی رہتا ہی بیت دنیا مین
جسکا نام زندہ + لاریب وہ ہی مدام زندہ + اور جسکی دولت مین کہ محتاج شریک
کریمون کے زمرے مین شمار نہ کیا جائیگا اور جسکی زندگانی کہ بدنامی مین بسر ہو وہ نـ
نہین ہی بلکہ بد تر از مردہ ہی بقول سعدی علیہ الرحمہ بیت سعدیا مرد نکونام نمیرد ہرگز
مردہ آنست کہ نامش بہ نکوئی نبرند + زاغ سنگ پشت کے ساتھ اس گفتگو مین تھا کہ ا
آہو دور سے نمود ہوا اور کمال جلدی سے دوڑتا آتا تھا گمان یہ ہوا کہ کوئی شکاری بد
سنگ پشت نے اس اندیشے سے پانی مین جست کی اور زاغ درخت پر جا بیٹھا اور
سوراخ مین در آیا آہو ایک بار قریب پانی کے آکے تر ابر کھڑا ہوا اور زاغ ہر جانـ
نظر کرتا تھا کہ کون اس آہو کے پیچھے آتا ہی جبکہ کوئی نظر نہ پڑا زاغ نے آواز دی کچھوا پانی

ہا سوراخ سے باہر آیا سنگ پشت نے دیکھا کہ آہو بے حواس پانی کو دیکھتا ہی مگر پیتا
ی سنگ پشت نے آہو کی تسلی کی کہ یہ جگہ خوف کی نہین ہی اگر تشنگی ہی تو پانی پی اگر
قہ ہی تو بیان کر اور اتنا مضطر نہو آہو نے کہا کہ اکثر کماندار میری فکر مین رہتے ہین
اندک شبہے سے بھی مین دور دور بھاگ جایا کرتا ہون آج ایک بہلیا میرے لیے
تدبیرین کر رہا تھا اُسکا خوف از بس غلبہ لایا سمجھا مین کہ یہ کسی حیلے سے ضرور گرفتار
ں اضطراب سے بھاگ کے یہانتک پہونچا ہون کچھوے نے کہا کہ اب ہرگز اندیشہ نکر
ن ہرگز صیاد کا گذر نہین ہو سکتا ہی بلکہ تیرا دل چاہے تو ہماری صحبت قبول فرما
ہ دائرہ دوستی مین تجھے بھی داخل کرین کہ ہم تین شخص ہین چار ہو جائین کہ از روی
ن کوئی چیز چار رکن کے سوا مضبوط نہین ہوتی ہی اور اکابر نے بھی فرمایا ہی
ت جسقدر زیادہ ہون ہجوم بلیات کا کمتر ہوتا ہی اور پسندیدہ عقلا بھی یہی ہی کہ
اگر ہزار ہون کم ہین دشمن اگر ایک ہو تو بہت جانیے بیت دوستی را ہزار کس شاید +
راکیے بود بسیار + اسکے بعد موش اور زاغ بھی کلمات ملائم سے پیش آئے آہو نے
ہ یاران لطیف طبع اور مصاحبان پاکیزہ خصلت باہم آمیزش دلی رکھتے ہین اسنے
اشتیاق و لخواہ اُسی مرغزار مین قرار پکڑا یارون نے آہو کو نصیحت کی کہ اس چراگاہ سے
باہر نرکھنا اور اس چشمے کے سوا کہ جگہ امن و امان کی ہی دور کا ارادہ نہ کرنا آہو نے
یا اور باہم دیگر اوقات بسر کرتے تھے ایک روز موافق عادت ہر روز کے سب یہ
ے آہو کو نہ دیکھا بعد انتظار بسیار ان تینون کو اضطرار ہوا زاغ سے التماس کیا
ہ پرواز کرکے خبر لے کہ آہو کو کیا حادثہ پیش آیا اور کدھر گیا زاغ تھوڑے عرصے مین
لہ آہو بستہ دام صیاد ہوا سنگ پشت نے موش سے کہا کہ اس حادثے مین تیرے سوا
لشائی آہو کی کوئی نہین کر سکتا ہی جلدی کر کہ وقت ہاتھ سے نہ جائے موش
راہ بری سے آہو تک پہونچا اور کہا کہ ای برادر کیا پیش آیا کہ تجھسا عاقل اس بلا مین

گرفتار ہوا آہو نے کہا کہ تقدیر الٰہی کے مقابلے مین تدبیر کیا کام آتی ہی موش نے
کہ سچ ہی اسکے بعد جلد جلد پھندے جال کے کاٹنے لگا اس عرصے مین سنگ پشت بھی
صحبت سے کشان کشان آہو تک پہونچا اور دل کا کلال ملال بیان کیا آہو نے کہا ای یار
تیرا آنا اس مقام پر میرے حادثے سے بھی دشوار تر ہی کہ اگر موش بند میرے کاٹے او
آ پہونچے تو جست کرکے بھاگ سکتا ہون اور زاغ پرواز کریگا اور موش سوراخ
در آئیگا مگر تجھے نہ دست مقاومت اور نہ نیروے ستیز اور نہ سر مخالفت اور نہ پاے گر
یہ کیا کیا تو نے اور کیون ہماری حیرانی دوبالا کی سنگ پشت نے کہا کہ کیونکر نہ آتا
میدان محبت مین پھر کسطرح قدم رکھتا ام محبت مین مجبور ہون اور اگر مجھسے یار کے
جان بھی جاے تو خوش ہون کہ میرا نام وفادارون مین لکھا جائیگا اب شکر کی
کہ اللہ تعالیٰ نے تیری نجات کا سبب پیدا کیا قریب ہی کہ تو اس بلا سے فراغت
اور ساتھ یاران ہمدم کے اپنی منزل کو معاودت کرے سخن ناتمام تھا کہ صیا
نمودار ہوا مگر موش سب بند کاٹ چکا تھا کہ آہو نے جست کی اور زاغ اُڑا اور مو
ایک سوراخ مین جا چھپا مگر سنگ پشت اسی جگہہ رہگیا کہ صیاد قریب دام کے آیا
افسوس کرتا تھا اور چپ رہت دیکھتا تھا کہ یہ بند کسنے کاٹے کہ نظر سنگ پشت پر پڑی
باخود کہا کہ اگرچہ سناج تقصیر الم آہوے جستہ اور دام گسستہ کی تلافی نہین ہوسکتی ہی
خالی ہاتھ پھرنا ہمت صیادی کے خلاف ہی اُسی وقت سنگ پشت کو پکڑ کے تو
مین بند کیا اور پشت پر رکھ کے راہ شہر کی لی اُسکے جانے کے بعد یہ تینون جمع
معلوم ہوا کہ سنگ پشت کو باندھ کر لیگیا نہایت اندوہ مین مبتلا ہوے او
فریاد کرنے لگے زاغ نے کہا کہ اس ہاے اور زاری سے سنگ پشت کے واسطے کچھ
نہوگا تدبیر صائب کرنی چاہیے کہ اُسکی نجات کی صورت ظہور مین آئے بزرگون نے کہ
کہ امتحان چار گروہ کا چار جگہہ پر ہوتا ہی جا اہل شجاعت کا جنگ کے وقت مخلص

۵۷

زراہل امانت دادوستد کے وقت پہچانا جاتا ہی اور مہر و وفا زاغ فرزندگی تنگدستی کے
ت اور حقیقت دوستون کی نکبت اور مشقت مین معلوم ہوتی ہی موش نے کہا کہ ای آہو
ت حیلہ میرے خیال مین گذرا ہی کہ تو صیاد کے نزدیک جا کے اسطرح لنگ کرتا ہوا سست
عیف بن کے آگے آگے چل کہ وہ سمجھے یہ مجروح ہی اور زاغ تیری پشت پر آواز دے
یسا کہ زخمیون سے زاغ کرتے ہین جبکہ صیاد کی آنکھ تجھ پر پڑیگی مقرر سمجھیگا یہ زخمی ہی
پشتارا سنگ پشت کا رکھ کے تیرا تعاقب کریگا جبکہ نزدیک آ پہونچے اُسوقت
ب کرتا ہوا اسطرح آہستہ چل کہ وہ تجھ تک نہ پہونچے اور اتنا بھی دور نہ بھاگ کہ
امید ہو جائے یون ہی تیرے تعاقب مین وہ دور نکل جائیگا اس عرصے مین
راللہ نے چاہا ہی تو مین بند توبڑے کے کاٹ کے سنگ پشت کو کسی غار مین لے چھپونگا
ب نے راے صواب اندیش پر موش کی آفرین کی اور آہو اور زاغ اسی نوع سے
بات مقرر ہو چکی تھی صیاد کو نمودار ہوے صیاد خام طمع کو یقین ہوا کہ آہو زخمی ہی
زاغ اُسکے گرد ہو رہا ہی یہ بدلا میرے آہوے گم گشتہ کا حاصل ہوا تو بڑا سنگ پشت کا
ش سے اُتار کے زمین پر رکھا اور تعاقب مین آہو کے چلا موش فی الحال
بڑے کے بند کاٹ کے سنگ پشت کو لے بھاگا اور ایک امن گاہ تک جا پہونچا
ہ عرصہ بہت ہوا اور صیاد گرفتاری آہو سے مایوس ہوا تو توبڑے کی طرف پھر آیا ان
ڑا کٹا پایا اور نشان سنگ پشت کا بھی نہ ملا متحیر اور سرگردان تھا کہ اول
و کے بند دام کٹے پائے پھر آہو مجروح اسطرح پر ہاتھ نہ آئے اور پھر توبڑا کاٹ کے
ب پشت بھاگ جائے یہ بات اسرار سے خالی نہین ہی غالباً یہ زمین جنات
پریون کا مسکن ہی یہان سے بھاگا چاہیے وہی توبڑا کٹا اور جال پھٹا
ن مین داب کے بھاگا اور یہ دعا کرتا تھا کہ الٰہی اگر اب اس بلا سے تو بچاوے
پھر اس میدان کے شکار کا حوصلہ نہ کرونگا بلکہ اور صیادون کو دوستانہ

منع کرونگا کہ کبھی شکار اس میدان کا نہ کرین جبکہ صیاد اپنے مکان پر پہونچا او
یار و آشنا جمع ہوے یہ حکایت سب سے کہی اور حد سے زیادہ مبالغہ کیا کہ کوئی اُس طرف
نہ جائے یہ منشا اتفاق کا تھا کہ آہو اور سنگ پشت یون بچ گئے اور آیندہ کو صیاد اُد
آنے سے باز رہے **قطعہ** رشتہ تا یکتاست آنرا زور زالے بگسلد + چون دو ت
عاجز آید از گسستن زال زر + گل کہ تنہا بوئی آخر خشک گردد زود ملغ + ور شکر تنہا خور
ہم گرم گردد اندر جگر + زین دو تنہا ہیچ قوت نا ید اندر جان و دل + قوت جان ز اود ل
گل شکر بہ گلشکر یہ ہی حکایت موافقت دوستان باوفا کی اور دوستان معاضد
ہمنشیان باصفا اور صدق و مودت ایام دولت و نکبت اور رعایت محبت ہنگام
و محنت اور ادا ے حقوق صحبت ہنگام نعمت و شدت کی اور جن لوگون مین کہ نوائب
ایام حوادث زمانہ مین اخلاص تمام سے دلبستگی رہی اُنھون نے برکت ادراما
یکدیگر سے ورطہ ہلاکت سے خلاصی پائی ہے اور اسکے بعد فراغ خاطر سے مسند معاشر
خوشحالی تمام سے تمام عمر متمکن رہے ہین خردمند کو چاہیے کہ نور عقل اور صفا
اس حکایت مین تامل کرے اور نکات اور باریکیان اسکی دیدۂ دل سے دیکھے
جانوران ضعیف رلے کو ان کامون سے کیا کیا ثمرات پسندیدہ اور نتائج برگزید
حاصل ہوے ہین اور گروہ انسان کا کہ اشرف المخلوقات ہے اگر اپنا سینہ بے کینہ کر
باہم اتفاق کرین اور طرح مصادقت کی بلاشائبۂ ریب باہم ڈالین تو انوار فوائد اتف
بھلا کس درجہ ظہور کرین اور اساس محبت کو اگر اس قانون سے مضبوط رکھین اور صفا
باطن سے انجام تک پہونچائین تو کیونکر فوائد کل سے برخورداری نہ پائین **مثنوی**
صحبت آنکس کہ بصدق و صفاست + وان دگیر کہ اہل وفاست + میل کسے کر
کہ وفا بیت کند + جان سپر تیر بلا بیت کند

باب چوتھا ملاحظہ کرنے مین احوال دشمنونکے اور نڈر نہ رہنے مین اُنکے مکر و حیلے سے

ے نے برہمن سے کہا کہ داستان دوستان صادق اور مصاحبان موافق کی سُنی مین نے
نتیجہ انکے اتفاق اور یکجہتی کا معلوم ہوا بیت ہر کرا یار وفادار بود خرم بود +
ر یار نباشد دل خرم نبود + موافق اسکے مولف کہتا ہی بیت بن ترے فردوس
بھی دل مرا خرم نہین + نخل طوبی نخل ماتم سے مجھے کچھ کم نہین + اب امید یہ ہی کہ
ہ عنایت مثال دشمن کی بھی فرمائیے کہ اسکے فریب سے کسطرح اجتناب کرے
سکی تواضع اور تضرع پر کیا کرے کہ مضمون جو تھی وصیت کا یہ ہی کہ عاقل دوراندیش
ن پر اعتماد ہرگز نہ کرے کہ کسی طرح دشمن اصلی دوست نہین ہوتا ہی بموجب بیت
من دوستی کردن چنان ست + کہ یکجا جمع کردن آب و آتش + حکیم بیدپا نے
ا کہ خردمند کو لازم ہی کہ کلام دشمن پر کبھی التفات نہ کرے اور اسکی متاع نفاق آلود کو
خرید نہ کرے کہ دشمن دانا اپنی صلاح کے واسطے کمال لطف سے مطلب ظاہر
ہی اور ظاہر کو بخلاف باطن آراستہ بناتا ہی اور اس حیلے کے ضمن مین فکر ہاے
دور از مد نظر رکھتا ہی پس عاقل دوربین کو چاہیے کہ جسقدر دشمن سے تلطف اور مدارا
ے زیادہ تر بدگمانی اور خویشتن داری مین مبالغہ کرے اور ہر چند دشمن قدم ملاقات
بڑھائے وہ دامن موافقت کو کوتاہ کرے اگر اندک غافل ہوجائیگا تو دشمن ہمیشہ منتظر
ور وقت کا رہتا ہی یقین ہی کہ تیر تدبیر ہدف مراد کو پہونچالے اسوقت ندامت اور
ل سے فائدہ نہوگا اور ایسے وہ پہونچیگا کہ جو زاغ سے بوم کو پہونچا دابشلیم نے پوچھا
حکایت کسطرح پر ہی **حکایت زاغ و بوم** برہمن نے کہا کہتے ہین کہ ایک
ت مین ایک کوہ تھا از بس مرتفع اور باغبان حکمت نے اسپر ایک ایسا درخت
پیدا کیا تھا کہ اسپر ہزار زاغ کے آشیانے تھے انمین پیروز نام زاغ بادشاہ ان
زاغون کا تھا ایک شب بومون کا بادشاہ عداوت قدیم کے سبب سے شبخون اس
پر لایا اور اس شب تار مین خرمن حیات زاغان سیہ کردار کا آتش کارزار سے

جلادیا اور مظفر و منصور اور خرم و مسرور اپنی قرارگاہ کو پھر گیا دوسرے
غراب سیاہ بال شب نے جبکہ نحو آشیانہ مغرب کو کیا اور خیل ستارگان مانند زہر
گوشۂ خلوت مین متواری ہوا اور اختر عالم افروز نے تیغ درخشندہ نیام مشرق سے
پیروز نے لشکر بقیۃ السیف کو جمع کیا اور حکایت لشکر بوم درمیان مین لاکے کہا کہ
اور دلیری بومون کی دیکھی ہے اس سے بھی زیادہ انکی جرأت اور دلیری ہے اور جیسی
قوم زاغون کی ایذا رسانی مین جرأت رکھتی ہے محتاج بیان کی نہین ہے اور اب تو
ماوا او مسکن اور حرب و ضرب سے خوب مطلع ہو گئے اور اس فتحیابی نے اور بھی انمین دا
کر دی غالب ہے کہ پھر جلد ہمارا قصد کرین اور پہلے سے بھی دستبرد بیکار ظہور مین
اور یقین ہے کہ اب کی بار ایک کو زندہ و سلامت نہ چھوڑین اس کام مین تامل کرو اور
تمام سے کچھ ایسی تدبیر بروے کار لاؤ کہ دفع دشمن اُس سے متصور ہو ورنہ جو جب بیت
دیکھو گے جو کچھ کہ دیکھو گے بیت آج گر تدبیر دشمن نا ہوئی دشوار کل + گر یہ کشتی ہے ورا اول
مشل ہستا دگی + جبکہ پیروز نے یہ بات تمام کی پانچ زاغ جوان کہ سب زاغون مین عقل
حکمت اور فراست و مصلحت مین برگزیدہ تھے آگے بڑھے اور بعد ادائے دعائے
عرض کیا کہ جو کچھ کہ بادشاہ نے فرمایا سراپا حکمت ہے اور اسرار بسیار اسمین مندرج ہین لیکن
بغیر خوب سمجھے ہم کیا عرض کرین بادشاہ نے کہا کہ مجھے تمھاری راے پر ہمیشہ سے اعتماد
اور آج دن امتحان کا ہے جو جواہر کہ درج ضمیر مین ذخیرہ رکھتے ہو رشتہ بیان مین کھینچو اور
جو نقد کہ دارالضرب خاطر مین جمع ہے سکہ خانۂ امتحان سے بازار ظہور مین لاؤ زاغون نے
زبان ثنا کھولی اور یہ اشعار مولف کے پڑھے اشعار آہی تا رہے گلزار خلد و باغ جنان
چمن مین پھرتی رہے جب تلک نسیم بہار + شہا بحشمت و اقبال و شوکت و اجلال + ترا مدام
تخت و تاج جاہ و وقار + راے عالی اس بات مین جو کچھ تجویز کریگی وہی بہتر ہوگا اور
جو کچھ کہ ہم عرض کرینگے زیادہ تر اُس سے خاطر خداوندی پر روشن ہوگا اور کیا چیز ہے

ہم جانتے ہونگے ہزار چند زیادہ اُس سے لوح دانش شہنشاہی پر مرتسم نہوگا لاکن بحکم
لما مور معذور جو کچھ ارشاد ہوا بقدر وسع عقل ناقص کے عرض کیا جائیگا بادشاہ نے
میں سے ایک سے کہا چارہ دفع دشمن کیا ہی اُسنے کہا کہ ای بادشاہ عقلاے سلف
سطرح کے کام کے حیلے یون فرماتے تھے کہ جب مقابلہ دشمن قوی سے عاجز آتے تھے
و مولد و مسکن سے فرار کر کے ترک ملک و مال اختیار کرتے تھے کسلیے کہ جنگ مین خطر عظیم ہی
صوصاً اُس دشمن سے کہ مالش معقول دے چکا ہو ہیں ایسے دشمن سے کہ حرب و ضرب
سکی اپنی فوج کے دلون پر اثر کر گئی ہو اُس سے ارادہ محاربے کا کرنا گذرگاہ سیل پر
وابگاہ بنانا ہی بموجب بیت کے بیت جو غالب ہو چکا ہو لڑ نہ اُس سے + مثل
یچ ہی زدہ را می توان زد + بادشاہ نے مُنھ دوسری طرف پھیرا اور کہا کہ تو کیا
س کام مین مصلحت دیتا ہی اُسنے عرض کیا جو کچھ وزیر سابق نے کہا میری راے
سکے خلاف ہی کیونکہ اول حملہ دشمن مین مولد و مسکن چھوڑنا ارباب خرد کے
زدیک موجب بے ناموسی اور باعث بے حمیتی ہی شیر مردون کو اندک زخم مین
یار فتہ ہونا کمال بے ننگی ہی بہتر یہ ہی کہ ہم استعداد حرب کی شوکت تمام سے
یدا کرین اور جنگ معقول بر روے کار لائین دیکھین کہ زمانہ کس سے یاری کرتا ہی
ور کسے خواری مین ڈالتا ہی ای شہریار بادشاہ کامگار تب عروس مملکت کو در کنار
ریگا کہ پہلے بوسہ دم تیغ آبدار کا لیگا بیت عروس ملک کسے در بغل بگیرد تنگ +
بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند + اور اُسوقت ساغر راحت لب مراد شہنشاہ کو پہنچیگا
پیمانہ تمنائے دشمن کو سنگ ظفر سے توڑ ڈالیگا اور نمک خواران قدیم پر واجب ہی کہ پاے
ستقلال ایسا مضبوط معرکہ دشمن مین گاڑین کہ چہرہ نصرت میدان غبار سے
ظفر امید مین نمایان ہو اور سلاطین نامدار پر لازم ہی کہ روز جنگ اور وقت
نام و ننگ کے عواقب امور پر التفات نہ کرین بلکہ ہنگام نبرد جان و مال کو بے قدر

سمجھیں بادشاہ نے منہ تیسرے کی طرف کیا کہ تیری راے کیا اقتضا کرتی ہی اُسنے
عرض کیا کہ میری راے اسپر ہی کہ جاسوس سان عاقل اخبار دشمن کے واسطے مقر
کیے جائین تا حال او مصلحت اُنکی ہر دم دریافت ہوتی رہے اگر باج و خراج لینے
راضی ہوں اور صلح قبول کرین تو ہم بھی صلح کرین اور بہمہ مقدور خراج و باج د
وطن مالوف مین پڑے رہین تا آفت شبخون اور محنت جنگ سے امان پائین کیونک
جب غلبہ دشمن رعیت و سپاہ کے دل مین متمکن ہو جاے اور معرض تفرقہ و ہلاکت مین
سب گرفتار ہو جائین اُس جگہ سواے مکر و حیلہ کے کار برآری دشمن سے دشوار
اس حال کے وقوع کے بعد کہ جو مذکور ہو چکا ارادہ جنگ کا دشمن قوی سے دور را
دانشمندی ہی جیسا مصرعہ زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز + بادشاہ نے وزیر چا
کہا کہ تو کیا کہتا ہی اُسنے کہا کہ ای شہریار میرے نزدیک ترک ملک و مال اس سے
بہتر ہی کہ وہ شخص کہ ہمارے زیر دست تھے اُنسے التجا کرنا اور خراج کا حرف زبان پ
لانا اور اُنسے ملتجی ہونا اور بے ناموسی گوارا کرنا بدتر از مرگ ہی اور اگر خراج پر د
راضی نہوں یا اسقدر طلب کرین کہ ہمسے نہو سکے تو بجز ذلت کے کیا حاصل ہوگ
اس سے جنگ ہزار بار اولے ہی بیت مردہ بودن بزیر سنگ اندر + نہ کہ زند
بزیر سنگ اندر + بادشاہ نے وزیر پنجم سے کہ کارشناس نام رکھتا تھا کہا کہ مجھے
تیری راے عالم آراے پر اعتماد کلی ہی تو جلاء وطن اور صلح اور باج و خراج مین
کون بات پسند کرتا ہی کارشناس نے عرض کیا کہ جلاء وطن اور باج و خراج دینا
یہ امر تو نہایت ناپسندیدہ ہی اور حالت اضطرار مین جنگ بھی اختیار کرنا نہ چاہیے
کیونکہ وہ ہماری لڑائی پر دلیر ہو گئے ہین اور ہمارا لشکر اُنکی لڑائی سے زبون ہو چکا
اور اُنکی قوت و شوکت آج ہمسے بہت زیادہ ہی حاصل یہ کہ میرے نزدیک بالفعل
جنگ مناسب نہین ہی اور اُدھر بھی دانا ہین حتی الوسع جنگ مین تعجیل نکرینگے کہ دانا

نے سے پرہیز کرتے ہین اور سبب اُسکا یہ ہی کہ جنگ کا نتیجہ قتل نفوس ہی اور وبال
عند اللہ بہت اور عوض اُسکا ممکن نہین ہی بادشاہ نے کہا کہ جلا وطن اور
کرین اور جنگ بھی نکرین اور باج وخراج بھی نہ دین تو کیا کیا جائیگا کارشناس نے
کیا کہ اس کام مین تامل ہو اور نشیب و فراز اس عقدۂ لاینحل کا قدم تفکر سے
کیا جاے بادشاہون کو راے صائب اور تدبیر درست سے وہ کام حاصل ہوتا ہی
ینہ و دفینۂ بسیار سے وہ میسر نہین آتا ہی اور اس کام مین اصل رہے بادشاہ کی ہی
ور وزیرون کا محض واسطے قوت خرد بادشاہ کے ہی جیسا کہ دریاے کلان کو
اے خرد سے مدد پہونچتی رہتی ہی اسی طرح راے بادشاہ کو اندک رہے زنی سے
بعضی بات نئی نکل آتی ہی نظم اے آفتاب اوج سپہر ہنروری +
تیرے سامنے خورشید خاوری + نوشیروان کہ عدل مین مشہور خلق ہی +
ہی تجھسے قاعدۂ عدل گستری + لیکن بادشاہ نے جو مجھے اس مصلحت مین مختار
سطے خلوت مین ایک بات عرض کرونگا جیسا کہ بندہ مانع جنگ کا ہی اسی طرح
ر التجا سے بھی کنارہ ہی اور قبول خراج وغیرہ سے بھی سخت عار رکھتا ہی جسمین کہ
ہمارے ننگ کرتے تھے اُسمین گردن رکھنی بڑی شرم کی بات ہی بیت
گردن نہادن خوار ساز دمرد را + مردان او لے تر از ین بے اعتباری زیستن +
ر صاحب ہمت زندگانی واسطے بقاے ذکر بلند نامی کی چاہتے ہین اور نعوذ باللہ
ئی عار یا سبب بدنامی کا لاحق ہو تو کوتاہی عمر کو ہزار زندگانی سے عزیز تر
ہین میرے نزدیک شہریار کو اظہار عجز و بیچارگی بہت نازیبا ہی اور جو کوئی کہ
قبول کرتا ہی دروازے ہلاکی کے ہر طرف سے اُسپر کھلتے ہین اور راہ امان کی
یابی ہی بیت مہر کے مین ہو نہ عاجز اپنے دل کو رکھ دلیر + عجز دیکھیگا تو ہوگا دشمن
بھی شیر + باقی عرض بندے کی لائق خلوت کے ہی کہ جو کچھ مافی الضمیر رکھتا ہون

ذرا سے جہان آرا سے بادشاہ پر ظاہر کرونگا آگے اختیار شہریار ہی ایک اُنمیں
بولا کہ ای کارشناس خانۂ مشورہ کا یہ ہی کہ سب ارباب خرد اُسے سُنین اور
اپنی فکر کے لائق اُسکے نشیب و فراز اور اطراف و جوانب نظر کرین شاید انمین
کسی کا تیر تدبیر ہدف مراد پر درست بیٹھے اور بزرگون نے بھی کہا ہی کہ مشورت
اجماع عقول کا ہی جس جگہ جماعت عقلا کی کسی مہم مین شروع کرین تو لازم
تمامی اضرار اور فوائد اُسکے مد نظر کرکے ایک وہ بات کہ جسپر اکثر کا اتفاق
برگزیدہ کرکے اختیار کرین کہ شَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ کی برکت سے لغزش اور نقص
امر مین کمتر راہ پاتا ہی اور تو جو مصلحت کو خلوت پر حوالہ کرتا ہی سراسر خلاف
عقلا کے ہی کارشناس نے کہا کہ سب اہل مشورہ امین نہین ہوتے ہین اور
بادشاہی رسمیات عرفی اور معاملات عوام کے مانند نہین ہین اسلیے ہر کسی
مشورہ مقدمات کلی کا نہ چاہیے اور اسرار بادشاہی کے فاش ہونے کے چ
ہوتے ہین ایک یہ کہ ارباب مشورہ سے جو شخص کہ قابلیت اسکی نہین رکھتا
دشمن اور جاسوس سے اکثر حال کہ دیتا ہی اور یہ بھی احتمال ہی کہ اس محف
دشمن کے دوست کہ گوش بر آواز رکھتے ہین حاضر ہون تو کیا عجب ہی کہ وہ جب
کچھ سُنین فوراً پہونچا دین اور وہ رخنہ بندی اُس تدبیر کی اسطرح پر کرے کہ ہ
تدبیر نشانے تک پہونچنے نہ پائے اور بالفرض دشمن کا جاسوس بھی نہو تو سُننے
عوام اس محفل خاص کے اپنے اپنے عزیزون اور دوستون سے مقرر سب ماجرا بیا
پھر ایک کی زبان سے سیکڑون کے گوش زد ہوگا بموجب مثل مشہور کے مص
نہان کی ماند آن رازی کزو سازند محفلہا ۔ غرض پھر کمینہ دشمن پر انکشاف راز
اسی واسطے اخفاے راز مین حکما نے مبالغہ کیا ہی بیت چہ زیبا گفتہ است آ
ہشیار کہ گر سِر بادیت سر نگہدار ۔ اور جسنے کہ اخفاے راز مین سہل انکاری

[illegible]

ت اُٹھائی ہی بیت ہرگز نہ راز دل سے خبر کر زبان کو + ایسا نہو زبان خبر کر دے
کو + اور بہت لوگ گذرے ہین کہ ملک و بادشاہت بلکہ زندگانی افشاے راز کے
ب برباد کی ہی جیسا کہ بادشاہ کشمیر راز دل کہہ کر اوج شہریاری سے حضیض تباہی مین
ور اُسکا آفتاب عمر مغرب فنا مین غروب ہوا پیروز بولا کہ یہ قصہ کیونکر تھا حکایت
ں کیا کہ شہر کشمیر مین ایک بادشاہ تھا کہ اُسکی شمشیر برق آثار کے خوف سے ہوا کا
ور نہ تھا کہ اُسکے حکم کے خلاف چل سکے اور ہیبت سنان جانستان صاعقہ کردار سے
ت پانی کی نہ تھی کہ روے زمین پر بے حکم اُسکے بہ سکے یہ اشعار مولف کے لائق اُسکی
ں کے ہین اشعار یہ عدل ہی کہ نکالے ہی گرگ ناخن سے + جو لگ سکے لوٹے ہے
ے گوسفند مین خار + ہو ایسے صورت آتش چراغ روشن ہو + بسان دوست ہی
ں ہر ایک کا غمخوار + نگاہ گرم سے دانے انار کے ہون مشرر + شرار سنگ تلطف سے
ے انار + اور یہ بادشاہ حریم حرمت اور پردۂ عشرت مین ایک محبوبہ رکھتا تھا
ی زلف مشکرنگ درازی شب یلدا پر درازدستی کرتی تھی اور اُسکا روے جان بخش
شن سے چودھوین رات کے چاند سے سبقت لیگیا تھا بادشاہ کو اُس نازنین سے
وابستگی تھی کہ مشاہدہ اُسکے جمال کا حاصل زندگانی سمجھتا تھا اور اُس فتنہ انگیز نے
ع دل شاہ کو اسیر اپنی کمند زلف کا پایا تھا تو کمان ابرو کو تانا اور گوشہ چشم کو تیغ نگاہ
ے کو ہر دم ہدف سینہ پر مارتی تھی کہ اُسکے بے حکم کسی حرکت نہ کر سکتا تھا جیسے
ـ رسم عاشق کشی و شیوۂ شہر آشوبی + جامہ بود کہ بر قامت او دوختہ بود +
ی جیسے تیر نگہ لگتا ہی ہرگز ہل نہین سکتا + لب سوفار آسا زخم پنہان دل نہین کہتا
ز یہان تک بیہوش شراب شہوت تھی کہ فقط بادشاہ پر اکتفا نہ کرتی تھی بلکہ
ف نظر ڈالتی رہتی تھی ایک خواص بادشاہ کا نہایت حسین اور برگزیدہ و رفیق زمانہ
گذرا بادشاہ کو بھی اُس سے پردہ نہ تھا اُسپر یہ بیگم دلدادہ ہوئی اور وہ بھی

بدل وجان اسکا فدا تھا آخرکار رسم اختلاط کامل باہم پیدا ہوئی اور ملاقات مخفی
جاری ہونے لگی ایک شب بادشاہ نے محفل عشرت آراستہ کی اور شاہ و بیگم ایک جا بیٹھے
اور یہ خواص بھی خدمت شاہدین حاضر تھا اور بادشاہ ہردم نگران جمال بیگم تھا اور
گوشۂ نگاہ دزدیدہ سے محو تماشاے گل رخسار خواص تھی اور اُس سے غافل تھی کہ باد
میری حرکات پر مشتبہ ہواہی تبسم اور اشارات مین سرگرم تھی جبکہ بادشاہ نے چند بار
یہ حرکات اُسکی دیکھین شعلۂ غیرت عشق اور آتش حمیت بادشاہی کانون سینہ مین
مشتعل ہوئی اُسی دم اُسکی صحبت سے دل برداشتہ ہوا بموجب بیت اہل تحقیق بر انش
کہ برنتوان خورد + از درختے کہ بر میوہ بباغ دگرے + لیکن دل مین کہا کہ اس کام مین
شتابی کرنا طریقۂ احتیاط سے دور ہی اسلیے ایسا دہوکا دیا کہ اُنپر ثابت نہوا کہ بادشا
کچھ سمجھا ہی اُسی طرح تمام شب موافق معمول کے بسر کی مگر آتش غیرت سے دل کباب کی
مانند بھنتا رہا جبکہ کارفرماے شب نے حجاب ظلمت ایوان سپہر مینا گون سے اُٹھا
اور شمع عالم افروز نے علم نور رقبۂ قصر فیروزہ فام پر بلند کیا بادشاہ داد گستر دولت سر
باہر آکر رونق افزاے تخت عدل وداد ہوا اور قضیے دادخواہون کے موافق دستور العمل
بذات خود فیصل کرتا رہا بیت شہ کہ با عدل آشنا باشد + سایۂ رحمت خدا
باشد + بعد الفراغ کار سلطنت خلوت مین بیٹھا اور اُس وزیر کو کہ مشار الیہ امور
سلطنت تھا طلب کیا اور جلاد قہر متقاضی تھا کہ ماجراے شب کا وزیر سے ظاہر کرے
تدبیر اُنکے قتل کی اسطرح پر کرے کہ پردۂ ناموس دریدہ اور رشتۂ نیکنامی بریدہ نہو
کارفرماے عقل یہ کہتا تھا کہ یہ راز وزیر سے بھی نہ کہو کہ بڑے شرم کی بات ہی آخر جانب
قہر کی غالب ہوئی اور ماجراے شب گذشتہ کا بیان کیا اور مشورہ وزیر سے چاہا اُسنے بھی
اُنکے قتل کی اسطرح پر صلاح دی کہ دونون کو زہر ہلاہل سے ہلاک کیجیے اور سواے شاہ وزیر
تیسرے کو اطلاع نہو بیت کارہاے اینچنین آن بہ کہ پنہانی بود + آشکارا گر بود ذ

ی ہود ۔ اسکے بعد وزیر اپنے گھر کو آیا اُسکی ایک بیٹی تھی کہ اُسے بہت عزیز رکھتا تھا
ایت غمگین پایا سبب پوچھا معلوم ہوا کہ اُسے، ملکہ نے آج بہت بے عزت کیا ہی یعنی
ے تئین سر محفل دی ہین وزیر کمال خشمناک ہوا اور برائے تسکین اُس غمگین سے
و غم نہ کر اور دل شاد رکھ کہ بس دو چار ہی دن مین چراغ اُسکی عمر کا افسردہ اور
یات اُسکا پژمردہ ہوا چاہتا ہی بیٹی نے وزیر کی اس اجمال کی تفصیل مین مبالغہ کیا
ے بطریق دلداری شمہ اُس راز کا بیان کیا لیکن اُسکے کتمان مین مبالغہ تام کیا
زیر اس بشارت سے خوش ہوئی اور باہر آئی مقارن اس حال کے ایک خادمہ
ن کی اسکے پاس آئی اور عذرخواہی اور دلداری سے پیش آئی دختر وزیر نے کہا کہ مجھے
ن ہی خاتون نے مجھے بے سبب ذلت دی ہی عنقریب اُسکی سزا اور جزا دیکھیگی
نے کہا کہ ای وزیرزادی تو جانتی ہی کہ مین خاتون سے زیادہ تیری ہی تابع فرمان
رائی ہون جسمین کہ تجھے راحت ہو مین میری تمنا ہی تو مجھسے اس حال کو نہ چھپا کہ اُسکی
ے مین بھی بہت خفا ہون خدا کرے کہ یہ بات سچ ہو کہ مین بھی اُس مردم آزار بدکار سے
ی پاؤن بلکہ اگر کام آئین کچھ میرے کرنے کا ہو تو بجا لاؤن وزیر کی بیٹی نے کہا کہ مجھے
ا ہی کہ تو میری دوست صادق ہی لیکن اگر قوت اسکی رکھتی ہی کہ راز کو زبان سے نہ نکالے
ن مفصل بے کم و کاست تجھسے کہدون خادمہ نے سوگند کھائی اسکے بعد اُسنے کل حال
سے بیان کر دیا خادمہ فوراً وہان سے پھری اور خاتون سے شرح و حسب حقیقت
ی کی خاتون نے اُس جوان کو خلوت مین بلا کے کہا کہ جان ہم دونون کی جائیگی اگر
لے تو بادشاہ کو مار دیجے دونون نے باہم مشورہ قتل کا کیا شب کو جبکہ بادشاہ سو گیا
غیر خواب بلند ہوئی جوان پردے سے نکلا اور سر بادشاہ کا تن سے جدا کیا فائدہ اس
کایہ ہی کہ بادشاہ وزرا سے مشورہ لین مگر وہ راز کہ جسمین مصلحت کلی ہو اُسے اصلا
نہ کرین ورنہ ایسا ہی کچھ در پیش آئیگا ہر چند وزیر خیر خواہ بادشاہ کا تھا مگر خطا سے

بشری سے بادشاہ کو قتل کروا دیا اور یہ ظاہر ہی کہ اگر بادشاہ باوجود فرزانی اور
بلند کے راز اپنا چھپا نہ سکیگا بھلا اور لوگ کہ پایہ مین کمتر اور عقل و دانش مین اُس سے
کسطرح مخفی کر سکینگے بیت چون تو نتوانی کہ راز خویش را پنہان کنی + پس چرا ازیجے
دیگران افشا کنند + کارشناس نے جب کہ یہ حکایت بیان کی ایک شخص نے کہا کہ اس حکا
معلوم ہوا کہ راہ مشورہ کی چاہیے کہ مسدود ہو جاوے کہ جو کچھ بادشاہ کرے فقط اپنی را
کرے اور حال آنکہ ترک کرنا مشورے کا پسندیدۂ عقل و حکمت نہین ہی اور آیۂ کریمۂ شاوِرْ
فِی الْاَمْرِ مقتضی اسکی ہی کہ بغیر مشورے کے کوئی کسی مہم کا ارادہ نکرے بیت بناے کا
خود ابر مشاورت نہی + نہ حق شرع گزاری نہ داد عقل دہی + اور کلام الٰہی پیغمبر برگزیدہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو واسطے مشورے کے حکم کرتا ہی یہ دلیل اسپر ہی کہ مشاورت محمو
اور خلاف اسکا نہایت ناپسندیدہ ہوگا بیت شد پیمبر بمشورت مامور + تو چرا زین طر
باشی دور + کارشناس نے کہا کہ امر حق تعالیٰ کا کرنا اپنے رسول کو مشورت مین اس واسطے نہین ہی
راے کو اوروں کے مشورے کے سبب سے مدد حاصل ہووے کیونکہ ضمیر منیر حضرت سرور عالم صلی
و آلہ وسلم کا وحی الٰہی سے ہویدا اور آئینہ جہان نما تھا کہ حقائق اشیا انمین بالتمام ظاہر تھے
فائدہ مشورے کا یہ ہی کہ اس طریقۂ پسندیدہ کو لوگ سیکھین اور اپنی عقول ضعیفہ
کے واسطے اوروں کی عقل سے مددگاری چاہین جیسا کہ نور چراغ کا تھوڑے
اور روغن ڈالنے مین روشنی زیادہ پکڑتا ہی اور فروغ آتش کا دو ہیزم کے زیادہ کرنے
دوبالا ہو جاتا ہی اور ان باتون سے یہ نہین نکلتا ہی کہ ترک مشورے کا کرنا نہ چاہیے
یہ ہی کہ جو کچھ مشورے سے حاصل ہو اور اپنی راے بھی اُسپر قرار پکڑے اُسے چھپا
کہ اخفاے راز اور کتمان مافی الضمیر مین دو فائدے کلی حاصل ہوتے ہین ایک یہ کہ تجربہ
آیا ہی کہ جس بات کو مخفی رکھو تاثیر یہ ہی کہ جلد عقدہ کشائی اُس امر کی ہوتی ہی اور غالب یہ ہی کہ یہی
مضمون حدیث شریف کا بھی ہو دوسرے یہ کہ اگر مشورے سے ایک تدبیر قرار دے اور تقدیر الٰہی کے

ن نہو تو شماتت اعداسے اور عیب جویون کی خردہ گیری سے بچتا ہی بموجب بیت کے
ت اگر وصل تو میسر نشود چندان نیست + کہ رقیبان زہر طعن زبان بکشایند +
ولا کہ ای کارشناس مین نے سب ملازمان درگاہ مین ہر خویش و بیگانے سے تجھے
ہ کیا ہی اور تیری راے ہموارہ پسندیدہ دل ہی تو نے جو کچھ تجویز کیا ہی بلا تکلف کر
قدور راضی نقصو نہو کارشناس نے بعد دعاے خسروانہ عرض کیا کہ ہر نمکخوار پر
ہی کہ جب کوئی مہم اپنے ولی نعمت کو در پیش آئے جو کچھ ازراہ صواب اندیشی
یال مین آئے عرض کرے اور اگر راے مخدوم مائل بہ خطا پائے تو ضرور اطلاع
کہ اس تدبیر مین نقصان متصور ہین اور جب تک سرانجام اُس تدبیر کا دلپذیر نہ
ئے ہمت کو قاصر نہ کرے اور اُسکے تدارک مین خواب و خور فراموش کر دے آخر کوئی
م کی ہاتھ آئی ہی جائیگی اور بادشاہ جسکو جادہ امانت داری سے اندک
پائے اُسکی سزا مین ہرگز تامل نہ کرے اور جسکو خیر خواہ بدل اور امانت دار
ت کار درست پائے اُسکی سرفرازی مین کوئی دقیقہ علے قدر حال فروگذاشت
ئے جبکہ اپنا نسق اس طریق پر جاری رکھے تو اسے وزراے کافی اور مشیران
ضرور ہاتھ آئینگے کیونکہ خائن خوف جان سے کبھی ایسے بادشاہ کی
قبول نہ کریگا لامحالہ جو ہوگا وہ امین ہوگا کہ جب بادشاہ نے سزا سے
اسطرح پر اور امین کی جزا اسطرح پر اپنے اوپر لازم کی پھر غالب ہی
بادشاہ کی سلطنت پایدار رہے اور راز اُسکا افشا نہو اور حوادث زمانہ کو اُسکے
پردہ مستتر نہونے پائے بادشاہ نے پوچھا کہ چھپانا راز کا کسطرح اور
شخصون سے چاہیے اور کن لوگون سے نہ چاہیے کارشناس نے عرض کیا
اہ کے راز متفاوت ہین بعضے وہ راز کہ جن لوگون کی بابت آزمایش کی ہو
ن اُنکا شبہہ اور شک سے خالی ہو اور اُنکے دین و دیانت مین کبھی خلل نہ پایا گیا ہو تو

سوا اُنکے اور سے نہ نہار نہ کہے اور اُنسے بھی جو کہے تو اول ہزار تاکید سے ہو کہ ک
تب اُسکے بعد زبان پر لائے والا یہ سبب اُنسے بھی نہ کہے جبکہ کوئی اُنسے مشورہ چاہ
یا کوئی کام لینا منظور ہو تو البتہ اسطرح پر کہ مذکور جسکا ہو چکا مضائقہ نہیں
ہرگز حرف زبان پر نہ لائے بلکہ اپنی ذات سے بھی اخفا کرے یعنی مبالغہ
بادشاہ جانے کہ میں گویا خود اسے نہیں جانتا ہوں جبکہ ایک بات کو خود کو
نہ جانیگا تو کہا ہے کو غیر سے کہیگا مصیبت اسرار دل کو رکھیو نہان جان کی طر
غماز تیرے ساتھ ہیں شیطان کی طرح + اور بعضے وہ راز ہیں کہ جنہیں چھپ
قباحت نہیں ہی تو بعض بعض شخصوں کو کہ رازدار اور ذوی اعتماد ہیں کہنا اگ
بقدر ضرورت مضائقہ نہیں رکھتا ہی مگر بوموں کے قضیے ہیں کہ جو خاطر عالی میں گ
اُس راز کی چار کانوں کے سوا اور کوئی قابلیت محرمیت کی نہیں رکھتا ہی ای
بادشاہ متوجہ خلوت کا ہوا اور تنہا کارشناس کو طلب کیا اول پوچھا کہ ہم
اور بوموں میں عداوت کا کیا سبب ہی وزیر نے کہا کہ زمانہ سابق میں ایک زا
دیا کلمہ کہا تھا کہ وہ کینہ دیرینہ اُس قوم کے دل میں اب تلک چلا آتا ہی ا
قابو وقت کا پاکے اُسکا انتقام کیا بادشاہ نے پوچھا کہ یہ ماجرا کیونکر تھ
عرض کیا حکایت کہ زمانہ سابق میں بہت سے پرندے باہم جمع ہوے
صلاح کی کہ ہم میں ایک دانا بادشاہ ایسا چاہیے کہ سانحے کے وقت اُس
رجوع لایا کریں یا دشمن پیدا ہو تو اُسکے دفع کی تدبیر اُس سے پوچھیں اسپر ہر ایک
پرندہ اپنی فکر کے مناسب ایک کو لائق بادشاہی کے سمجھ کے پسند کرتا تھا اور
دلیل و برہان سے اُسکے کلام کو رد کرتا تھا آخرکار نوبت بوم کی آئی ایک گروہ
راضی ہوا کہ بوم سرداری کے سزاوار ہی اور دوسرا گروہ اُسکی رد و قدح میں کوشش
کرتا تھا اسمیں آتش فتنہ برپا ہوئی کہ بات قال سے جدال پر آگئی القصہ قرار اسپر

ب جانور که اس مجمع مین داخل ہوا ہے حکم کرین اور جو کچھ که وه حکم کرے اُسپر
لدین اتفاقاً ایک زاغ وہان اُسوقت وارد ہوا سب نے کہا که یه جانور ہماری
یات سے کچھ آگاه نہین ہی اور غیر جنس بھی ہی اسے حکم کرو سب نے پسند کیا اور تجویز
نت بوم اور انکار فریق ثانی بیان کیا زاغ نے کہا که یه فکر خام اور سوداے نافرجام ہی
بوم کو منصب حکومت سے کیا نسبت اور اُس منحوس صورت کو رتبهٔ اختیار و اقتدار سے
م مگس کو عرصهٔ جولانگاه سیمرغ سے کیا مناسبت آیا شاہباز بلند پرواز که نسر طائر سے
ی مین لاف برابری مارتا ہی کیا ہوا اور ہماے ہمایون فال که اُسکا سایهٔ بال تاج فتحا
طین ہوتا ہی کہان ہی اور عقاب با فر و شکوه که کوه اُسکی صداے پر و بال سے لرزتا ہی
بحری ۱۲
ناپیدا ہو گیا اور اگر سب مرغ نامدار جہان سے نابود ہو گئے ہوتے تو اولے یه تھا
بغیر بادشاه کے اپنی گذران کرتے اور ننگ متابعت بوم شوم اپنے سر سے نه مارتے
اس عار کو قبول نه کرتے که وه قطع نظر منظر کریه کے عقل ناقص رکھتا ہی اور
وب تغضب اور متکبر ہی لیکن روز اُسکے جمال عالم افروز سے که آیهٔ وجعلنا ہا سراجاً
اُسکی شان مین ہی محروم رہتا ہی اور دشوار تر یه ہی که حدت غضب اور خفت
تیزی ۱۲
سکے افعال سے ظاہر ہی اور بے معنی اور لا یعنی ہونا اُسکا اُسکے حال سے
ن پس بہتر یه ہی که اندیشهٔ ناصواب سے درگذرو اور تدارک ہر قضیے کا اپنے مشورے
صلحت پر رکھو اور بادشاه لایق کی تلاش مین رہو اس صورت مین مرفه الحال
فارغ البال رہوگے اگر یون کروگے تو بخوبی ہر مہم کو سرانجام دوگے جیسا که اُس
ش نے آپ کو رسول ماه کیا اور تدبیر درست سے ہاتھیون کو اپنی قوم سے دفع کیا مرغون نے
ا که یه کیونکر تھا **حکایت** کہا کہتے ہین که ایکبار ہاتھیون کی ولایت مین
ے سال خشکسالی ہوئی اور یہانتک نوبت پہونچی که قطرهٔ آب کسی کو
نا تھا آخر رنج تشنگی سے بے طاقت ہوے اور اپنے بادشاه سے عرض کیا

بادشاہ نے حکم دیا کہ ہر طرف جاسوس جائین اور جہان پانی اور چراگاہ خوب ہو
خبر لائین ایک پیل خبر لایا کہ ایک مقام ہی کہ اُسے چشمۂ ماہ کہتے ہین عجب مقام
وسیع و سیراب ہی اور مرغزار بے شمار اُسمین واقع ہوے ہین بادشاہ پیلان سب
خشم و خدم لیکر اُس چشمے پر وارد ہوا اور اُس چشمے کے حوالی مین ایک گروہ خرگوشون کا
رہا کرتا تھا ہاتھیون کے ہجوم سے اُنھین زحمت پہونچتی تھی بلکہ اکثر پاؤن کے تلے
کچل گئے تھے آخر سب خرگوش اپنے بادشاہ کے آگے روئے بادشاہ عادل مظلومون کی
پناہ اور دستگیر محرومون کا ہوتا ہی اور تخت پر بیٹھنا داد دینے کے لیے سزاوار ہی ہما
جینے کے واسطے اب وقت ہی کہ داد ہماری دے اور انتقام ہمارا لے کہ اکثر ہمارے مر گئے
اور بعضے جو بچے ہین وہ مجروح اور کوفتہ ہین اور باقی ماندہ بھی اُنکے ہجوم سے
معرض ہلاکت مین خوفناک ہین بادشاہ نے کہا کہ یہ بات سراسری نہین ہی کہ
بے سمجھے جواب دیا جاے بلکہ پہلے سب عقلا جمع ہون تا مشورے کے بعد ایک تدبیر
قرار دیجاے اور مقدمہ سنگین ہین بغیر مشورے حکم کرنا خلاف طریقۂ خردمندی ہی
بزرگون نے کہا ہی اگرچہ بڑا ہو عادل و ہوشیار اور رکھتا ہو دانش بسیار لیکن نہ کرے ہر
بے مشورے کار دشوار آخر کار بادشاہ نے سب کو جمع کیا اور مشورہ پیلون کے
دفع کا پوچھا اُن خرگوشون مین ایک تیز ہوش تھا کہ اُسے بہروز کہتے تھے اور
سب خرگوش اُسکے حسن تدبیر کے معتقد تھے اُسنے قد اپنا راست کیا اور کہا بیت
شاہا غم رعیت بیچارہ می خوری + این ست رسم قاعدۂ دادگستری + از حال
بیکسان نظر لطف و امدار + گر تاج و تخت و دولت و اقبال برخوری + اگر مصلحت ہو
تو مجھے وکیل کر کے پیلون کے بادشاہ کے پاس بھیجیے اور ایک امین ساتھ کیجیے تا جو
مین کہون اور کرون وہ اُسے دیکھے اور سُنے بادشاہ نے کہا کہ مجھے تیری راستی و صواب اندیشی
اور امانت اور دیانت پر کمال وثوق ہی حاجت امین کی کیا ہی مبارک ہی جا

و مناسب سمجھ ہو کر لاکہ رسول زبان بادشاہ کی ہوتا ہی تیرا کہنا میرا کہنا ہی
ں چاہیے کہ بغیر ملاقات اُسکا راز دل دریافت کرے تو اُسکے فرستادہ کے
کردار سے معلوم کرلے کہ وہ ایسا ہی کہ جسنے ایسے کو برگزیدہ کیا ہی اور حکمانے بھی
تاکید کی ہی کہ بادشاہ کو چاہیے ایسے کو وکیل کرے کہ برگزیدہ سب قوم کا اور
تر اُس گروہ مین ہو چنانچہ سکندر ذوالقرنین بیشتر تبدیل لباس مین آپ
سالت کو گیا ہی اسلیے کہ فرستادہ دانا اور دلیر اور توانا چاہیے کہ ہر سوال کا اپنے
ے جواب دے کہ راہ صواب سے نزدیک تر ہو یعنی پسندیدہ اہل تحقیق اور
ن نظر ارباب تدقیق ہو بہت لوگ ہوتے ہین کہ حدیث درشت سے ایسی
ر برپا کرتے ہین کہ جہان جل جاتا ہی اور بعضے ایسے ہین کہ گفتار دلپسند سے
ہ مین طرح محبت کی پیدا کرتے ہین بہروزنے عرض کی کہ ای بادشاہ اگرچہ
ریقۂ رسالت مین کچھ دخل ہی لیکن بادشاہ عالم پناہ بھی اپنے دُرج حکمت سے
نیداس ذرۂ بیمقدار کے گوش ہوش مین آویزان فرمائے تو اُسے سرمایۂ رسالت
سی قانون سے ہر بات کو حسن ترتیب سے تیار رہون بادشاہ نے کہا کہ
روز بہت رین طریقۂ رسالت یہ ہی کہ تیغ زبان مانند تیغ آبدار تیزی اور
لین درست رکھے لیکن جوہر لطف مدارا بھی مٹنے نہ پائے اگر اُسطرف سے
ا بہ سختی ہو تو اپنی طرف سے پہلے وہ کلام کرے کہ ابتدا اُسکی لطف و
ت پر ہو اور اگر دیکھے کہ وہ نرم نہین ہوتا ہی اور راستی پر نہین آتا ہی تو
لے پردے مین ویسی تیزی بیان مین ادا کرے کہ زہرۂ دشمن کا آب
ئے اور سامعین پر یہ واضح ہو کہ یہ آب پرخاش کا بانی نہین ہی مگر جواب
ں مین بہت پرکار ہی بیت لطائف سخن از سینہ تحمل کین ببرد + زبان
ا بر وے خشم چین ببرد + حاصل یہ کہ کلام رسول چاہیے کہ قاعدۂ لطف

وخشم اور ساختن اور سوختن پر مبنی ہو اور ناموس شکوہ بادشاہی ج
کم ہونے دے اور مطالب ورکنائے دشمن کے بخوبی سمجھ لے غرض کہ داناکو
تحصیل حاصل ہی پس رخصت ہوئی امان اللہ بہروز آداب بجالایا اور رخ
ہوگے شب کو گروہ پیلان مین آیا خیال کیا کہ یہ سب ہر مست بادۂ نخوت
بے اسکے کہ حال مفصل بیان ہو تیری کیا قدر جانینگے اگر تجھسے ہزار کو
کرڈالین توبھی انکے چہرۂ جباری پر غبار نہ آئیگا بیت کب دست
کرتے ہین ماتم حباب کا + دریاے لطمہ زن کو کہان غم حباب کا + ال
گذرے جس جا ہو پیلان دمان کا + کسے وان دھیان مورِ ناتوان کا + پس
کہ ایک بلندی پر بیٹھ کے پہلے پیغام ادا کرون اگر سماعت کی تو فہوالمرا
جان تو سلامت رہیگی اسکے بعد بلندی پر آکے آواز دی کہ اے شاہ پیلان
پیغامبر ماہ کا ہون اور پیغامبر کو چاہیے جو کچھ کہ مالک نے کہا ہو اُسے
بحرف ادا کرے کہ مامور معذور ہوتا ہی اور رسول کی بات گو تلخ ہو لیکن سما
قابل ہوتی ہی اور تو جانتا ہی کہ ماہ باعث رونق بازار شب نائب ہی
روز کا اگر کوئی اُسکا خلاف اختیار کرے اور بات اُسکی سمع قبول
تو تیشہ اپنے پاؤن پر مارتا ہی پادشاہ پیلان اپنی جگہ سے نکل آیا
کہ پیغام ماہ کا کیا ہی کہا کہ ماہ کہتا ہی کہ جو شخص اپنے زور و قوت پر مغ
زیردستون کو آرام پہونچائے تو یہ دلیل روشن ہی اُسکی رسوائی کی
ہمارے زور و قوت سے آگاہ نہین ہی جو اپنے کو بھول گیا ہی بیت خ
بالا و پست آفرید + زبردست بر زیردست آفرید + اور تو جو اس غر
کہ ہین اور بہائم سے قوی تر ہون اور یہ قوت و شوکت کہ ادنی عوارض سے
زوال مین آجاتی ہی پس ایسے وسیلے سے تونے یہانتک خیرگی کی ہی کہ ہما

مین تیرگی کردی ہی کہا تو نہین جانتا ہی کہ عقاب تیز پر اگر میرے چشمے پر اڑے
کے بال و پر جل جائین اور اگر نسر طائر کبھی چشم بد سے اُدھر نگاہ کرے
ت باصرہ اُسکی فوراً زائل ہو جائے پس تو آپکو کیا سمجھا ہی کہ خیال فاسد کو
ین راہ دی ہی لیکن مین نے نہایت کرم سے تجھے آگاہ کیا ہی اگر اپنی جگہ سے
اُدھر نہ رکھیگا تو آرام سے بسر کر ورنہ بذات خود مین آؤنگا اور عذاب عظیم سے
ہلاک کرونگا اور اگر اسمین کچھ شک واقع ہو تو جلد آ کہ مین اس چشمے مین اس وقت
د ہون برای العین مشاہدہ کر اور چشم عبرت کھول شاہ پیلان اس بات کے
سے متعجب ہوا اور اسی دم چشمے پر حاضر ہوا اور صورت ماہ کو پانی مین دیکھا بہروز نے
ای بادشاہ تھوڑا پانی اُٹھا کے منہ دھو کہ ماہ بر سر رحم آئے اور تجھسے راضی ہو
نے خرطوم پانی مین ڈالی جنبش خرطوم سے پانی ہلایا اُسے معلوم ہوا کہ ماہ اضطراب
ب مین ہی کہ ایک طور خفگی کا پایا جاتا ہی پیل نے آواز دی کہ ای وکیل ماہ جناب ماہ
جگہ سے جا بجا کیون حرکت کرتا ہی بہروز نے کہا کہ واقعی ماہ جیسے کہ بر سر قہر ہی
حال ہی تو جلد سجدہ کر کہ تا غضب فرو ہو اور قرار پکڑے پیل نے سجدہ کیا اور کہا کہ
ر بہار اس چشمے کے گرد کوئی پیل نہ آئیگا قصور گزشتہ کہ نادانستہ گناہ تھا معاف ہو
کر پانی سے خرطوم باہر کی ایکدم کے بعد پانی ٹھہرا اور ماہ نے قرار پکڑا بہروز نے
جا قصور تیرا معاف ہوا پھر ہرگز ایسا نکرنا پیل اپنے جزیرے کو روانہ ہوا اور
ز نے آکے اپنے بادشاہ کو خوشخبری دی بادشاہ نے ہزار تحسین بہروز کی رای
یر کی اور حسن تدبیر اُسکا سبب خرگوشون کو باعث امن و امان ہوا زاغ نے کہا کہ
ل اسلیے بیان کی ہی مین نے کہ تم مین ایک ایسا عاقل چاہیے تا وقت ضرورت
دفع دشمن کرتا رہے اگر آج تم مین کوئی زیرک صلاح کار ہوتا تو کب یہ صلاح دیتا
شوم کو تم اپنا فرمانروا قرار دو کہ باوجود اتنے خصائل ناپسندیدہ کے کہ ذکر جنکا

هو چکا فریب اور دغا اور بے وفائی اُسکی سرشت مین داخل ہی اور بادش
اس سے زیادہ کوئی عیب نہین ہی کہ دغا اور بے وفائی اُسکی طینت مین ہو کہ
بادشاہ سایۂ پروردگار کہے جاتے ہین عزشانہ نے اُنکے آفتاب عدالت سے
منور کیا ہی اور اُنکے عدل و انصاف کے بغیر امن و امان عالم مین وجود نہین باقی
چاہیے کہ بادشاہ وفادار ہو نہ جفاکار اور رعیت کے ساتھ مہر و الطاف سے پیش
نہ قہر سے اور زنگار کینہ سے لوح سینہ کو صاف رکھے نہ مکار اور جو کوئی کہ مکار
ہوگا اُسے وہ پہونچیگا جو اُس کبک اور تیہو کو گربۂ مکار سے پہونچا مرغون نے پوچ
یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت** زاغ نے کہا کہ دامن کوہ مین میرا آشیانہ تھا ہمسا
ایک کبک کا بھی مسکن تھا تاثیر قرب و جوار سے ایسی محبت باہم پیدا ہوئی ک
تلاش معاش مفارقت ایکدم کی گوارا مجھے نہ تھی ناگاہ وہ کبک ایسا غائب ہوگ
تا زمانہ دراز سراغ اُسکا نہ ملا یقین ہوا کہ ہلاک ہوگیا بعد مدت دراز ایک تیہو پہ
اور اُسکے آشیانے مین مسکن کیا مین نے خیال کیا کہ آشیانے کے خالی رہنے سے تیہو کا ر
بہتر ہی اگر معلوم ہوتا کہ وہ زندہ ہی تو البتہ مین متعرض ہوتا بحکم اسکے رح یکے ہمی رود
دیگرے ہمی آید خاموش ہو رہا مین تھوڑی مدت اسطرح پر گذری کہ کبک موجود ہوا دیکھ
غیر میرے آشیانے مین متمکن ہی کہا تو میری جگہ چھوڑ دے تیہو نے کہا کہ اب مین صاحب قبض
ہون اور بمقتضائے القبض دلیل الملک کے اب اسکا مالک مین ہون اگر اپنی حقیت سمجھ
تو حجت شرعی سے اثبات کر کبک نے کہا کہ تیرا قبض غصب اور تغلب سے ہی اور غصب
سب کے نزدیک روا نہین ہی اس بات مین سند شرعی رکھتا ہون مین القصہ دونو
مین نزاع کلی واقع ہوئی چنانچہ مین نے ہرچند صلح کی تدبیر کی پر کوئی بات درست نہ
آخر کار یہ قرار پایا کہ رجوع بہ حاکم عادل کرین کہ دونون کی بات سن کے حق کو باطل
جدا کر دے کبک بولا کہ یہان سے نزدیک ایک گربہ ہی روزہ دار اور عابد اور خداش

زار دن روزہ مین بسر کرتی ہی اور رات کو شمع وار ایک قدم سے تا صبح سوز و گداز
الٰہی مین کھڑی ہو کے اشکباری کیا کرتی ہی **مثنوی** تا ب بے دیدہ دست از کون
ته + ز گنج فقر گنج فیض جسته + زده بر هر دو عالم پشت پائے + ز خود بیگانه با حق آشنائے +
ب کاہ سے کرتی ہی اور خونریزی جانورون کی حرام جانتی ہی اُس سے زیادہ قاضی
و رنہ ملیگا اور وہ حاکم کہ اس قضیے مین حکم براستی کرے بہتر اُس سے اور ہاتھ نہ آئیگا
اس بات پر راضی ہو کے گربہ کی طرف روانہ ہوے مین نے ازراہ شفقت کہا
یر فتنے جو یہ تقریر کی قابل اعتماد کے نہین غالب ہی کہ رائے تمھاری خطا پر ہو بغور
ھو کہ گربہ کو تقوے سے کیا علاقہ کوئی اور تدبیر اپنے فیصلے کی کرو اور اس خیال
سے درگذرو اُنھون نے اسمین مبالغہ کیا مین نے کہا ع ہر کسے مصلحت خویش نکو
+ خیر بہتر ہی روانہ ہو لیکن دل مین کہا کہ یہ قضیہ نوادر روزگار سے ہی تماشا اسکا
چاہیے کہ گربہ روزہ دار بین انمین کیا فیصلہ کرتی ہی مین بھی اُنکے پیچھے پیچھے آ کے
شاخ درخت پر بیٹھا نظارہ کرتا تھا جبکہ دور سے گربہ نے دیکھا کہ دونون میری طرف
ین جلد کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگی اور تعدیل ارکان مین جیسا کہ چاہیے کوشش
ی **بیت** کلید در دوزخ است آن نماز + کہ در چشم مردم گزاری دراز + کمیت
و گزار اور اذکار اُس مکارہ کے دیکھ کے متحیر اور زیادہ معتقد ہوے اسکے بعد
تنا کیا کہ نماز سے فارغ ہوئی دونون سر نیاز زمین ادب پر رکھ کر بولے کہ ہم دونون
ہم قضیہ ہی بے توجہ آپ کے فیصلہ دشوار ہی بعد انکار تمام بولی کہ صورت حال
ر دونون نے صورت قضیہ کی عرض کی گربہ نے کہا کہ ای صاحبو چرخ دوار زبان کا
ضعیف میرے ہر عضو مین پہونچایا ہی اور دست برد خزان روزگار نے آب طراوت اور
طافت کو میرے بوستان حیات سے منتشر کر دیا ہی اور شب جوانی کہ سراسر
ور پہلوانی تھی صبح پیری سے کہ مجمع جملہ عیب و تغیر قاہر ہی مبدل ہو گئی [illegible]

اور شنوائی نے جواب دیا اب تمھارا چہرہ خوب نہین دیکھتی ہون اسلیئے قضیہ تم
تھوڑا سُنا اور اکثر بسبب ضعف سماعت کے نہین سُنا گیا بہتر یہ ہی کہ مجھے معاف
کہ چند انفاس کہ باقی ہین یاد خدا مین بسر کرون اور قضیۂ دنیا کا کہ سراپا مخرب د
مانع یاد آلہی اور باعث نفرین ہی اس سے گربہ مسکین کو معاف رکھو کبک ورتہ
عرض کیا کہ حاجت روائی مخلوق کی باعث خوشنودی خالق ہی اگر یہ امر عبادت
داخل نہوتا تو انبیاے کرام کب کسی کے حال کی سماعت فرماتے گربہ نے کہا کہ
دلیل قوی لائے ہو کہ اب لامحالہ سُنتا ہے الیکن مین اونچا سنتی ہون بہت نزدیک
با واز بلند دونون اپنا حال بیان کرو البتہ بعد سماعت حکم شرعی کیا جائیگا
اس سے کہ قضیہ تمھارا سُنا جائے ایک نصیحت دوستانہ کہ فوائد دینی و دنیائی اُسکے
مندرج ہین تمسے بیان کرتی ہون اگر آج اُسے گوش دل سے نہ سنوگے تو فردا
کھینچو گے اور اگر قبول کروگے تو اُسکا ثمرہ دنیا اور عقبیٰ مین ضرور پاؤگے
کہ مال و متاع دنیا ہر دم معرض زوال مین ہی اسپر زنہار مغرور نہونا او
بے بقا سے کوئی چیز اگر مکر و غدر سے حاصل ہو اُسے ہرگز قبول نکرنا کہ یہ
زندگی مین خواہ موت کے بعد تمسے جدا ہونے والا ہی مگر وبال اُسکا دوا
گردن رہیگا پس ایسے زہر ہلاہل کو اپنے ہاتھ سے دیدہ و دانستہ اپنے حلق
ڈالنا کام دانشمند کا نہین ہی اولے تو یہ ہی کہ اسکی الفت بالکل دل سے
چندے یاد الٰہی مین مصروف ہو جیسا کہ مؤلف کہتا ہی بیت زبان چلتی
آج کچھ ذکر خدا کرلے + اجل آئی تو پھر ہرگز نہ دیگی بات کی فرصت + اور اگر
تو ناحق سے ضرور اجتناب کر پس یہ دو کلمے کہ حق حیوانیت تھا مین نے ا
اب جو کچھ مطلب ہو اُسے بیان کر کبک نے عرض کیا کہ ای حاکم عادل اگر
لوگون کو ہمت طلب حق کی ہوتی تو ہر ایک صفت دیانت و راستی کو شعار

نامہ انکسار ایکہ مرادو گفتنی

اور احتیاج محاکمہ اور تصدیع حکام کی نہوتی اور رسم مرافعہ اور مدافعہ اور
سند اور گواہ کی دفتر ایام سے اُٹھ جاتی چونکہ مدعی اور مدعا علیہ عالم کی آنکھیں بد
ی سے کور ہین اور راستی کی صورت اُنکے دیکھنے مین نہین آئی ہی اسواسطے
شخص کہ جسکی چشم دل کحل الجواہر صدق سے پروردگار نے روشن کی ہی اور
رہ ناحق کوشی کا اُنکے آئینۂ دل پر نہین بیٹھا ہی اُنکے ہم سب محتاج ہوتے ہین
ل صواب اُنکے توسط سے دیکھنے مین آئے اے گربۂ خدا شناس للہ الحمد کہ
ار غرض نے تیرے آئینۂ دل کو سیاہ نہین کیا ہی اور شومی رشوت سے تیرا
ہ دیانت کور نہین ہوا ہی اس باعث سے یقین صادق ہی کہ جو کچھ حق ہی اُسپر
حکم جاری ہوگا اور جسنے کہ فرمان سے تیرے گردن کشی کی موکل عقوبت تیرا
اُسکے سر کو اوج دار پر سرفرازی بخشیگا گربہ نے کہا کہ بات اچھی کہی تونے
نت یہ ہی کہ تم دونون اپنے دل سے یہ سمجھو کہ حق تعالی حق کی طرف ہی اور
غالب ہی ہر چند ظاہر مین حقدار ضعیف و ناتوان ہو پر باطن مین اُسی کو
ہی یعنی اگر آج ایک باطل دست زیر دست پر جور کرے اول یہ ہی کہ حاکم عادل
ر جانب دار حق کا ہوگا پھر قوت باطل اُس ناحق کوش کی کچھ کام نہ آئیگی
بالفرض والتقدیر دنیا مین بچ گیا تو قیامت مین کیونکر رستگاری پائیگا اور سوا
ے اور دو کھے کہ حاصل شفقت مین وہ بھی تمسے کہے دیتی ہون لازم ہی کہ گوش دل سے
اور مجھے اپنا خیر خواہ سمجھو وہ یہ ہی کہ کردار نیک کا ذخیرہ کرو اور اس عمر
بقا کو مانند ابر تابستان اور نزہت گلستان سمجھو اور اعتماد اسکا ہرگز نہ کرو
خاص و عام اور دور و نزدیک عالم کو اپنے اعضاے بدن کے مانند سمجھو یعنی جو کچھ
او پر روا نہ رکھو اُنپر بھی جائز نہ رکھو کیونکہ ع بنی آدم اعضاے یکدیگر اند
ں کہ یہانتک افسون اور دمدمے اُنپر دم کیے کہ اُنکو زیادہ تر اُنس پیدا ہوا اور

مطلق اندیشہ نہ رہا بے خوف وخطر گربہ کے نزدیک آ بیٹھے پس ادھر نزدیک ہونا
کہ ادھر ایک ہی حملے مین دونون کو پکڑ کے مطبخ معدہ کو اُنکے گوشت لذیذ سے
گرم کیا اور اثر ناز ونرہ اوراحسان وخفت کا خبث طبع ناپاک نے اتنے
ٹھے کی طمع مین برطرف کردیا اور یہ مثل اسلیے کہی گئی ہی کہ تا معلوم ہو کہ
بیمان پر بدسیرت کے ہرگز اعتماد نہ کرے اور بوم نفاق اندیش اور غدر پیشہ
یہی مزاج رکھتا ہی معائب اسکے بے غایت اور قبائح اسکے بے نہایت ہین
یہ عیوب اسکے جو بیان کیے مین نے قطرہ ہی دریاے بیکران سے اور ذرہ ہی از
سپہر گردان کے اور اگر مبادا اُسنے بھی یہی کام ہتھیار کیا کہ اُسے تخت پر بٹھ
دیکھنا جسوقت کہ تاج شاہی اُسکے فرق نامبارک پر رکھا گیا بے شک سنگ
اس دیار کے سر پر پڑیگا اور جبدم کہ پایہ تخت حکومت اُسکے پاے شوم سے جھ
آتش غضب کہ دہکنے سے عالم عالم برسیگی اور خس وخاشاک اس دیار کا
کی طرح برباد فنا ہو جائیگا اس سبب سے کہ طینت اُسکی ناپاک اور جوہر اُس
ناقابل ہی تربیت اور صلاح کسی ناصح کی اُسپر کچھ کام نہ کریگی **بیت** گو
پاک بباید کہ شود قابل فیض ۔ زانکہ ہر سنگ وکلوخے نشود مرجان و د
مرغون نے یہ داستان زاغ سُنی اس کام سے انکار کیا اور ارادہ بوم کی تابعدا
بالکل دل سے اُٹھا دیا بوم پریشان روزگار و سراسیمہ از شرمسار گوشہ ادبار
طرف روانہ ہوا اور چلتے چلتے زاغ سے کہا کہ اے سیاہ رو بے شرم وحیا وہ
تونے میرے حق مین بریا کیا کہ سو سال تک اُسکا دفع ممکن نہین ہی اور
آتش فساد تونے میرے حق مین بھڑکائی ہی کہ اُسے دریاے محیط بجھا نہین سکتا
مین نہین جانتا ہون کہ کیا قصور مین نے تیرا کیا تھا کہ جسکا عوض تجھسے یہ ہوا
سمجھ لے کہ جراحت شمشیر البتہ التیام پاتا ہی مگر زخم زبان کا لا علاج ہی کہ کسی مرہم

نہین ہوتا ہی **بیت** جراحتے کہ ز تیغ زبان رسد بر دل * ہیچ مرہم راحت
ہر شد * پیکان ناوک اگر سینے مین بیٹھا ہی تو نکالنا اسکا ممکن ہی مگر جو تیر
ن سے دل مین بیٹھا ہی اسکا نکالنا محال ہی اور جو مضرت کہ تصور کیجاے
یا اسکا ممکن ہی مگر مدافعہ کینے کا زنہار نہین ہو سکتا ہی مثلاً آتش اگرچہ
تیز و تند ہو مگر اسکی حرارت پانی سے تسکین پا سکتی ہی اور شعلہ کینے کا آب
دریا سے تسکین نہین پائیگا اور زہر اگرچہ کشندہ ہی اسکا ضرر تریاق سے
وجاتا ہی مگر زہر کینے کا کسی علاج سے دفع نہین ہو سکتا ہی اسکے بعد ہماری
ری قوم مین آج سے ایسا درخت کینہ لگایا گیا کہ بیخ اسکی تحت الثری کو پہونچی اور
اسکی شاخ سماے سے گذر گئی بوم اس فصل کو بیان کرکے آزردہ حال اور شکستہ بال
انہ کو پھر گیا اور زاغ اپنے قال سے پشیمان ہو کر فکر دور و دراز مین پڑا اور بآواز خود
یا کہ عجب حرکت نا ملائم دور از عقل کی مین نے کہ جس سے سراسر ضرر متصور ہی
نی قوم کے واسطے دشمن قوی برانگیختہ کیے مین نے بھلا ان مرغون کی نصیحت سے
یا کام تھا جو اس گروہ کے بہتر تھے کچھ انسے بہتر مین نہ سمجھا تھا اور بوم کے
ب وہ کیا خود نہ جانتے اور بالفرض اگر نہ جانتے تو مجھے اس سے کیا حاصل تھا
نتے اور انکا کام انھون نے دانائی کی اور بقول من صمت نجی کے کام کیا
نے خاموشی اختیار کی نجات پائی اور مین نے فضولی سے وجہ کرکے اپنی قوم کو
ن زبان مین ڈالا ہیچ کہا ہی کہ زبان کو بشکل تیغ اسلیے پیدا کیا ہی کہ بے ضرورت
نیام دہن سے باہر نہ نکالے جیسا کہ مرد شمشیر زن جبتک معرکہ کارزار نہو
بازی بیہودہ تیغ کو نہین نکالتے ہین اور جو کوئی کہ بے ضرورت ہر دم
کے طور سے شمشیر میان سے نکالا کریگا نگاہ مین خلق کی سبک و ذلیل
ہوگا اسی طرح جو شمشیر زبان کو بے ضرورت و بے احتیاط باہر نکالا کریگا

ایک دن مبتلا کسی بلا کا ہوگا واقعی بڑی خطا کی ہین نے اور دشوار تر کو اختیار کیا ک
بوم کے مواجہہ مین یہ سب کچھ کہا کہ جسکا حیلہ کبھی کچھ بن نہین سکتا ہی مقرر کینہ
اُنکے سینہ مین جا پڑی اور حق بہ جانب اُنکے ہی چنانچہ خردمندون نے کہا ہی ک
اپنی شوکت و قوت پر اعتماد تمام ہو مگر تو بھی کسی ادنی کی عداوت کو جائز نہ رکھے بلکہ لاز
کہ دشمن سے بھی مدارا اور تملق مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے جیسا کہ نظام
والی حیدرآباد نے فرمایا ہی **بیت** پے دل بردن عالم تملق را سبب کر
بدشمن نیز جوشیدم بدان گرمی کہ تب کردم + اور دشمن انگیزی سے پرہیز کر
تریاق مجرب اور انواع ادویہ مجربہ کھتا ہو پر اس اعتماد پر زہر ہلاہل کھانا
ابلہی ہی **بیت** ہر چند کہ تریاق بدست ست ترا + زنہار کہ تا زہر ہلاہل نہ خو
حکما اسپر متفق ہین کہ فعل کو قول پر ترجیح ہی یعنی فعل نیک کہ اول مین کم ظاہر
مگر انجام مین رونق پکڑتا ہی اور وہ شخص کہ قوت گفتار غالب کھتا ہی اور کلا
حسن عبارت سے لوگون کی نظر مین چرب زبانی سے شیرین کر دکھلاتا ہی لیکن
عرصے مین ورطۂ مذمت و ملامت مین پڑتا ہی اور نتیجہ قول بے عمل کا سوا حسر
ندامت کے اور کچھ نہین ہوتا ہی اور مین وہ راجح قول اور قاصر عمل ہون کہ انجا
نظر نہ کرلی اگر آج تاج خرد سے فرق حال میرا مزین ہوتا تو پہلے کسی عاقل
مشورہ کرلیا ہوتا اسکے بعد اس گفتگو مین جرأت کرتا تو سخن بے ضرر اور پاکیز
اور بیہودہ گوئی سے احتراز کرتا مین بقول شاعر **بیت** سخن ریختہ ناسنجیدہ گ
ور ناسفتنی بود اینکہ سفتم + افسوس کہ بے مشورت ناصحان عاقل اور خردمن
کامل بات کہی مین نے اور بے ضرورت محض کلمات خصومت انگیز زبان پر لا
غالب ہی کہ مفسدون کے زمرے مین شمار کیا جاؤن اور نادانی اور جہالت
منسوب ہون کسی نے سچ کہا ہی کہ بسیار گو بیہودہ گو ہوتا ہی بلکہ آدمیون

کم مین کلام سے امتیاز کیا جاتا ہی بیت جو کرے بات اُسے چاہیے ہوش
مین ہوش تو بیٹھے خاموش — القصہ زاغ اسی طرح پر بے قرار رہا اور آپ کو
ین کرتا تھا اور اُسکے بعد اپنے مسکن کی طرف پرواز کی بس ہم مین اور قوم بوم مین
ب عداوت یہ ہوا بادشاہ نے کہا ای کارشناس یہ حکایت فوائد آمود سنی
نے اور حاصل حکایت کو سرمایۂ دلی و رمعین خرد کیا اور مین نے بزرگون سے
ہی کہ خردمندون کو مصاحب کرنا اور اُنکے کلمات طیبات کو اپنا پیشوا ے کار
انشانی ہی سعادت و اقبال اور حصول مرتبۂ کمال کی اور حکما کا اسیر
ق ہی کہ صحبت نیکون کی مشک کے مانند ہی کہ اُسکے فیض نسیم سے مغز جان کو
ت حاصل ہوتی ہی اور فعل نیکون کا دلیل دانش ہی اور قول اُنکا حکمت کی
ت راہبر ہی خانۂ دل میرا تیرے بیان سے روشن ہوا اب بتا کہ تدارک دشمن
کا کسطرح پر کیا جائے کارشناس نے دعاے شاہانہ دی اور کہا کہ وزرا ے
ین راسے نے جنگ و صلح اور قرار و فرار اور قبول باج و خراج سے جو کچھ کہ تجویز کیا ہی
ے ایک بھی انمین پسند نہین ہی امید خدا سے رکھتا ہون کہ ایسا حیلہ بر روے کار
ن کہ جس سے خوشی اور کامیابی شہریار کو حاصل ہو چنانچہ زمانہ سابق مین بہت
ون نے حیلے سے بیشتر مقصود اپنے حاصل کیے ہین جیسا کہ طراران ولایت گرگانی
پند کو ایک ہی حیلے مین زاہد کے ہاتھ سے لیگئے بادشاہ نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا
ایت کہا کہ ایک زاہد صاحب ورع قربانی کے واسطے ایک گوسپند فربہ خرید کر کے
صومعہ کو لیے جاتا تھا گروہ طرارون کا اُس گوسپند کو دیکھ کے لوٹ گیا اور چاہا کہ
ب سے یہ گوسپند اُس سے لیجیے صلاح کر کے راہ مین کھڑے ہو رہے جبکہ زاہد نزدیک
ایک بولا کہ یا شیخ یہ سگ کتنے کو لیا ہی دوسرا بولا کہ یہ کُتا کہان لیجائیگا
سرے نے کہا کہ ہی شیخ مگر ارادہ شکار کا ہی کہ اس سگ کو ہاتھ مین لیا ہی

ایک کہتا تھا کہ غایۂ شوق سے زاہد ناچار ہی دوسرا طعنہ دیتا تھا کہ یا
صلاح و تقوے کے سگ مردار کو ہاتھ میں لیا ہی کہ خانۂ نمازی کو ناپاک کر
غرض اسی طرح ہر ایک مکاری سے نئی طرح کا کلام کرتا تھا زاہد نے دل میں
کہ اتنے شخص کچھ واہی تو نہیں ہین کہ گوسپند کو سگ کہتے ہین مگر حقیقت
یہ کتا ہی اور فروشندہ اسکا ساحر تھا اسلیے اُسنے میری نگاہ مین اسے بکری کر د
اسکے بعد زاہد نے طرارون سے کہا کہ اگر اتنی مہربانی کرو کہ اسے پکڑے رہو تو
اسکے فروشندے کو دوڑ کے پکڑ لاؤن اور سگ کو اُسکے حوالہ کرکے اپنے
پھیرون طرارون نے قبول کیا اور زاہد فروشندے کے پیچھے دوڑا اودھر
روانہ ہوا ادھر ایک طرار نے بکری کو اپنے گھر مین پہونچایا جبکہ زاہد آیا
پوچھا کہ بکری کہان ہی طرارون نے کہا کہ اے زاہد خدا شناس بہت دور ہی کہ سگ
تو ہمارے حوالے کر گیا تھا کہ تیرے جانے کے بعد وہ ہمین کاٹنے دوڑا ہم
خوف گزند سے چھوڑ دیا سو وہ اسطرف بھاگ گیا ہی زاہد نے ہر چند
تفحص کیا پر بکری نہ ملی اور دام بھی فروشندے سے پھیر نہ پائے آخر
ناچار ہوکر اپنے گھر آیا اور طرارون نے اس حیلے سے کام دل حاصل کیا
مقصود اس مثل سے یہ ہی کہ ایسے مواقع مین ایسے ہی مکرون سے کام نکلتا ہی چاہیے
کہ ایک حیلہ بروے کار لاؤن کہ جس سے یہ مہم قومی سر ہو جیسا گر نہ دشمن
تو غالب ہو سکے شمشیر سے ❊ زیر کرنا چاہیے آخر اُسے تزویر سے ❊ پادشاہ
بولا کہ جو کچھ دل مین رکھتا ہی زبان پر لا کارشناس نے عرض کیا کہ مین اپنی جان
و آرام بادشاہ کے واسطے فدا کرتا ہون کیونکہ ایک شخص کی موت اگر حیات
کثیر کی باعث حیات ہو تو عقلاً و نقلاً پسندیدہ ہی میرے نزدیک صلاح یہ ہی کہ بادشاہ
خلوت سے باہر تشریف لاکے بخشونت تمام یون ارشاد فرماوے کہ یہ کور نمک حرام

گا ہی سب پروبال اسکے نوچ ڈالو اور اسے آشیانے مین چھوڑ دو کہ تڑپ تڑپ کے
و دانہ مرجاے اور مین اُن وزرا کے مشورے سے کہ میرے خیرخواہ ہین جلاے وطن
کرونگا اسکے بعد میرے پروبال نوچ کے آپ مع لشکر چلے جائین اور کوئی
باقی نہ رہے اسکے بعد جو کچھ تدبیر مجھسے بن آئیگی اُسے درست کرکے اور وقت
کے حاضر ہوکے عرض کرونگا اسوقت جیسا کہ موقع ہوگا اسے عمل مین لائیے
پردۂ غیب سے کیا لطیفہ بروے کار آتا ہی بادشاہ نے کہا کہ ای کارشناس یہ تیری
ت ازبس شاق ہی اور خصوصاً اس خواری سے تجھے دشمن قوی کے منہ مین
ا بہت مجھپر ناگوار ہی لیکن کیا کرون کہ تیری راے صواب اندیش پر مجھے
تمام ہی اسلیے جو کہتا ہی ناچار وہی کرتا ہون بعد اس صلاح کے خلوت سے باہر آئے
دربار اور لشکری منتظر اسکے تھے کہ دیکھیے شاہ و وزیر کیا تدبیر دلپذیر ٹھہراتے ہین
دشاہ کو خشمگین اور وزیر کو چین بجبین دیکھا سب متحیر ہوے کہ یہ کیا سبب ہی
ین بادشاہ نے کہا کہ یہ کور نمک خیرخواہ بومون کا ہی اسکے پروبال
کے چھوڑ دو تا یہ تڑپ تڑپ کے بے آب و دانہ اس آشیانے مین مر رہے بموجب
دشاہ کے میر آن غضب نے پروبال نوچ کے وہین چھوڑ دیا اور آپ مع تمام
مقام معین کو روانہ ہوا جبکہ شب ہوئی بومون کے بادشاہ نے باہم صلاح کی
ایک ہی شبخون مین خستہ اور بدحال ہوگئے ہین اگر دوسرا شبخون مارا جاے
بنیاد برباد و فنا ہوجاے و الا دشمن کو مار سیاہ کی طرح دم کوبیدہ چھوڑنا
سعر حق دغدغے مین ڈالنا ہی اگر مہلت پاکے اور کوئی تدبیر معقول ٹھہرا کے
ار اکرین تو عجب نہین کہ ضرر کلی پہونچائین اب دشمن نیم جان کو زندہ چھوڑنا
دور اندیشی کے خلاف ہی بیت جب عدو بیہوش ہوجائے اجل کے
ے خوب جھکے بزم عشرت تب امی گلفام سے + آخر بادشاہ مع فوج ظفر موج

روانہ ہوکر جبکہ زاغون کے مسکن تک پہونچا نشان زاغون کا نہ دیکھا متحیر ہوا کہ یہ
گئے چار طرف جستجو کرتے تھے کہ کارشناس آشیانے مین بیقراری کررہا تھا اور
آہستہ آہ کھینچتا تھا ایک نے بادشاہ کو خبر اسکی دی اُسنے چند مقرب بھیجے
دریافت کرو کہ یہ کون ہی اور کیا حال ہی وہ سب اسکے نزدیک آئے اور حال
کارشناس نے کہا کہ مین بادشاہ سے عرض کرونگا جبکہ بادشاہ کے نزدیک
اُسنے نام اور عہدہ وزارت اپنا بیان کیا بادشاہ نے کہا کہ نام تیرا اکثر سنا
مگر بتا کہ یہ حال تیرا کیونکر ہوا اور زاغ سب کہان گئے اُسنے کہا کہ میرا حال خود
کہ مین اُنکے حال سے خبر نہین رکھتا ہون بومون کے بادشاہ نے کہ شب آہنگ
پوچھا کہ تو تو وزیر اور مشیر اور مشار الیہ اُس گروہ کا تھا کیا خیانت تجھسے ہوئی
کہ مستحق ایسی سزا کا ہوا کارشناس نے کہا کہ بادشاہ مجھسے بدگمان ہوا اور
سخن سازی کرکے آتش فتنہ کو زیادہ تر افروختہ کیا اور وہ میری خدمت کو
سب بھول گیا اُن سب کا عوض یہ ہوا جو حضور نے معائنہ فرمایا ہی
بے ثمر بود و منت ہر خدمتے کہ کردم + یارب مباد کس را مخدوم بے عنایت + شب آہنگ
پوچھا کہ بدگمانی کا کیا سبب تھا کہا کہ تمھارے شبخون کے بعد بادشاہ نے
جمع کرکے پوچھا کہ تدبیر اس حادثے کی کیا ہی ہر ایک نے اپنی اپنی رائے کے مو
عرض کیا جبکہ میری نوبت آئی مین نے عرض کیا کہ اول مقابلہ جنگ کے وا
قوت اپنے دشمن سے زیادہ چاہیے اگر یہ نہو تو مقابلہ برابر کا ہو سو وہ بھی نہین
کہ اُنکی شوکت اور حملہ قوت زاغون سے بہت زیادہ ہی دوسرے صاحب اقبال
پنجہ جدال ملانا دلیل ہی نکبت اور پشیمانی کی اور خداوند اقبال روزافزون سے ارا
اگر نادانی ہی بربادی اور نادانی کی میرے نزدیک صلاح یہ ہی کہ سفیر قابل کو بھیج
اور تدبیر صلح کی اگر باج وخراج سے درست ہوجائے تو نہایت مناسب ہی

لے حفظ ہمان اور عزت کے جمع کیا جاتا ہی بیت چو سر باید ت سر متاب از خراج +
نہ سر باتو ماند نہ تاج + پس اسکے ساتھ ہی بادشاہ نے متغیر ہو کے کہا کہ یہ
تو نے اور جرأت اس بے ادبی کی کس چیز نے دلائی تجھے مگر تو مجھے جنگ بوم سے
ہی اور میرے لشکر کو انکی بالا خوانی کر کے ہراس دلاتا ہی نظم اگر دشمن از
ار دستیز + مرا ہم زبان سنان ست تیز + چو من از روے نبرد آورم + دل دشمنان را
آورم + مین نے از روے خیر خواہی مکرر عرض کیا کہ اے شہریار جادہ صواب سے
ف نہ فرمایہ غصہ اور شتابکاری کا محل نہین ہی تامل سے غور کر کہ دشمن قوی
لطف و مدارا کے نجات نہین پاتی ہی بیت آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف ست +
ستان تلطف با دشمنان مدارا + اور جسنے کہ ایسے موقع مین متابعت نفس
مقرر سے جنگ اٹھائی بہتر یہ ہی کہ میری نصیحت پر عمل فرما بلکہ مجھی کو بھیج تو
بوم کے بادشاہ کو بر سر صلح لاؤن بمجرد سننے کے خشمناک ہوا اور کہا کہ
بات ہیچ نظر آتی ہی کہ لوگون نے مجھے خبر دی تھی کہ ہمارے رفقا بوم سے ملے ہوے ہین
واقعی اسمین کچھ شک نہین ہی اسکے بعد حکم کیا کہ پر و بال اسکے نوچ کے
ر دو تا بے آب و دانہ یہ ہلاک ہو جاے پس یہ حال میرا کیا کہ تو مشاہدہ فرماتا ہی
ہ سب کے سب ایکطرف روانہ ہوے اور ارادہ انکا محض جنگ کا ہی قابو وقت کا
ضرور جنگ کرینگے یہ سنکے شب آہنگ نے ایک وزیر سے پوچھا کہ اسکے حال کی
ت تیرے خیال مین کیا گذرتی ہی وزیر نے کہا کہ اس بات مین حاجت فکر کی
مین ہی یہ شخص بلاے بے درمان ہی جلد اسے شربت مرگ چکھانا چاہیے اور مین آپ
رتیم فسردہ مین آتش سوزان دیکھتا ہون کہ جب شعلہ زن ہوگی تو بجھانا اسکا
ہو جایگا مصرع نعوذ باللہ ازین آتش ار برآرد سر + اور جو کوئی کہ فرصت پاکے ایسے
ن کو چھوڑ دیگا مقرر پشیمانی اٹھائیگا اور پھر قابو [illegible] یگا اور جبکہ دشمن کو ضعیف پا [illegible]

ہرگز کوتاہی نہ کرے والا دشمن ورطۂ ہلاک سے جسوقت نجات پائیگا قوت پکڑ
وقت کبھی کوتاہی نہ کریگا بموجب حکم اس رباعی کے عمل کرنا چاہیے رباعی
بجست از تو زروے نہ جہی + وزبند تو چون رست تو از وی نرہی + خواہی کہ
با شارت از آفت او + در دست تو چون فتد امانش ندہی + ای بادشاہ زنہ
اسکی بات پر التفات نہ فرما اور اسکے افسون جادوگرانہ کو کان مین جگہ نہ دے بزرگ
تاکید کی ہی کہ دوست ناآزمودہ پر کبھی اعتماد نہ کرے تا بہ دشمن چہ رسد بیت
درین زمانہ کہ با دوست اعتمادے نیست + چگونہ غرہ توان شد بگفتن دشمن
کارشناس یہ کلام وزیر کا سنکے درد دل سے رویا اور کہا کہ ای وزیر مین لوا
دل دردمند مجروح رکھتا ہون کیا زخم پر زخم لگاکے نمک ڈالتا ہی اسکی
کرنی چاہیے کہ جسے امید زندگانی ہو اور عاجزون سے جو انمردون
کبھی عداوت نہین کی ہی اُس وزیر کی بات شب آہنگ کے دل مین جگہ
مُنہ دوسرے وزیر کی طرف پھیر کے پوچھا کہ تو اس مقدمے مین کیا کہ
اُسنے التماس کیا کہ مین اسکے قتل کی صلاح نہ دونگا کہ صاحب مروت
بہادر جبکہ دشمن کو ضعیف اور بیچارہ پاتے ہین اُسکا تدارک بترحم فرماتے
یہ شخص اوج عزت سے گرکے آپ کے جوار رحمت مین آیا ہی اگر اسپر احسان
مین ہوگا تو اُسکے عوض مین مقرر جانفشانی کریگا اور شخص کام کا کمتر پیدا ہو
یہ شخص اپنی قوم مین بے نظیر اور نیکنام تھا اگر بادشاہ اسکا اپنی حماقت
اسپر خشم نہ کرتا تو یہ حال اسکا کیون ہوتا اسمین گنجایش خدع کی نہین ہی
اور یہ پریشان روزگار ہی اور بادشاہ کا اقبال بلند رہے انکا تمام شکر
اقبال عالی کی نہ لاسکا اس تنہا بےدست و پا کی کیا طاقت ہی کہ بدی
اور بعضے سبب ایسے ہین کہ دشمن مہربان ہوجاتا ہی جیسا کہ خوف سے جو

بازرگان اپنے شوہر پر مہربان ہوئی بادشاہ نے کہا کہ یہ کیونکر تھا
یت کہا کہتے ہین کہ ایک سوداگر نہایت مالدار تھا مگر بدخو اور زشت رو
ن بدمزاج اور بدزبان اور بے مروت اور نامہربان اور اُسکی ایک عورت تھی
سیرت اور زیبا صورت کہ چودھوین رات کا چاند اُسکے لمعۂ رخسار سے
س نور کرتا تھا اور چراغ جہان فروز آفتاب اُسکی شعاع عارض سے ضیا وام
ا اور یہ زشت رو مردم وصف خوانی اُسکے حسن جہانتاب کی اس نظم سے
تا تھا نظم آنکھ آہو ہی مگر بے آہو + زلف سنبل ہی مگر عنبر بو + رخ ہی
ی کہ نہین جسکو خزان + قد ہی شمشاد ولیکن ہی روان + ہی دہن غنچہ ولیکن
تنگ ایسا کہ سخن کی نہین جا + شوہر ہزار دل سے جویا اُسکے وصال کا تھا
کسی طرح اُسکی مائل ہوتی تھی اور ہر چند انواع دلجوئی سے پیش آتا تھا مگر
ہ اور متنفر رہتی تھی اور کبھی اپنے وصل سے اُسے شادکام نہ کرتی تھی ایک دن
سکے گھر مین آیا یہ عورت بیدار تھی دیکھتے ہی چور کو ڈر گئی اور مرد کے سینے سے
لگئی جبکہ آنکھ بازرگان کی کھلی دوست کو سینے سے چمٹا پایا خروش عاشقانہ
ر غایت خوشی سے جوش مین آیا اور کہا بیت مجھسے لپٹ گیا ہی مرا یار خواب
+ خوابیدہ بخت ہو گئے بیدار خواب مین + اور کہا کہ آج یہ کیا شفقت ہی
ت عادت ظہور مین آئی اور کون چیز اسکی باعث ہوئی عورت نے کہا کہ چور
ن آیا ہی کہ اُسکے خوف سے یہ حرکت مین نے کی ہی مرد نے کہا کہ اے دزد مبارک قدم
جاوے سو میرے مال سے اُٹھا لیجا کہ تیری برکت قدم سے یہ لطف مجھے حاصل ہوا
ے اُسکے حال و قال پر رحم کر کے کچھ نہ لیا اور خالی پھر گیا بازرگان نے یار کو اُس دم
ر پایا اور مال بھی سلامت رہا یہ مثل اسلیے عرض کی گئی کہ بعضی صورت مین
وتا ہی کہ دشمن کے سبب سے حصول مطلب ہو جاتا ہی اور حال اس زن کا بھی

اسی قبیل سے ہی بادشاہ نے وزیر سوم سے پوچھا کہ تیری رائے اس قضیہ مین کیا
کرتی ہی اُسنے کہا کہ میرے نزدیک اولی یہ ہی کہ شہریار لباس حیات اسکے بدن سے
نہ اُتارے بلکہ خلعت امان پہنا کے الطاف و پرورش سے دریغ نہ فرمائے تا وہ احسان
مکافات مین خدمت بادشاہ کی اپنے اوپر واجب جانے اور امور نصیحت و اخلاص خیرخواہی
عرق ریزی کرتا رہے دوسرے یہ بات ہی کہ عقلا ہمیشہ سے اسمین کوشش کرتے رہے
کہ جماعت دشمن سے جتنے لوگ لوٹ آئین اور جتنے سنگ تفرقہ اُس گروہ پر پڑین
فراغ خاطر اور انتظام کار اُسمین متصور ہی جیسا کہ دزد اور دیو کا خلاف باعث جمعیت
زاہد ہوا بادشاہ نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا حکایت کہا کہ زاہد پاک طینت پاک
سیرت کا نواحی بغداد مین صومعہ تھا اوقات صبح و شام عبادت ملک علام مین
بسر کرتا تھا اور غبار تعلقات اپنے دامن سے جھاڑ ڈالتا تھا اور تصور کیا
کہ نوش مسرت بے نیش مشقت حاصل نہین ہوتا ہی اور نقد گنج غنا بغیر رنج و
ہاتھ نہین آتا ہی پھر واسطے چند انفاس مستعار کے اتنی بلاؤن کا خریدار ہونا
حماقت ہی بیت ہاتھ اُٹھا گل سے کہ تا ایذا نہ پہونچے خار سے + مار ٹھوکر گنج
پھر خوف کیا ہی مار سے + یہ سمجھ کر زاویہ قناعت مین سر کھینچا تھا اور جو وظیفہ
عالم غیب سے عنایت ہوتا تھا اُسپر ہزار شکر راضی رہتا تھا ایک مرید صادق
معلوم کیا کہ شیخ ہمارا اکثر فقر و فاقے مین بسر کرتا ہی ایک گاؤمیش شیردار ہزار
نذر کی اور کہا کہ یہ حسبۃ للہ آپ کی نذر ہی کہ اکثر پریشانی روزی کی اوقات
مکدر کرتی ہی وقت ضرورت اس سے رفع گرسنگی فرمایا کیجیے بلکہ وارد و صادر بھی
اس سے فیض پائینگے زاہد نے خیال کیا کہ بے طلب اللہ نے اسے بھیجا
پس بحکم لا ترد ولا تکد کے قبول کیا ایک چور نے گاؤمیش شیردار دیکھ کے
کہا کہ اسے چرائیے مال مفت ہی شب کو صومعہ زاہد کا ارادہ کیا اتفاقاً ایک

بشکل آدمی بن کے دزد کے ساتھ ہوا دزد نے کہا کہ تو کون ہی اور کہان جائیگا اُسنے کہا
دیو ہون بشکل آدمی بنکر صومعہ زاہد کا قصد رکھتا ہون کہ اکثر لوگ اُسکی
تلقین سے طریقہ توبہ و تقوے مین کامل بنگئے ہین چاہتا ہون کہ اگر فرصت
تو اُسے قتل کرون تا سبیل ہدایت مسدود ہو جائے یہ ہی حال میرا جو سُنا
ب تو بتا کہ تو کون ہی اور تیرا حال کیا ہی دزد نے کہا کہ مین عیار پیشہ ہون اور شب
ی فکر مین پھرتا ہون کہ کسی کا مال پاؤن تو اُسے چُرا لیجاؤن اور داغ عسرت
ر کھون بلکہ آج اسلیے آیا ہون کہ زاہد کی بھینس کہ خوب شیر دار ہی اُسے چُرا لیجاؤن
ت معاش کرون دیو نے کہا ع ای جان جہان تو یار مائی + الحمد للہ کہ رشتہ
ت کا تجھ مین مجھ مین مستحکم ہی اور میرا مشرب اور تیرا ایک ہی شب کو دونون
زاہد مین آئے زاہد عبادت کر کے سو رہا تھا دزد نے اندیشہ کیا کہ اگر دیو ارادہ
لے مارنے کا کرے اور وہ فریاد کرے اور مردم ہمسایہ دوڑ پڑین تو مطلب میرا
و جائیگا اور دیو نے خیال کیا کہ دزد جبکہ بھینس لیچلیگا تو دروازہ کھولیگا اُسکی
سے اگر زاہد جاگ اُٹھا تو مارنا زاہد کا توقف مین پڑیگا دیو نے کہا کہ ای
د کے تامل کر کہ مین پہلے زاہد کو قتل کر لون اسکے بعد تو مطلب اپنا کرنا
کہا کہ مین پہلے گاؤمیش کو خانہ زاہد سے باہر لیجاؤن اسکے بعد زاہد کو مارنا یہ قصہ
نون مین پڑا آخر دونون کا مقال جدال کو پہونچا دزد نے اُس جھگڑے مین
واز دی کہ ای زاہد غافل ہوشیار ہو کہ دیو تیرے مارنے پر مستعد ہی دیو نے
دزد تیری گاؤمیش چُرانے لیے جاتا ہی زاہد انکے عربدہ شور انگیز سے
و کر چلایا مردم ہمسایہ دوڑے اور یہ دونون بھاگ گئے نفس اور مال زاہد کا
کے خلاف سے محفوظ رہا بیت چو در لشکر دشمن افتد خلاف + تو بگذار
و دور غلاف + جسوقت کہ تیسرے وزیر نے بات تمام کی بہلا وزیر آشفتہ ہوا

اور کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ زاغ مکر و افسون سے تمھین فریفتہ کر کے خراب کر
زنہار غفلت نہ کرو اور پنبۂ پندار و غفلت گوش ہوش سے نکال ڈالو غافلون
تاکید کی ہی کہ کلام دشمن پر کبھی اعتماد نہ چاہیے یہ قاعدہ کلیہ ہی کہ عداوت اصل
دل سے ہرگز محو نہین ہوتی ہی دشمن ہزار رنگ سے دھوکا دینے کے واسطے چاپلو
پیش آئے مگر اُسے سراپا دغا اور فریب سمجھا چاہیے طرفہ تر یہ کہ مین سب کو
فریب پر گرویدہ پاتا ہون حال تمھارا اُس درودگر کے مانند ہی کہ گفتار زن بد
فریفتہ ہوا بادشاہ نے پوچھا کہ یہ ماجرا کیا تھا **حکایت** کہا کہتے ہین کہ
سراندیپ مین درودگر تھا کہ خوبی کسب مین حد کمال کو پہونچا تھا اور ایک عورت
رکھتا تھا کہ غایت حسن و جمال سے غیرت پری تھی **بیت** نگارے دلفریبے جانگ
پری پیکرے عاشق نوازے + درودگر از بس اُسکا مائل تھا لیکن وہ د
درودگر سے کنارہ اور غیرون کے تیر کی گھائل تھی اور اُسکے ہمسایہ مین ایک شخص
کہ سرو رعنا ایسے ہی قد کی صفت ہی **نظم لمؤلفہ** دونون غدار رشک ہین خور
ماہ کے + آہو تمام صید ہین چشم سیاہ کے + سب مرغ جان اسیر ہین الفون کے دا
سب مرغ دل شکار ہین تیر نگاہ کے + ایک دن نظر انکی باہم دوچار ہوئی
آپسمین فریفتہ ہوے القصہ نامہ و پیغام سے کام بعیش و آرام پہونچا اور مدام اسی
داد عیش دیتے تھے وہ لوگ کہ اُسکے وصال کی تمنا مین مانند سیماب کے بیقراری کیا کر
اور شبانہ روز اُسکے ہر حال کی جاسوسی مین رہتے تھے آخر اس قصے سے مط
آگاہ ہوے اور آتش رقابت تکا نون سینہ مین شعلہ زن ہوئی لہذا اس
درودگر کو خبردار کیا ہر چند درودگر چندان غیرت دار نہ تھا مگر اس صدد مین
اس بات کو دریافت کرے عورت سے کہا کہ مجھے ایک منزل پر کچھ ضرور کام ہی ہر
نہین ہی مگر چند روز اسی جا رہونگا کچھ توشہ پکا دے تو مین جاؤن عورت

حکایت درودگر و زنش

ملہ بمنزلہ ایکم مکر و عجب و عجیبی مکر دو ... بمعنی دشمن کی ۱۲

...ہی سے رو کر کہا کہ مجھے مفارقت ایک دن کی بھی گوارا نہیں ہی لیکن ضرورت سے
...ہون چند روٹیان پکا کر حوالے کین دردو گر رخصت کے وقت کہنے لگا کہ شب کو
...ازہ خوب بند کرنا اور اسباب بہت محافظت سے رکھنا کہ مبادا میری غیبت مین
...چور دستبرد کرے غرض کہ بعد تبدیل رحال بسیار دردو گر روانہ ہوا اور اُسنے
...یہ مژدہ یار کو بھیجا کہ آج گھر اغیار سے خالی ہی بیت آج اس باغ مین سب
...ہین کوئی خار نہین + جلد آ یار کہ اب تام کو اغیار نہین + جوان نے کہلا بھیجا کہ
...ت کے بعد آؤنگا عورت نے اسباب مہمانی اور سامان عیش و شادمانی مہیا کر رکھا
...نتظار وقت کی بیٹھی دردو گر سر شام گھر کے ایک کونے مین آچھپا جبکہ وہ جوان آیا
...ا اُسنے کہ دونون ہم آغوش ہوے اور بوس و کنار بہزار ناز و نیاز اور کلمات تعشق
...عہد و پیمان و وفاداری بسوگند بیان کرتے ہین جبکہ بعد اختلاط کے دونون خوابگاہ مین
...دردو گر آہستہ آہستہ اسلیے نزدیک آیا کہ تماشاے بوس و کنار تو دیکھ چکا اب
...شاے مباشرت معاینہ کرے ناگاہ نظر اُس عورت کی اس دردو گر کے پاؤن پر
...سمجھی یہ کہ جانا اسکا محض بہانہ تھا اپنے یار سے کہا کیا ماجرا ہی اب تو یون کہنا
...مین یون کہونگی اُسنے پوچھا کہ تو مجھے بہت چاہتی ہی یا اپنے شوہر کو اُسنے کہا کہ
...یا دان اگر سچ پوچھتا ہی تو یہ ہی کہ عورتون کو اکثر بجہت غلبۂ شہوت یا بواسطہ الفت
...سبب کسی کے ورغلانے کے ایسا اتفاق ہو جاتا ہی لیکن جب وہ حاجت روا
...نکلتی ہی فی الحال پھر کچھ نسبت اُسے آشنا سے باقی نہین رہتی ہی اور شوہر
...نزلہ روح بصر کے ہی اور عورتون کو جان و دل سے شوہر زیادہ تر عزیز ہوتا ہی
...نچہ ایک مین ہون کہ وہ موجود اس جا نہین ہی اور مین جس دھوکے سے اور جنکے
...غلانے سے تیرے دام مین پھنسی اُنکا خدا بُرا کرے مین اُسکی پاپوش کے برابر تجھے نہین
...ھتی ہون اور اسوقت اتنی پشیمان ہون کہ مر جانے پر راضی ہون ہرچند اپنی مین نے

عزت برباد نہین کی ہی فقط بناچاری بوس وکنار تونے کیا ہی لیکن بار سیا
بغل مین ہوتا تو مین راضی ہوتی پر تجھسے راضی نہین ہون اور اپنے شوہر کے
مجھے آتش سوزان سے بدتر ہی مرد نے کہا کہ حق بجانب تیرے ہی اور تو سچ کہتی
لیکن مین تو بدکار نہین ہون فقط تیرے دیدار اور بوس وکنار کا خریدار ہو
جسوقت مرد دیگر بے غیرت و بے عقل نے یہ حکایت عورت کی زبان سے سُنی شفقت
رافت اُسپر غالب آئی اور دل مین کہا کہ نزدیک تھا کہ اس عورت سے بدی
مگر خیر گذری کہ نزدیک اللہ کے گنہگار نہوا یہ کیا گمان بد تھا کہ مین اُسکے حق
کرتا تھا وہ بیچاری میرے عشق مین زار و بے قرار ہی اور اس محبت و جان نثا
ساتھ اگر کوئی خطا بھی اُس سے صادر ہوتی تو کیا مضائقہ تھا کہ کچھ کھیل تو نہ
اور اُسکے سوا کون آفریدہ جہان مین خطا و نسیان سے خالی ہی بموجب مص
کیست کجا است کہ دامان او نیالودہ است + مین نے بیہودہ اتنا رنج اٹھایا اب
یہ ہی کہ عیش اُسکا منغص نہ کرون اور اُسکی آبرو شخص غیر کے روبرو خاک مذلت
نہ ملاؤن کہ یہ عمل اُس سے بناچاری ہوا ہی مجھے چاہیے کہ نظر اُسکے ہنر پر رکھ
نہ عیب پر بموجب بیت کے بیت گر ہنرے داری و ہفتاد عیب + دوست
نہ بیند بجز آن یک ہنر + یہ دل مین سمجھ کر اُسی تخت کے تلے دم بخود لیٹا رہا جب
علم شب تا زنگونسار ہوا اور آفتاب عالم افروز نے گوشہ مشرق سے پیش خیمہ
مرد بیگانہ اپنے گھر گیا اور عورت نے بالاے تخت آپ کو نگونسار سونے مین
مرد دیگر باہستگی تخت کے تلے سے نکل کے عورت کے پاس آبیٹھا اور بہ لطف
غبار ملال اُسکی خاطر سے پاک کرنے لگا نرم نرم اپنے ہاتھ کمال محبت اُسکے بد
پھیرتا تھا کہ ناگہان بدنصیب کی آنکھیں کھلین اور شوہر کو دیکھ کے جلدی سے اٹھی
قطعہ گویا کا پڑھا قطعہ شب فراق مین دم بھر نہ مجکو خواب آیا + دل بیتاب تو آنکھون

ب آیا + عجیب صبح مبارک نے اب کیا ہی طلوع + کہ میرا ماہ بھی ہمراہ آفتاب آیا +
سلامتی سے کب تشریف لائے کہا کہ جسوقت اُس مرد بیگانے سے تو دست و بغل
ر اسکے بعد معلوم کیا مین نے کہ یہ کام اُپنے ارادے سے تو نے نہین کیا بلکہ
ی فریب سے لوگون کے واقع ہوا ہی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تم دونون مین
پاک ہی اُسوقت رنج دینا تجھے انصاف و مروت سے دور سمجھا مین اور جیسے کہ
ب تیری بدل اپنے حال پر پائی اور اپنی دوستی مین تجھے مستغرق دیکھا تب سے
معلوم ہوا کہ تو اپنی زندگانی محض میرے لیے اور بینائی میرے مشاہدہ جمال کے
چاہتی ہی اور یہ حرکت کہ تجھسے صادر ہوئی محض مکارون کے فریب سے ہوئی
ث سے تیرے اور تیرے دوست کے آرام کا لحاظ مجھپر واجب ہوا تو دل خوش رکھ
وف و ہراس نہ کر اور مجھے معاف کر کہ مین نے اول تیری طرف گمان بد
یا ہے الحمد للہ کہ خیال میرا باطل تھا اور تو ایسی نہ تھی جیسا کہ میرا مظنہ تھا
مکارہ نے شرم و حیا سے معذرت اپنی بے اختیاری اور خطا کی چاہی اور
شق شوہر کرتی تھی اور نجار اپنی خطا معاف کروآتا تھا اور یہ بیت تکرار کرتا تھا
کی تجھسے بدگمانی مین نے بڑی خطا کی + کر دے معاف اب بت تجھکو قسم خدا کی +
سلیے بیان کی گئی ہی کہ تم دورو گر کے مانند کلام فریب آمیز پر اسکے فریفتہ نہو اور
اہر کو ہنر نہ سمجھو تا اس زاغ مکار کے کلام پر تم فریب کھاؤ اور اسکے مکر و شعبدہ پر
نہ جاؤ کہ اس سے بوے خون مجھے آتی ہی اُسوقت اسکا فریب تمپر ظاہر ہوگا
کار اختیار سے باہر ہو جائیگا بیت بقول خصم بد اندیش غرہ نتوان شد +
و چنین عاقبت پشیمان شد + اور دشمن دانا جبکہ دوری مسافت مین مجھ
ن پاتا ہی کسی حیلے سے آپ کو نزدیک پہونچاتا ہی اور نفاق و مدارا سے
نچاتا ہی جسوقت اُنکے راز اور چارہ کار پر مطلع ہوتا ہی فرصت پا کے ایسا

زخم کاری لگاتا ہی کہ صاعقۂ آتشبار کے مانند دشمن کے خرمن ہستی کو جلا دیتا ہی زاغ
کہا کہ ای وزیر صاحب تدبیر چشم خدا بین سے دیکھ اور خواہش نفس سے ایسا ظلم
کہ خدا اور مردان خدا پسند نہ کرین اور بھلا انصاف تو کر کوئی عاقل ایسا حیلہ ا
حق مین پسند کریگا کہ مرتبۂ وزارت سے قصداً اس ذلت مین پڑے کہ پر و بال
لشکر دشمن قوی ہین آپ کو ڈالے اگر بادشاہ رحیم مزاج نہوتا تو ابتک مجھے زندہ
نہ چھوڑتا اور اس سے مجھے کیا فائدہ تھا کہ دیدہ و دانستہ امر موہوم کے وا
ایسا حیلہ کہ پیش جائے یا نہ جائے کرکے اپنی ہلاکت سر دست قبول کرتا اور
ستم اپنے حق مین روا رکھتا کہ غیر کی آسایش کے واسطے اپنی موت اس ذلت
قبول کرتا تو مجھسے زیادہ کون احمق جہان مین ہوتا بلکہ طفل دہ سالہ تا پیر خرد
کوئی ایسے حیلے کو پسند نہ کریگا سب زاغ جانتے ہین کہ یہ خواری باختیار مین
قبول نہین کی ہی اور کیا بادشاہ کے جاسوسون نے خبر نہ دی ہوگی کہ تمام لشکر میرے
متاسف اور روتا تھا کیونکہ مین نے عمر بھر کسی کو رنج نہین پہونچایا ہی بلکہ ہمیشہ بادشا
جرائم مخلوقات کے عفو کروا تا رہا ہون اگر یہ بات عمداً مین کرتا تو تمام لشکر او
اقربا کاہے کو گریہ و زاری کرتے بلکہ سب کی تشفی ہوتی کہ حکمت عملی کے واسطے
کیا ہی ہر چند مین نے اپنے بادشاہ کو خیر خواہی سے نصیحت کی تھی مگر اُسپر یہ ثا
ہوا کہ یہ خیر خواہ بومون کا ہی اور اُنسے سازش رکھتا ہی اسلیے میرا یہ حال کہ
اگر مین جھوٹا ہوتا تو یہی کہتا کہ مین نے تمہاری خیر خواہی سے کہا تھا
حاشا کہ مین نے تمہاری خیر خواہی سے نہین کہا تھا مگر اُسنے یہی جانا کہ اس نو
مجھے پہونچایا بلکہ اور وزرا کہ میرے دشمن تھے سر عام اُنھون نے یہی مشورہ د
اسے زندہ نہ چھوڑنا چاہیے بادشاہ نے کہا کہ بہتر ہی کہ تڑپ تڑپ کے ا
دوستون کے آگے مرے تو اچھا ہی ای وزیر کچھ تو خوف خدا کر اور انصاف سے

ـنب اس رباعی کے عمل کو **رباعی** گر بر سر نفس خود امیری مردی + ور بر دگرے
ـلیری مردی + مردی نبود فتادہ را پاے زدن + گر دست فتادۂ بگیری مردی +
ـے کہا کہ ای زاغ مکار یہ بات کچھ نئی نہیں ہی جو تونے کی ہو آگے بھی لوگون نے
ـکام بلکہ اس سے بھی زیادہ کیئے ہین کہ ہلاک دشمن کے واسطے اپنے اوپر بڑی بڑی
ـین گوارا کی ہین اس تصور سے کہ ولی نعمت کی کاربرآری مین جان بھی جاوے
ـائقہ نہین ہی کہ ایک دن مرنا ہی بلکہ نام حق گزاری کا تنہا جریدۂ روزگار پر
ـہیگا جیسا کہ اُس بندر نے آپ کو ہلاک کیا اور انتقام یارون کا لیا بادشاہ نے
ـاکہ یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت** کہا کہ گروہ بندرون کا ایک جزیرے مین کہ
ـن میوۂ تر و خشک بہت تھا اور ہواے خوب مرغوب تھی رہا کرتا تھا ایک دن
ـزرگ اُس قوم کے ایک درخت کے سائے مین باہم بیٹھے حکایت ہر طرح کی کرتے تھے
ـاقا ایک خرس اُس راہ سے گذرا اپنے دل مین کہا کہ یہ بات روا نہین ہی کہ مین
ـین زیر سنگ با دل تنگ گذران کرتا ہون اور ہزار محنت سے ہیچ گیاہ حاصل کرکے
ـروری کیا کرتا ہون اور بندر اس جزیرے مین ایسی ہواے خوب و میوہ زار مین
ـشادان بسر کرتے ہین اور مین کہ انسے قوی تر اور بہتر ہون اس دولت سے
ـان کرتا ہون یہ ہمت کے خلاف ہی **بیت** رقیبان در بہار وصل دل شگفتہ ہمچون
ـچرا من در خزان ہجر بے برگ و نوا باشم + اس فکر کے بعد خرس نے جماعت بوزینہ مین
ـے چاہا کہ سب کو درہم و برہم کرکے اس جزیرے سے بھگا دے اور ذخیرہ انکا کھالے
ـتے ہی سب بندر چلائے فوراً ہر طرف سے جوق جوق سب جمع ہوے اور خرس کو بہا تنگ
ـاور نوچا کہ از سر تا پا مجروح اور خون آلود ہوکر خوار اور پشیمان کوہستان کو بھاگا
ـہان پہونچ کے غوغا کیا خرس سب جمع ہوے اور حال پوچھا خرس نے صورت ماجرا
ـن کی خرسون نے کہا کہ واے ناموسی کہ بوزینۂ ضعیف الجثہ خرس قوی ہیکل کو

یہ ذلت دین کبھی ایسی ذلت ہماری قوم کو نہین ہوئی تھی یہ بدنامی قیامت تک ہماری
قوم کے ذمے پر باقی رہیگی آخر خرسون کی رگ حمیت غرور حرکت مین آئی اور بعد اف
گزاف یہی مشورہ ٹھہرایا کہ ہم سب جمع ہوکے ایسا شبخون مارین کہ ایک بندر سلا
نہ رہے بیت ہین عدو مانند روبہ شیر ہم + ایک حملے مین کرینگے زیر ہم + جب
شب ہوئی لشکر ریچھون کا جزیرۂ لوزینہ پر متوجہ ہوا قضارا بندرون کا بادشا
اُس روز ایک اور صحرا کی طرف شکار کو گیا تھا اور شب کو بھی اُسی جنگل مین قیام کیا
تھوڑے سے بندر اُس جزیرے مین آرام کرتے تھے جبکہ فوج خرسون کی مانند مور و ملخ
وہان پہونچی اکثر بندر قتل ہوگئے کچھ تھوڑے سے جو خستہ و مجروح باقی رہے جابجا بھاگ
ریچھون نے جو جزیرہ دلچسپ اور میوہ دار خالی پایا اُسی جا قرار کیا اور اُسی خرس ستم رسید
اپنا امیر کیا بندرون نے جو میوہ کہ مدت دراز مین جمع کیا تھا ایکدم مین ریچھون نے
کھا ڈالا جبکہ صبح ہوئی بادشاہ بندرون کا اس حال سے غافل متوجہ اپنے جزیرہ
ہوا بندر خستہ و پریشان جو باقی رہے تھے راہ مین بادشاہ کو ملے اور دادخواہی کی
بادشاہ نے اس ماجرے سے اطلاع پاکے انگشت حیرت دانتون مین دابی اور کہا کہ ہا
ملک موروثی مفت ہاتھ سے گیا اور افسوس کہ بخت نے برگشتگی کی اور دولت بے اعتبار
مُنھ پھیر لیا سچ کہا ہے کہ فریب آباد دنیا پر اعتماد کرنا نہ چاہیے اور اسی طرح اور بندر
اپنی فوت مال و منال اور اہل و عیال پر گریہ و زاری کرتے تھے اُن بندرون مین
میمون نام ایک بندر تھا کہ فضیات و حکمت مین نہایت آراستہ اور مرتبہ کیاست مین
سب گروہ سے برگزیدہ تھا اور بادشاہ ہمیشہ اُسکے مشورے پر کام کرتا تھا نظم
امین روشن دلے صاحب ضمیرے + بہ تدبیر درست اقلیم گیرے + عطارد چاکر
درخامہ رانی + زحل شاگرد او در نکتہ دانی + میمون نے جبکہ بادشاہ کو حیران او
یارون کو سرگردان دیکھا نصیحت کی اور یہ قطعہ پڑھا قطعہ در بلاہا جزع[1] مکن

[1] جزع
نشکیب
صبر

ی اگوزیان ست گوش کن از من + اولاد دوستان شوند طول + تا نیا شادمان
دشمن + اور یہ کہا کہ جزع کرنا بندۂ خدا کو صواب اندیشی سے محروم رکھتا ہی
بے صبری اور سبکی کے ساتھ مشہور کرتا ہی اور ایسے موقع مین سوا دو چیز کے
ی مین فائدہ نہین ہی ایک صبر اور دوسرے ثبات کہ صبر و ثبات وہ درخت ہین
ہ مراد بار لاتے ہین بحکم اَلصَّبرُ مِفتَاحُ الفَرَجِ یعنی صبر کلید ہی ابواب نجات کی
کلید ز گنج مقصود صبر ست + در بستہ آنکس کہ بکشود صبر ست + از آئینہ سینہ
ندان + غبار ستم آنکہ بزدود صبر ست + ای بادشاہ رائے نیک و تدبیر درست سے
سالہ غم ایک ساعت مین رفع ہوتا ہی بیت توان بہ مرہم تدبیر نیک
ے صواب + جراحت دل صد پارہ را دوا کردن + بادشاہ نے پوچھا کہ اس
ی تدبیر کیا ہی میمون نے خلوت چاہی اور اسکے بعد کہا کہ خرسون نے میرے عزیز
زند سب قتل کیے ہین اب مجھے انکے دیدار کے بغیر زندگی سے لذت اور نہ دولت سے
ہی بلکہ یہ زندگی ہزار درجہ موت سے بدتر ہی آخر اس غم سے گھل گھل کے مر جاؤنگا
ہون کہ جتنا جلد تر اس مضیق تعلقات سے مخلصی پانیکے راحت عقبیٰ حاصل ہو
ی بہتر ہی اسلیے چاہتا ہون کہ ایسی تدبیر کرون کہ اس گروہ ناخدا ترس سے
م دوستون اور عزیزون کا اسطرح لون کہ یہ نقش میرا جریدہ روزگار پر
م قیامت باقی رہے اور اگر اس تدبیر مین مارا بھی جاؤن تو بھی دو راحتون سے
ین ہی ایک یہ کہ حق نمک بادشاہی سے سبکدوش ہون کہ جان نثاری سے
خوار کے لیے کوئی عمل نہین ہی اور دوسرے عزیزون اور فرزندون سے جلد ملنا ہوگا
ہ نے کہا کہ ای میمون لذت انتقام کی کام حیات کو البتہ شیرین کرتی ہی اور دو
دشمن پر واسطے آسایش زندگانی کے مطلوب ہوتا ہی اگر تو نہو تو مجھے
ورتون سے کیا فائدہ ہی دوسرے تیرے بغیر تمام عالم میری آنکھون مین تیرہ ہو جائیگا

صواب بمعنی ٹھیک
جراحت بمعنی زخم ۱۲
صد بمعنی سو

مخلصی مصدر میمی بمعنی خلاص پانا بمعنی چھٹکارا ۱۲

اور بن تیرے ایسا انتقام میرے دل کو ہرگز خوش نہ کریگا وہ بات سوچ کہ جسمین
مضرت نہ ہو تجھے اور مین الم ناک نہوان میمون نے عرض کیا کہ اے شہریار نامدار
حال کہ مین رکھتا ہون اس صورت مین موت کو لاکھ درجے حیات پر ترجیح ہے کیونکہ
کہ نور آنکھون کا فرزندون کے تماشاے جمال سے متعلق ہوتا ہے سو آنکھون سے
اپنا منھ نقاب تراب مین چھپا لیا اور خرمن جمعیت میر آندباد فنا نے برباد کر دیا
قوام معیشت کا کہ مال و منال سے تعلق رکھتا ہے تاراج دشمن مین تلف ہوا اسوا
بھی اندیشہ کچھ نہ تھا جو فرزند اور عزیز سب سلامت رہتے اب بجز موت کوئی چیز
دل کو آرام نہ دیگی اس سے یہ بہتر ہے کہ حق گزاری ولی نعمت کی بجا لاؤن اور سب
کہ مجروح دل اور خستہ خاطر ہے مرہم انتقام دشمن سے اُنکے زخمون کو التیام دو
اور نقد جان دے کے متاع نیکنامی خریدون بیت بنام نکو گر بمیرم رواست + گر
بجاے مقصود نام نکوست + بادشاہ کو چاہیے کہ میری موت سے دریغ نہ کرے بلکہ
بزم عیش مین بیٹھے تو میری وفاداری کو یاد فرماوے بادشاہ نے کہا کہ کون حیلہ
میمون نے کہا کہ انکو ایسے ریگستان مین ڈالونگا کہ باد سموم آتشبار وہان بہ زبان
اور ایک قطرۂ آب کسی طرح دستیاب نہوگا تڑپ تڑپ کر سب جان دینگے کہ نوع
از بس حار مزاج ہوتی ہے تاب ادنی حرارت کی نہین لاسکتی ہے چہ جاکہ وہ گرمی اور لو
چلنا اور پانی کا نہ ملنا غالب ہے کہ میری راے صواب سے نزدیک ہو اور یہ تدبیر
مراد پر پورا بیٹھے اب صلاح یہ ہے کہ بادشاہ سب بندرون کو حکم دے کہ دونون کان
نوچ ڈالین اور ہاتھ پانون توڑ کے اُسی اپنے جزیرے کے قریب پھینکدین اور با
اس جزیرے کے گرد و پیش سب بندرون کو پریشان کر دے کہ مخفی رہین دو
انتظار کیجیے تیسرے دن بفراغت تمام اپنے مسکن پر متمکن ہو جیے اور اسمین مطلق
شبہہ اور تردد نہ کیجیے کہ انمین سے ایک بھی زندہ و سلامت نہ رہیگا بادشاہ

سب صلاح میمون کے حکم دیا وہ سب عمل مین لائے اور بادشاہ بندرون کو منتشر کر کے
ن الگ اک گوشے مین چھپ رہا میمون نے تمام شب ایسے نالے جان خراش کیے کہ دل سنگ
ے اضطراب سے آب ہوتا تھا اور کوہ اسکی صدائے الم ناک سے فریاد کرتا تھا جسوقت
ہ انجمن نے تکیہ گاہ خاور سے سر پر گردون پر قدم رکھا بادشاہ خرسون کا خواب ناز سے
ر کر دیوان عام مین آیا اور وہ نالہ زار سن کے اسکی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ ایک بندر
تہ حال ہے پوچھا کہ تو کسکی جفا کا پامال ہے اسنے احوال اپنا مشروحا بیان کیا باوجودیکہ
ت دل تھا اسپر بھی مہربان ہوا اور بکمال شفقت سے استفسار حال کر کے تاسف
ے لگا میمون نے فراست سے پہچانا کہ بادشاہ ریچھون کا یہی ہے دعا اور ثنا شروع کی بعد
ے مراسم پادشاہی کہ لائق بادشاہان جلیل القدر کے ہوتے ہین عرض کیا کہ مین
یر ہون بندرون کے بادشاہ کا اتفاقاً اُس روز مین بھی بادشاہ کے ساتھ شکار کو گیا تھا
وہ شب اُسی جنگل مین بسر ہوئی دوسرے دن بقیۃ السیف پہونچے اُنھون نے حال
ون کا بیان کیا بادشاہ کو کہ ہمیشہ سے میری تدبیر پر اعتماد تھا تدبیر اس مہم کی بھی مجھسے
ی مین نے خیرخواہی سے عرض کیا کہ پہلے اس طرف سے خطا صادر ہوئی کہ اپنے سے بہتر
بہتر کو ذلیل کیا یہ دوراندیشی سے بہت دور تھا بقول سعدی علیہ الرحمۃ
ت ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد + ساعد سیمین خود را رنجہ کرد + اور اسکی سزا جنگ
پائی سو حضور کے ملاحظے مین آئی اب صلاح یہ ہے کہ معذرت سے پیش آؤ اور کمر خدمتگذاری
دق و صفا سے مستحکم باندھو تا تمام عمر آسایش سے بسر کرو کہ جو انمردی عذر خواہ کا
ل کرتے ہین و الا اب بھی اُنکی عداوت سے جانبری نہو گی کہ جہان سراغ تمھارا پائینگے
یہی حال بنائینگے اور تم کسی طرح اُنکے مرد میدان نہو سکوگے بادشاہ سخن میرا
تے ہی آشفتہ ہوا اور حضور کی شان مین زبان طعن کھولی کہ وہ کیا چیز ہے مین ایک
یر مین نام و نشان اس قوم بے خرد کا صفحہ ہستی سے مٹا دونگا مین نے دوسری بار

خیر خواہی سے تکرار کی حکم دیا کہ اسکے کان کاٹ کے خستہ اور مجروح ہاتھ پانون توڑ
اُسی جزیرے مین پھینک دو کہ جنکا یہ ہوا خواہ ہی وہین جائے ہرچند مین اُسنے عذر کی
کہ ای بادشاہ مین تیرا ملازم اور خیر خواہ ہون مجھے اُنسے کیا کام ہی محض تیری خیر خواہی
اتنا عرض کیا ہی کہا کہ تو مقرر اُنھین کا ہوا خواہ ہی کہ خیر خواہی کے پردے مین میری فوج کو
ہراسان کرتا ہی اب جا اور اُنکو اپنا حامی بنا غرض کہ یہ حال میرا کیا کہ جو شاہد سے میں
شہریار کے آیا غرضکہ عوض خدمتگزاری کا اُس بادشاہ کے نزدیک دل آزاری کا
سو مین نے حاصل کیا یہ کہا اور گریہ دردناک شروع کیا بادشاہ ریچھون کا اگرچہ غلیظ القلب
لیکن اتنا بر سر ترحم آیا کہ چند قطرے آنسوون کے آنکھون سے باہر لایا بادشاہ نے لوچھا
کہ اب لشکر بندرون کا کہان ہی کہا کہ ایک صحرا ہی کہ اُسے مرد آزما کہتے ہین اُنھین پناہ لی
اور ہر طرف سے لشکر جمع کرتے ہین اور ساعت بساعت لشکر جرار خونخوار زیادہ ہوتا جاتا
بادشاہ ریچھون کا یہ سُن کے آشفتہ ہوا اور کہا کہ ای میمون اب صلاح کیا ہی میں
اِن مکارون سے آفت میری جماعت پر پہونچے میمون نے کہا کہ البتہ وہ کوتاہی نہ کرینگے
مگر اُنکی تدبیر سہل ہی پر کیا کرون کہ میرے پانون توڑ ڈالے ہین والا عندالغفلت
لشکر عالی کو اُنکے سر پر لیجاتا اور منجر اُن ناحق شناسون کا ایک آن مین نکلوا ڈالتا خیر
کہ جانتا ہون کہ اُنکے حال اور مسکن سے تو خوب آگاہ ہی اگر میرا لشکر اُن تک پہونچا دے
تو کمال تیرا احسان اس گروہ پر ہوا اور ہمیشہ تیرے خدمتگزار رہین کہ ہمارے فرقے میں
شیوہ بیوفائی کا نہین ہی اور جتنا تجھے آزار دیا ہی اُسکا انتقام تیرے ہاتھون سے لون
میرا دل خوش ہو میمون نے کہا کیا کرون کہ چلنا اِن پانون سے متعذر ہی اور حرکت کرنا
ہاتھون سے متعسر بادشاہ نے کہا کہ مین تیرے لیے چلنے کی تدبیر کرونگا حکم دیا کہ امرا
مقربان درگاہ حاضر ہون جبکہ سب حاضر ہوے صورت حال ظاہر کر کے کہا کہ آمادہ رہو کہ
آج کی رات دشمن پر شبخون جاؤنگا آخر شب میمون کو ایک خرس کی پیٹھ پر باندھ

کی آشنا ندہی پر روانہ ہوے تمام شب اُس بیابان ہولناک مین چلے آخر کو وہان
کہ یکہان فرسنگون بحر ریگ روان نام پانی کا نہ تھا کہ کبھی بھولے سے اُس
برابر نہ گذرا تھا اور کوئی ذیحیات اُس وادی مین کبھی وارد نہوا تھا اور موسم
کا تھا اسطرح سے بادگرم چلتی تھی کہ بدن جھلسے جاتے تھے اور ریگ اُس جگہ کی
ردون کی بھٹی کی طرح شعلہ زن تھی اور کوئی گیاہ اُس زمین شورہ زار مردم خوار مین
دیدہ نہوتی تھی **مثنوی** بیابان وسیع و پر مخافت + بہر گامے از وصد گونہ آفت +
ش آتش و آبش ہوا بود + زمینش سنگ و سنگ آہن ربا بود + میمون نے کہا کہ
ب بر آمد نہونے پائے کہ کام بندرون کا تمام کرو خرس جلدی سے اُس میدان مین
نے جلد جلد آگے کو دوڑے جاتے تھے اور میمون کہتا تھا کہ جلدی کرو اور جلدی پہونچو
ت مین سب کو مار لین القصہ جبکہ آفتاب نکلا یہ سب وسط میدان مین پہونچے
رات کے چلے اور تھکے آخر ماندے ہوکے ایک جگہ بیٹھ گئے اور بندرون کا کچھ سراغ
اور میمون افسون اور افسانے مین یہانتک اُنکو لگائے رہا کہ آفتاب بلند ہوا اور
ن ایسی گرمی شروع ہوئی کہ آنکھ اُٹھا کر جو کوئی ہوا کی طرف دیکھتا تھا بینائی
رہتی تھی اور جو کوئی قدم زمین پر رکھتا تھا مانند موم کے پگھل جاتا تھا دمبدم
م سوزندہ نے بڑھنا آغاز کیا اور ہر ایک بیتابی سے سر دھننے لگا خرسون کے بادشاہ نے
سے کہا کہ بندرے کہان ہین اور یہ کون سا بیابان ہی کہ اسکی ہیبت سے زہرہ آب ہوا جاتا ہی
کون سی آتش ہی کہ دمبدم تیز و تند ہوتی جاتی ہی میمون نے کہا کہ ای ستمگار دل آزار
ن اجل ہی اور یہ جو باد تیز و تند آتی ہی پیغام موت لاتی ہی بہت خاطر جمع رکھو کہ اگر
جان رکھتے ہو تو ایک بھی سلامت نہ لیجاؤ گے ابھی کیا دیکھا ہی تمنے ایک
دم مین وہ ہواے گرم آتی ہی کہ سب کو جلا کے خاکستر بناتی ہی یہ بات تمام نہ ہوئی تھی
ب جھونکا باد سموم کا ایسا سوزندہ آیا کہ تمام خرسون کو مع میمون اور شاہ

اور سپاہ ہلاک کر ڈالا ایک بھی زندہ وسلامت اُس میدان ہلاکت گاہ سے
نہ نکلا تیسرے دن حسب الایمائے میمون پادشاہ بندرون کا مع لشکر
جزیرے مین داخل ہوا اور مسکن اغیار سے خالی اور مال و راموال سے
یہ مثل اسلیے لایا مین تا بادشاہ جانے کہ اہل کینہ نے انتقام کے واسطے اپنی جا
دی ہی اور قضیہ اس زاغ کا بھی مجھے اسی طرح پر نظر آتا ہی اور بیشتر زاغون کی
ہوئی ہی کہ یہ قوم فراست و رکیاست اور مکر و دغا مین ثانی اپنا نہین رکھ
اور مین نے جب سے کہ بشرہ[1] اسکا دیکھا اور تقریر سُنی ہی یقین کامل
رائے اسکی صواب سے قریب ہی اور خطا سے بعید اور جہانتک کہ گمان کیا
خرد اسکی اُس سے زیادہ ہی اور اس سے جو کچھ ظہور مین آئے اُسے تھوڑا جاننا
یہ شخص آفت روزگار ہی اس سے ڈرنا لازم ہی بلکہ جلد اسے چاشنی مرگ کی چکھ
ضرور ہی اور اگر اسکے قتل مین تاخیر کی تو اپنی ہلاکت کے آمادہ ہو بومون
بادشاہ نے جب یہ حکایت سُنی چین بہ جبین ہوا اور کہا کہ یہ کیا بے رحمی ہی ک
فقیر کو ہماری ہوا داری مین یہ آزار پہونچا ہوا اور ہم بھی اُسکے آزار و قتل کی تجویز
مگر یہ شعر مترجم کا نہین تو نے سُنا ہی بیت بُرا اُسکا ہوا جسنے کسی کا کچھ بُرا چاہا
ہمیشہ دیکھتے رہتے ہین ہم گردش مین گردون کو + اسکے بعد حکم دیا کہ اس زا
باآرام تمام اُٹھا لاؤ وزیر نے عرض کیا کہ اے شہریار میری بات پر التفات نہ کیا اور نصی
میری کہ سراپا حکمت اور محض صواب تھی اُس سے روے قبول پھیر لیا تو نے لیک
اتنا اور عرض کرتا ہون کہ اگر رکھنا اُسکا منظور ہی تو اس سے دشمنون کی ط
زندگانی کرنا چاہیے اور بغیر آزمایش قرار واقعی کے اسکے مکر سے غافل نہوا
اور اتنا بہ یقین جانیے کہ یہ رنگ لانا اسکا بومون کے ضرر سے اور زاغون
صلاح کار سے خالی نہین ہی اور اگر پرورش ہی منظور ہی تو بطور نظر بندون کے اپنے

[1] بشرہ یعنی چہرہ ظاہر پوست آدمی ۱۲

ے ہر چند شخص کار آزمودہ مخفی اسمین رکھیے کہ ہر دم حرکات اور سکنات اسکے سمجھ بوجھ کے
اقدس مین عرض کرتے رہین بادشاہ کو بات مطلق وزیر کی پسند نہ آئی اور وہ
تھی وہی دل مین سمائی یعنی بادشاہ نے کارشناس کو اپنی خدمت مین باکرام تمام
یا یہ تو ہمہ دان تھا اسطرح سے مراسم خدمتگزاری بجالایا کہ کسی بوم کو ایسا سلیقہ نہ تھا
تھوڑے عرصے مین محرم راز اور مقرب درگاہ ہوا بادشاہ کو ہر بات مین اتنا خوش
تھا کہ روز بروز مرتبہ اُسکا بلند ہوتا جاتا تھا القصہ یہانتک نوبت پہونچی کہ وزیر اعظم
ر اُسکی صلاح کے بغیر کوئی کام خانگی اور ملکی جاری نہ ہوتا تھا آخر کار مشار الیہ
ت اور مدار المہام کل ولایت کا ہوا ایک دن سر محفل بادشاہ سے کہنے لگا کہ
ن کے بادشاہ نے بموجب مجھے آزار دیا ہے جبتک بدلا اسکا نہ لونگا اور دست برد
ں اُس گروہ ناحق کوش پر نہ کرونگا زندگی مجھپر ناگوار رہیگی اور خواب و خور سے
نہ ملیگی مگر مین نے بہت فکر کی کچھ تدبیر ذہن مین آتی ہے کہ کیونکر انتقام لون آخر الامر
جبتک مین زاغون کی صورت مین ہون مراد کو نہ پہونچونگا اور حکیم دانا سے
سنی ہے مین نے کہ جسکو ستمگار بیداد گر سے رنج پہونچے اُسوقت اپنی موت کے
ہو اور مرتے وقت جو دعا مانگے سو قبول ہو اگر بادشاہ کی بھی صلاح ہو تو حکم کرے
ے کہ انبار ہیزم کرکے آگ لگا دین جب کہ گرمی آتش کی مجھے پہونچے اُسوقت دعا
ں کیا عجب کہ قادر توانا مجھے زاغ سے بشکل بوم کر دے تو اُسکے بعد اُس ظالم
م سے انتقام قرار واقعی لون اُسوقت وہ وزیر کہ اُسکے مکر و فریب پر [illegible]
تھا سو جود تھا اُسنے کہا کہ ائے بادشاہ یہ اسکا دوسرا شعبدہ ہے جو شخص کہ خبیث
ت اور کثیف سیرت ہو اگر آگ مین اُسکو جلا دے یا آب زلال سے دھوے
ں اسکی سیرت ناپاک اپنے طور پر برقرار رہیگی بیت ز بد اصل نیکی مدار امید
نگردد بہ شستن سفید ۔ اگر بفرض محال اسکی ذات خبیث صفت [illegible]

پیدا کرے اور عنصر ناپاک اسکا نباس بشیر غی پہنے لیکن یہ اُسی طرح زاغون کی صحبت
مائل رہیگا اُس مادہ موش کی طرح کہ صورت انسانی پائی تھی تو بھی اپنی اصل کی طرف
بادشاہ نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر ہے حکایت کہا کہتے ہین کہ زاہد مستجاب الدعوات
چشمہ آب پر بیٹھا تھا ایک چیل چوہیا کو لیے جاتی تھی اتفاقاً اُسکے پنجہ سے چھٹ
زاہد کے پاس آگری زاہد کو شفقت آئی اُٹھا کے دامن مین لپیٹ لیا اور گھر
کہ مان اُسکی پرورش کرے پھر یہ خیال مین گذرا کہ اگر یہ جوان ہو اور اہل خانہ کو
پہونچائے تو اچھا نہین ہے اسلیے اللہ سے دعا کی فی الحال وہ لڑکی ہو گئی نہایت
زیب طلعت خوش قامت شگفتہ رو شگفتہ مو بیت آنکہ بر سرو زند طعنہ بقامت
انیست ❊ آنکہ بر ماہ کشد خط غرامت انیست ❊ زاہد اُس دختر کو دیکھ کے بہت مسرور ہوا
ایک مرید کو سپرد کیا تا مانند فرزندون کے پرورش کرے مرید بموجب اشارہ پیر اُسکی
مین سرگرم ہوا تھوڑی سی مدت مین حد بلوغ کو پہونچی زاہد نے کہا کہ اے جان بابا
جوان ہوئی تو چاہتا ہون مین کہ گوہر پاک تیرا رشتۂ ازدواج مین منسلک کرون
تیرا نکاح تیرے برابر والے سے کرون مگر تیری اجازت کے بغیر نہین ہو سکتا ہے
تو پسند کرے اُسکے سپرد تجھے کردون دختر نے کہا کہ شوہر چاہتی ہون قادر اور توانا
قوت و انواع شوکت و قدرت اُسے حاصل ہو اور بزرگی مین درجۂ رفیع اور مرتبہ بلند رکھ
زاہد نے کہا کہ یہ سب صفتین سوا آفتاب کے اور مین جمع نہین ہین دختر نے کہا سچ ہے
مغلوب کسی مخلوق کا نہین ہے صبح کو جب آفتاب نے مطلع طلوع سے سر نکالا زاہد نے
صورت حال اُس سے بیان کی کہ یہ دختر نہایت خوب صورت اور پاک سیرت ہے چاہتا ہون
تیرے ساتھ نسبت کرون کسلیے کہ شوہر توانا اور باشوکت طلب کرتی ہے آفتاب نے کہا
مجھسے قوی تر ابر ہے کہ ایک دم اُسکا مجھے چھپا لیتا ہے بیت آفتاب بدین بلندی را
پارۂ ابر ناپدید کند ❊ زاہد نے ابر سے بھی سوال کیا ابر نے کہا کہ اے زاہد قوت اور غلبہ

ے آگے کچھ حقیقت نہیں رکھتا ہی کہ اندک اشارے مین صد شعر جاتی ہی مجھے لیجاتی ہی زاہد نے جواب
علم جانا اور ہوا سے بھی یہی سوال کیا ہوا نے کہا کہ قوت میری کوہ کے آگے کیا قوت رکھتی ہی
ہار بار میری قوت ارادہ کرے تو اُسکے وقار کو جنبش نہیں دے سکتی ہی زاہد نے کوہ کے نزدیک
بعد اظہار ماجرا خواستگاری کی کوہ نے کہا کہ ای زاہد میری قوت موش کے آگے حکارہ ہی
کے ناخن اور دندان جگر خراش سے دل اور سینہ میرا مشبک و ریش ہی اور کسی طرح اُسکے
پر قادر نہیں ہو سکتا ہون یہ سُنکے دختر نے کہا کہ سچ ہی کہ موش کوہ پر غالب ہی لیکن
آدمی چاہیے کہ مین فی الحال آدمی ہون کہ مقارن اس حال کے ایک موش پیدا
چونکہ دختر کا سر رشتہ حقیقت اُسی پر منتہی ہونا تھا اسلیے میل تمام اُس موش کی
پیدا ہوا اور زاہد سے کہا کہ مین مدت سے آرزومند ہمجنس کی ہون اب دعا کیجیے
آدمی سے پھر موش بنجاؤن تا دست عشرت آغوش شوہر ہمجنس مین ڈالون
نے جب کہ رغبت موش اور دختر کی باہم درست پائی دست دعا اُٹھائے
حال دعا زاہد کی مستجاب ہوئی اور بحکم کُل شیءٍ یرجِعُ اِلٰی اَصلِہ کے ظہور پکڑا یعنے
پھر چوہیا ہو گئی اور زاہد نے موش کے حوالے کی **بیت** جان سن ہر چیز را
خود باشد رجوع * ما چو از خاکیم ما را خاک می باید شدن * فائدہ اس مثل سے
ہو کچھ کہ بمقتضائے طینت اصلی ہوتا ہی اگر کسی عارضے سے اُسکا حال مبدل بھی
نے آخر کو رجوع اپنی حالت اصلی پر کرتا ہی جبکہ وزیر سخندان معنی سنج نے اس مضمون کو
یا بوموں کے بادشاہ نے اُسکی بات حسد پر محمول کی اور نظر عواقب امور پر نہ فرمائی
غ ہر روز حکایت دلپذیر اور ہر شب افسانے بے نظیر بادشاہ کو سُناتا تھا اور سُلجھا
اور نکتہ ہائے عجیب ہر دم تقریر مین لاتا تھا یہانتک نوبت پہونچی کہ محرم اسرار خاص
دن کارشناس سبکو دھوکا دیکر اپنے بادشاہ کے پاس آیا جبکہ فیروز نے کارشناس کو
دار جان سے شاد ہوا بعد ادائے مراسم محبت پوچھا کہ ای کارشناس کیا کام کر آیا

اُسنے عرض کیا کہ الحمد للہ جس واسطے کہ محنت اختیار کی تھی سو سب درست ہو چکا
بیان کر کارشناس نے عرض کیا کہ اُس کوہ میں ایک غار ہے دن کو بادشاہ بوم کے سبب
بوم شوم کا اُسمین جمع ہوتا ہی اور اس غار کے نزدیک ہیزم بے شمار خشک و تر جمع ہو رہا
دن دوپہر کے وقت سب زاغوں کو حکم دے کہ جلد اُس جگہ پہونچ کے ہیزم خشک اُس
منہ پر آہستہ آہستہ جمع کریں اور اصلا کوئی آواز منہ سے باہر نہ نکالے جبکہ ہیزم جمع
میں آگ اُسپر رکھ دونگا اُسدم سب زاغ ایک ہی بار اپنے بازوؤں سے ہوا دیں تا وہ آگ
اُٹھے جبکہ آگ بھڑک جاویگی جو بوم کہ باہر نکلیگا جل جاویگا اور جو اندر رہیگا دھوئیں سے گھٹ
مر جائیگا بادشاہ کو یہ تدبیر بہت خوش آئی کارشناس پھر جلدی سے بوموں میں آ
فیروز بہروز معین سب زاغوں کو لیکر کارشناس کی نشاندہی کے موافق وہی تدبیر کی
اور سب کام بوموں کا تمام کرکے با فتح و ظفر مع کارشناس کے پھر کر اپنی سلطنت
ہوا اُسکے بعد احترام اور اکرام کارشناس کا ہر روز ترقی کرنے لگا ایک دن بادشاہ
کہ ای کارشناس اتنی مدت ساتھ صحبت غیر جنس کے کیونکر بسر کی تو نے مصرع
روح را صحبت ناجنس عذابیست الیم + کارشناس نے عرض کیا کہ یہ سچ ہے کہ دیدار ناجنس
بدتر از جہنم ہوتا ہے لیکن اپنے مخدوم کی فراغ خاطر کے واسطے جو محنت کہ پیش آئے عاقل
کو اُسپر استقلال کرے اور صاحب ہمت کو چاہیے کہ مشقت اور اندوہ کے وقت
ورطۂ اضطراب میں نہ ڈالے کیونکہ جو کام کہ عواقب اُسکا فتح اور نصرت ہے نزدیک
اگر اُسکے مبادی میں کیسا ہی رنج ہو تحمل کرے کہ کوئی گنج بے رنج حاصل نہیں
اور گل بے خار ہاتھ نہیں آتا اور نادر اعتبار سے ساقط ہے اور لقمہ بے
ہوتی ہے غربت میں عزت پر بڑی ایذا کے بعد جو رنج اُٹھانے کسقدر وسعت
[illegible] بادشاہ نے کہا کہ کچھ بوموں کی دانشمندی کا حال بیان
وزیر نے کہا کہ کوئی دانا اُنمیں نہ دیکھا الا ایک وزیر کہ میرے قتل میں مبالغہ رکھتا

حکایت عقلی اور نقلی بوجہ بتہ سے رہنمائی کرتا تھا مگر بادشاہ اور سب امرا اور سپاہ اُس
کی بات بے وزن جانتے تھے اور کہنا اُسکا خبث طینت اور حسد پر محمول کرتے تھے
یہ نہ سمجھے کہ یہ وہ شخص ہی کہ بادشاہ نے جسے سب زاغون مین ممتاز کیا تھا اور شہرہ
عقل کا گوش زد سب کے تھا بس عجب کیا ہی کہ یہ شعبدہ اسکا مکر سے ہو حمق نے بااتحاد
اپنا راز دار کر دیا آخر دیکھا جو کچھہ کہ دیکھا اور یہ بات سب عقلا کے نزدیک مسلم الثبوت ہی
سبی گو اور خاص بادشاہ کو چھپانا اسرار کا ضرور ہی خصوصاً دوست نا امید اور دشمن ہراسان
سے واجب ہی **قطعہ** دوستے کز تو نا امید بود * محرم خود مساز در ہمہ حال * با عدو
نہ تو ترسان ست * نیست اظہار سر خویش حلال * بادشاہ نے کہا کہ میری دانست مین
اون کی ہلاکت کا سبب بومون کی ستمگاری ہوئی ہی کارشناس نے کہا کہ سچ ہی جس
بادشاہ نے کہ طرح ظلم کی ڈالی غالب ہی کہ بنیاد اُسکی دولت کی جلد منہدم ہو جائے کیونکہ بقا
سلطنت کی ظلم کے ساتھ جمع نہین ہوتی ہی مثل عرب کی ہی اَلْمُلْکُ یَبْقٰی مَعَ الْکُفْرِ وَلَا یَبْقٰی
مَعَ الظُّلْمِ اور علما کا اسپر اتفاق ہی کہ جو کوئی چار کام کرے چار چیز کا امیدوار رہے پہلے جو کہ
ستمگاری اختیار کرے اپنی اور اپنی دولت کی ہلاکت کا امیدوار رہے دوسرے جو کہ رنڈیون کی
صحبت کا حریص ہو رسوائی کا آمادہ رہے تیسرے جو کہ کھانے مین زیادتی کریگا بیماری کا منتظر رہے
چوتھے جو کوئی کہ مشیران رکیک رائے پر اعتماد کرتا ہی ملک اُسکا جلد قبضۂ دشمن مین جاتا ہی اور یہ
بھی حکما کا قول ہی کہ چھہ شخص چھہ چیز کی طمع نہ رکھین پہلے بادشاہ ظالم امید دولت پائداری کی نہ رکھے
دوسرے شخص مغرور نیکنامی اور کسی کے دوست ہونے کی طمع نہ رکھے کہ اُس سے لوگ کبھی بدل دوستی
نہ رکھینگے بلکہ پیچھے اُسکے بدی سے یاد کرینگے تیسرے یہ کہ شخص بد خلق کے کمتر دوست
ہوتے مین بلکہ متنفر رہتے ہین چوتھے خیرہ رو بے ادب مرتبۂ جلیس کا امیدوار نہ رہے
بے ادب ہمیشہ رئیسون کی نظر مین ذلیل رہتا ہی پانچوین بخیل کو نیک کرداری اور
نیکنامی نصیب نہین ہوتی بلکہ اسکی ضد کا سزاوار ہوتا ہی چھٹے حریص گناہ سے کم بچتا ہی

کیونکہ حرص انسان کو گناہ اور بیتوفیقی کی طرف مائل کرتی ہی جس جگہ کہ حرص نے خیمہ اقامت
برپا کیا امانت اور راستی اس جگہ سے اٹھ جاتی ہی اور بوموں کے بادشاہ کو زاغوں
کے قتل پر بے قصور رغبت تھی اسلیے منہج راستی سے انحراف کرکے بادیہ حیرت
مین سرگردان ہوا اور جو چاہ کہ اورون کے واسطے کھودا تھا آپ ہی اسمین گر
مصداق اس مثل کا ہوا کہ چاہ کن را چاہ در پیش فیروز نے کہا کہ
کارشناس جو کام کہ تجھسے وقوع مین آنا واقعی یون ہی ہی کہ آج سے بطنا بعد بطن
سب زاغون کا تو محسن ہوا تیرا لشکر سب کو لازم ہی کہ تو نے جان اپنی نثار کر
عزت اور جان و مال اس قوم کا دشمن قوی سے بچا لیا مصرع تیری شان
زیبا ہی مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ❊ کارشناس نے
عرض کیا کہ مرد اسے کہتے ہین کہ مصیبت کے وقت ثابت قدم رہے اور اس
ناچیز کا کیا مقدور تھا کہ ایسے کام کر سکتا یہ محض اقبال شاہنشاہی سے
وقوع مین آیا ہی مگر ثابت قدمی اور راے درست سے ہمیشہ کام نکلا ہی جیسا
سانپ نے اپنی مصلحت اسمین دیکھی کہ مینڈک کی خدمت مین راضی ہوا بادشاہ نے
کہ یہ قصہ کیونکر تھا حکایت کہا کہتے ہین کہ مارگیر اسن بر پیری نے یہانتک
غلبہ کیا کہ شکار کی طاقت نہ رہی آخر بھوک کے مارے ہلاکت کو پہونچا اور
اپنے دل مین کہا کہ اب افسوس جوانی کا اور فکر عود طاقت کرنا گویا آتش سے
رفع تشنگی کی امید کرنی ہی اور راستیکے شعر اب جو یہ حال پیری کا ہی کاش اسکو
قیام ہوتا سو بھی نہین بلکہ دمبدم روبکمی ہی نیس فکر ماضی فعل عبث ہی اب آگے کی
کچھ فکر کرنی چاہیے یعنی عوض فکر جوانی جو کچھ تجربہ اس مدت عمر مین حاصل کیا
بموجب اسکے کچھ تدبیر ضرور ہی تا قوام بدن اسی سے متصور ہو گو ذلت پیش آئے
تو بھی مضائقہ نہین ہی مگر باقی ایام حیات دیدہ و دانستہ برباد نہ کیا جاے

ائی تقدیر مین اُس چشمے پر گیا کہ جسمین مینڈک بہت تھے اور اُنمین بادشاہ اور وزیر
میر بھی تھے سانپ نے اُس جگہ پہونچ کے سینہ چاک اور اندوہناک ہنکر خاک پر
شروع کیا کہ ایک مینڈک اُسکے نزدیک گذرا پوچھا کہ کیون اتنا غمناک ہی سانپ نے
ح مجھسے زیادہ کون حزن اور غم و الم کا ہوگا کیونکہ مادہ میری حیات کا شکار مینڈکون کا
ح وہ واقعہ پیش آیا کہ اُنکا گوشت مجھپر حرام ہوا اور اگر قصد بھی شکار کا کرون تو مجھے نہین
تا ہون اُس مینڈک نے جاکے یہ حال اپنے بادشاہ سے کہا بادشاہ سُننے حالی
ا سے متعجب ہوا اور سانپ کے نزدیک آکے پوچھا کہ کیا حادثہ تجھپر وارد ہوا اور کس
ی مکافات مین مبتلا اس بلا کا ہی سانپ نے یہ بیت پڑھی بیت مجروح مین ہوا ہین
کے ہاتھ سے ❊ جو کچھ ہوا ہی مجھپہ سو اس دل کے ہاتھ سے ❊ اور کہا کہ ای بادشاہ
رخ حشیم نے دام بلا مین مجھے ڈالا اور طمع فتنہ انگیز نے دروازہ محنت و خواری کا
ے منھ پر کھولا تفصیل اسکی یہ ہی کہ ایک دن ارادہ ایک مینڈک کے پکڑنے کا کیا مین نے
ی خوف جان سے ایک عارف زاہد عارف بامعرکے گھر مین جا پہونچی مین گوشت کے
ن اُسکے پیچھے لگا گیا قضا را زاہد کا بیٹا ایک مکان تاریک مین سوتا تھا اُسکے پانون کا
نا میرے منھ مین لگا مین سمجھا کہ مینڈک کی ہی بھوک کے غلبے سے کچھ تمیز نرہی مین نے
ت مارا فی الحال وہ سرد ہو گیا زاہد یہ خبر پاکے مجھپر دوڑا مین گھر سے نکل کے
ی طرف بھاگا زاہد میرے پیچھے دوڑتا آتا تھا اور بددعا کرتا تھا کہ ای پروردگار
خوار اور بے مقدار کو اور اسے مینڈکون کے بادشاہ کا مرکب بنا دے اور بھی
ن پکڑنے پر یہ قادر نہو مگر صدقے کے طور سے جو وہ بادشاہ اسے کچھ دے وہ
کھا لیا کرے اسی ذلت مین مدت الحیات رہے یہ دعا اُسکی قبول ہوئی اب
بالفعل مینڈک پکڑنے پر قادر نہین ہوتا ہون آج اسی واسطے مین حاضر ہوا
ہون شاہ مجھپر سوار ہوا کرے اب جو کچھ قسمت میری آئی سے ہوا مین اُسپر راضی ہون

کہ وہ پھرنے والی نہیں ہے مینڈکون کا بادشاہ اسمین اپنا فخر سمجھا کہ مین ایسا ہون کہ مار پر سوار ہوتا
اُسدن سے اُسپر سوار ہونے لگا اور اپنا ے جنس مین مباہات کرتا تھا دو دون کے
سانپ نے کہا کہ بادشاہ کی عمر دراز ہو کھانے کے بغیر زندگانی اور قوت سواری دینے
نہین ہو سکتی ہے بادشاہ نے کہا کہ سچ ہے کہ مجھے مرکب سے گزیر نہین اور مرکب کو بے
قوت سواری کی محال ہے اُسدن سے دو مینڈک اسکا راتب مقرر کیا سانپ دو ہی مینڈک کو
سے رفع گرسنگی کرتا تھا اور بے کوشش روزی پاتا تھا اور بقاے حیات کے
عار نہ کرتا تھا **رباعی** دستے کہ ترا ز دیدنش ننگ آید * در وقت ضرور بوسہ
شاید * ہر کار کہ عار است و ملال افزاید * در حالت احتیاج بد نماید * یہ
اسواسطے لایا ہون مین تا معلوم ہو کہ عار مانند مار کے ہے اسلیے قبول کی مین
کہ ہلاکت دشمنون کی اور فلاح دوستون کی اسکے ضمن مین مندرج تھی چنانچہ
میرے حسب حال ہے **بیت** تلطف کن بہر کارے کہ صعب است * بہ نرمی و مدارا
ساخت * اسی واسطے کہا ہے کہ شجاعت سے تدبیر بہتر ہے کیونکہ مرد جنگی کیسا ہی توانا ہو
اپنے دو چند بلکہ سہ چند سے برابری کرتا ہو تو بھی اُسکے واسطے ایک حد معین ہے اور
ایک تدبیر صائب سے ملک کو پریشان کر دیتا ہے اور لشکر گران کو تھوڑی
بگاڑ ڈالتا ہے بموجب اس بیت کے **بیت** بیک تدبیر نیکو آن توان کرد * کہ نتوان
بیکران کرد * بادشاہ نے کہا کہ کارشناس تو نے عجب طرح کی ظفر پائی
اور کار نمایان کیا کہ ذکر اسکا تا حشر باقی رہیگا وزیر نے کہا کہ اس امر
میری تدبیر سے کچھ نہ ہوتا یہ محض فر شاہی نے مددگاری کی کہ مین کا
ہوا حکما نے کہا ہے کہ مطلب ایک ہو اور بہت شخص ارادہ کرین کہ
باہم مین ہم جدا جدا کوشش کرکے مطلب کو حاصل کرین دیکھین
کامیاب ہوتا ہے سب کا اسپر اتفاق ہے کہ وہ اُنمین سے مقصد کو پہ

ہین مخصوص ہے کیونکہ خاصیت مروت کی یہ ہے کہ کام صاحب مروت کا جلد روا ہوتا ہے اور اگر مروت مین
برابر ہین تو وہ مطلب حاصل کریگا جسکے یار و مددگار زیادہ ہون اور اگر اس باب مین مساوات رکھتے ہین
شخص کامیاب ہوگا کہ ان سب ہنرون کے ساتھ بخت و اقبال جسکی مددگاری کرینگے قطعہ کوکب
چو طالع شود از اوج مراد * آنچہ مقصود بود زود میسر گردد * مدد طالع اگر نیست مرنجان خود را *
روے سوے بحر نفی بر گردد * فیروز نے کہا کہ ہم ہین اس لائق نہ سمجھے تھے کہ یہ ہمسے انتقام
لینگے کیونکہ ہم انہین تھوڑا اور ضعیف جانتے تھے کارشناس نے کہا کہ چار چیزین ہین کہ جو انکے
تھوڑے کو بہت نہ سمجھیگا وہ خراب ہوگا ایک آگ کہ پہلے تھوڑی ہوتی ہے پھر بھڑک کے بہت ہو جاتی ہے
دوسرے قرض کہ ادا نہ کرے تو خواہ اگرچہ ایک درم کا ہو ہزار کے برابر رنج دیتا ہے تیسرے بیماری
تھوڑی کی احتیاط نہ کریگا اور بہت کے مانند اس سے نہ ڈریگا تو قریب ہے کہ وہ زیادہ ہو کر موجب
کو پہونچا دے چوتھے دشمن اگرچہ کیسا ہی خوار و ذلیل ہو جب غافل پائیگا کام تمام کریگا اس سبب سے
مین نے سنا ہے کہ گنجشک ضعیف الحال نے مار قوی ہیکل سے انتقام اپنا لیا بادشاہ نے کہا
کیونکر تھا حکایت کہا کہتے ہین کہ گنجشک کے جوڑے نے ایک گھر مین گھونسلا لگا کے
نکالے تھے دونون دانہ اور کرم لاتے تھے اور بچون کو بھراتے تھے ایک دن نر کہین گیا تھا
ہو گئی نہ آیا دوسرے دن شام کو آکے کیا دیکھتا ہے کہ مادہ فریاد و زاری کر رہی ہے کہا کہ اے
باعث اتنی فریاد کا کیا ہے کہا بیت تخلد بسینہ ام خارے کہ جی بارم سرشک * درد را
غمے دارم کہ آہے می کشم * کیونکر زاری نہ کرون کہ تیرے جانے کے بعد تھوڑی ہی دیر
تھی کہ ایک مار سیاہ کو دیکھا کہ قصد میرے بچون کا کیا ہر چند بہت کہا مین نے بیت
غافلی از دشمن ضعیف بترس * کہ تیر آہ سحر بر نشانہ می آید * مار نے کہا کہ یہ وہ سینہ نہین ہے
جسمین اثر کرے کہا مین نے نصیحت کی مین اور باپ ان بچون کا مگر اسکے انتقام پر باندھینگے
حق مین اچھا نہ ہوگا سانپ ہنسا اور کہا کہ مین وہ ہون شیر کا زہرہ جس سے آب ہوتا ہے بھلا
چڑیون سے کیا باک اندیشہ کی ہے اسکے بعد ہر چند چلائی کوئی میری فریاد کو نہ پہونچا آخر اس ظالم

ستمگار نے سچون کو کہا کہ ابہی آشیانے مین آرام کیا ہے زرنے یا جرائت کیلئے آو صوزناک کہینچی اور دست
واہن خرد مین ڈالا اسوقت کہ شام تہی صاحب خانہ چراغ جلانے مین مشغول تہا فتیلے کو جلا کے چراغ
ہاتہہ پر رکہا تہا کہ کنجشک نے جست کرکے فتیلے کو لے اڑا اور اپنے آشیانے کے منہ پر دہر دیا
سمجہا اگر گہونسلا جلا تو سقف خانہ مین آگ لگی و یگی بالاے بام آکے آشیانے کو چوب
سے گرانے لگا مار نے خواب غفلت سے بیدار ہوکر سر باہر نکالا صاحب خانہ نے مار مار کو
وہی چوب دستی کہ ہاتہہ مین تہی ماری کہ سر مار کا مانند حباب کے دو پارہ ہوگیا یہ مثل اسلیے بیان
کی کہ سانپ انکی دشمنی کو حقیر سمجہا تہا اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سنگ انتقام سے سر اس
گیا اگیا بیت دشمن اگرچہ خوار بود از طریق حزم بے + او را بزرگ دان و غم کار خویش خو
بادشاہ نے کہا کہ مین نے ہمیشہ جو کام کہ تیرے مشورے سے کیا بخیر و خوبی اوسنے سر انجام پایا
یون ہے کہ جو کوئی کہ کام اپنا ناصح صواب اندیش کے مشورے پر رکہیگا دست ناکامی
دامن اقبال تک نہ پہونچیگا اور سب ہنرون سے تیرا زیادہ تر یہ ہنر تہا کہ مدت دراز
دشمنون مین رہا پر کبہی ایسا کلمہ تیری زبان پر نہ گذرا کہ کوئی خردہ گیری کرتا اور نہ ایسا
تجہسے صادر ہوا کہ باعث انکی نفرت و بدگمانی کا ہوتا کار شناس نے عرض کیا کہ سب
باعث حضور کی تربیت کا تہا اگر خانہ زاد کو شرف حیرت بر واری کا حاصل نہ ہوتا تو راے
اس غلام کی اس امر دشوار کی ہرگز عقدہ کشائی نہ کرسکتی بعد الحمد کہ ہمارے بادشاہ
سے خوبی راے اور درستی تدبیر اور شوکت و ہیبت اور شجاعت و جمعیت کے ساتہہ کوئی
دقائق خصائص سے پوشیدہ اور باقی نہین رہا ہے اور تعجیل اور تانی اور خشم اور رحم اور
اپنے اپنے محل پر سب صرف ہوتے ہین خلاف وقت اور موقع کے کوئی کام عمل مین
اور ابتداے کار مین انتہاے مصلحت ملحوظ رہتی ہے اور کبہی وقت مین مرتبہ احتیاط کا ہا
نہین جاتا ہے اور سامو مین سلطنت اور رونق ریاست کی اور ریاست مدن کے مراتب
اصلا فرو گذاشت نہین ہونے پاتے ہین پہر جو کوئی کہ ایسے بادشاہ سے دشمنی اخت

ہوا وہ اپنی صورت کو زہر کے قند سے اپنی طرف کھینچتا ہے اور اپنی بیخ زندگانی آپ اپنے ہاتھ سے
ہے فیروز نے کہا کہ اے کارشناس عجب ہے تو مجھ سے جدا ہو الذت طعام و شراب اور ولادت
و قرار مطلق نہیں پاتی ہیں نے کارشناس نے عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا جو کوئی کہ بلا سے
یا قوی دست میں مبتلا ہوتا ہے جبتک اس سے چھٹکارا نہیں پاتا ہے رات دن میں فرق
ن کرتا ہے اور سیر و پا میں اختیار نہیں کر سکتا ہے اور علما کا بھی قول یہی ہے کہ جب تک بیمار کو
کامل نہ ہو کھانے کا مزہ نہیں ملتا ہے اور حمّال جبتک بار گردن سے نہ اتارے آرام
ن پاتا ہے اور عاشق جبتک دولت وصال حاصل نہ کرے اضطراب رفع نہیں ہوتا ہے اور
سلطان جبتک دشمن غالب سے امان حاصل نہیں کرتا ہے دم آسائش سے نہیں لیتا ہے
دشاہ غیور جبتک انتقام دشمن سے نہ لے بستر آرام پر سر نہیں رکھتا ہے فیروز نے
ہ صورت اور تدبیر انکے رزم و بزم کی کسطرح دیکھی تو نے وزیر نے کہا کہ سب صفات نیک انکے
و شعر و زر و تن پروری سے متعلق تھے اور اندیشۂ صواب سے کچھ نصیب نہ رکھتے تھے
ے راست اور فکر خطا میں کچھ تمیز نہ کرتے تھے اور سب کے سب ایک حال رکھتے تھے
پاپ وزیر کو میرے قتل میں مبالغہ کرتا تھا حکیم تھا و دانا دل اور بہادر اگرچہ بادشاہ نے
آل اسکے قتل سے گریز میں وزیر نے کہا اول دلیل یہی کہ میرے قتل کا حکم دیا تھا
ن یہی مناسب تھا اور رائے اسکی صواب پر تھی اگر اسکی رائے کو قبول کرتے
تا اسطرح برباد ہوتے دوسرے یہ کہ تا دم واپسین اسنے نصیحت سے ہاتھ نہ اٹھایا
بھلائی کے کہنا سے ہرگز پاس ادب نہ کیا مگر طریق بے ادبی سے بھی بچا
ئی رہتا تھا اگرچہ جانتا تھا کہ میری بات نہیں سنتے ہیں اور نہ سنینگے تسپر بھی زبان بند
دشاہ نے کہا کہ وہ آداب نصیحت شاہی کیا ہیں کہ خیرخواہی کیا اور ادب بھی نہ کسے
ادبی سے بھی بچا رہے کہا کہ سخن درشت کو اپنی نرمی سے اور لطف تقریر سے
مطلق نہ کہو اور طرح بادشاہ نہ بچا اور جواب تلخ بھی کسی بات میں نہ رکھے

بلکہ کسی کام مین گستاخی اور فضول گوئی نہ کرے اور اگر قول و فعل مین مخدوم کے خلل (۱)
مشاہدہ کرے تو اُسکی اطلاع کرنے مین عبارت نیک اور ملائم سے پیش آئے اور تعبیر
شیرین اور مثلہاے دلفریب اور دور از پیش سے رہنمائی کرے اور مصاحب غیر فرز
اثناے حکایت مین جو مناسب اس حال کے ہون اُنھین باتین مین تقریر کرے
یہ صفت مین رکھتا تھا اور کسی بات مین دقیقہ فرو گذاشت نکرتا تھا اور بادشاہی
مرتبہ عالی ہی کہ کوئی اگر چاہے کہ اپنی کوشش سے پائے تو پا نہین سکتا ہی بلکہ
آرزو بھی اس پایہ تک نہین پہونچا سکتا ہی مگر دستیاری اور مددگاری بخت
حاصل ہوتا ہی اور اگر امداد غیبی سے یہ دولت نصیب ہو تو اُسے عزیز با نفس
سمجھے ضبط قواعد اور حفظ مراسم عدل و داد مین مبالغہ تمام ہر دم پیش نظر
نظم اے آنکہ بملک یافتی دسترسے * دولت طلبی کم طلب آزار کسے *
تیغ سیاست آن خرابی نہ کند * کارے کہ ز تحفگی بر آرد نفسے * لائق شان بادشاہ
یہ ہی کہ ہر کام مین غفلت سے اجتناب کرے اور کسی مہم مین سہل انگاری نہ کرے
بناے ملک اور استحکام دولت چار چیزون کے بغیر ممکن نہین ہی ایک یہ کہ ذہن
اتنا رسا ہو کہ امر استقبال کا کہ غیر موجود ہو اُسے موجود سے زیادہ تر بدیدہ دل
مشاہدہ کرے دوسرے ارادہ جس بات کا کرے اُسے ہزار پہلو سے تحقیق کرے
جب یہ یقین سمجھے کہ وہ فتور اور قصور سے خالی ہی اُسوقت اُسے عمل مین لائے تیسرے
اپنی راے درست رکھتا ہو کہ خطا اور خلل کی طرف کبھی مائل نہ ہو چوتھے شمشیر ایسی
جوہر رکھتا ہو کہ مانند برق جہان سوز جب خرمن دشمن پر گرے خس و خاشاک اُس
ہستی کا برباد و فنا کر دے اگر سپر کوہ کو پناہ ٹھہرا کرے تو مانند غبار ہوا کے اُسے
اسکے مراد یہ ہی کہ بہادر ہو اور حکایت اور عذر اور رضاے دشمن پر اگرچہ کتنا ہی تقصیر
اور تذلل کرے فریفتہ نہ ہو دیکھو کہ ایک زاغ تنہا نے جبکہ دشمن کے دل مین جا

...ہی اور ضعف کے ہوا سے دشمنان قوی دست کو ایک آن مین ہلاک کر دیا اور اُنھون نے
...کت طبع اور قلت فہم سے ایسی مالش قرار واقعی پائی کہ نام و نشان اُنکا صفحۂ ہستی سے محو ہو گیا
...کچھ بھی اُنھین عاقبت اندیشی ہوتی تو زاغ کا مراد کو نہ پہونچتے بلکہ چہرۂ ظفر کا
...ین کبھی نہ دیکھتے عاقل کو چاہیے کہ اس حال کو چشم عبرت سے دیکھے اور اس نصیحت کو گوش خرد
...سنے کہ دشمن کتنا ہی ضعیف ہو اُسے چشم کم سے نہ دیکھے اور اگر ہزار الاف دوستی
...اور آثار دوستی بھی اُسمین پائے جائین تو بھی اعتماد نہ کرے اور کبھی اُس سے غافل نہ رہے
...دشمن اگر لاف مروت زند ٭ صاحب عقلش نہ شمارند دوست ٭ مار ہمانست بسیرت کہ ہست
...بہ صورت بدر آید ز پوست ٭ اور عمدہ فائدہ اس سے یہ ہے کہ دوستان خالص اور
...داران عاقل و مخلص کا خواہان رہے اور اُنکی خریداری کرے کہ نافع تر اس سے
...تجارت نہین ہے سُنا تمنے کہ ایک کارشناس نے کہ مخلص خالص تھا زاغون کے
...ین اُسکی دوستی اور رائے درست نے کیا نتیجہ بخشا کہ مہلکہ ہول و ہراس سے نکال کے
...ل امن و امان کو پہونچا دیا بھلا جسکے کہ دوست بہت ہونگے اُسکو کیا کچھ فائدہ پہونچیگا
...علی ہذا جو کوئی کہ دوست اور ہوا داران کا خواہان رہیگا اور مخالفان غدار سے
...ر سے دامن اپنا آلودہ نہ کریگا کمال مراد اور نہایت آرزو کو مقرر پہونچیگا
...ت با یار نکو خواہ بعشرت بنشین ٭ وز دشمن بدو امن صحبت برچین ٭

...ب پانچوان مضرت مین غفلت کرنے کے اور
...بب اُسکے مطلوب کے ہاتھ سے کھونے مین ہے

...ے دابشلیم نے برہمن سے کہا کہ تو نے داستان بیان کی فریب دشمن سے پرہیز کرنے کی
...نکے کامہ و زور کی مضرت سے احتراز کرنے کی کہ پردۂ دوستی مین دشمنی کرتے ہین اس سے
...اور جب چاہئے اب التماس یہ ہے کہ بیان فرما اُسکی مثال کہ حصول مدعا مین جہد کرے

جب مطلب حاصل ہو تو اُسے غفلت سے ضائع کر دے برہمن نے زبان ثنا کھولی اور
سُولیت کی بادشاہ کی دعا مین پڑھین نظم الٰہی تا رہے قائم یہ آسمان و ز
الٰہی تا کہ رہے آفتاب و ماہ منیر * فلک پہ تا رہین اختر زمین پہ آدم زاد *
تا کہ رہے برق و رعد و ابر مطیر * مژہ کو تیر کہین اور کمان کو ابرو * ہمیشہ یا
زلفون کو تا کہین زنجیر * نگاہ یار ہو یارب بلائے جان جبتک * سواد چشم
تا ہو سر شمشیر * الٰہی شرق سے تا غرب تیرا حکم رہے * کہا کرین تجھے س
آفتاب عالمگیر * خاطر خطیر شاہنشاہی پر کہ مورد فیض نامتناہی ہو پوشیدہ نہ
کہ چیز کا حاصل کرنا آسان اور حفاظت اُسکی مشکل ہو کیونکہ بہت شخصون کو
بخت کی باعث سے بے مشقت و کلفت اور بے سعی و بے رنج گنج مطلو
حاصل ہوا ہو مگر محافظت اُسکی سبب سے سُستی رائے کے نہین کر سکتے جو
اسپیرایہ و دوراندیشی سے بے نصیب ہو جو چیز کسب سے یا بے کسب حاصل ک
یقین ہو کہ تھوڑے سے عرصے مین وہ تلف اور تاراج ہو جائے جیسا
سنگ پشت کو بوزنہ صاحب باآبرکت بے جد و جہد ہاتھ آیا اور بے عقلی کے سبب
ہاتھ سے کھو دیا اور پھر جہل و حماقت کی جراحت نے کسی طرح التیام نہ پایا
نے پوچھا کہ یہ حکایت کسطرح پر ہے برہمن نے کہا حکایت جزیرۂ
ایک گروہ بندرون کا تھا اور نام اُنکے بادشاہ کا کاروانا تھا کہ اُسکی بنا
ریاست نے سیاست کامل سے استحکام پایا تھا اور بنیاد اُسکی سلطنت کی حکم
اور عدل مناسب سے استوار تھی اور رعایا اُسکے بذل و احسان سے بہتر رہا
امن و امان سے آرام کرتی تھی اور اُس دیار کے باشندے اُسکی بخشش کا شکر
ہر دم زبان پر رکھتے تھے لمولفہ بیت سب عالم کی بس اُس سے بہبودی
تھا راضی خلق اُس سے خوشنود تھی * ایک مدت دراز شادی و کامرانی سے

اور بہار جوانی کو خزان پیری ہونا توانی تک پہونچایا اور آثار ضعف کے اعضاے بدن پر
ے سر پیر دل سے اور نور آنکھون سے برطرف ہوا اور نہال قوت کو میوہ مراد
سموم عجز و بیچارگی سے پژمردگی لایا چراغ طرب باد تند آفت تعب سے
یا اور بساط نشاط ہجوم امراض و غموم اغراض سے منطوی و پیچیدہ ہوئی **نظم**
جوانی زپیران مجوے ✤ کہ آب روان باز ناید بجوے ✤ چو بر سر نشیند ز پیری
✤ دگر عیش صافی توقع مدار ✤ اور عادت روزگار غدار کی یہی ہی کہ طراوت گلستان
فارستان پیری سے مبدل کر دیتا ہی کہ پھر وہ راحت دل کبھی حاصل نہین ہوتی ہی
ے صافی اُسکی غبار کدورت ناپید کرتی ہی **نظم** با شادی زمانہ غم بے شمار ہست ✤
روزگار مے خوشگوار نیست ✤ یک کس بزیر گلشن نیلوفری کہ دید ✤ کہ خون دیدہ
او لالہ زار نیست ✤ موافق اس مضمون کے مؤلف نے خوب کہا ہی **بیت**
یہان تو نقصان ہی ✤ سنگ کہاتے ہین بارہ دار درخت ✤ وہ بیوہ زن
کہ دنیا جسکا نام ہی عروسان نوجوان کے لباس مین اہل جہان کے
جلوہ کرتی ہی اور زینت ناپایدار اور زیور بے اعتبار سے دل ہنجر دون
نے دام محبت مین کھینچتی ہی **بیت** بازیچہ ایست طفل فریب این متاع دہر ✤
مردان کہ بہر و مبتلا شوند ✤ اور اپنی آرایش بے اصل اور جنہین کا سند کو
بیداری مین سو سو غارت سے لاتی ہی جسنے کہ اسکی خنہ بیداری کی اور
از دواج مین کھینچا دست مراد اُسکا آغوش آرزو تک نہ پہونچا اور جسنے
حبالہ وصال مین لیا ایک رات بھی حسب دلخواہ کام اُس سے حاصل نہ کیا
عجیلہ ایست عروس جہان ولے ہی وان ✤ کہ این مخدرہ در عقد کس
✤ اور کودک مزاج اتنا نہین سمجھتے ہین کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہی
وما الحیوة الدنیا الا لہو و لعب خلاصہ یہ ہی کہ کام حیات دنیا کا کچھ لہو و لعب کے

رور نہین ہو اسپر بھی اپنی حماقت سے اُس شہر یا آفت کے دام بلا مین عمداً
اور اُسکی صورت پُر فریب سے دلبستگی کرتے ہین اور اُسکی خبث باطن ا
عہد اور دنائت طبع اور ناپاکی سیرت سے بے خبر ہوتے ہین اور خرد مند کہ د
جسکا کحل الجواہر معرفت سے روشن ہوتا ہی وہ کبھی اُسکے مزخرفات فانی پر ال
نہین کرتے ہین اور دل کو طلب جاہ بے فائدہ مین پریشان نہین بناتے ہین
طالب جستجوے دولت پایدار کی طرف رکھتے ہین آمدم بر مطلب یعنی ذکر اُسکی پیر
وضعف کا افواہ خلق اللہ مین پڑا اور حشمت اور ہیبت بادشاہی مین نقصان
ظاہر ہوا اور انواع ضعف اور فتور نے ارکان شوکت شہر یاری اور سطوت و جہ
مین راہ پائی **بیت** دولت اگر دولت جمشیدی ست ✤ موے سپید آیت نو
اور اس خاندان بادشاہی مین ایک جوان تازہ روسے کہ سعادت اُسکی پیشانی
اور اطوار دولت اُسکی حرکات سے ہویدا تھی نشو و نما پائی ارکان دولت
استحقاق رتبۂ شہر یاری اور استعداد منزلت جہانداری اُسمین دیکھے اور استقلال ا
تقدیم امور سیاست ملک گدازی اور تمہید رعایت رعیت نوازی مین حسب بکمال خو
کیا ہر ایک کو اُس سے رنج پیدا ہونے لگے اور باہمدیگر سب صلاح کرتے تھے اور کہت
کہ اس جوان کے نہال عمر نے کہ جو یبار ادب سے نشو و نما پائی ہی قابلیت اسکی رکھتا
کہ گلشن ملک اُسکی آبیاری عدل سے سرسبز اور سیراب ہو تو بہتر ہی اور وہ جوان بھی
سب کا اپنی طرف سے دیکھ کے ہر ایک کو امیدوار خلعت و مزید مرتبت کرتا تھا آخر ا
سب خاص و عام نے اتفاق کر کے اُس پیر فرتوت کو کنارے بٹھا کے کلید ملک و
اُس جوان کے قبضۂ اختیار مین سونپا **لمولفہ بیت** آسمان سے تخت زر رتبہ
ارفع ہو گیا ✤ مہر تابان سے سوا تاج مرصع ہو گیا ✤ بیچارہ کاردانا جبکہ اسطرح سے معز
ہو گیا اس عار کو گوارا نہ کر سکا بنا چاری جلا وطن اختیار کیا اور ایک جزیرے

ہ آب اور میوہ تر وخشک بہت تھا منزوی ہوا کبھی اپنی تنہائی اور بیکسی پر روتا تھا اور کبھی تسلی
س مصراع سے کرتا تھا مصرع ہر کہ قانع شد بخشک و تر شہ بحر و بر است ٭ اور اسی جنگل میں
قناعت کو اپنا پیشوا کر کے ریاضت و عبادت الٰہی میں مشغول رہا کرتا تھا اور ہر روز و
تدارک اوقات مافات کہ غرور سرور سلطنت میں برباد دیا تھا کیا کرتا تھا اور بدر
تی توبہ و استغفار سے کرتا تھا اور جو زنگار کہ ظلمت شب شباب میں آئینہ سینہ پر
تھا مصقلہ صبح پیری سے دفع کرتا تھا اور واسطے تنبیہ نفس غفلت شعار کے یہ شعر
تکرار کرتا تھا بیت سپید ہو گئے موے سیاہ غفلت چھوڑ ٭ ہوئی ہے صبح
دم سپید ابھی سستی ہے ٭ ایکدن کاردانا انجیر کے درخت پر بیٹھا ہوا انجیر کھا رہا تھا
ہ ایک انجیر ہاتھ سے چھوٹا اور اس درخت کے تلے ایک چشمہ پانی کا تھا اسمیں گرا
کی بندر کے کان میں آئی تو اسے بہت بھائی اسلیے باربار انجیر اس پانی میں چھوڑتا تھا
کی صدا سے محظوظ ہوتا تھا اتفاقاً ایک سنگ پشت دریا سے سیر کرتا ہوا اس چشمہ
وہان سے وارد تھا اور بوزنہ جو واسطے تلذذ اور سیر کے انجیر اسمیں گراتا تو سنگ پشت
تحفہ غیبی جان کے کھاتا تھا اور حمد خدا کیا جاتا تھا کہ بے مشقت ایسی نعمت عظمیٰ الحمد نے
ت فرمائی اور دل میں ممنون ہوتا تھا کہ یہ بندر مجھے مہمان جان کے یہ انجیر گراتا ہے
خی اور مہمان نواز ہے اور یہ خیال کیا کہ اس شخص نے بے سابقہ معرفت میرے حق میں
ت فرمائی ہے اگر واسطہ محبت اور وسیلہ مودت مستحکم ہو جائے تو کیا کچھ احسان اور مروت
علاوہ نفع فوائد دنیا سے مصاحبت ایسے شخص کی کہ محامد اخلاق اور محاسن
صفات کی طینت میں اس درجے داخل ہیں اور قلم کرم الٰہی نے آیات جوانمردی
اس کا شرافت سے اُس کے صفحہ ہستی پر لکھی ہیں پس ایسا شخص مغتنمات روزگار سے ہے
کی مصقلہ صحبت سے زنگ ملال باطن آئینہ دل سے محو ہو جائیگا اور ایسے
تا نور کے حضور سے ظلمت شب دیجور حوادث روزگار کو اپنی خاطر سے

دور کہ نامنظور ہو مصرعہ از جدائی ظلمت صحبت روشن رائے ❊ اسکے بعد عزم صحبت بالجزم کر
زبان تحیت و دعا کھولی اور آرزوے ملازمت بصد التجا عرض کی بوزنیہ نے جواب
آداب تمام سے دیا اور کہا مصرعہ اے آمدنت باعث آبادی ما ❊ اور یہ کہا کہ مین بھی بدل
مشتاق تیری صحبت بابرکت کا ہون کیونکہ رغبت اختلاط رفیقان کامل اور خوا
صحبت یاران عاقل خصائل پسندیدہ اور صفات برگزیدہ سے ہی اور جو کوئی کہ دوست
حقیقی اور برادر دینی رکھتا ہی دونون جہان مین باعث اسکی سرفرازی کا ہوتا ہی
جسنے کہ سعید یار پایا ❊ کونین مین اقتدار پایا ❊ دولت کے حصول کی خوشی کیا
خوش وہ ہی کہ جسنے یار پایا ❊ سنگ پشت نے کہا کہ مین حوصلہ دوستی اور صحبتی کرتا ہو
لیکن نہین جانتا ہون کہ قابلیت اسکی رکھتا ہون یا نہین بوزنیہ نے کہا کہ حکما
باب دوستی مین تین نشان رکھی ہی یعنی لازم ہی کہ کوئی بے دوست نرہے بلکہ ہر کس
دوست بھی نہ چاہئیں گروہ سے دوستی ضرور ہی ایک فرقہ علما و فقرا کا کہ
برکت صحبت سے سعادت دارین حاصل ہوتی ہی دوسرے اہل کرم اور اخلا
دوستون کی خطا چھپانا اُنکی عادت ہو اور نیک راہ بتانے مین دریغ نہ کرتے ہون
تیسرے وہ لوگ کہ بے غرض اور بے طمع دنیا کے دوست ہون اور بنا اُنکی دوستی
صدق و صفا اور مروت و وفا پر مستحکم ہو اور احتراز کرنا تین گروہ کی دوستی سے واجب
ایک فاسقون اور فاجرون سے کہ ہمت اُنکی نفس پرستی اور شیطان کی پیروی
مصروف ہو کہ صحبت ایسے لوگون کی دین کی زحمت کا باعث ہوتی ہی دوسرے دروغ
اور نمام کہ صحبت اُنکی عذاب الیم اور معاشرت اُنکی بلاے عظیم لاتی ہی کہ ہمیشہ ایک کی
باتین دوسرے سے ساختہ کہتے ہین اور پیغام وحشت انگیز اور فتنہ آمیز اورون کی
طرف سے خلاف راستی کے دوسرے سے ظاہر کرتے ہین تیسرے ابلہ اور بے خرد کہ جلب
منفعت اور دفع مضرت مین امتیاز نہین رکھتے ہین اُنپر اعتماد کرنا زنہار نہ چاہیے کسواسط

وگا کہ اُنکی صلاح پر جسکو عین خیر و نفع سمجھا جائیگا وہ محض شر اور ضرر ہوگا اسی واسطے یہ مثل
ہی کہ دوست نادان بدتر دشمن دانا سے ہی کیونکہ دشمن عاقل دور اندیشی کی سبب سے
فرصت وقت کی کماحقہ نہ پائیگا قدم آگے نہ بڑھائیگا اور دوست نادان کہ دولت دانش
سے بے بہرہ ہوتا ہی ہر چند کسی امر میں مددگاری کرے مفید مطلب نہیں ہونے کی اور اگر اُسکی
پر کوئی اعتماد کرے تو غالب ہی کہ اُسکی رائے ناصواب سے مضیق خطر میں گرفتار کرے جیسا کہ
دوستی پر بادشاہ کشمیر نے اعتماد کیا اور گرداب ہلاکت میں پڑا اور دزد کہ دشمن دانا تھا
وقت حفاظت نکرتا تو مدارک اُس قضیے کا تدبیر پذیر نہ ہوتا سنگ پشت نے پوچھا کہ یہ قصہ
کیونکر تھا حکایت کار دانا نے کہا کہ ولایت کشمیر میں بادشاہ تھا کہ ایک بندر کو بہت
رکھتا تھا اور جانتا تھا کہ آفت کے وقت یہ میرے کام آئیگا اسلیے اُسکی پرورش میں
مصروف رہتا تھا اور اُسکا بھی یہ حال تھا کہ تمام شب کٹار ہاتھ میں لیے
سرہانے بادشاہ کے تا دم صبح کھڑا رہتا تھا بلکہ تمام شب پلک سے پلک نہ لگاتا تھا
ایک دزد دانا نے ولایت دور دست سے اُس شہر میں وارد ہوا شب کو لباس عیاری
سے شہر میں گشت کرتا تھا کہ ایک اور دزد بے خرد اور کم تجربہ بھی باشندہ اُسی شہر کا
میں گھر سے نکلا تھا اتفاقا ان دونوں میں ملاقات ہوئی اور بسبب جنسیت کے باہم
ہوے دزد مسافر نے پوچھا کہ کس طرف چلنا صلاح ہی اور کسکے گھر نقب دینا مناسب
نے کہا کہ رئیس شہر کے اصطبل میں ایک اسپ تیز رفتار باد کردار ہی اور رئیس اُسکو نہایت
تا ہی اسلیے شب کو زنجیریں اُسکے پانوں میں ڈالے ہیں اور چوکیدار بھی متعین رہتے ہیں
اسپ کو پائیں تو شیشہ گر کی دوکان سے شیشہ گران قیمت چرائیں اور اسیر بار کر کے
میں لیجائیں دزد دانا اس بات کو سنکے متحیر ہوا چاہتا تھا کہ اس حال کو شر و جا کو بھیجے
عرض کرے کہ ناگاہ کوتوال مع جمعیت سپاہ سامنے سے آیا دزد دانا حیلے سے ایک
ہو گیا اور دزد بے خرد گرفتار ہوا کوتوال نے پوچھا کہ تو کون ہی اور کہان جاتا ہی اُسنے

جواب دیا کہ مین چور ہون اور ارادہ یہ تھا کہ گھوڑا رئیس کا چرا لے اور دو دانگ شیشہ گر کی توڑ
شیشۂ گران قیمت اسیر بار کرکے گھر کو لیجاؤن کوتوال ہنسا اور کہا کہ اچھا چور ہے تو کہ ا
عزیز گھوڑا کہ بادشاہ کے جو کلید اسپ سپہر ہین اسے چرانے اور شیشہ کہ دو دانگ کو بکتا ہے
بار کرے اور آپ کو معرض ہلاکت مین ڈالے شاید کہ شاعر نے یہ مصرع تیری ہی شان مین
مصرعہ بہ زر نہ خریدۂ جان برادران قدرش نمی دانی ✤ اگر ارتکاب ایسے فعا
خزانہ بادشاہی کے واسطے کرتا تو البتہ سزاوار تھا یہ کہکر ہاتھ اسکے باندھے اور زندان
کھینچا دزد زیرک کو یہ سب حکایت کوتوال اور چور کی سنکے تجربہ حاصل ہوا اور دل مین
کہ چور دوست نادان تھا اور کوتوال دشمن دانا دوست احمق مجھے ورطۂ ہلاک مین ڈال
اگر یہ دشمن دانا نہ ہوتا تو کام ہاتھ سے جاچکا تھا اب جیسا کہ کوتوال کہ گیا ہے ارادہ
بادشاہی کا مناسب ہے شاید مقصود کلی حاصل ہو اسکے بعد آہستہ آہستہ قصر بادشاہی
نزدیک آیا اور نقب دینا شروع کیا تمام شب امید خزانہ مین سنگ دیوار کو تیشۂ فولاد
کاٹا کیا ہنوز عیار شب رو آفتاب نے برج مشرق کے تلے نقب نہین پہونچائی تھی کہ دزد
نقب انتہا کو پہونچی اتفاقاً جو مقام کہ بادشاہ کی خوابگاہ کا تھا اسی جگہ نقب نکلی
بادشاہ تخت پر سوتا ہے اور سامان تجمل گران قیمت مسند شاہی پر رکھا ہے اور شمعین کا
روشن ہین چور نے نظر غور سے دیکھا کہ ایک بندر کٹار ہاتھ مین لیے سرھانے
بادشاہ کے کھڑا ہے اور نہایت درستی سے ہوشیاری تمام دیکھ رہا ہے چور یہ حال دیکھکر
اور کہا کہ یہ سانحہ اور ہے کہ بندر کٹار ہاتھ مین لیے اسطرح پاسبانی کرتا ہے ہنوز ابھی
مین تھا کہ کچھ چیونٹیون کا جتھا چھت سے بادشاہ کے سینے پر گرا بادشاہ نے خواب غفلت
ہاتھ اپنے سینے پر مارا اور بندر کے نزدیک آیا دیکھا کہ چیونٹیان بادشاہ کے سینے
پھرتی ہین نہایت غضبناک ہوا اور سمجھا پاسبان مستعد موجود ہے اور یہ چیونٹ
ایسی بے ادب ہین کہ انھون نے بادشاہ کے سینے پر پاؤن رکھا اس حمیت سے زنگ

ت مین آئی چاہتا تھا کہ کٹار جیتو پنجون پر مارے پس اس صورت مین کام بادشاہ کا
تمام ہو جاتا کہ چور چلایا کہ او احمق بیباک ہاتھ کو تھام کہ جہان کو برباد کیا چاہتا ہے یہ کہہ کر
کر کے اور بندر کا ہاتھ مضبوط پکڑا بادشاہ نعرہ دزد دزد اور غرش بوزنہ سے جاگ پڑا
حال مشاہدہ کیا چور سے پوچھا کہ تو کون ہے چور نے کہا کہ تیرا دشمن دانا ہون اور
طلب مال کے آیا تھا مین اگر ایک لحظہ بھی تیری حفاظت مین اہمال کرتا تو اس
نادان نے جہان کو خون سے لال کر دیا ہوتا بادشاہ نے سجدہ شکر کیا اور کہا
اگر عنایت ایزدی امداد نہ کرتی تو چور کیون مہربان ہوتا اسکے بعد چور کو سرفراز کر کے
قرب کیا اور بوزنہ کو زنجیر مین باندھ کے اصطبل کو بھیجدیا اب اسکو قیاس کیا چاہیے کہ
شب اس امید پر کمر باندھے رہا کہ اگر قابو پائے تو خزانہ بادشاہی کو چرا لے لیکن چونکہ
اسکی جوہر مین تھی اسلیے تاج دولت اسکے سر پر رکھا گیا اور بندر کہ محرم اسرار اور
تھا مگر چار نادانی اسکے جوہر سے اچھا تھا اسلیے لباس حرمت اسکے بر سے اتار لیا
اس مثل کا یہ ہے کہ مرد عاقل کو لازم ہے کہ دوستی دانشمند سے کرے اور صحبت نادان سے
ن ہبانگ سناک پنڈت نے جو یہ حکایت کہ مشتمل فوائد بسیار پر ہے سُنی تو کہا کہ اے دریا
تو نے میرے کانون کو گوہر شاہوار حکمت سے زینت بخشی اب یہ فرما کہ دوست
کے ہوتے ہین کاروان نے کہا کہ حکما نے تین طرح کے دوست تحقیق کیے ہین بعضے
کے مانند ہین کہ انسے کسی طرح چھٹکارا نہین ہے اور بے مشاہدہ اُنکے جمال کے
صحبت روشن نہین ہوتی ہے مصرع چراغ خانۂ دل روے یارست * اور بعضے
دوا کے ہین کہ انکی احتیاج ہوتی ہے اور بعضے درد کے مانند ہین کہ رنج ہی پاتے ہین
ہین کہ اہل نفاق اور دو رویہ ہین کہ ادھر زبان سے دوستی کا دعوی کرتے ہین
بھی ظاہر داری کے لیے کچھ کام بھی آتے ہین اور مطلب اس سے دھوکا دینا
غافل کرنا ہوتا ہے اور اُدھر تمہارے مخالفون سے راہ و رسم رکھتے ہین اور ہر دم

اندا رسانی کی فکر مین رہتے ہین پس وہ عاقل ہی کہ ایسے دشمنون سے کہ ظاہر مین دوست اور
باطن مین دشمن ہین پرہیز و احتیاط تمام کرے اور دوستان خالص اور رفیقان مخلص کا آرزو مند
سنگ پشت نے کہا کہ رفیق خالص اور دوست مخلص کو کسطرح پہچانیے بندر نے کہا کہ جسمین
خصلتین پائی جائین اُسکی دوستی مین کوئی قصور نہوگا اول یہ کہ اگر تیرا عیب دیکھے اُ
کسی سے ظاہر نکرے دوسرے یہ کہ اگر تیرے ہنر سے آگاہ ہو اُسے دو چند کرکے لوگون مین
کرے تیسرے یہ کہ اگر کچھ احسان کرے تو اُسے ظاہر مین زبان پر نہ لائے اور دل مین بھی حسا
نرکھے چوتھے یہ کہ اگر تجھسے نفع پائے تو اُسے فراموش نکرے پانچوین یہ کہ اگر احیاناً کوئی قص
تجھسے صادر ہو اُسپر چشم آلود اور راز جا رفتہ نہوجائے چھٹے یہ کہ اگر تو عذر کرے اُسے قبول کر
جو کوئی ان صفتون کے ساتھ متصف نہو وہ ہرگز لائق دوستی کے نہین ہی اور اس زمانے مین دو
باصفا حکم کیمیا کا رکھتا ہی اور محبت بے غرض کی عنقا کے مانند چشم عالم سے نہان ہی سنگ پشت
کہا کہ اگرچہ اپنی ثنا اپنے منہ سے نا زیبا ہی لیکن گمان یہ ہی کہ اگر تو مجھے اپنی دوستی مین سرفراز کر
اور طوق منت کا میری گردن مین ڈالے تو مادام الحیات مراسم دوستی مین ثابت قدم رہو
اور کوئی نکتہ آداب محبت سے فرو گذاشت نکرون بندر نے درخت سے نیچے اُترکر باہم
معانقہ کیا اور عہد و پیمان آشنائی مستحکم باندھا اسکے بعد دونون مسرور ہوے اور وحشت
غربت بندر کے دل سے کم ہوئی اور سنگ پشت بھی خرسند ہوا اور ہر روز نہال دوستی نشو
کرتا جاتا تھا اور گلشن یاری دمبدم رونق اور طراوت بعد تازگی پاتا تھا آخر یہانتک
نوبت پہونچی کہ بندر ملک اور بادشاہی کا غم بھول گیا اور سنگ پشت نے اہل و عیال
اور مسکن و دیار اپنا فراموش کیا اور وہ دونون یہ بیت مؤلف کی تکرار کرتے تھے بیت
اب نہین حسرت کوئی جو مل گئے ہم یار سے * کونسی دولت ہی بہتر دولت دیدار سے *
جبکہ اس بات کو زیادہ عرصہ ہوا جورو سنگ پشت کی فراق یار سے بیقرار ہوئی اور سمجھی کہ شا
وہ ہلاک ہوگیا مطلق سراغ نہین پایا جاتا ہی نہایت بیتابی کرتی تھی اور رات دن روتی تھی آخر

ت المناک اُسنے ایک ہم تمام سے بیان کی اور کہا معلوم نہین کہ اُسپر کیا حادثہ ہوا اگر زندہ ہوتا
ت پھر رہتا لیکن خبر مفصل معلوم ہو جاتی تو صبر آتا اُسنے کہا کہ ای خواہر مہربان اگر مجھے
ر مین متہم اور رسوا نہ کرے اور غماز نہ جانے تو حال مفصل تجھسے کہدون اُسنے کہا کہ ای برادر
یرا کبھی تہمت سے آلودہ نہین ہوا ہی اور نقد محبت و صدق مودت تیرا بارہا محک امتحان پر
و تمامی عیار کامل پایا ہی جو کچھ تو کہیگا وہ معتبر صحیح ہوگا اور راز تیرا کسی پر ظاہر
نے پائیگا اُسنے کہا کہ مین نے تحقیق سنا ہی کہ شوہر تیرا ایک غدر کا یار ہوا ہی اور جان و
راہل و عیال سب اُسکی دوستی پر قربان کر چکا ہی اب وہ کسی کو اُسکی صحبت کے برابر
نہین رکھتا ہی مادہ سنگ پشت کی سُنتے ہی اس بات کے آتش غیرت سے جل گئی
تنگ زبان نے یاری دی واویلا اور شکایت روزگار اور گلہ شوہر غدار کا کرتی تھی
سنگ پشت نے کہا کہ گریہ وزاری اور زبان درازی سے کیا حاصل کچھ وہ تدبیر کر
سے حصول مطلب مقصود ہو آخر بحکم اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ کے حیلہ و تدبیر مین کوشش
گی تو لفصل اسپر قرار پایا کہ جبتک بوزنیہ ہلاک نہ کیا جائیگا مقصود ہاتھ نہ آئیگا
سنگ پشت کی صلاح سے مادہ سنگ پشت کی بیمار بنی اور پیغام سنگ پشت کے
بھیجا اور یہ کہا بیت یار را اگر سر رسیدن بیار غم ست ٭ گو بیا خوش کہ ہنوز ش
ی آید ٭ سنگ پشت نے خبر ناتوانی اور بیجانی مادہ کی سُنکے بوزنیہ سے اجازت عیادت کی
در نے کہا کہ ای یار مجبورانہ رخصت دیتا ہون مگر ایسا نہو کہ اپنے فراق سے مجھ ناتوان کو
مرگ چکھائے تو کہ تیری صحبت کے بغیر میری زندگانی دشوار ہی سنگ پشت نے کہا
س جدائی تیری ایک دم کی عذاب صد سالہ سے مجھپر زیادہ ہی لیکن وہ کم بخت
ب ہی لوگ مجھے مطعون کرینگے کہ مرتے دم بھی اسنے نہ پوچھا البتہ اپنی قوم مین بدنام
جواب دو حال سے خالی نہین ہی یا صحت باقی ہی یا مرتی ہی بعد ان دونون صورتون
ے اپنی خدمت مین پہونچا جان بھلا مین کیا بے تیرے زندگانی بسر کرتا ہون

یہ کہکر رخصت ہوا جب اپنے مسکن مین پہونچا دوست اور اقربا جمع ہوے اور باَنواع تس
پیش آئے مادہ کو دیکھا کہ بستر ہلاکت پر پڑی ہی اسنے ہرچند دلجوئی کی اور نرمی سے بہت
مادہ نے جواب نہ دیا اور آنکھ ملا کر بند کیا وہ سنگ پشت کہ سب تدبیر باندھی ہوئی اُسکی
اُس سنگ پشت نے پوچھا کہ یہ بیمار کیون منہہ سے نہین بولتی ہی اور مافی الضمیر اپنا مجھ
پریشان حال سے کیون نہین کہتی اُسنے آہ سرد کھینچی اور کہا کہ جو بیمار کہ زندگی سے نا
اور جو دردمند کہ دوا سے ناامید ہو فرصت ایک نفس کی کہ جو کہ دشوار نہ ہو اور کسکی قوت
سامان گفت و شنود کا درست کرے سنگ پشت نے کہا کہ کونسی دوا ہی کہ اس دنیا
پیدا نہین ہو سکتی ہی جلد بتا کہ مین اُسکی جستجو مین بجہہ دہر ایک کے پیدا کر دون
نے جواب دیا کہ یہ درد مخصوص واسطے عورات کے ہی کہ رحم مین حادث ہوتا ہی کوئی دوا
جہان مین نہین ہی الا بندر کا دل سنگ پشت نے کہا کہ یہ کہان سے پیدا ہو مادہ
کہ مین آپ جانتی ہون کہ نہ یہ پیدا ہوگا اور نہ مین جیونگی مجہہ مین نے تجہے علاج
واسطے نہین بلایا ہی بلکہ دیدار وداع کی آرزومند تھی کہ امید صحت بالکل منقطع
بیت بجز خون شربتے در خورد درد خود نمے بینم ☆ بجز غم راحتے در
خود نمے یابم ☆ اس بات کو سُنکے رنج سنگ پشت کا زیادہ ہوا اور اس الم
ہو کہ نالہ کیا اور دل مین کہا کہ سوا ہلاکت بوزنہ کے چارہ کار دشوار ہی اور عقل
کرتی ہی کہ اے سنگ پشت اپنے یار عزیز کو دغا سے ہلاک کرنا مروت اور فتوت
سے کوسون دور ہی حیف ہی کہ ایک زن خیرہ نفس کے واسطے اپنے نفس شریف کو
کہ ناخدا کی رحمت سے دور پڑتا ہی اور نفس بدآموز بدراہ کرتا تھا کہ عورت سے
گھر کی اور قوام معیشت اور سرانجام روزگار اور محافظت نقد اور جنس کی متعلق ہی
اُس سے ہاتھ اُٹھانا اور ایک آشنا سے چندروزہ کے واسطے کہ وہ بھی غیر جنس
خانہ بربادی کرنا سخت نادانی ہی **بیت** کج صحبت درین کہ خاک یارقہ یم ☆ ہزا

لغت خیرہ بالکسر فارسی بمعنی شوخ و بیشرم و دلیر

ن دوستان فوست ❊ آخرالامر بعجز و قیل و قال نفس اور عقل کے اسیر قرار پایا کہ شیشۂ وفا
ی غداری سے توڑنے اور پایۂ میزان ہمواری کو مکر و دغا سے شہاب سنگ کرنے گا احمق
پا کہ عیب بیوفائی کا وہ شقاوت ہے کہ داغ اسکا ہوا ہے پیشانی بے دولتون کے اور جگہ
ن دیا جاتا ہے اور عیب پیمان شکنی کا وہ ذلت ہے کہ بجز لوح جبین خاک بیزون کے اور جگہ
ہین جاتا ہے اور جو کوئی کہ فریب و نفاق سے منسوب ہوا صاحب دل ہیں اسکی صحبت کا
ی ہین کرتے ہین اور جسنے کہ بدعہدی اور بیوفائی مین شہرت پائی وہ کبھی عزیز دل اور محل
ہین ہوتا ہے بلکہ اجتناب اسکے قول و فعل اور ملاقات سے عاقل سمجھتے ہین ❊ بیت
ن شکن مین کہ گرد انش خویش باد ❊ گفت پرہیز کن از صحبت پیمان شکنان ❊ سنگ پشت
نکہ ارادہ بندر کی ہلاکت کا مصمم کیا سمجھا کہ تا اسے اپنے مسکن پر نہ لاؤنگا مدعا حاصل
اس ارادے پر بندر کے پاس آیا بندر از بسکہ متمنی اسکی ملاقات کا تھا دیکھتے ہی خوش
ور بمبالغہ تمناے اشتیاق اپنا بصد زبان بیان کیا اور یہ بیت تکرار کرتا تھا ❊
ت جان بلب ہجر مین تھا تنگ میرا یار آیا ❊ ہو گئی مجھکو شفا شربت دیدار آیا ❊ اور
فرزندان سنگ پشت بار بار پوچھتا تھا سنگ پشت نے جواب دیا کہ تیرا رنج
فت ایسا نہ تھا کہ دیدار زن و فرزند سے مجھے فرصت ہوتی اگرچہ کو نہ بھی ضرورت رخصت کی
ن آتی تھی تو فوراً یاد تیری میرے دل پر رنج ڈالتی تھی باعث یہ کہ خیال آتا تھا کہ ای بے مروت
جگہ گلشن فراغت مین مسند عیش پر بیٹھا ہے اور یار وفادار تیرا خارستان غربت مین خاک پر
لوٹتا ہے مروت سے کتنا دور ہے اسلیے یہ عرض کرنے کو آیا ہون کہ آپ تو اپنے عیال میرے تیرے
یکھنے کے اشتیاق مین بیقرار ہین دوسرے مروت کی بیاد عہدی تم کرون تو مطعون
ی اقربا ہوتا ہون اور اگر بغیر تیرے وہان رہون تو رہ نہین سکتا ہون پس اگر
ے اور میرے گھر کو اپنا سمجھتا ہے تو اپنے مقدم سے میرا کلبۂ تاریک منور فرما اور عزیز و
میرے کہ حقیقت مین وہ تیرے اقربا ہین انھین اپنے دیدار سے سرفرازی بخش اور

تیرے قدوم کی بدولت میری بلکہ میری سب قوم کی عزت افزائی بھی ہوتی ہو اور میری قبول د
سے رتبہ تیرا کچھ کم نہو گا بوزینہ نے کہا کہ ان تکلفات سے درگذر کہ جب سلسلہ محبت کا باہم مستحکم
رنج مہمانی اور رسم میزبانی کا جیسا کہ اہل رسم کی عادت ہو فضول ہو بدترین دوستون
وہ ہین کہ جنکی جہت سے تکلف اور تکلیف کی نوبت پہونچے مصرع تکلف گر نباشد خوش
توان زیست * اور مین تیری دوستی کو سرمایہ زندگانی جانتا ہون کہ مکارم اخلاق تیرے
ہر ایک نعمت سے زیادہ ہین کہ مین وطن اور مسکن اور عشرت مملکت اور حشم و خدم سے دور پڑا
اور وحشت و خواری اور ذلت تنہائی مین مبتلا تھا باوجود اسکے تونے میری اس صحبت
منت تازہ مجھپر رکھی کہ بلاے رنج و محنت سے رستگاری پاکے تیری انسیت سے فیضیاب
اور سب کربت غربت میرے دل سے محو ہو گئی ہو جب اس بیت کے بیت یار ہو جب یا
ہرگز رنج غربت کا نہین * ہو اگر غربت تو ہو پر رنج فرقت کا نہین * ان مقدمات کے سبب
حق تیرا میری گردن پر بہت ہو اور یہ رسمیات عرفی واسطے انکے مقرر ہین جو محبت دلی سے بہرہ
نرکھتے ہون بیت بے تکلف دوست می باید کہ باشد زان دوست * در میان رسم تکلف
نباشد گو مباش * سنگ پشت نے کہا کہ اے دوست بے ریا غرض اس عرض سے
لوازم مہمانی کی رعایت منظور نہین ہو بلکہ مدعاے خاص یہ ہو کہ وہ ایسی صورت قرار پا
کہ اس جگہ خواہ اُس جگہ ہو پر ایکدم کی جدائی اسمین متصور نہو بیت گھر ہو یا باغ ہو یا کو
یا صحرا ہو * پر جدا مجھسے نہ اک آن وہ مہ سیما ہو * بندر نے کہا کہ اے محبت مین
قرب و بعد نہین ہو اگر دوستون مین بعد المشرقین کا اتفاق ہو مگر تسلی باہمدیگر
یاد کرنے مین حاصل ہوتی ہو کہ راحت دل ایک کی دوسرے کے تصور جمال سے
بس دوری صوری خیالات معنوی کی مانع نہین ہو سکتی ہو بیت قرب روحانی اگر
میان من و دوست * چہ تفاوت کند از بعد مکانی باشد * سنگ پشت نے
کرنا شروع کیا کہ اے یار اگرچہ غرض اس جانثار کی قبول نہ فرمانی تو تونے تو عزت میری

نفس کے آگے ہماکی ہین لیجائینگی بندر نے کہا کہ طالب رضاے دوست شریعت مروت مین
ہو اور مین خاطر شکنی تیری کسی طرح گوارا نہ کرونگا زیارت اور ملاقات تیرے اقربا کی اس
کی راحت جان ہو ولیکن گذرنا میرا اس دریاے بے پایان سے کہ مابین اس بیشے کے
اور جزیرے کے حائل ہو بہت عسیر ہو سنگ پشت نے کہا خاطر جمع رکھ کہ اپنی پشت پر تجھے
رکے باسانی تمام لیجاؤنگا کہ اصلا کسی طرح کی تکلیف نہ ہوگی ناچار بندر نے قبول کیا کہ
حاضر ہون جسطرح چاہو لیچل سنگ پشت جلدی سے اپنی پشت پر سوار کر کے روانہ ہوا جبکہ
دریا مین پہونچا اندیشہ کیا کہ مین ایسے آشناے بے ریا سے یہ کیا حرکت کرتا ہون کہ نتیجہ
سوا بدنامی اور روسیاہی کے اور کچھ نہین ہو اور ایک زن ناقص عقل کے واسطے دوست
سے وفا کرنا عادت ابرار سے بہت دور ہو اور شیطان کی خوشنودی کے واسطے
رضاے رحمان ہاتھ سے عمداً چھوڑنا سراپا جہل کا قصور ہو اس فکر مین ما بجا پانی مین
تا تھا اور نفس اور عقل سے بحث کرتا تھا اور آثار تردد مع اسکے حرکات و سکنات
ظاہر ہوتے تھے بوزنہ سمجھا کہ یہ حال اسکا بے سبب نہین ہو پوچھا کہ اے دوست باعث تفکر
سنگ پشت نے کہا کہ یہ کیونکر سمجھا تو کہ مین متفکر ہون بندر نے کہا کہ اے دوست تردد حرکات
ت اسیر گواہ ہین کہ تجھے اپنے نفس سے کچھ بحث ہو لیکن تو تردد نہ کر اور اگر میری دوستی پر
اعتماد ہو تو بلا تکلف مجھسے فرما کہ اگر جان تک تیرے کام آئیگی تو بھی قصور نہ کرونگا سنگ پشت
کہا کہ مجھے تردد یہ ہو کہ جفت کی بیماری کے سبب سے لوازم مہمانداری جیسا کہ چاہیے ادا
ینگے تو کسقدر ندامت اٹھاؤنگا بموجب اس مصرع کے مصرعہ اگر گناہ نہ بخشند شرمساری
ت + بوزنہ نے کہا کہ اگر مجھے دوست صادق جانتا ہو تو بیگانون کی طرح رسمیات مہمانداری
گذر کہ یہ بات طریقۂ آشنائی اور اتحاد کے منافی ہو بیت بیگانہ را برسم تکلف کنند دوست
دوستی ست تکلف چہ حاجت ست + سنگ پشت اور تھوڑی دور چلا اور پھر کھڑا ہوا
مین کہا کہ عورت مجھکو پیمان شکنی پر آمادہ کرتی ہو اور عورات ناصواب اندیش

اور بیوفا کیش کی بات پر عمل کرنا روش خردمندی سے بہت بعید ہی اور صواب دید زنان پر
نامردی اختیار کرنا مذہب امانت مین اور نزدیک اہل دین و دیانت کے بڑی بدعملی ہی
مبادا کس کہ از زن مہر جوید ٭ کہ از شورہ زمین گلہا نہ روید ٭ یہ دل مین کہا یہ سمجھ تو
بدگمانی بوزنہ کی اور زیادہ ہوئی اضطراب مین آیا اور دل مین کہا کہ جب دوست کے دل مین
پائے تو تدبیر صائب کی پناہ مین جائے یعنی از رفق اور مدارا سے آپ کو محفوظ رکھنا و جب
اگر یہ بدگمانی میری یقین کو پہونچی تو اسکی بداندیشی سے رد بسلامت لیگیا اور اگر اس گمان مین
خطا پڑی تو احتیاط کی راہ سے کوئی عیب لاحق نہین ہوتا ہی بیت گر او یار ست
امین بخفتی ٭ وگر کج باخت از مکرش برستی ٭ اسکے بعد سنگ پشت سے کہا کہ ای یار
بتا کہ یہ کیا ہی کہ ہر ساعت تو توسن خیال کو میدان فکر مین دوڑاتا ہی اور ہر دم غواص و
تیر اور یاے حیرت مین غوطہ مارتا ہی سنگ پشت نے کہا کہ ای برادر معذور ہون کہ ناتوانی
پریشانی نے زن و فرزند کی مجھے متفکر کر رکھا ہی بوزنہ نے کہا کہ تفکر تیرا بیجا ہی کہ بیمار
آسان اور بیچارہ اری مشکل ہی بھلا یہ کہ بیماری اسے کیا ہی اور معالجہ اسکا کس دوا سے
قرار پایا ہی کیونکہ ہر درد کے واسطے دوا معین ہی اور واسطے ہر رنج کے وجہ شفا کی حکیم مطلق
مقرر کی ہی اطباے مسیحا دم سے رجوع کرنا چاہیے جو کچھ وہ ایما کرے اسکا تدارک ک
لازم ہی سنگ پشت نے کہا کہ رجوع طبیبوں سے ہی اور انہنے دوا اچھی بتائی ہی مگر ہاتھ
اسکا خیلے دشوار ہی بوزنہ نے کہا وہ کونسی دوا ہی کہ عطارون کی دوکان اور دوا فروشون
خریطون مین نہین ہی اگر تو بیان کرے اور شاید میری تلاش سے ہم پہونچے تو اچھا
سنگ پشت نے سادہ دلی سے کہا کہ وہ دوا کمیاب ہی کہ جسکے باعث سے مین گرداب
تفکر مین گرفتار ہون یعنی وہ دل بوزنہ کا ہی بس سننے کے ساتھ ہی وہ سودا بوزنہ
دماغ مین پیدا ہوا اور آنکھون نے تاریکی حاصل کی بلکہ قوت عقل سے پاے استقلال
ثابت رکھا اور اپنے دل سے کہا کہ ای دل دیکھی تو نے شامت غفلت کی کہ کس و

ین پڑا اور سہل انگاری اور بےخبری کی علت سے کسی صحراے ہولناک کو پہونچا افسوس
ادہ غافل ہون کہ فریب منافق بدقوم پہ فریفتہ ہوا اور نفس صاحب غرض کی
ت فریب سے تیر آفت دل پر کھایا اب بجز تدبیر پیرانی اور عقل آرائی کے رستگاری نہین
ر شاسناگ پشت مین پڑا پھر بجز موت کے اور کوئی صورت رہائی کی نہ ہوگی جو کچھ خطا
ا ضرر کا مقدار ہوا اسکے بعد سناگ پشت سے کہا کہ قصہ اُس مستورہ کے علاج کا سنا
نے اسکا تدارک بہت آسان ہی کچھ فکر نہ کر کہ ہماری بھی قوم کی عورتون کو یہ مرض اکثر
ہو اور دل بھی آنکھین نکال دیتے ہین اور اُس سے ہمین کچھ رنج بھی نہین ہوتا ہی
بات ہمارے نزدیک آسان ہی کہ دل کو سینے سے باہر نکالنا اور بعد کام لینے کے پھر
ین رکھدینا یہ اکثر ہوا کرتا ہی اور ہماری قوم بےدل بھی زندگانی کر سکتی ہی یہ ایک شی محقر ہی
ے دوست سے ہرگز دریغ نہ کرونگا تو نے ناحق آپ کو رنج مین ڈالا شاید میرے ضرر کا
اندیشہ تھا اُس فکر مین تو اتنا مشوش و المناک تھا یہ بھی منشا محبت صادق کا ہی اگر
اس سے ضرر پہونچتا تو بھی مین مضائقہ ایسے دوست باصفا سے نہ کرتا چہ جا کہ مجھے ضرر
نہ پہونچے اور تیرا فائدہ ہو تو اس سے کیا بہتر ہی اور حکما نے کہا ہی کہ چار جا نفع سے
ین دریغ کرنا نہ چاہیے اول بادشاہ عادل کہ صلاح خاص و عام کے واسطے کسی سے
چیز طلب کرے تو دریغ اُسمین حرام ہی دوسرے جو درویش مستحق خدمت کچھ حق اللہ مین
سوال کرے تو اُس سے منھ نہ پھیرے تیسرے شاگرد نیاز مند جو مستعد حصول علم
ہو وہ اگر طلب علم کرے تو اُستاد کو واجب ہی کہ اسے رہنمونی کرے چوتھے دوست
کے واسطے جو بات کہ بہتری کی ہو بشرط دسترس اُسمین ہرگز قاصر نہ ہو اگر اس جگہ
تو نے کہا ہوتا تو مین دل کو ساتھ لیتا آتا ایک عرصہ دراز سے مین نے اُسے
ے علیحدہ رکھ دیا ہی وجہ اُسکی یہ ہی کہ مین اُس سے از بس تنگ آیا ہون کہ ہرگز
ے جانے مین مجھے رنج نہین ہی بلکہ دو سبب سے راحت ہی ایک یہ کہ تیری زوجہ کو

صحت اور تیرا آرام دل ہے یہ سراسر راحت میری رنج کی ہر وہ مرتبہ کہ وہ زیادہ از حد غ
اندوہ سے بھر گیا ہے اسلیے کوئی چیز اسکی صحبت سے دشوار تر مجھپر نہین ہے اگر ایسی جگہ ظرف
کہ جس سے مجھے راحت اور مجھے رستگاری حاصل ہو تو عین راحت اور سرمایہ فراغت
جنگ نشت نے کہا کہ دل تیرا کہان ہے اور اپنے ساتھ کیون نہ لایا موزنیہ
کہا کہ گھر مین چھوڑ آیا ہون اسلیے کہ ہماری قوم کی رسم ہے کہ جب کسی دوست نو
ملاقات کو جاتے ہین تو دل کو ساتھ نہین لیجاتے ہین تا اُنپر نحوست وارد نہ ہو
شگون بد کی شامت مین نہ پڑین کہ دل اصل مین مجموعہ رنج و محنت اور منبع مشقت
دائمی ہے اور ہر دم خیالات غم ماضی مین عیش صافی کو مکدر کرتا رہتا ہے اور دل کا نا
جو قلب رکھا ہے وجہ یہ ہے کہ انقلاب اسکی خلقت مین رکھا ہے ہر ساعت مین میل ا
خیر سے شر کی طرف اور نفع سے ضرر کی طرف رہتا ہے **بیت** دمبدم فکر نئی ذکر نیا
دھیان نیا ۔ روز کاشانۂ خاطر مین ہے مہمان نیا ۔ مین نے جب کہ قصد تیرے عزیز
اور اقربا کے دیدار کا کیا دل کو اُسی جگہ چھوڑ دیا تا بلا دغدغہ زیارت سب کی حاصل کرو
نار یہ بات بہت بُری ہے کہ مین معلوم کرون کہ تیری اہلیہ کی یہ نروا ہے اور دل کو مکان
چھوڑ آؤن اگرچہ تیری جانب سے خاطر جمع ہے کہ تو میری صداقت محبت کو خوب جانتا
لیکن اور لوگ سب مجھے مقام دوستی مین کتنا نالائق جانینگے اور کیا کیا ملامت کرینگے
تیری بھی اسمین سُبکی ہے کہ کیون ایسے خود غرض کو آشنا کیا تھا بس حیف ہے مجھپر کہ دل
ساتھ لیکر نہ آیا اور کبھی نہ لا کہ میرے قول کی تصدیق کریگا تو بھی قوم اعتبا
نہ کریگی بلکہ سب یہی کہینگے کہ دانستہ اُسنے دل چُرایا اور گھر مین چھوڑ آیا اس رسم مذکور
زنہار یقین نہ لاینگے اور اتنا شکوہ مجھے ہے کہ تو نے جان بوجھ کے تکلف کیا کہ میرے
بھیجی کو اپنی نہ سمجھا اگر ایک صورت سے تو بھی معذور ہے کہ تیری قوم مین اور بلکہ س
قومون مین شاید یہی قاعدہ ہے کہ اگر دل نہ ہو تو زندہ نہین رہتے ہین بس یہ جان

ظور نہ ہوا کہ میرا دوست ہلاک ہو جائیگا سو ایسا نہیں ہی کہ ہماری خلقت خدا نے اسطرح کی
دل سے زندگانی کو کچھ علاقہ نہین ہی جیسا کہ خون فاسد بدن ہی مین پیدا ہوتا ہی اور
نکال ڈالتے ہین تو راحت ہوتی ہی اسی طرح دل کو غم سے بھرا ہوا ہی اُسکے نکالنے سے
فرحت ہوتی ہی پس ایسی صورت مین مصرعہ چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار ٭
میرا فراغ خاطر اور دوسرے تیرے اقربا کی راحت اب مناسب ہی کہ اتنی تکلیف
ہ کا خیال نہ کر اور یہین سے مجھ چل کہ تا ول کو ساتھ لے کے چلون اور شرمندگی
ہجون سنگ پشت فوراً پھرا اور بہت شاد و خرم تھا کہ مراد بھی حاصل ہوئی اور کوئی
ں بھی عاید نہ ہوئی اس خیال سے جلد کنارے پہونچا بوزنہ بہت کرے
ا اور شکر خدا ہزار زبان سے ادا کیا ایک ساعت کے بعد سنگ پشت نے آواز
ای یار جلد چل کہ وقت تنگ اور عرصہ منزل کا بہت دور ہی بوزنہ نے بلب خندۂ دندان نما
در کہا کہ مین نے عمر اپنی جہانداری اور شہریاری مین بسر کی ہی اور گرم و سرد زمانہ خوب
ی ہر چند زمانے نے داد اپنی مجھسے لی اور آسمان نے جو کچھ مجھے بخشا تھا سو پھیر لیا
ملو بون اور فلاکت زدون کے زمرے مین ڈال دیا لیکن ابتک اتنا از خود رفتہ
ن ہوا ہون کہ فوائد اور نقصان تنہائی کو نہ سمجھون اور وفاق اور نفاق کو نہ پہچانون
اس بات سے درگذرا اور جوانمردون کی مجلس مین آج سے قدم نہ رکھنا اور پھر بھی
ن وفاداری و مروت مین دم نہ مارنا بیت مہر تا مہر وفا در بزم خوبان ٭ کہ بوے
فاداری ندارد ٭ اور یون تو جوانمردی اور وفاداری کا ہر کوئی دعوے کرتا ہی
ن امتحان کے وقت حال سب کا کھلتا ہی بیت خوش بود گر محک تجربہ آید بمیان ٭
روے شود ہر کہ در وغش باشد ٭ سنگ پشت نے فریاد کی کہ کیا گمان ہی کہ میری
کیا تو نے جانا کہ تیری رضا کے خلاف کوئی بات دل مین میرے گذری ہو یا کوئی اور
ہ کا قصد نسبت تیری میرے دل مین آیا ہو اگر صد ہزار سنگ جفا میرے سر پر تو ڈالیگا

تو بھی تیری آشنائی سے گردن تابی نہ کرونگا اور اگر تیغ بے التفاتی سے سینہ میرا چاک کر
تیری آرزوے وصال سے دل نہ اٹھاؤنگا بوزنہ نے کہا کہ او احمق مین وہ نہین ہون کہ
فریب مین پھر آؤن کیا مضمون حدیث شریف کا نہین سنا تو نے کہ صاحب ایمان ایک سو
دو بار کاٹا نہین جاتا معنی اسکے یہ ہین کہ صاحب ایمان احمق نہین ہوتا ہی کہ دو بار کسی کا فر
کھائے کیا قصہ روباہ کا نہین سنا تو نے کہ کہتی تھی کہ وہ گدھا گوش و دل نہ رکھتا تھا
پوچھا کہ یہ ماجرا کیونکر تھا **حکایت** بندر نے کہا کہ کہتے ہین کہ ایک شیر خارش کی عل
مبتلا ہوا باوجود تپ دائمی کے شدت خارش سے بہت مضطر تھا اور قوت بالکل
ہو گئی بلکہ شکار کی بھی طاقت نہ رہی اُس شیر کی خدمت مین ایک روباہ تھی کہ فضلہ
اُسکے طعمہ کا چُن کھاتی تھی بس یہی اُسکا قوت تھا جب کہ شیر شکار سے درماند
نوبت روباہ کی اضطراب کو پہونچی ایک دن غلبۂ اشتہا اور تنگی معیشت سے
ملامت کرنے لگی کہ اے بادشاہ درندون کے تیری بیماری نے اس بیشہ کے جانور
ملول کر رکھا ہی اور ضعف تیرا جمیع رعایا کے دل مین سرایت کر گیا ہی اس بیماری کی
کسلیے نہین کرتا ہی اور اس درد و بیماری کی فکر سے کیون غافل ہی شیر نے آہ سرد
کہا شعر ع مرا خاریست در دل کان بسوزن بر نمی آید ✤ اے روباہ مدت گذری ہی کہ
رنج مین خون دل پیتا ہون اور روز بروز کاہیدہ ہوتا جاتا ہون نہین جانتا
کہ اس درد کی کیا دوا ہی مگر ایک طبیب کہ جسکے قول پر مجھے اعتماد ہی اُسنے
کہ گدھے کے دل اور کان کھانے کے سوا اور کوئی علاج اسکا نہین ہی
سے مین اس اندیشے مین ہون کہ کس تدبیر سے گدھا ہاتھ آئے کہ میری دوا
روباہ نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو یہ ناچیز اسکی تدبیر کرے امید ہی کہ برکت اقبال
سلطانی اور سعادت دولت جاودانی سے مقصود حاصل ہو شیر نے کہا کہ کیا
کر گی اور دفتر مکر سے کیا افسون پڑھیگی اور مجھے اس گدھے کے پاس کس بہا

ی روباہ نے کہا کہ اے بادشاہ تجھکو اس صورت سے باہر آنا چاہیے کہ بدن پر کوئی بال باقی نہین ہی
ت شکوہ و شہامت بادشاہی کے منافی ہی اور شان شاہنشاہی اسمین ہی کہ خویش و بیگانہ
ل و شمائل سے بادشاہ کو دیکھین تو بہت نامناسب ہی بلکہ صلاح یہ ہی کہ مین گدھے کو کسی
سے اس بیشے مین لگا لاؤن اور بادشاہ اسکا شکار کرکے جو چاہے اسمین سے تناول فرمائے
کہا کہ کہان سے اور کیونکر لائیگی روباہ نے جواب دیا کہ اس جنگل کے قریب ایک چشمہ ہی وہان
ایک دھوبی کپڑے دھونے کو آتا ہی اور جو گدھا اسکا باربردار ہی وہین چرا کرتا ہی اسکو کسی
سے اس جنگل مین لے آؤنگی لیکن بادشاہ اسکا کان و دل کھا کے باقی ہم لوگون کو عنایت
ادشاہ نے اسکی بات قبول کی اور عہد کیا کہ باقی سب گوشت تم سبکو دونگا روباہ نے اس
ہ بادشاہ فقط دل اور کان کھائیگا باقی سب ہمین بچ رہیگا اس چشمے کی طرف روانہ ہوئی
ھے کو دیکھا آداب و تسلیمات بجالائی اور نہایت ملائمت سے پیش آئی بیت شیرین زبانی
و خوشی ٭ توانی کہ پیلے بموئے کشی ٭ اور بکمال شفقت کہا کہ اے برادر تجھے نزار اور رنجور
یون سبب کیا ہی اسنے کہا کہ یہ گاذر ہمیشہ مجھسے محنت لیتا ہی اور میری خبرگیری
نہی کرتا ہی الم سے دانہ و علف کے جان تلف ہوئی جاتی ہی اور اُسے مطلق میرا
م نہین ہی قریب ہی کہ میرا اخر مین عمر برباد و فنا ہو جائے اور یہ ابیات زبان پر لایا
ت بجز خویش تیمارے ندیدم ٭ زکاہ و جو ہمین نامے شنیدم ٭ خورم ہر روز
رزیر این بار ٭ ہمہ شب خاک می لیسم ز دیوار ٭ نکن عیبم اگر زار و نزارم ٭
خاک و خون خوردے ندارم ٭ روباہ نے کہا کہ اے سلیم الطبع اگر پانون مین طاقت
ہی تو کسلیے مبتلا اس بلا کا رہتا ہی گدھے نے کہا کہ مین بار گیتی مین مشہور ہو
ہیں جہان جاؤنگا یہ بلا میرے واسطے موجود ہوگی اور مین تنہا اس بلا مین
صوص نہین ہون بلکہ سب میرے ابنائے جنس اسی آفت مین گرفتار ہین
سطے دل مین سمجھ لیا ہی کہ ہر جگہ ہمین یہی جام بلا نوش کرنا ہی اور جامہ جفا کا ہمارے ہی

واسطے قطع کیا گیا ہی پھر دربدر کے پھرنے سے ایک ہی در پر مقید رہنا بہتر ہی اور اسمیں
کم بیش آوے اُسپر راضی رہنا مناسب ہی روباہ نے کہا کہ غلط سمجھا ہی تو اللہ تعا
فرماتا ہی اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَۃٌ یعنے بالتحقیق کہ زمین میری وسیع ہی اور منشور نے یہ
اَلْاَرْضِ کے مردان جفاکیش کے واسطے نزول پایا ہی گدہے نے کہا ہر چند کوئی
کرے زیادہ مقدر سے نہ ملیگا پھر حرص کو بڑھانا اور بارشد ائد سفر عمداً اسی
زیادہ کرنا عقل دور اندیش سے دور ہی **نظم مولوی معنوی** رزق آید
پیش ہر کو رزق جست ❊ رنج کوششہا زبے صبری تست ❊ جملہ را رزاق روزی می
قسمت ہر یک بہ پیش می نہد ❊ روباہ نے کہا کہ یہ مرتبہ توکل کا ہی اور طریق اہل
جا رہا ہی یہ نہیں جو کوئی کہ اس مقام کو نہ پہونچا ہو اُسے چاہیے کہ بموجب حکم الٰہی کے
اسباب میں تدبیر سے غفلت نہ کرے اور ایک وسیلہ روزی کا مقرر رہیدا کرے
اسی واسطے اللہ کو مسبب الاسباب کہتے ہین جو موافق حکم الٰہی کے تدبیر کریگا
مسبب پروردگار درست کرکے کوئی راہ نکال دیگا کیا یہ مصرع تیرے گوش
نہین پہونچا ہی ع بکسب کوش کہ کاسب بود حبیب اللہ ❊ اگر تو راضی ہو تو اس
مین لیچلون کہ زمین اُسکی مانند کارگاہ زمرد فروشان سرسبز اور آبدار ہی اور ہوا اُسکی
طبلۂ عطار معطر اور نسیم اُسکی مانند مشک خالص کے معنبر ہی **نظم** ہوائے خو
میوہای فراخ ❊ درختان بار آور و سبز شاخ ❊ نسیم و گل و لالہ و فاختہ ❊ چو
مسدم بہم ساختہ ❊ اور اس سے پہلے ایک اور گدہا کہ زیادہ از حد نزار تھا
اس چشمے پر اُس سے بھی ملاقات ہوئی تھی دیکھا تو حال اُسکا تجھسے بھی لاغر زیاد
اور قریب بہلاکت تھا مجھے اپنی عادت کے موافق اُسپر بھی رحم آیا اور اسی مرغزا
اُسے پہونچا دیا اُسنے چند روز بفراغ دل اور خاطر خواہ اپنے کھایا اور رہا اب دیکھنے
قابل ہی کہ اپنے ہمجنس مین آج اُسکا ثانی فربہ اور مسرور الحال نہ ہوگا تو بھی اگر چلے اور

ے محنت ورنج اوقات بسر ہی کرو تو اس سے زیادہ کوئی راحت نہین ہو گویا زندہ در بہشت ہونا ہی
ختیار ہی اور مجھے بجز شفقت بیریا اور کون کام تجھسے متعلق ہو القصہ روباہ نے ایسا دم دلاسہ
ب دم کیا کہ جس نا شخص کی نان طمع تنور تزویر مین پختہ ہوئی مگر وہ گدھا اس سے غافل تھا
ارہ مجھے اجل کے درپے لیے جاتی ہو کہا کہ ای دوست بے ریا خوب جانتا ہون کہ تجھسے
ے شفقت اور مجھسے کیا مطلب ہی بس ایسے دوست بے غرض کی بات نہ ماننا ناصواب اندیشی
خلاف ہی ع ہرچہ فرمائی بجان من بندہ فرمان برم * القصہ روباہ شیر کے
اسے لے آئی شیر نے فوراً اسپر چنگل مارا گدھا زخمی ہو کر بھاگا بسبب ضعف اور
ے کے شیر سے تحمل نہ ہوسکا روباہ نے شیر کی اسقدر ناتوانی پر تعجب اور ملامت آغاز کی کہ
ن بے فائدہ کیا نتیجہ رکھتی تھی اور تعجیل کرنا اس کام مین کہ جسکی فرصت باقی ہو کیا ضرور
بلکہ عقل کے لائق یہ تھا کہ ضبط کرتا اور ثبات بادشاہی کے مناسب تھا کہ عنان
ن ہاتھ سے نہ دیتا تا انجام کام کا پشیمانی کو نہ پہنچتا ع از پشیمانی چہ سود
ن کہ کار از دست رفت * روباہ کی باتین شیر پر گران گذرین اور دل مین کہا کہ
تا ہون کہ مین نے عمداً اہمال کیا تو بے خردی اور سستی رای سے منسوب ہوتا ہون اور
بہ نفس کا اقرار کرتا ہون تو حریصون اور سبکون مین شمار کیا جاتا ہون اور اگر ضعف اور
ی کا عذر درمیان لاتا ہون تو ملازمون کی نظرون مین حقیر ہوتا ہون صلاح یہ ہو کہ جواب
کا غضب اور غصے سے دون اور ایسی گستاخی سے منع کرون اسکے بعد شیر نے
سے کہا کہ ای روباہ بادشاہون کے کام مین ملازم کو دم مارنا اور راز کا پوچھنا بڑی بے ادبی ہی
دشاہون کا ہر جا کی پیروش ہونا چاہیے اور جو بادشاہ سمجھتے ہین اُس سے رای رعایا کی
ن پہونچتی ہی مثل عرب کی ہی لَا تَحْمِلُ عَطَايَاهُمْ اِلَّا مَطَايَاهُمْ غنانہ۔ اسکا یہ ہی کہ بخشش بادشاہون
کی اُٹھا نہین سکتا مگر باربردار بادشاہون کے اسی طرح راز بادشاہون کا رعیت
ن جاتی ہی مگر جو شیر لائق اسکے ہوتے ہین ای روباہ اس خیال اور قیل وقال سے

در گذر اور ایسی تدبیر کر کہ گدھا پھر ہاتھ آئے اور اس خدمت سے رسوخ تیرا زیادہ ہو جا
دوبارہ گدھے کے نزدیک آئی اور تملق تمام سے رسم سلام بجالائی گدھے نے منھ پھیر لیا او
ای سکارہ بدکار اول مجھسے وعدہ آزادی کا کیا اور بعد اسکے شیر کے پنجے مین ڈال دیا تو نے
نے کہا کہ ای سلیم دل کیا خیال کیا تو نے کہ بمجرد دیکھنے طلسم کے بھاگ آیا اور ہنوز خار و گل بی
نہ کی تھی کہ تماشائے گلزار سے کنارہ کر آیا یہ جو تو نے دیکھا حکما نے اہل بیشہ کی تفریح ط
واسطے طلسم بنایا ہی یہ مرغزار وہ ہی کہ سوائے جنت کے اسکا نظیر عالم مین نہین ہی کہ بہار
و گل سے شاداب ہی اگر طلسم نہ ہوتا تو جانور سب بیشون کے اسمین آ بھرتے اور رونق ا
اسکا برباد کر دیتے اسواسطے یہ تدبیر حکما نے کی ہی کہ سوائے محرم کے غیر دخل نہ پائے ا
کوئی اتفاقاً آجائے سو اس طلسم سے ڈر کے بھاگ جائے جیسا کہ تو بھاگ آیا بھلا تو
یہ نہ جانا کہ مین تیرے ساتھ ہون پہلے جو کچھ ہوتا تو مجھ ضعیف پر ہوتا تو تو مجھ سے قوی ہی اگر
ہوتا تو کیونکر مجھے چھوڑتا کہ رات دن مین اپنے بیشے مین پھرتی ہون اور تو کہان سے ا
قوی تھا کہ شیر کے پنجے سے چھوٹ جاتا بلکہ تو نے میری ہنسی یارون مین کروائی کہ س
کہنے لگے کہ اسی دوست کی عقل و فراست کی مدح کرتی تھی کہ پہلے طلسم کو دیکھ کے ڈر گیا اور ہو
حقیقت حال اس جگہ کی سوائے دوست ولی کے اور سے ظاہر نہین کرتے ہین اور یہ جو
دیکھا محض طلسم اور سحر کاری حکما کی ہی مین نے پہلے چاہا تھا کہ تجھے آگاہ کرون کہ ایسی چیز د
دیکھ کے خوف نہ کرنا یہ سب طلسم ہی مگر تیرے اختلاط مین فراموش ہو گیا اب تو تجھے معلوم ہو
پھر میرے ساتھ چل کہ تا جو مین نے کہا ہی اسکا لطف دکھاؤن اور سب طلسمون
تجھے جا بجا آگاہ کرتی جاؤن خر بے خرد دوبارہ فریب سحر آمیز پر فریفتہ ہو کہ روباہ
ہمراہ ہوا روباہ نے چند قدم آگے بڑھ کے شیر کو اسکے آنے کا مژدہ دیا اور کہا کہ مطل
جنبش نہ کرنا اور مانند نقش دیوار ساکت رہنا اگر تیرے برابر سے بھی نکلے تو جنبش
نہ کرنا اور جب تک فرصت وافی اور قوت کافی نہ پانا ارادہ نہ کرنا شیر نے روباہ کی با

ن کی اور بیکار تھا جبکہ گدھا شیر کے نزدیک آیا روباہ نے کہا کہ دیکھ یہ وہی طلسم ہے گدھا شیر
کو دیکھ کر ڈرتا تھا شیر مطلق حرکت نہ کرتا تھا جبکہ خاطر جمع ہوئی گدھا خوش خوش بے خوف و
خطر دوڑا گرد شیر کے پھرنے لگا آخر کو ایک مدت سے بھوکا تھا سبزہ زار خاطر خواہ پا کے کشادہ پیشانی
غفلت تمام سے مشغول چراگاہ ہوا جبکہ خوب شکم سیر ہوا اُسی سبزے پر بآرام تمام سو رہا شیر
غافل پا کے جست کی اور پیٹ گدھے کا پھاڑ ڈالا اور روباہ سے کہا کہ تو اس جنگل
میں رہ کہ میں غسل کر کے آؤں تو اسکے کان اور دل کھاؤں کہ حکیم نے یوں ہی حکم
شیر غسل کو گیا روباہ نے دل اور کان گدھے کے نوش فرمائے شیر غسل سے
فراغت کر کے آیا ہر چند گوش و دل کو ڈھونڈھا ایک کو بھی نہ پایا روباہ سے کہا کہ دونوں
چیزیں کہ میرے علاج میں کیا ہوئے روباہ نے کہا کہ بادشاہ کی بقا ہو یہ گدھا نہ دل رکھتا تھا
نہ گوش اور وجہ اسکی یہ ہے کہ اگر دل ہوتا تو دل عقل کی جگہ ہے اگر اسمیں عقل ہوتی تو میرے
فریب میں دوبارہ کیوں آتا اور کان ہوتے تو کان سماعت کی جگہ ہے اور یہ ذلت اور حملہ بادشاہ کا
آنکھ سے دیکھ چکا تھا پھر میری بات کو نہ سنتا اور اپنے پاؤں سے آپ گور میں نہ آتا بندر نے
سنگ پشت سے کہا کہ اس مثل کا حاصل یہ ہے کہ میں گدھے کی طرح بے دل اور بے گوش
نہیں ہوں بلکہ تجھسے کمتوں کو میں نے گدھا بنا ڈالا ہے فقط تقاضاے تنہائی تھا کہ دل
بہلانے کے واسطے تجھسے کم ظرف اور بد قوم سے دوستی اختیار کی تھی سو اسکا عوض
پایا تھا اگر پروردگار عالم نے عقل سلیم عطا نہ کی ہوتی تو تو نے ایک زن ناپاک کے
واسطے میری ہلاکت میں کچھ باقی نہ رکھا تھا چنانچہ یہ بیت حسب حال میرے ہے بیت
صد حیف نام محبت مٹا دیا ✣ تو قتل کر چکا تھا خدا نے بچا لیا ✣ اب راہ اپنی سے لے
اور توقع زنہار نہ رکھ کہ میں تیرے ساتھ چلوں یا تجھسے میں کلام کروں اور یقین جان لے

بیت گر ماہ شوی بہ آسمان کم نگرم ✣ ور سرو شوی بہ بوستان کم گذرم ✣

سنگ پشت نے کہا کہ سچ کہا تو نے انکار اور اقرار میرا یکسان ہے تجھسے وہ زخم کاری تیرے

دل کو پہونچا ہی کہ جسکا التیام تمام عمر ممکن نہین ہی اور داغ میری بدکاری اور جفا کاری کا ایسا تیر
دل پر بیٹھا ہی کہ محو ہونا اُسکا حیز امکان مین نہین آتا ہی اب مین نے شربت تلخ فراق کے تجرع
دل کو راضی کیا اور تن کو تیغ زہر آبدار ہجران کا اسیر بنایا یہ کہا اور خجل و شرمندہ اپنے جزیرے
پھر گیا اور تمام عمر مفارقت مین ایسے یار وفادار کی روتا رہا یہ ہی داستان اُس شخص کی کہ جو
دوست کو بے محنت و مشقت پائے اور بسبب نادانی اور غفلت کے ہاتھ سے کھودے
اور رنج دائم جاوید مین گرفتار رہے اسکے بعد اگر ہزار بار سنگ پر سے اور سر سنگ سے
مارے تو بھی مفید مطلب نہو اگر اہل خرد ہی تو اس حکایت کے مضمون کو اپنا پیشوا کرے
اور اگر کوئی مطلب مرغوب یا کوئی صادق ہاتھ آئے تو اُسے عزیز رکھے چنانچہ یہ قطعہ
حاصل اس حکایت کا ہی **قطعہ** مطلوب چون بدست بود مغتنم شمار ✣ وان راز کف مدہ
پشیمانی آورد ✣ بسیار کس کہ گنج زر آسان دہد بباد ✣ وانراز کف مدہ ورمے غصہ ہا خورد
ازدست رفتہ ہیچ نیابد بہیچ حال ✣ چندانکہ او فغان کند و جامہ ہا درد ✣

باب چھٹا آفت مین تعجیل و شتابکاری کے

دابشلیم نے رائے پر برہمن روشن ضمیر کے آفرین کی اور کہا **بیت** زہے ضمیر تو از سر کن
واقعت ✣ زہے بیان تو اسرار علم را کاشف ✣ بیان فرمائی تونے داستان ا
لوگون کی کہ اپنی مراد پر قادر ہوے اور اُسکی حفاظت مین تغافل کیا اور قد
اُسکی نہ جانی اور مطلوب کو ہاتھ سے کھودیا اور تمام عمر اُسکا تاسف رہا
بعد حسرت واندوہ سے کچھ فائدہ مترتب نہوا اب ارشاد فرما اُن لوگون کی مثل
کہ جو عزیمت کار مین تعجیل کرتے ہین اور فوائد تدبر اور فکر و تامل سے غافل رہتے ہین
اُنکا خاتمہ حال کا کسطرح پر ہوتا ہی اور جو کوئی کہ تخم شتابکاری کو مزرع دل
مین بوتا ہی کیا ثمرہ اُسکا پھل پاتا ہی برہمن نے دعا دی اور کہا

دشاہ تیرا مطیع آسمان رہے ❊ روے زمین پہ حکم ہمیشہ روان رہے ❊ تیری بہار سلطنت و
ں وجود سے ❊ مثل بہشت باغ جہان بے خزان رہے ❊ جسنے کہ بناے کار اپنی صبر و
ت پر نہ رکھی اور بنیاد کام کی خلاف وقار اور سکون کے برپا کی انجام اُسکا ملامت اور ندامت کو
ر پہونچیگا اور خصلت پسندیدہ کہ آدمیون کے واسطے خلاق عالم نے مقرر فرمائی ہی اور
ں کے سبب سے رتبہ تکریم انسان نے پایا ہی وہ حلم اور علم اور ثبات اور وقار ہی **بیت**
باری تخریبی خرد است ❊ ہر کرا علم نیست دیو و دد است ❊ یہ نکتہ اسی واسطے مقرر کیا ہی احکما کا
ب حلم کو مقلوب کردے یعنی اُلٹ ڈالے تو ملح ہوتا ہی اور ملح نمک کو کہتے ہین اور
تلخ ہوتا ہی تو جب کوئی شخص برعکس حلم کے کام کریگا مقرر تلخی مین پڑیگا اگر طعام
سا ہی خوب ہو جب نمک تلخ اسمین ڈالوگے کہانے کے قابل نہ رہیگا اسی طرح
سان کو کیسا ہی ہنر حاصل ہو جبکہ درشت خوئی اور بیہودہ گوئی شعار اپنا کریگا ہر کسی کو
س سے تنفر ہوگا اور اللہ تعالے قرآن مجید مین فرماتا ہی وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ
نْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ باوجود اس کمالات اور خلق کریم کے کہ تمام کائنات کی نیکیان
جلال اللہ تعالے نے ذات پاک سید عالم مین جمع کی تہین یہ خطاب
تا ہی کہ ای محمد اگر تو درشت خو اور سخت دل اور خشمگین اور کینہ کش ہوتا تو ہر آئینہ
ب کو اکب اصحاب کہ مانند ستارگان ثریا تیرے گرد جمع ہین مثل بنات النعش
رق ہو جاتے اس سے معلوم ہوا کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش خلق
لیم دل اور ہنس مکھ تہے اور دوسرے صاحب خلت اور پدر ملت ابراہیم علی نبینا
لصلوٰۃ الرحمن کو اس صفت سے ستایش فرماتا ہی اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ خلاصہ
یت کا یہ ہی تحقیق کہ ابراہیم حلیم ہی اس واسطے کہ حلیم محبوب قلوب ہوتا ہی اور دل
خواص وعوام کے اس صفت پر میل کرتے ہین **بیت** ستون خرد بردباری بود ❊
ہمیشہ بخواری بود ❊ دانشمند کبھی شتابکاری نہین کرتے ہین حکیم کامل

شتابی کو وسوسۂ شیطان جانتے ہین اَلتَّأَنِّی مِنَ الرَّحمٰنِ وَالعَجَلَةُ مِنَ الشَّیطَانِ اور اسی مضمون
سالک نظم مین مولوی معنوی نے یون پرویا ہی **مثنوی** مکر شیطان ست تعجیل و شتاب
رحمان ست صبر و اجتناب ✤ با تانی گشت موجود از خدا ✤ تا بشش روز این زمین و چرخ
ورنہ قادر بود او کز کاف و نون ✤ صد زمین در یکدم آوردے برون ✤ این تانی از پئے
نست ✤ صبر کن در کار دیر آید درست ✤ جو کوئی کہ باگ اختیار کی تعجیل کے ہاتھ مین سپرد
ہر آئنہ مرکب اُسکے نفس کا مُنھ زوری کرکے صحراے ضلالت کی طرف کھینچ لیجائیگا اور خا
اس امر کا حسرت اور تاسف پر ہوگا **بیت** ہر کہ بے فکر و تانی عملے گیرد پیش ✤ آخر ا
ازان کردہ پشیمان گردد ✤ مناسب اس بات کے حکایات بسیار اور روایات بے شمار
صحائف اخبار مین مسطور ہین اور اول سب حکایتون مین سے حکایت اُس زاہد کی
تعجیل مین بے تامل قدم رکھا اور اپنا سر کھویا لائق اس سیاق کے ہی راے دابشلیم نے
کہ تفصیل اسکی کیا ہی **حکایت** برہمن نے کہا کہ ایک زاہد نے بعد اختیار کمال تجرد چا
نکاح سنت موکدہ اور مشتمل ہی فائدہ ہاے بسیار سے اُسے اختیار کرے چنانچہ اس بات
ایک اور زاہد ہمراز سے مشورہ کیا اُسنے کہا کہ فکر بہت مناسب کی تونے کہ کدخدائی
معیشت اور کمال صلاحیت اور بہت سے فوائد دینی اسمین مندرج ہین اور محفوظ
متاع خانہ کا اور حاصل ہونا اولاد کا کہ بقاے نسل اور ذکر جمیل اُس سے مقصو
نظم مرد را ہرگز نگیرد چہرۂ دولت فروغ ✤ تا بروے زن نیفروزد چراغ
خانمان ✤ عمر در کنج تجرد بگذران ذیگر کہ ہست ✤ عشرت آباد تاہل روضۂ
امن و امان ✤ لاکن کوشش کرکہ رفیق شفیق ہاتھ آئے کہ وہ راحت جان ہی اور
ناموافق سے پرہیز کہ وہ باعث بربادی عزت اور خرابی مال و جان ہی زاہد
پوچھا کہ موافقت کس عورت سے کرنا چاہیے اُسنے جواب دیا کہ پاکدامن ہو کہ شوہر
بدل دوست رکھے اور خیانت اور خباثت سے پرہیز کرے کہ ایسی عورت جہان جاتی

حکایت زاہد اور [illegible] نکاح

...عمر کی رفیق ہو جاتی ہے قطعہ صلاح ہر دو جہانست صحبت زن نیک ٭ زہے سعادت مردے کہ زن
...ن دارد ٭ بلند نامی و راحت دلی تواند یافت ٭ کسے کہ طالع فرخندہ ہمنشین دارد ٭ زاہد نے
...کن عورتوں سے پرہیز کرے دوسرے زاہد نے جواب دیا کہ تین قسم کی عورتوں سے
...پرہیز واجب ہے حنانہ و منانہ و انانہ حنانہ اُسے کہتے ہیں کہ جسکا پہلا خاوند مر گیا ہو
...بیوہ یا طلاقی ہو اور اُسکی صحبت کا غم رکھتی ہو اور منانہ وہ ہے کہ تجھسے مال میں زیادہ ہو
...اپنے مال سے تجھپر منت رکھے اور انانہ اُسے کہتے ہیں کہ جب شوہر کو دیکھے آواز
...ضعیف کرے اور بیمار بنجائے دیدار سے ایسی عورت کے ہر ساعت تاریکی موت کی
...آتی ہے بیت زن بد در سرائے مرد نکو ٭ ہمدرین عالم است دوزخ او ٭ دوسری
...پوچھا کہ زن کس سن کی اختیار کرنا چاہیے کہا کہ زن جوان و نو رسیدہ چاہیے
...جس سے ہمیشہ راحت دکھاتی رہے اور زن عجوزہ طراوت رخسار لیجاتی ہے
...مباشرت اُسکی ضعف اور سستی لاتی ہے نظم آن زنے را کہ پشت شد چو کمان ٭
...آتش از تیر مے گرد ٭ صحبت دختر سے کہ جان بخشد ٭ زہر قاتل شود چو پیر شود ٭
...عورت دس سال سے بیس سال تک موضع امن و امان اور محل امید واری ہے اور بیس
...سے تیس سال تک آرام دل اور لذت جان طالبان ہوتی ہے اور تیس سے چالیس سال تک
...سبب اولاد کی جاتی ہے اور چالیس سے پچاس تک زرق و سالوس کی پابند رہتی ہے اور
...جب پچاس سے گذری مار سیاہ اور آفت مال و جاہ اور گلشن خزان رسیدہ اور
...باران دیدہ اور چشمہ انباشتہ اور زمین ناکاشتہ اور اژدہائے بے گنج اور
...محنت و رنج اور کالی بلا ہو جاتی ہے کما قال الشیخ ابو علی سینا النساء اذا بلغن
...عشر فهن لعبة اللاعبين و اذا بلغن الى العشرين فهن حور عين و اذا بلغن الى
...فهن في اعلى الليين و اذا بلغن الى الاربعين فهن امهات البنات و البنين و
...اذا بلغن الى الخمسين فهن ... و اذا بلغن الى الستين فهن ... اذا بلغن

الی رستیتین فلعنتہ اللہ والملائکۃ والناس علیہن اجمعین بیت المولف عورت
جہان ہوئی ستجاوز بیجا اس سے + لازم گریز مرد کو ہے اُسکے پاس سے + زاہد نے کہ
اس بیان سے حال سن رسال کا معلوم ہوا مگر حُسن و جمال اور پارسائی اور خوشخو
ہین کیا کیا چاہیے اُسنے جواب دیا کہ اصل خوبی عورتون کی پارسائی اور خوشخوئی
اگر حُسن بھی ساتھ اسکے جمع ہوجائے تو نور علی نور کہا چاہیے بلکہ بیت اُستاد اسی
حسب حال ہے المولف بیت گل جو خوشرنگ ہے خوشبو بھی ہے بے خار بھی ہے + زن
خوشرو بھی ہے خوشخو بھی ہے غمخوار بھی ہے + اور اگر نیک صورت بدسیرت ہو تو بلائے جان
اور عذاب جاودان ہے اور زن نیک خصلت اگرچہ بدطلعت ہو یار مہربان اور رونق خانمان
اس بات مین دو تین بیتین کہ نتائج افکار سعدی علیہ الرحمہ کی ہین یاد رکھنا چاہیے اور
مزاج عورت کا یہ ہے نظم زن خوب و فرمانبر و پارسا + کند مرد درویش را پادشا
ہمہ روز اگر غم خوری غم مدار + چو شب غمگسارت بود در کنار + اگر پارسا باشد و خوش سخن
نظر در نکوئی و زشتی مکن + بزندان قاضی گرفتار بہ + چو در خانہ بینی برابرو گرہ
تہی پائے رفتن بہ از کفش تنگ + بلائے سفر بہ کہ در خانہ جنگ + در خرمی بر سرا
بہ بند + کہ بانگ زن از وے برآمد بلند + زنان را بچشم زن کور باد + چو بیرون
از خانہ در گور باد + القصہ زاہد کو بعد تفحص فراوان اور تجسس بے پایان مدد بخت
اور اعانت طالع ارجمند سے ایک عورت عالی خاندان ہاتھ آئی کہ اُسکا عکس رخ
سطح صبح کو روشنی بخش تھا اور زلف تابدار اُسکی شب یلدا پر طعنہ مارتی تھی اور دیدۂ اعمال
اُسکے عکس رخسار کو بغیر ذریعہ عینک آفتاب مشاہدہ نہ کرتا تھا اور نظر بند خیال اُسکے تماشا
ہمایون کو سوائے عالم خواب کے دیکھ نہ سکتا تھا باوجود اس خوبی صورت کے حُسن سیرت بھی
بھی گوئے سبقت خوبان جہان سے لیگئی تھی زاہد وظیفۂ طاعت مین شکر اس نعمت
کیا کرتا تھا اور وقت معاشرت اور مباشرت کے دعائے فرزند مانگتا تھا اور جو کوئی

ہی وہ تزویج سے فقط شہوت مراد نہین رکھتا ہی بلکہ مقصود اصلی اُسکا طلب فرزند صالح
یہ حکم خیر جاری رکھتا ہی بیت غرض زصحبت زن و زجفا کشیدن مرد ❊ ہمین تفرج
باز نہین باشد ❊ جب کہ عرصہ گذرا اور کوئی فرزند نہوا زاہد مایوس ہوا اور رو سے تضرع
بارگاہ کبریا کے حضور دل سے دعا مانگنا شروع کیا چونکہ زاہد مجود صفا سے حدا تھا بحکم
یُجِیبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ کے تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا اور دروازہ نا امیدی کا
قدرت سے کھلا یعنی زن زاہد حاملہ ہوئی زاہد اس مژدے سے شادی کرتا تھا اور
فرزند کو فرزند سے دل خرسند رکھا کرتا تھا ایک روز عورت سے کہنے لگا کہ اے یار
خدا کرے کہ جلد گوہر شاہوار تیری صدف بطن سے ساحل ظہور پر جلوہ گر ہو تو نام اُسکا
نیک رکھوں اور تربیت اور پرورش اُسکی بدرجہ اتم کروں اور تا احکام شریعت اور
آداب اور سبیل طریقت و حقیقت بمرتبہ کمال اُسے حاصل نہو تبھی سے ہاتھ نہ اٹھاؤں
امیدہے ہی کہ تھوڑے دنوں مین بزرگ عالیمقام اور شیخ صاحب کرامت و الہام ہو جاوے
اسکے بعد ایک کریمہ جمیلہ سے اُسکا عقد نکاح باندھوں اور اُس سے اولاد نیک اور
قابل ہو تا میری نسل اُسکی برکت مقدم سے قیامت تک باقی رہے ابیات نماند
دوران کسے را ❊ کہ فرزندے نباشد یادگارش ❊ ازان نام صدف در گوش ماند ست ❊
ببیند در شاہوارش ❊ عورت نے کہا کہ اے رفیق شفیق اور اے شیخ صاحب طریق یہ باتین
بیجا کر دانی اور مناسب سجادہ نشینی کے نہین ہین اول تو وجود فرزند ہنوز خیالی ہی شاید کہ
ہو جاوی ہو بجای اس جائی آسے کہتے ہین کہ ایام عورت کے مانند حاملہ کے بند ہون اور
کے سبب پائے جاتے ہین اور اسپر وقت پر شیر بھی نظر آئے اُنہین کے مانند کوئی چیز
بھی کرے اور روز بروز پیٹ بھی بڑھتا جاوے بعد انقضائے ایام حمل یعنی نو مہینے کے بعد
پیٹ کا شروع ہوا اور خود بخود عورت لاغر اور زرد ہونے لگے اگر ایسی صورت ہو تو وجود
ایک مدت جان بخشا پر دشوار ہی اور اگر بالفرض حمل ہوا اور پیدا بھی ہو ممکن ہی کہ لڑکا نہ ہو

بجائی ان ہائی
کدا صندوق
کہ دیتا ہی
بجالی

لڑکی ہو اور اگر فرزند بھی ہو اور نہ جیا تو یہ خیالات سب بے سود ہیں حاصل کلام یہ کہ پایان کار معـ
نہیں ہے اور تو خیال نادانوں کی طرح مرکب تمنا کو میدان آرزو میں دوڑاتا ہے اور انتہا اس میدا
اور نشیب و فراز اس دشت کا مطلق نہیں جانتا ہے **نظم** با آرزو و ہوس راہ نمیتوان رفتن
بلاف عربدہ گاہ بے نمیتوان پرداخت + ہزار کس بتمنائے خام سوختہ شد + کہ روزگار یکے
بکام دل نہ نواخت + اے زاہد مزاج تیرا اُس پارسا کے مانند ہے کہ شہد اور روغن کو اپنے مُنہ
سر سرگرا یا تھا زاہد نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت** کہا کہتے ہیں کہ مرد پارسا ایک
تاجر کے ہمسائے میں رہتا تھا اور تاجر شہد اور روغن کی تجارت کیا کرتا تھا اور اُسـ
منافع سے بخوبی اوقات بسر کرتا تھا اور خدمتگزاری فقرا کی بھی اُسی منافع سے
کیا کرتا تھا اور حاصل تونگری بھی یہی ہے کہ دل درویش کا ہاتھ میں لائے اور مال فانی سے
ذخیرہ باقی فراہم کرے **بیت** تونگرا دل درویش را بدست آور + کہ مخزن زر و گنج گـ
نخواہد ماند + اور وہ تاجر اس خیر کو غنیمت سمجھ کے جو کچھ بیع و شری سے نفع حاصل کرتا تھا
علی قدر حالہ منجملہ اُس مال کے زاہد کو بھی کچھ دیتا تھا اور زاہد کچھ اُسمیں سے خرچ کرتا تھا
اور باقی شہد اور روغن جمع کرتا جاتا تھا تھوڑے عرصے میں وہ گھڑا کہ چھینکے پر لٹکا تھا
بھر گیا ایک دن زاہد اُس گھڑے کو دیکھتا تھا کہ کسقدر روغن اس ظرف میں جمع ہوا ہے
تخمینا دس من تصور کیا اور کہا کہ دس درم کو بیچونگا اور اُس دس درم کی پانچ بکریاں مول
لونگا اور چھٹے مہینے وہ دو دو بچے دینگی تو سال میں بیس بچے ہونگے اور دو سال میں
ایک گلہ معقول فراہم ہوگا اور میں متاع کثیر کا مالک ہو جاؤنگا اُنمیں سے تھوڑی سی
بکریاں بیچ کر اسباب معقول درست کرونگا اور ایک عورت خاندان عالی سے نکاح میں
لاؤنگا اور نو مہینے کے بعد اُس سے فرزند پیدا ہوگا اور علم اور ادب تھوڑی ہی
عمر میں سیکھ لیگا جب کہ اُسکا ضعف طفولیت قوت شباب سے متبدل ہوگا اور د
سرفرازی میں حسن خوبی میں خرامان ناز جوانانہ کریگا غالب ہے کہ موافق رفتہ اہل زمانہ

روا نہ ہوگا بلکہ سرکشی کرے اس تقدیر مین اسکی تادیب لازم ٹہری تو یہی عصا کہ جو ہاتھ مین تھا
ے آسیب مارونگا اس تصور مین ایسا مستغرق تھا کہ پسر گردن کشی کو موجود تصور
ہی عصا جو ہاتھ مین تھا اس گھڑے پر مارا کہ چور چور ہوگیا اور شہد اور
تمام سر و رو سے زاہد پر بہ گیا اور سب بدن اور لباس زاہد کا آلودہ
ر سارے خیال ایک دم مین دل سے جاتے رہے یہ مثل اسلیے بیان کی
ے کرنا جانے تو کہ بے یقین صادق خیالات واہی سے دل خوش کرنا کام
ون کا ہی بلکہ ایسے امور مین فکر کرنا منع ہی اور بوک اور مکر اور عیسی اور بعض
ونا نہ چاہیے اور اگر کوئی واہی اگر و مکر کو اپنا جفت کرے اور اس سے عجب
ہو تو چاہیے کہ کاشکے نام رکھے **بیت** اگر را با مکر تزویج کردند * وز ایشان
کاشکے نام * مرد عاقل کو چاہیے کہ اپنے کام کی بنیاد خیال پر نہ رکھے اور
کام کو کہ وسوسۂ شیطان سے ہی دل مین راہ نہ دے **قطعہ** سالہا اندیشہ
ین دور سپہر * کار ما آخر چنین یا آنچنان خواہد شدن * یا برین منوال گنج و
خواہیم یافت * یا دران اقلیم حکم ماروان خواہد شدن * عاقبت معلوم شد
ے بیش نیست * ہر چہ خواہد حاکم مطلق ہمان خواہد شدن * زاہد نے یہ نصیحت
ں سے سنی اور ترک خیالات واہی کرکے پھر فضولی کے گرد نہ پھرا اب کہ
ا کی لبریز ہوئی پسر نیک صورت مقبول طلعت وجود مین آیا کہ علامات
اسکے ناصیہ احوال سے ساطع و لامع تھے یعنی صبح امید زاہد کی مطلع تمنا
ن ہوئی سجدۂ شکر پروردگار عالم بجا لایا اور خوشی سے پیراہن مین نسماتا تھا
عار مولف کے پڑھتا تھا **نظم** برج سے نکلا ہی باہر آفتاب * درج سے
ور خوش آب * یا کہ نکلا غنچۂ گل شاخ سے * یا کہ نکلا یوسف
ے * زاہد اسکی پرورش اور تربیت مین رات دن مشغول تھا شفقت پدری

کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتا تھا ایک دن عورت حمام کو چلی اور بیٹے کو زاہد کے سپرد کر
احتیاط مین مبالغہ کر گئی اور زاہد خود بھی اس باب مین اہتمام تمام رکھتا تھا تھوڑا
عورت کے جانے کو ہوا تھا کہ اُس دیار کے بادشاہ کا معتمد علیہ زاہد کے پاس منادی
آیا کہ توقف اُسمین کر نہ سکتا تھا زاہد بضرورت گھر سے باہر آیا مگر زاہد نے ایک را
نیولا پالا تھا اور راسو اُسے سدھایا تھا کہ جب گھر سے باہر جاتا تھا تو گھر اُ
سونپ جاتا تھا وہ نگہبانی مار و موش وغیرہ کی کیا کرتا تھا زاہد اُسوقت لڑکے
اُسی راسو کو سونپ کے باہر آیا ادھر زاہد نے قدم گھر سے باہر رکھا اور اُدھر ا
اژدہا بگل کے گہوارے کی طرف متوجہ ہوا راسو نے دیکھا کہ مار خونخوار نے اراد
کیا ہے جست کی اور اژدہے کا گلا پکڑ کے چبا ڈالا کہ کام اُسکا تمام ہو گیا اور لڑکا محفو
اُسی دم زاہد پھر کے گھر مین آیا راسو کو خون مین آلودہ دیکھا جاتا کہ اُسنے لڑکے کو
کیا ہے اور راسو اس امید پر کہ مجھسے کار نمایان ہوا ہے زاہد کی طرف خوش خوش دُم ہلا
دوڑا زاہد کا حال اپنی بے شعوری سے تباہ اور عالم آنکھون مین سیاہ تھا ایک بیٹا
مین پیدا ہوا تھا اُسے بھی راسو نے ہلاک کیا اس غیظ مین بے تحقیق اور تنقیح اس
سے عصا راسو کی پشت پر مارا کہ سب ہڈیان ریزہ ریزہ ہو گئین پھر جو نزدیک گہوا
کے آکے دیکھا لڑکا آرام تمام سوتا ہے اور ایک مار سیاہ کہ حلقوم اُسکا پارہ پارہ اور خونف
پڑا ہوا ہے بمجرد معائنہ اس حال کے دود حسرت زاہد کے دل سے اُٹھا اور سنگ حس
سینے پر مارنا شروع کیا اور فریاد و نالہ کرتا تھا اور کہتا تھا افسوس اس حادثے
آتش و لسوز کسی طرح تسکین نہ پائیگی اور اس محسن جانگداز کی خجالت اور ندامت
سپری نہ ہو سکیگی یہ کیا حرکت نامناسب اور کار نالائق مجھسے صادر ہوا کاش
عدم سے وجود مین نہ آتا وہ مجھے اُس سے الفت نہ ہوتی تا یہ خون ناحق میرے
ہاتھ سے نہ ہوتا اب جو مین نے اپنے ہمخانہ کو بلا قصور ہلاک کیا اور پاسبان محلسرا

ان اپنے محسن کو بے سبب و بے تقصیر تلف کیا خالق کو کیا جواب دونگا اور خلائق سے
یش کرونگا ہائے افسوس اسکے بعد طوق ملامت میری گردن سے کسی طرح
یا اور داغ بدنامی میرے صفحۂ احوال سے محو نہ ہوویگا زاہد اس بیان درد ناک
زار زار روتا تھا کہ ادھر سے زن زاہد حمام سے آئی اور یہ حال راسو کا مشاہدہ کرکے
لامت زاہد پر کھولی کہ میں تجھے ایسا بے مہر و بے وفا نہ جانتی تھی شاید کہ شکر
ت کا کہ خدا نے تجھے فرزند دیا اور مار کے گزند سے بچا لیا یہی تھا کہ راسو کو احسان
ی ہلاک کیا زاہد نے کہا کہ اے یار دلنواز یہ باتیں نہ کر ع کہ از سوال ملولیم
ب تجمل ؛ میں بھی جانتا ہوں کہ ادائے شکر الٰہی میں قصور ہوا مجھسے اور
سے کہ راہ سالکان حقیقت سے انحراف کیا میں نے اب بسبب بے صبری
ی کے نہ جریدۂ صابرون میں ذکر کیا جاؤنگا اور نہ شاکرون کے دفتر میں نام
جائیگا اور اب ملامت کرنا تیرا اس حال میں نشتر پر نیش مارنا اور جراحت پر
کہا ہے بیت ملامت بردل صد پارۂ عاشق بدان ماند ؛ کہ باشد زخم شمشیر
ش سوزن ہم ؛ عورت نے کہا کہ سچ کہا تو نے کہ اب ملامت سے کچھ فائدہ
ہ کام کہ تجھسے صادر ہوا ہے نتیجہ شتابکاری کا ہے کہ حاصل اسکا سبکی اور
ہے اور تعجیل کرنے والا اکثر حصول مراد سے محروم رہتا ہے بیت شتاب
ہر من سست ؛ پشیمانی جان و رنج تن سست ؛ اور تو تنہا کچھ اس دام فسا
ن پڑا ہے بلکہ اس سے پہلے ایسے واقعات بہت حادث ہوئے ہیں سنا ہے
ے کہ ایک بادشاہ نے اپنا باز بے تقصیر مار ڈالا اور ہمیشہ ہوں شعلۂ ندامت سے
در آتش حسرت سے سینہ سوختہ رہا زاہد نے پوچھا یہ قصہ کیونکر تھا حکایت
ہ کہ زمانہ قدیم میں ایک بادشاہ شکار دوست تھا ایک اسکا باز تھا کہ
ہر مرغ کو تاک فاق سے پکڑ لاتا تھا اور اسکے خون چنگال سے

نے طائر آشیانہ سپہری مین چہپا رہتا تہا اور بادشاہ اُسے بہت عزیز اور ہمیشہ ا
ہاتہہ پر رکہتا تہا اتفاقاً ایک دن بادشاہ اُسے ہاتہہ مین لیکے شکار کو چلا ایک
سواری کے آگے سے اُٹہا بادشاہ نے اسپ باد پا آہو کے پیچہے ڈالا کئی
تنہا نکل گیا لیکن آہو کو نہ پایا اور حشم و خدم بادشاہ کا سب پیچہے رہ گیا
حال مین تشنگی بادشاہ پر غالب ہوئی تلاش آب مین ہر طرف گہوڑا دو
آخر پہنچے ایک پہاڑ کے پہونچا دیکہا کہ پہاڑ کے اوپر سے پانی قطرہ قطر
ٹپکتا ہے بادشاہ نے جام نکال کے وہ قطرات اُسمین لینے شروع
جب کہ جام بہر گیا بادشاہ نے چاہا پیے باز نے پر مارا کہ سب پانی گر گیا دوسر
اُسی طرح پہر جام بہرا باز نے وہی حرکت پہر کی بادشاہ نے تشنگی کے اضط
مین باز کو زمین پر دے ٹپکا کہ ہلاک ہو گیا اس حال کے مقارن رکابدار بادشا
پہونچا باز کو مردہ اور شاہ کو افسردہ دیکہا فی الحال مشکیزہ فتراک سے
اور جام وصو کے چاہا کہ بادشاہ کو پانی دے بادشاہ نے کہا کہ یہ آب ز
کہ پہاڑ سے ٹپکتا ہے اسپر میرا دل ناظر زیادہ ہے وجہ یہ ہے کہ یہ سرد بہت ہو گ
سبب اتنا نہین رکہتا ہون کہ قطرہ قطرہ جمع ہو تو مین پیون اب تو جا
کوہ جا کے اسکے منبع سے جام بہر لا رکابدار کوہ پر کہ جہان چشمۂ آب تہا پہونچا
کہ ایک اژدہا لب پر چشمے کے مرا ہوا پڑا ہے اور حرارت آفتاب سے بخار ز
اُسکا اُس پانی مین مل کے قطرہ قطرہ ٹپکتا ہے دہشت سے رکابدار پر غلبہ
اور سراسیمہ ہو کے کوہ سے نیچے اُترا اور یہ حال بادشاہ سے عرض کیا اور مشکیزہ
سے جام بہر کے بادشاہ کو دیا بادشاہ نے جام لب پر رکہ کے رونا شروع
رکابدار نے عرض کیا کہ بادشاہ کی عمر دراز ہو سبب رونے کا کیا ہے باد
نے وہ سب قصہ بیان کیا کہ اس باز کے ہلاک ہونے سے سخت متاسف

بے تجسس ایسے جانور عزیز اور خیر خواہ کو ہلاک کیا مین نے شکاہدار نے عرض کیا کہ واقعی اس باز نے
ے عظیم بادشاہ کے سر سے دفع کی بلکہ احسان اسکا سب اہل سلطنت پر ثابت ہی اور اگر شہریار نے
کے ہلاک کرنے مین تعجیل نہ کی ہوتی اور آتش غضب کو آب حلم سے تسکین دی ہوتی اور
توسن نفس کی قوت بردباری سے روکی ہوتی تو خاطر اقدس غبار رنج و ملال سے
ن آلودہ ہوتی بادشاہ نے کہا کہ مین اس حرکت نامناسب سے بھی پشیمان ہون
لیکن اب پشیمانی فائدہ نہین کرتی ہی اور زخم اس ملامت کا کسی مرہم سے التیام
ے گا جب تک کہ زندہ ہون یہ داغ حسرت میرے سینے سے نہ مٹیگا اور چہرہ خجالت کا
ن ملامت سے مرۃ الحیوۃ خراشیدہ رہیگا مصرع چون گنہم خود کردہ ام خود
ر اندر خور سیت * اور یہ مثل اسلیے بیان کی ہی تا معلوم ہو کہ ایسی صورتین بہت ہوتی ہین
شر اشخاص شامت تعجیل سے ورطہ ندامت مین پڑے ہین بیت ہر کہ بہ تعجیل بر آورد
ت * سنگ جفا پایۂ قدرش شکست * زاہد نے کہا کہ اے مونس وقت حال بیقرار کی
ن اس حکایت سے تسلی دی تو نے اور اس پیرانہ سالی مین مرہم بند میرے زخم
پر رکھا تو نے گر معلوم ہوا کہ اس گناہ اور خیانت مین بہت سے شریک رکھتا ہون
ے کہ حکایات اُن لوگون کی جسبہدۂ ایام پر لکھی گئی ہین قضیہ نامرضیہ میرا بھی
یا جائیگا اور یہ معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کام مین تعجیل کریگا فائدہ وقتار سے
بہرہ رہیگا یہ داستان اُن لوگون کی کہ بے تامل عزم کسی کام کا کر بیٹھتے ہین اور
ے دریافت کسی بات پر عمل کرتے ہین خردمند وہ ہی کہ تجربے کو ہر کام کا
جوا کہے اور آئندہ عبرت کو نصیحت عقلا سے صیقل کرتا رہے اور ہر وقت مین
ب تانی کو نگاہ رکھے اور طریق تعجیل سے انحراف کرتا رہے تا افزونی دولت
ترقی اقبال روز بروز ہوتی جائے قطعہ زدام دل بکف صبر ودگرت باید *
وے نمیشا ہچو گان جہد بربائی * مشاز توسن غفلت بعرصۂ تعجیل * کہ آخر افگندت

بزمین رسوائی * شتاب در خطرے افگند گر صد سال * تو دوست و یا ضرے زنی زاہن خط
برون نائی * مکن شتاب در آئین علم روے متاب * کہ غیر صبر و سکون منیت رسم دانا

باب ساتوان ہی احتلاط اور تدبیر کرنے مین بلاے دشمنون
اور بسبب کسی حیلے کے اُس بلا سے نجات پانے مین

راے دابشلیم نے کہا سنی مین نے داستان اُن لوگون کی کہ بے فکر و تامل دریاے حیر
ندامت مین پڑے اور بے صبر و تحمل دام پشیمانی مین گرفتار ہوے اب امیدوار
کہ ساتوین وصیت کا مضمون بہ تفصیل بیان فرما اور داستان اُن لوگون کی کہ دام
دشمنون سے گرفتار ہوے اور دشمنان قوی دست مین جیب و راست گھیر
اور سوا اسکے اور مخالف بھی بہت سے واقع ہوے اور وہ غلبہ کرنے کے سبب
سے غالب آئے اور یہ شخص سمجھے کہ مین ورطۂ ہلاکت مین پڑا اُسوقت یہ تدبیر کی
کہ اُن دشمنون سے بعض کو تملق اور مدارا سے دوست بنائے اور اُنکی شرکت
برکت سے اُن بلاؤن سے بچ جائے اب اُسکا بیان فرما کہ اُسکو کسطرح
عمل مین لائے اور جس دشمن کی مدد سے کہ مخلصی پائے اور اُس سے جو عہد و پیما
کیا ہو اُسے کسطرح وفا کرے برہمن نے جواب دیا کہ ہر جگہ دوستی اور دشمنی
واسطے دوام اور ثبات نہین ہی کیونکہ اگر دشمنی اور دوستی عارضی ہی تو جلد زا
ہو جائیگی اور یہ صورت حکم ابر بہاری کا رکھتی ہی کہ کبھی کبھی برستا ہی اور جب
موقوف ہو جاتا ہی اور اسکے واسطے دوام اور ثبات نہین ہی اور مہر اور کینہ اہل زما
بے اعتباری مین جمال خوبان اور تقرب بادشاہان اور خوش آوازی طفلا
اور وفاے زنان اور تلطف دیوانگان اور سخاوت مستان اور عقیدۂ عامیا
اور فریب دشمنان بے خرد کے مانند ہی کہ انہین سے ایک بھی اعتماد کے لائق

ن ہو اکثر دوستی ہوتی ہی کہ کمال اتحاد و یگانگی کو پہونچی ہی اور بنیاد خصوص اور خصوصیت کی
سپہر کو پہونچی ہی اور اسکے بعد تھوڑے سبب سے وہ عین عداوت ہوگئی اور
دشمنی و بیرینہ اور نزاع موروثی اندک لطف مین موقوف ہوکے صورت دوستی کی
ہوئی ہی اور اسی واسطے خرد مند دشمنون سے بھی تلطف اور مدارا فرو گذاشت
ن کرتے ہین لازم ہی کہ طمع دوستی دفعۃً منقطع نہ کر ڈالے اور نہ کسی کی دوستی پر مغرور
ن کامل اعتماد کلی کرکے غفلت کرے قطعہ دوستی آنچنان نباید کہ نہ گنجد
میان ہوئے ✤ دشمنی ہم بدان صفت خوش نیست ✤ کز یاری نباشدش جانبی
جانب نگاہ خواہد داشت ✤ ہر کہ اہست معتدل خوئے ✤ جب کہ معلوم ہوا کہ دوستی
زمانہ کی بے اعتبار ہوتی ہی تو چاہیے کہ دانا عاقبت اندیش التماس مصلحت آمیز
ن کو بھی کہ متضمن دفع مضرت اور طلب منفعت ہو فرو گذاشت نہ کرے اور جسمین کہ کام
انجام پانے اور مصلحت وقت اقتضا کرے عمل مین لائے کہ دور بینی اور صلاح اندیشی
دلیل دولت ہی اور اسکے بعد کہ امداد سے دشمن کے اپنا مطلب برآئے اور اس سے
عہد کیا ہو اُسے اسطرح پر وفا کرے کہ نقض عہد بھی نہ ہونے پائے اور ایسا تقدم بالحفظ
ے کہ اُسکی مضرت سے بھی محفوظ رہے اور نظیر اُس صورت کا کہ جسکا بیان ہوچکا
یت موش اور گربہ کی ہی راے نے پوچھا کہ یہ ماجرا کیونکر تھا حکایت
کہتے ہین کہ صحرا مین ایک درخت کے نیچے ایک چوہے کا سوراخ تھا اور وہ ایسا
ہم اور دور اندیش تھا کہ ایک تامل مین ہزار عقدے مالاینحل حل کرتا تھا
ر ایک لحظہ مین سو حیلے ایک خیال سے پیدا کرتا تھا بیت فسونگر بود موش
اندیش ✤ کہ دیدی حیلۂ صد سالہ در پیش ✤ اور اُس درخت کے نزدیک
ے بلی کا مسکن تھا اور اُس نواح مین صیاد بھی اکثر شکار کرنے سے تھے
ے دن صیاد نے دام لگایا اور تھوڑا گوشت اُس دام مین باندھ دیا گربہ حریص

دام فریب سے غافل گوشت کے شوق مین بلا تامل دام مین چلی آئی ہنوز دانت گوشت تک
نہ پہونچا تھا کہ بستۂ دام بلا ہوئی **مصنف** حرص ہست کہ جملہ را بدام اندازد * واندر بلا
بال جمہ بدام اندازد * حرص ہست کہ جملہ خلق را ز آسایشین * باز آرد و در رنج بدام اند
القصہ چوہا بھی طلب مین دانے کے سوراخ سے باہر آئے اور چند قدم چل کے اد
سے ہر طرف آنکھ ڈالتا تھا اور کمین ولپ ار اور تحت و فوق دیکھتا تھا کہ ناگاہ
نگاہ اسکی بلی پر پڑی بس دیکھتے ہی بلی کے آنکھ تاریک ہوگئی لیکن جب خو
نگاہ کی تو بلی کو بستہ دام دیکھا صیاد کو دعا دی اور قید بلی کے شکر
بجالایا دوسری جانب جو نگاہ کی تو راسو یعنی نیولے کو دیکھا کہ کمینگاہ مین
سوراخ کے آبیٹھا ہی ارادہ کیا بالاے درخت جاوں دیکھا تو درخت پر ایک کوا
کہ وہ بھی اسکی فکر مین بیٹھا ہی دہشت اور وحشت نے چوہے پر غلبہ کیا پھر اس
اندیشہ کیا کہ اگر آگے جاوں تو بلی پکڑتی ہی اور اگر چپ و راست جاوں تو نیو
سے نہ بچونگا اور اگر درخت پر جاوں تو کوا پنجے مین لیتا ہی اب ان بلاون مین کی
اور اس آفت کو کس حیلے سے دفع کرون اور یہ حال اپنا کس سے کہون ا
دوا اس درد بے درمان کی سوا حکیم حقیقی کے کس سے مانگون **بیت** ندارم ہم
کز وے صلاح کار خود پرسم * نہ غمخوارے کز و حال دل افگار خود پرسم * آ
دروازہ بلا کا کھلا ہی اور منزل عافیت کی دور ہی اور بہت سی آفتون نے منہ
کھولا ہی اور راہ گریز کی مسدود ہی پر دل مین کہا کہ با این ہمہ دل کو قائم رکھنا چاہی
اور ہمت نہ ہارنے کبھی ساقی روزگار شربت مراد پلاتا ہی اور کبھی زہر ہلاہل
شربت راحت مین ملاتا ہی بہر کیف نظر بخدا کرکے پاے ثبات کو لغزش
نہ دینا چاہیے اگر فیض روح القدس مدد فرمائیگا تو یہ سب آسان ہوجائیگا او
مرد ثابت قدم وہ ہی کہ اگر آفت دولت اسکے دوش پر ڈالین تو از جا رفتہ ہو

دان نمانا کرے اور اگر جرعہ محبت پلائیں تو دیدہ اندوہ سے اشکباری نہ کرے بموجب اس بیت کے
ت ز رنج و راحت گیتی مرنجان دل مشو خرم ٭ کہ آئین جہان گاہی چنین گاہی چنان باشد
ں تابش الم میں کوئی پناہ بعد فضل الٰہی کے سایہ عقل سے بہتر نہیں ہے اور کوئی دستگیر
ی استاد خرد سے زیادہ نہیں ہے مناسب رائے صائب کے یہ ہے کہ دہشت کو اپنے دل میں
ون اور حسرت کو نزدیک دماغ کے نہ چھوڑوں کہ خردمندوں نے کہا ہے کہ باطن
دریا کے مانند ہوتا ہے کہ اندازہ اسکے ژرف کا حصر میں نہیں آتا ہے اور بے غواصی
ی اور ذہن رسا اسکی تھاہ کو کوئی نہیں پاتا ہے اور جو کچھ کہ اسمیں گرتا ہے بہہ
ین جاتا ہے اور کتنے ہی کوئی دست و پا مارے پانی اسکا گدر نہیں ہوتا ہے اب
دبیر کا ہے اور ہراس و دہشت کرنے میں ہلاکت کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوگا
شم مرد ثابت قدم آنست کہ از جا نرود ٭ گرچہ سرگشتہ شود گرد زمین ہمچو فلک ٭
یمرغ کہ طوفان نبرد از جایش ٭ نہ چو گنجشک کہ افتد بدم از باد تفک ٭ جب کہ
دل کو سمجھا کے مضبوط کیا با خود کہا اب اس سے بہتر تدبیر نہیں ہے کہ بلی سے
ون کہ اسوقت عین بلا میں وہ میری مدد کی محتاج ہے اور مجھے بھی اسوقت اسکی
ین ان آفتوں سے مخلصی متصور ہے اور وہ بھی میری یاری سے نجات پائیگی
عاقل ہے تو میری صدق گفتار پر اعتماد کریگی اور نفاق اور حیلے کا گمان نہ کریگی
سے راستی اور موافقت کے ہم دونوں کو ان بلاؤں سے نجات حاصل ہوگی
ن طمع منقطع کر کے اپنی راہ لینگے آخرکار چوہا بلی کے نزدیک آیا اور پوچھا کہ حال
ی نے آواز حزین سے یہ بیت پڑھی بیت دردمندیم خبر سے بدر از سوز دروں ٭
ناک و لب تشنہ و چشم تر ما ٭ اور کہا کہ ای برادر تن میرا بستہ بند مشقت اور دل
ہ آتش رنج و محنت ہے چوہے نے کہا کہ ایک نکتہ رکھتا ہوں دل میں اگر رخصت
ر مجال سخن کم کرے نے تملق سے کہا کہ جو خاطر میں گذرے وہ فرما اور توقف

جائز نہ رکھ چوہے نے کہا کہ مین نے کبھی جھوٹی بات نہین کہی ہی اور سخن دروغ کو فروغ
نہین ہوتا ہی سچ یہ ہو کہ مین ہمیشہ تیرے غم مین شادی کرتا تھا اور تیری ناکامی کو اپنی
جانتا تھا اور آرزو میری یہ تھی کہ تجھے مضرت پہونچے کیونکہ تیری قوم میری قوم کی دشمن
مین آج اس بلا مین تیرا شریک ہون اور خلاصی تیری اور مخلصی اپنی آپس کی د
مین دیکھتا ہون اور اسی مطلب کے واسطے سلسلۂ دوستی کو جنبش دیتا ہون اور یہ
دوستی مشتمل بغرض ہی مگر ایسی غرض کہ اسمین دونون کا نفع ہی نہ ضرر اور اگر تو عاقل
معلوم کیا ہوگا کہ مین نے یہ سچ کہا ہی اور اس بات مین کوئی صورت خیانت اور بد اندیشی
نہین ہی اور اپنے صدق مدعا پر دو گواہ بھی رکھتا ہون ایک نیولا کہ میرے پیچھے کمینگا
بیٹھا ہی اور دوسرا زاغ کہ درخت پر میری ہلاکت کا منتظر ہی اب جو تجھسے نزدیک ہوا
طمع ان دونون کی مجھسے منقطع ہو جائیگی اگر تو مجھے اپنی امان مین لے کہ میرا اطمینا
تو میرا مطلب بر آتا ہی اور تیری بھی مراد حاصل ہوتی ہی کہ یہ پھندے جال کے ج
بند بند مین پڑے ہین انھین جلد کاٹ ڈالونگا اور مین بھی راسو اور زاغ سے نجات
جبکہ بلّی نے یہ باتین سُنین تو دریاے اندیشہ مین مستغرق ہوئی چاہا کہ اس حکایات
و جواب کو قدم فکر سے پیمایش کرے اور عیار اندیشہ کو محک تامل پر آزمانے چو
نے دیکھا کہ وقت تنگ ہی اور بلّی دریاے اندیشہ مین غواصی کرتی ہی کہا کہ ای بلّی میری
کان مین رکھ اور تاخیر نہ کر کہ ایسے وقت مین عاقل توقف جائز نہین رکھتے ہین جبکہ
تیری بقا پر دل خوش کرتا ہون تو تو بھی میری حیات سے شاد ہو کہ چھٹکارا ہم دونو
ایک دوسرے کی امداد سے متعلق ہی اور میری اور تیری مثل کشتی ملّاح کے ہی
ملّاح کی سعی سے کنارے پہونچتی ہی اور کشتیبان کشتی کی بدولت کشتی سے کام اپنا
اور میرا حال بعد آزمایش کے معلوم ہوگا اور میری تعجیل کا سبب یہ ہی کہ فرصت وقت
بہت کم ہی اور اتنا تو نے بھی جانا ہوگا کہ کردار میرا گفتار پر ترجیح رکھتا ہی اور جو عہد

ین کہتا ہون اسمین وفا کرونگا اب جو منظور ہو سو جلد زبان پر لا بیت فرما
ے کہ دو چشم امیدوار + بر گوشہائے آن خم ابرو نہادہ ایم + بلی چوہے کی حکایت
ر راستی کا یقین کرکے خرسند ہوئی اور کہا کہ تیری بات سچ معلوم ہوتی ہی
اسے کلام تیرا بوے صدق دیتا ہی اب مین نے اس مصلحت کو قبول کیا اور
بجانے کا التماس خیر کہی گوش جان سے سنا مین نے اب اس بات سے
کرونگی اور امید غالب ہی کہ اس باہم کی دوستی سے مخلصی ہم دونون کی
ہیگی اور شکر اس منت کا مادام الحیات اپنے ذمے لازم کیا مین نے اور
ہی کہ تو بھی اپنے عہد پر قائم رہیگا اب بتا کہ کیا کیا چاہیے چوہے نے کہا
رے پاس آتا ہون اور تو اکرام تمام سے میری تعظیم بجا لا تو دشمن تو اعد
سے فیا ہین کے واقف ہوکے راہ اپنی لین اور مین بفراغ خاطر تیرے بند
ی نے اس بات کو قبول کیا اور چوہا نزدیک آیا اسنے اہتمام تمام سے رسم تعظیم
ور نہایت ملائمت اور دلجوئی اور نوازش سے مہربانی فرمائی جب کہ راسو اور زاغ
ں مشاہدہ کیا شکار موش سے مایوس ہوکے راہ اپنی اپنی لی جب کہ موش نے
سے گربہ کی ان بلاؤن سے نجات پائی اور سوچا کہ اگر گربہ اس دام سے رہائی
در وفاے عہد نہ کرے تو وہی آش در کاسہ موجود ہو اسواسطے پھندے
کاٹنے شروع کیے لیکن موش اندیشہ دور و دراز مین پڑا کہ ان دونون بلاؤن
ل سے نجات پائی بند کاٹنے مین آہستگی کرنے لگا گربہ فراست سے سمجھی کہ موش
ی مین پڑا کہا کہ ای موش تو نے میری نزدیکی کے سبب سے دشمنون سے
ئی اور اب حسن وفا مین کاہلی کرتا ہی اور مین تو پہلے ہی جانتی تھی کہ وفا وہ
طبلہ عطار روزگار مین نہین پائی جاتی ہی اور حسن عہد وہ جوہر ہی کہ خزانہ
ن موجود نہین ہی اور وفا وہ سیمرغ ہی کہ نام کے سوا اسکا نشان نہین پایا جاتا ہی

اور نایاب عہد وہ کیمیا ہی کہ اُسکی حقیقت بجز حکایات کسی نے پائی نہین ہی جیسا
وفا مجوے ز کس ور ز من این سخن نشنو ۞ بہرزہ طالب سیمرغ و کیمیا نے مباش
نے کہا کہ حاشا مین اپنا چہرۂ حال داغ بے وفائی سے آلودہ کرون اور نام
کہ مدت مدید مین حاصل کیا ہی جریدۂ بد عہدی پر ثبت کرون اور مین جانتا ہون
کمند ارادت ہی اور توشۂ راہ سعادت اور وہ کیمیا ہی کہ خاک تیرہ کو زر کرتی ہی ا
تو تیا ہی کہ دیدۂ خسرو کو بینا بناتی ہی اور جسکے مشام جان نے بوے وفا نہین
اُسکو ریاحین محاسن صفات سے کچھ نصیب نہوا اور جسکے دیدۂ دل نے نور
نہین دیکھا ہی مشاہدۂ انوار مکارم اخلاق سے بے بہرہ رہیگا مصرعہ ای
بران سر کہ در و مغز وفا نیست ۞ گربہ نے کہا اگر جانتا ہی تو کہ وفا مشاطۂ عروس
اور خال رخسارۂ حسن و جمال ہی پھر تو اپنے رخسارہ کو اس گلگونہ سے کیون
نہین دیتا ہی اور وہ گلزار کہ جسمین نہال وفا نہین ہی کوئی مرغ دل اُسکی شاخ
محبت پر ترانہ ساز نہین ہوتا ہی اور جو کہ رخسارہ کہ خال وفا سے خالی ہی کوئی
نظر التفات اُسپر نہین کرتا ہی اور اسی واسطے مؤلف نے کہا ہی **نظم** وہ جہ
اگر کوئی خال وفا نہین ۞ وہ باغ کیا کہ جسمین نہال وفا نہین ۞ بہتر وفا
نہین کوئی جہان مین ۞ وہ دل ہی سنگ جسکو خیال وفا نہین ۞ اور جو کو
وفا سے عاری ہوگا اور جو عہد کہ باندھیگا اُسے ادا نہ کریگا اُسسے وہ ہو پہنچیگا
زن دہقان کو پہونچا موش نے پوچھا کہ یہ کیونکر تھا گربہ نے کہا **حکایت**
لکھا ہی کہ فارس کے ایک قریہ مین دہقان تھا تجربہ کار اور صاحب فہ
روزگار سے بہت تلخ و شیرین چکھا تھا اور نشیب و فراز زمانہ سے و
اور آسانی دیکھی تھی **بیت** جہان بیہودہ و بسیار دانے ۞ ظریفی
شیرین زبانے ۞ اور اس دہقان کی ایک عورت تھی کہ رخسار اُسکے شمع ش

حکایت زن دہقان

ستان اور لعل شیرین شکرریزی مین نقل یہ ہی بستان محبت تھے ایک دہقان باوجود ہنرمندی کے
سے گذران کرتا تھا اور تخم توکل مزرع اُفَوِّضُ اَمرِی اِلَی اللہ مین بوتا تھا اور دستور
زمانہ کا اکثر یہی ہی کہ ارباب ہنر کو فوائد دنیوی سے محروم رکھتا ہی اور بے ہنران ناستعد کو
نابکاری پر سرفرازی دیتا ہی **قطعہ** گاوخران را دہند خرمنہا ٭ برگ کاہی براستان
دہند ٭ مگسان را دہند شہد و شکر ٭ ہمایان جز استخوان ندہند ٭ باوجودے کہ
وہ ہنر زراعت کا بخوبی جانتا تھا چونکہ اسباب اسکا نہ رکھتا تھا اسواسطے بیکاری
اور تنگدستی مین گذران کرتا تھا ایک دن عورت نہایت تنگدستی سے عاجز آکے طعن
سے کہا کہ گوشۂ کاشانہ مین بیٹھ کے عمر عزیز کو کبتلک اس ضیق مین بسر کریگا حرکت کہ
باعث برکت ہی کیون نہین اختیار کرتا ہی اگرچہ اللہ تعالے نے رزق سب کا معین کر رکھا ہی
اور اپنے کرم سے برات اَلرِّزقُ عَلَی اللہ کی ہر کسی کے واسطے مقرر کر دی ہی لیکن
ے اَلکَاسِبُ حَبِیبُ اللہِ بھی اسکے گوشے پر لکھا گیا ہی لازم ہی کہ کسب کو سبب
رزق کا سمجھے اور نزدیک میرے صلاح حال اسمین ہی کہ طریق کسب کو کسی طرح اختیار کرے کہ وہ
سبب رزق کا ہو دہقان نے کہا کہ اے یار عزیز جو تونے کہا سچ ہی لیکن مین نے ایک مدت
اس قریہ مین سرداری کی ہی اور اکثر دہقان اس قریے کے میرے مزدور رہے ہین ورنہ والا
اسباب زراعت کچھ باقی نہ رہا اب مزدوری کے سوا چارہ نہین ہی اور مزدوری ان لوگون کا
گوارا نہین کرتا ہی اور اگر یہی بات منظور ہی تو اس موضع سے اور طرف جانا بہتر ہی
کہ وطن مین شماتت ہمسائے کی نہین ہی اور دوسرے ملک مین جو کچھ پیش آئیگا اسے
اور انکا عورت بھی کہ فقر اور فاقہ سے تنگ آئی تھی جلا وطن پر راضی ہوئی اور اس
سے نواح بغداد کی طرف منہ کیا ایک دن اثناء راہ مین کوفتہ ہوکے ایک درخت کے
ے مین جا بیٹھی اور رفع ملال کے واسطے ہر طرح کی باتین کرتی تھی دہقان نے کہا
اے یار گرامی محنت غربت کی سہنے اور عزم اس ولایت کا کیا کہ وہان کوئی ہمین پہچانتا

نہین ہی اور لوگ اُس ولایت کے بہت جابر ہین مبادا کہ افسون جو افسانے سے تیرا ارادہ
اور تو بھی غرور جوانی اور امید کامگاری پر مائل اُنکی ہوکے مجھسے کنارہ کرے اور ا
تیرا اُنسالی مین آتش فراق سے مجھے جلائے عیاذاً باللہ اگر یہ صورت پیش آئی پھر ا
میری زیست کا نہین ہی بیت زمرگ باک ندارم و لے ازان ترسم ٭ کہ بن نمیر
جان دیگران باشی ٭ عورت نے کہا کہ یہ کیا بات ہی کہ تیری زبان پر آئی اور یہ کیا
کہ تیرے خاطر مین خطور کیا بیت کنیزی می کنم تا زندہ باشم ٭ بمیرم ہمچنانت
باشم ٭ اور اگر یہی خیال ہوتا تو مسافرت اختیار نہ کرتی اور داغ جدائی وطن ا
دل کو نہ دیتی جو عہد کہ روز اول تجھسے کیا ہی امیدوار خدا سے ہون کہ تا زندگی اُس
ثابت رہون اور اگر اسمین شک ہی تو از سر نو تجھسے پھر عہد کرتی ہون بیت ر
تجھسے یہی مہر و وفا ہی بخدا ٭ خاک میری بھی نہ ہوگی ترے قدمون سے جدا ٭ وہ
اس بیت سے خوش ہوکے بخاطر جمع تمام سر اُسکے زانو پر رکھ کے سو رہا مقارن ا
حال کے ایک شخص پیدا ہوا مرکب تازی پر سوار اور لباس شاہانہ در بر بازار گہ و عو
نے نگاہ کی ایک جوان کو دیکھا کہ از سر تا پا شعلۂ نور ہی گویا یہ شعر مؤلف کا اُسکے حسب حا
بیت چھٹ گئی ہاتھ سے عنان شکیب ٭ جب سے اُس شہسوار کو دیکھا ٭ غر
کہ ان دونون کی آنکھین دوچار ہوتے ہی ایک دوسرے کا فریفتہ ہوا اور وہ جوان اُس
دیار کے بادشاہ کا بیٹا تھا کہ بارادۂ شکار سوار ہوا تھا اور ملازمون سے دور پڑ گیا
جب کہ اُسکی آنکھ اُس آہوے صید افگن شہر آشوب پر پڑی اُسکا تیر نگاہ دلدوز شاہزاد
کے سینے پر ایسا بیٹھا کہ ارادۂ شکار کا رکھتا تھا یا خود شکار ہوگیا کہا کہ اے رشک پری
و اے قبلۂ بتان آذری تو کون ہی اور کیونکر یہان آئی ہی عورت نے آہ سرد دل
پُر درد سے کھینچی اور کہا اے دولت بیدار حال بخت خفتہ اور قصۂ دیدۂ بے خواب
طولانی ہی بیت سر بے دارم کہ سامان نیست او را ٭ بدل دردے کہ درمان نیست او

عالم ہو نفس روزگار میرا یہ میرکھین سال ہی اور دل بیقرار میرا مسکن اندوہ و ملال اور بنیاد
کی یہ ہی کہ دیکھی تو نے اور سرانجام کار یہ ہی کہ مشاہدہ کیا تو نے ایک عمر مین نے سختی مین
ہی اور زندگانی سے کچھ لذت نہین پائی ہی جوان نے کہا کہ ای مراد دل غمزدگان و
دل گم گشتگان حیف ہی کہ تجھسا محبوب اسیر دام کرب و بلا سے محنت و غربت ہو
روا نہین ہی کہ تو اس حسن و جمال پر مصاحبت پیر فرتوت کی اختیار کرے اور ایسے
سیرت پیر فقر و فاقہ سے گذران کرے جلد آ کہ مین تجھے تخت عزت پر بٹھاؤن اور
بناؤن جبکہ عورت نے خوشخبری شاہزادے کے وصال کی سنی عہد تازہ کہ دہقان
تھا بھول گئی اور پیمانہ عہد و پیمان کا سنگ بے وفائی سے توڑا جب کہ جوان نے
رت کو اپنا مائل دیکھا کہا کہ ای جان جہان جلد میرے پاس آ کہ تجھے سوار کر کے لیچلون
کہ دہقان اُٹھے دور تک بھونچون عورت نے سر دہقان کا زانو سے اُتار کے
کھا اور جست کر کے جوان کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہوئی کہ اس عرصے مین آنکھ
کھلی دیکھا کہ ایک جوان کے پیچھے گھوڑے پر بیٹھ کے روانہ ہوئی کہا کہ ای بے وفا
عہدی ہی کہ تو عمل مین لائی عورت نے کہا کہ افسانہ بیہودہ نہ کہ کہ خوبرویون سے حسن عہد
ناسہیں کو ثریا کے ساتھ جمع کرنا ہی اور جفا پیشون سے امید وفا رکھنا گویا کہ نہال گل
ن مین بونا ہی پیر دہقان نے کہا کہ حد انصاف سے پاؤن باہر نرکھ اور خدا سے ڈر
پیمان شکنی سے اور شامت بدعہدی کی جلد ملتی ہی اور تو بہت جلد پشیمان ہوگی عورت
کی بات پر کچھ التفات نہ کیا اور جوان نے کہا کہ اب جلدی کر کہ صحرائے فراق سے
پاسے منزل وصال کو پہونچین بادشاہزادے نے مرکب تیز رفتار ہانکون
تازیانہ مارا کہ پلک مارنے مین دہقان کی نظر سے غائب ہو گیا بیچارہ باوجود
غربت اور اذیت مفارقت پیچھے اُنکے روانہ ہوا اور اپنے دل مین کہا کہ عہد
رتون کا مطلق وفا نہین رکھتا ہی مین نے عبث اُسکی بات پر اعتماد کر کے

ترک وطن اختیار کیا اب نہ راہ جانے کی اور نہ روے بازگشت باقی رہا دیکھیے کہ انجام کار میں
کیا ہو یہ کہتا تھا اور زار زار روتا تھا اور ہر دم خداے کریم کو بعظمت و جبروت یاد کرتا تھا
انکا حال سننا چاہیے جب کہ وہ دونون چند فرسنگ راہ طے کر گئے ایک پانی کے چشمے پر
کر گرد اُسکے درخت سایہ دار بے شمار تھے یہ عورت اس سبب سے کہ عادت سواری کی نہ
تھک گئی اور جوان بھی کوفتہ تھا کہا کہ یہ مقام خوب ہی ایک ساعت یہان آرام کرین ا
آگے روانہ ہون گھوڑے سے اُتر کے اُسی سایے مین بیٹھے کلام باہم کرتے تھے اور ج
اُسکے حسن باصفا اور خال و زلف حیرت افزا پر نگاہ کرتا تھا اور متحیر ہوتا تھا عور
نے کہا کہ دل چاہتا ہی کہ مین اس چشمے مین نہالون کہ گرد راہ سے بدن خارش کرتا
جوان نے اجازت دی وہ بے حیا چشم حیا کے باعث اُس جگہ سے اتنی دور گئی کہ جوان
سے غائب ہو گئی وہان پہونچ کے چاہتی تھی کہ تدبیر غسل کرے کہ ایک شیر شرزہ پیدا
اور اُس عورت کو منہ مین لے کے جنگل کی طرف روانہ ہوا شاہزادہ آواز شیر کی سنکے اُٹھ
سوار ہوا نزدیک جا کے دیکھا کہ محبوبہ شیر کے منہ مین ہی جوان نے اُسکی ہیبت سے
ہو کے اور مرکب کو تازیانہ کرکے براہ اپنی لی اُس عورت نے جو تخم بے وفائی کا مزرع
بیجان مین بویا تھا آخر اُسے کاٹا دہقان کہ اُفتان و خیزان اُسکے پیچھے آتا تھا آ
چشمے پر پہونچا دیکھا کہ اُس بے وفا کو شیر نے کھالیا ہی اور اُسکا لباس خورد و ریزہ ہی سمجھ
کہ یہ وہی پاداش بے وفائی کی ہی کہ اُسے پہونچی تھوڑی دیر تک بچشم عبرت دیکھتا ر
بعد اُسکے روانہ ہوا یہ مثل اسواسطے بیان کی ہی کہ جو کوئی کہ سر رشتہ وفا کا ہاتھ سے
چھوڑیگا طوق بلا عقبہ اُسکی گردن مین پڑیگا بیت بے وفائی ہر کجا رخت افگ
عاقبت آن جاے را ویران کند * موش نے کہا کہ مین جانتا ہون کہ نفاق
کہ کمینون کے اخلاق اور بزرگون کی عادت سے بہت دور ہی اور منافع مودت
اور فوائد تیری محبت کے اسی وقت مجھکو پہونچے اور دشمنون کے ہاتھ سے تیرے

ستی کے سبب پناہ بھی ملی اُسکا عوض اب میرے اوپر واجب ہی ضرور بند تیرے کاٹونگا
مجھے ایک اندیشہ ہی جب تک کہ اُسکا دغدغہ رفع نہ ہوگا تب تک سب بند کاٹے نہین البتہ
ل کرونگا گربہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ میری طرف سے تجھے کچھ خدشہ باقی ہی اور میرا
ل یہ ہی کہ جو عہد کہ تجھسے کیا ہی اُسمین فرق نہین کیا ہی اور نہ کرونگی تاکہ تجھے بھی لازم ہی کہ
نت قدیم کو دل سے دور کر کہ موافقت جدید نے مخالفت قدیم کو میرے دل سے
ٹھایا ہی اب تو بھی بچشم انصاف دیکھ کہ فائدہ میری دوستی کا تو حاصل کر چکا پس
زم ہی کہ تو بھی ایفاے وعدہ کر اور اپنا آئینۂ دل غبار بدعہدی سے مکدر نہ کر جو لوگ
نیک سیرت ہین ایک لطف اگر کسی سے دیکھتے ہین تو عَلَم دوستی اور شکرگذاری کو
رج آسمان پر پہونچاتے ہین اور بوجوہ شتّی ثابت ہی کہ شماتت بےوفائی اور
گند دروغ کی بنیاد جان و مال کو برباد کرتی ہی اور وبال خلاف عہدی کا اساس
ندگانی کو تھوڑی سی فرصت مین منہدم کر دیتا ہی لازم ہی کہ تو حق وفاداری
نگہداشت نہ فرما اور جو عہد کہ کیا ہی اُسے بلا اندیشہ ادا کر موش نے کہا کہ مجھے
ف خلجان باعث تامل ہی ورنہ جو عہد کہ تجھسے کیا ہی اُسکی وفا مین زنہار فرق نہ کرونگا
اطر جمع رکھ مین سب بند تیرے کاٹ دونگا گربہ نے کہا کہ مضمون خاطر اپنا
ف صاف بیان فرما تا مین بھی نظر تحقیق سے اُسے دیکھون اور پایۂ خرد اور
ازہ دانش تیرا معلوم کرون موش نے کہا کہ مجھے اندیشہ یہ ہی کہ دوست دو طرح
ہوتے ہین اوّل وہ ہین کہ ساتھ صدق کامل اور صفاے باطن اور بے شائبۂ
ن کے دوستی رکھتے ہین اور دوسرے وہ لوگ ہین کہ وقت اضطرار کے
بسبب طمع اور غرض کے طرح محبت کی ڈالتے ہین گروہ اوّل وہی ہر حال
ین اعتماد کے لائق ہی اور اُن لوگون سے جتنا بے غم رہے خلاف عقل
مین ہی قطعہ دوست وہ ہی دوست کے عیبون کو جو سمجھے ہنر تہ ہو خرف گ

دوست کا جانے اُسے دل سے گھر + دوست وہ ہے جو خطاے دوست کو جانے صواب
روے زشت دوست کو سمجھے بہ از شمس و قمر + اور وہ لوگ کہ حمایت دوستی سے اپنا د
ضرر کرتے ہین حال اُنکا ایک قرار پر نہین رہتا ہے کبھی بساط انبساط بچھاتے ہین ا
کبھی خیال ملال دل مین لاتے ہین گاہے اتحاد کرتے ہین مانند شیر و شکر
اور کبھی دشمنی کرتے ہین مثل زہر کے اور جو لوگ کہ دانا ہین وہ باگ اختیار کی ایسے لوگ
کے ہاتھ مین نہین دیتے ہین اور اُنکے اجراے کار مین تا مصلحت وقت توقف کرتے ہین
اور بتدریج سمجھ سمجھ کے اُسے سرانجام دیتے ہین اور اپنا بچاو بھی ہر حال مین مدنظر
رکھتے ہین کہ حفاظت اپنی ذات کی واجب ہے اور جو لوگ کہ اُس روش پر چلتے ہین و
صاحب فراست اور دانشمند ہین اور مین نے جو کچھ کہ کہا ہے تجھسے اسی پر میرا عمل ہے پر جو
کہ تجھسے وعدہ کیا ہے اُسمین کبھی فرق نہ کرونگا لیکن اپنی محافظت مین بھی مبالغہ رکھتا ہو
کیونکہ تیرا خوف مجھے حد سے زیادہ ہے اور مین بھی اُسی گروہ مین سے ہون کہ دفع ضر
کے واسطے تجھسے صلح کی ہے اور تیری طرف سے جو ملائمت ہوئی ہے وہ بھی اپنے د
مضرت کے واسطے ہوئی ہے اس بات مین حال میرا تیرا یکسان ہے اب مجھپر فرض
کہ اپنی حفاظت اور تیری مخلصی کرون **نظم** در استحکام کار خویش بکوش + مکن
قانون حکمت را فراموش + کسے کو کار بے بنیاد سازد + بناے عقل را بر باد ساز
گربہ نے کہا کہ اے موش تو بہت دانا ہے اور تیرا پایہ خرد مین اسقدر نہ جانتی تھی
ان باتون سے بہرہ مند کیا تو نے اور کلید تجربہ اور ہنر میرے ہاتھ مین دی تو
اب یہ فرما کہ وہ کونسی صورت ہے کہ بند میرے کٹین اور تو بھی سلامت رہے موش نے
اور یہ مصرع پڑھا **مصرع** ہر کجا دردیست درمانش مقرر کردہ اند + آ
کہا کہ خیال مجھے یہ ہے کہ اور سب بند کاٹون مگر ایک بند کہ وہ اصل سب بندون کا ہے ا
حفاظت جان کے واسطے باقی رکھون جسوقت کہ وہ حالت پیش آوے کہ تجھے ا

نے کی فکر پڑے اور مجھے رنج نہ پہونچا سکے اُسوقت اُسکو بھی کاٹ دون کہ تجھے
سے اور مجھے گزند سے نجات ملے گربہ نے جانا کہ موش اپنے کام مین کامل ہی کسی کے
نے اور فریب سے نہ بہکیگا آخر کار موش نے اور سب بند گربہ کے کاٹے اور جو
سب مین استوار تھا اُسے برقرار رکھا اور وہ باقی رات افسانے وحکایات مین
جسوقت کہ عنقاے سحر نے آشیانۂ مشرق سے بلند پروازی کی اور شب تیرہ دامن اُٹھا کر
مغرب کو بھاگی اور سفیدۂ صبح کا چار دانگ عالم مین جلوہ گر ہوا صیاد دور سے
موش نے کہا کہ اب یہ وہی وقت ہی کہ اپنے عہدہ عہد کو بجا لاؤن اور جسکا کہ
ہوا ہون اُسے بخوبی ادا کرون گربہ نے جو صیاد کو دیکھا یقین ہوا کہ میرا قتل
ہی مشوش اضطراب تھی کہ موش نے اُس عقدۂ باقی کو بھی کاٹا گربہ ہول
سے موش کو چھوڑ کے پاکشان بھاگ کے درخت پر چڑھ گئی اور موش بھی ورطۂ
سے نجات پاکے سوراخ مین در آیا صیاد نے دام ٹوٹا اور پھندے کٹے دیکھے
تحیر غالب ہوئی اسباب دام کا اُٹھا کے ناامیدانہ پھیرا تھوڑے عرصے
موش نے سر سوراخ سے نکال کے گربہ کو دور سے دیکھا اور ڈرا گربہ نے
ی اور یہ مصرع پڑھا مصرع نادیدہ مکن کہ دیدہ باشی مارا * کیا نہین
ہو کہ دوست عزیز کو ہاتھ مین لانا اپنے اور اپنے اقربا کے واسطے ذخیرۂ
حاصل کرنا ہی اور تو نے جو مروت کہ میرے ساتھ کی ہی شکر اُس اشفاق کا
ن سے ادا نہین کر سکتی ہون موش تو گربہ کی مصاحبت سے سخت کارہ تھا
خاطر روزگار نیست کہ از غایت بیداد درو * نیست ممکن کہ کسے راہ بسامان
چشم نیکی ز کہ داریم بدہرے کہ درو * گر کسے بد نکند غایت احسان باشد
اب میرے خاطر مین آتا ہی کہ یہ زمانہ خلوت کا ہی اور روزگار فراغت کا
کسی سے صحبت اور رسم محبت نہ رکھون گربہ نے کہا کہ اپنا دیدار مجھے

دریغ نہ رکھ اور حق دوستی ضائع نہ کر جو شخص کہ بہت محنت سے دوستی پیدا کرتا ہی ا
بے موجب دائرہ محبت سے قدم باہر رکھتا ہی نتیجۂ یاری سے محروم رہتا ہی اور سب
اُس سے ناامید ہوکر ترک محبت کرتے ہین **بیت** بد کسے دان کہ دوست کم دارد
بدتر آن کو گرفت بگذارد ✣ اور مجھپر تیرا احسان جان بخشی ثابت ہی اور تیری بر
شفقت سے نعمت زندگانی حاصل ہوئی ہی اور جو کہ عہدۂ محبت مین نے
باندھا ہی اُسمین مضرت کا اندیشہ زنہار نہ کرنا **بیت** توان شمید نسیم وفا و عہد
قدیم ✣ زہر گلے کہ دمد تا قیامت از گل ما ✣ اور جب تک کہ میری عمر باقی ہی حق
تیرے فراموش نہ کرونگی اور عوض تیرے احسان کا جہان تک میری استطاعت
بجا لاؤنگی ہر چند کہ بہ نے اسطرح کی باتین بہت سی کین موش نے ایک بھی قبول
اور جواب دیا کہ جو عداوت عارضی ہوتی تو ایک آمیختگی مین رفع ہو جاتی اور جبکہ
ذاتی ہو اگرچہ ظاہر مین بناے دوستی مضبوط نظر آئے اُسپر اعتماد نہ کرے کہ اُسکی
بیت اور منفعت کم ہی اور تجھ مین مجھ مین نسبت جنسیت کچھ نہین ہی بہتر یہ ہی
میری صحبت سے دل اُٹھا لے وہ اسقدر جو ہو چکا محض ضرورت سے تھا اب
اسکی امید نہ رکھنا اور جو کوئی کہ غیر جنس سے آمیزش کریگا اُسے وہ پہونچیگا جو
مینڈک کو پہونچا گربہ نے پوچھا کہ یہ حکایت کیونکر ہی **حکایت** کہا کہ ایک موش
چشمۂ آب ایک درخت کے تلے رہتا تھا اور اُس چشمے مین ایک مینڈک تھ
کبھی کبھی کسب ہوا کو باہر آیا کرتا تھا ایک دن لب چشمہ آکے نغمۂ خوش آہنگ
صدا کر رہا تھا اُسوقت موش بھی اپنے سوراخ سے زمزمہ آرا تھا جبکہ نعرہ مینڈک کا
متحیر ہوکر باہر آیا اور نغمات مینڈک کے سُنکے ہاتھ پر ہاتھ مارتا تھا اور خوش ہوکر
سر ہلاتا تھا مینڈک کو حرکات اور رباطوار موش کے خوش آئے اسلیے
آشنائی کی ڈالی لاکن عقل منع کرتی تھی کہ ناجنس سے آشنائی کرنا نہ چا

حکایت موش اور مینڈک کی

واہش طبع دوستی پر تحریص کرتی تھی آخر کار خواہش طبع غالب آئی اور باہم دوستی پیدا ہوئی اگر
ایات خوش اور روایات دلکش باہم کیا کرتے تھے موش نے ایک دن مینڈک سے کہا کہ کسی
ت مجھے کوئی ضرورت ہوتی ہے اور تو اُسوقت پانی مین ہوا کرتا ہے اور مین خشکی مین یہ بات کیونکر
ا مین ہر چند آواز دیتا ہون تو غوغے سے اور مینڈکون کے نہین سُنتا ہے لہذا کوئی تدبیر
ی کیا چاہیے کہ جب مین چشمے کے کنارے آؤن بنے اسکے کہ مین چلاؤن تو باہر چلا آئے مینڈک
ہا سچ کہتا ہے تو مین بھی اسی خیال مین پڑا ہون کہ میرا یار جسوقت لب آب آئے بے پکارے مین
ہو جایا کرون اور اُسے انتظار کرنا نہ پڑے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مین تیرے سوراخ پر آتا ہون
تو اور جگہ گیا ہوتا ہے بہت انتظار کرنا پڑتا ہے بارہا مین نے چاہا کہ اس بات کو تجھسے بیان
ن مگر تو نے خود اپنے کشف اور صفائی باطن سے میرا مکنون ضمیر معلوم کیا اب تدبیر
ا قضیے کی تیری راے عالی پر ہی ہے ٥ فکر سے غور سے ایسی کہ وہ تدبیر کوئی + کہ نہ ہم دونون
ا فرقت سے ہو دلگیر کوئی + موش نے کہا کہ مجھے سر رشتہ ہاتھ آیا ہے بہتر یہ ہے کہ ایک
شتہ دراز پیدا کرکے ایک سرا اُسکا تیرے پاؤن مین باندھون اور ایک اپنے پاؤن مین
کہ مین لب آب آؤن اُس رشتہ کو ہلاؤن بلا تامل تو میرے پاس چلا آئے پکارنا
چلانا نہ پڑے اور جسوقت تو میرے سوراخ پر تشریف لائے اور اُس رشتہ کو ہلائے مجھے
ہو جائے دونون نے اس بات کو پسند کیا اور عمل مین لائے اور ہمیشہ باہم اسی طرح
تے تھے ایک دن موش لب چشمہ آیا چاہتا تھا کہ مینڈک کو بلائے کہ ناگاہ زاغ کی نگہ اُسپر
جست کرکے موش کو منقار مین اُٹھا لیا اور ہوا پر اُڑا وہ رشتہ کہ دونون کے پاؤن مین
بستہ تھا مینڈک بھی پانی سے کھنچا اور لٹکتا ہوا موش کے ساتھ چلا جبکہ لوگون کی نگاہ پڑی
ب سے کہا کہ مینڈک شکار زاغ کا نہین ہے یہ کیا تماشا ہے کہ نظر آتا ہے مینڈک نے کہا کہ اب بھی
ا شکار زاغ کا نہین ہے یہ شومی موش کی مصاحبت کی ہے اگر مین غیر جنس سے مصاحبت
نہ اس بلا مین نہ پڑتا اور حاصل اس مثل سے یہ ہے کہ کوئی ناجنس سے دوستی نہ کرے تا

مینڈک کی طرح رشتہ بلا مین لٹکا یا نہ جاوے اور مجھے داعیہ یہ ہی کہ اپنی جنس سے بھی آمیزش نہ کرون
غیر جنس کا تو کیا دخل ہی گربہ نے کہا اگر میری صحبت کا ارادہ نہ تھا تو پہلے اتنا تملق کیون کیا تھا کہ اُ
تملق سے مجھے اپنا فریفتہ کیا اور جبکہ مین دام دوستی مین پابند ہوئی تو اب رشتہ مواصلت کو قطع کرتا
موش نے کہا کہ مجھے اُسوقت تجھسے احتیاج تھی عاقل جسوقت کہ رنج مین پڑے اور اُسکی مخلص
دشمن کی دوستی پر موقوف ہو تو ضرور ہی کہ اُس سے دوستی پیدا کرے اور بعد رفع حاجت
ضرر اُس سے متصور ہو تو اُسکی صحبت سے پرہیز کرے اور یہ بات از روے عداوت اور فساد
کے نہین ہی جیسا کہ بچے چارپایون کے شیر کے واسطے اپنی ماؤن کے پیچھے پھرتے ہ
اور جب ایام شیر خوارگی کے نہین رہتے ہین پھر کچھ اُنس بچون مین اور ماؤن مین نہین
کوئی عاقل اسکو عداوت پر حمل نہ کریگا پس ایسے محل مین جب فایدہ منقطع ہو جاوے تو تر
ملاقات بہتر ہی دوسرے عمدہ سبب یہ ہی کہ تیری اصل خلقت میری دشمنی پر مبنی ہی ا
مقام مین اگر بضرورت دوستی کی صورت بھی پیدا ہو وے تو وہ اعتبار کے لائق نہین
جب کہ غرض درمیان سے اُٹھ گئی پھر طبیعت ہر ایک کی اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی
جیسا کہ پانی جب تک آگ پر ہی گرم رہیگا اور جب آگ سے جدا کرینگے سرد ہو جائیگا اور یہ
جانتے ہین کہ کوئی دشمن موش کا گربہ سے زیادہ نہین ہی اور مین تیرے اشتیاق کا مجھ
نہین پاتا ہون سوا اسکے کہ ایک دن مجھے نوش فرماوے اور تاویل ایسی نہین ہی
مین تیرا فریفتہ ہون اور تیری بات کا یقین کرون گربہ نے کہا کہ تو یہ باتین از ر
عداوت کرتا ہی یا نفس الامر[ل] مین یا ہزل و مطائبہ[ع] سے کہتا ہی موش نے کہا کہ جانبازی
جگہ بازی کی نہین ہی یہ بات از روے تحقیق کے کہی مین نے اور اسپر یقین واثق
مجھے کہ بلا شبہ میری اسمین ہی کہ تجھ سے زبردست سے پرہیز کرون اور جو شخص کہ حاج
اور دشمن قوی سے پرہیز نہ کرے اُسے ایسا زخم پہونچتا ہی کہ کسی مرہم سے التیام نہین
بیت ہر آن کہ با بہتر ستیزد ❊ چنان افتد کہ ہرگز بر نخیزد ❊ آب بھلی

ل۔ نفس الامر حقیقت واقعی ۱۲

ع۔ ہنسی ٹھٹھا

اہر کرین تجھسے پرہیز کرون اور تو مجھ یاد سے ڈرتی رہے اور میری تیری ملاقات روحانی اور
ت خیالی بہتر ہو نہ ظاہری اور فقط اتنے سے لیے کہ تو نے میرے باعث اور مین نے تیرے
ب سے دشمنون سے نجات پائی غرض اسکا فقط معرفت خیالی کفایت کرتی ہو اور مضمون
بیت کا کافی ہی بیت غم نہین ای جان اگر ظاہر مین فرقت ہو مجھے * دیدۂ باطن
ے نظارہ کفایت ہو مجھے * اب اسپر مختصر ہو کہ اجتماع میرا تیرا محال اور نقطہ
بال کا دائرہ قیل وقال سے خارج ہو پس اس کلمہ پر خاتمہ ہوا اور دونون اپنی منزلگاہ کو
نہ ہوئے خردمند روشن رائے کو اس حکایت سے فائدہ یہ ہو کہ دشمن کے ساتھ حاجت
وقت صورت صلح کی ضرور سمجھے اور حصول مدعا کے بعد رعایت اور محافظت جان نہ
لی واجب جانے سبحان اللہ ایک موش کہ باین عجز و ضعف اتنی آفات محیط مین
نان غالب نے گھیر لیا اور انہین سے ایک دشمن کو دوست بنا کے اور اُسکے
لہ محبت سے سب دشمنون سے نجات پائی اور اسکے بعد عہدۂ وفاداری کو بھی
لایا اور گربہ سے اپنی حفاظت بھی کی اگر ارباب خرد اور فراست اس تجربے کو
دستور العمل بنائین اور مہم کے وقت ایسے اشارات کو اپنا مقتداے کار کرین
بونکہ انکے کام استحکام کو نہ پہونچین اور کسطرح سعادت اور کرامت سے محروم
ن قطعہ ہر آن کسے کہ کند پیروی اہل خرد * بہیچ وجہ ملالے بجال او نرسد *
بہ تجربہ چون گرد فتنہ بنشاند * غبار نقص بروے کمال او نرسد * بناے
رفعت اگر بر اساس حزم نہد * خلل بہ ترجمہ جاہ و جلال او نرسد *

ب آٹھوان ہو احتراز کرنے مین ارباب مد سے اور اُنکے تملق اور اخلاق پر اعتماد نہ کرنے مین

ے دانشلیم نے حکیم سے کہا بیت اے جو بہیچ آخرین مرتا بیا صدق وصفا *

وہ جو عقل اولین تا بالبسر فضل و ہنر ✦ وہ تقریر کہ عیب سے مبرا اور وہ توجیہ کہ شائب
ریب سے معرا تھی بیان فرمائی تو نے اُسکے حق مین کہ دشمن جابر متوجہ اسکے ہو
اور کسی طرف سے راہ گریز کی نہ باقی رہی اور اُنمین سے ایک سے دوستی پیدا کر
اور براہ صلح کی نکال کے اور مدد سے اُسکی مصالحت کے اوروں کی مضرت سے بچا
جو عہد کہ اُس دشمن سے اُس حادثے مین باندھا تھا اُسنے وفا کیا اور اپنی ذات کو
اُسکے ضرر سے محفوظ رکھا اور بدولت احتیاط کے کہ وہ اب آفات سے سا
نجات پر پہونچا اب التماس یہ ہے کہ وہ داستان اہل مکر و عداوت کی بیان کیجیے کہ اُن
اور اجتناب اُسکنے بہتر ہے یا انبساط (خوشی) اور اختلاط اور اگر اُنمین سے کوئی ارادہ ملا
اور التفات کا کرے تو اُسکے ساتھ کیا معاملہ کرے برہمن نے کہا **بیت** ا
وہم از افتتاح آزمائش دور بین ✦ وہی جو عقل از ابتداے آفرینش کار زان
جسنے کہ فیض روح القدس سے بہرہ پایا اور عقل کل کی مدد سے متمسک ہوا ہر
سب کام مین احتیاط واجب جانیگا اور موضع خیر و شر اور نفع و ضرر کو خوب پہچا
اور اُسپر یہ بات پوشیدہ نہ رہیگی کہ وہ دوست آزردہ کو جسنے عنقریب رنج پایا ہو ا
پہلو تہی کرنا یہ سلامتی سے نزدیک ہے اور کینہ کوشون کے مکر سے اور جو فروشا
گندم نما کے غائلہ غدر سے پرہیز کرنا باعث ہے امن و امان کا خصوصا وہ لوگ کہ
جنکے باطن کا اور تفاوت اعتقاد کا چشم خرد سے معائنہ مین آیا ہو اور خدشہ
و غدغہ اُنکے دلون کا نظر بصیرت سے مشاہدہ کیا ہو اُنسے اجتناب واجب جا

مثنوی یاد رکھ جو تجھسے ایذا پائیگا ✦ وہ ضرر اک دن تجھے پہونچائیگا
اپنے دشمن کو جلا دیگا اگر ✦ تو دھوان بنکر تجھے رلوائیگا ✦ اور جو کوئی اہل
سے علامت عداوت کی کچھ بھی دیکھے اُسکی چرب زبانی اور تلطف پر ہرگز
نہ ہووے اور جانب ہوشیاری اور عاقبت اندیشی کی فرو گذاشت نہ کرے

سے غفلت کریگا تو تھا بڑے کے وقت تیر اُسکی تدبیر کا اُسکے ہدف جان پر ایسا بیٹھیگا کہ پھر
اسکا امکان سے باہر ہو جائیگا **بیت** الیٰ از خصم محنتہاے بسیار آورد * تخم غفلت
اروز رنج و غم بار آورد * اور اس باب مین جتنی حکایتین ہین اُنمین سے یہ حکایت
اشمندون کے دفتر خاطر پر لکھی گئی ہے حکایت ابن مدین بادشاہ اور قبرہ جانور کی
عربی مین قبرہ اور فارسی مین چکاوک اور ترکی مین قترلاق کہتے ہین اور کباب
اور درد قولنج کے واسطے مفید ہے بادشاہ نے پوچھا کہ یہ حکایت کیونکر ہے **حکایت**
کہتے ہین کہ ایک بادشاہ تھا اُسکو ابن مدین کہتے تھے ہمت عالی اور رای روشن
تا تھا اور قصر رفیع المقدار اُسکی سلطنت کا سعی معمار شوکت سے قبہ آسمان تک
پہنچا تھا اور اُسکی بناے باوسعت و فضا مہندس حشمت کی مدد سے فروہ فلک الافلاک
گذری تھی ایک مرغ سے کہ اُسے قبرہ کہتے ہین اُنس تمام رکھتا تھا اور وہ
حسن کامل اور نطق دلکشا اور صورت مطبوع اور ہیئت زیبا سے خلق کیا گیا تھا
شاہ اُس سے باتین کیا کرتا تھا اور وہ جواب شیرین اور نطق دلکش اور
ساے رنگین سے بادشاہ کو خوش کیا کرتا تھا قضارا قبرہ کے جوڑے
بادشاہ کے محل مین انڈے دیے اور ایک بچہ پیدا ہوا بادشاہ بغایت مسرور
اُسے اپنی حرم سرا مین لایا اور ملازمین حرم سرا کو حکم دیا کہ اس بچہ کی
ش مین کوشش بلیغ کرین اور اُسی دن بادشاہ کے بھی فرزند پیدا ہوا کہ
نجابت اُسکی پیشانی سے تابان اور آثار سعادت اُسکے صفحۂ حال سے
ن تھے بادشاہ اُسکے بچے کو مبارک قدم سمجھ کے زیادہ تر عزیز رکھتا تھا
قبرہ کا اور شاہزادہ ایک ہی جگہ پرورش اور نشو و نما پاتے تھے اور اُن
ن مین باہم اُلفت عظیم پیدا ہوئی ملک زادہ رات دن اُس بچے سے
رتا تھا اور قبرہ جنگل سے دو پھل میوے کے ہر روز لاتا تھا کہ ایک اُنمین کوئی

نہین بیچانتا تھا ایک اپنے بچّے کو کھلاتا تھا اور ایک شاہزادے کو دیتا تھا
کمال ذوق سے کھاتے تھے اور اُسکی منفعت سے ہردم ترقی پاتے تھے اور اِس
کے وسیلے سے ہر روز قدر و منزلت قبرہ کی بڑھتی جاتی تھی ایک عرصۂ دراز اسی طرح گذرا
نے بہت سے اوراق سیاہ و سفید لیل و نہار کے اُلٹے کہ ایک دن قبرہ غائب تھا
اُسکا بچہ شاہزادے کے ہاتھ پر بیٹھا تھا کہ اتفاقاً اُسنے جست کی اور ناخنون
خشونت سے شاہزادے کا ہاتھ چھل گیا شاہزادے نے غصے مین آکر دونون
اُسکے پکڑ کے اور پھر اکے زمین پر مارا کہ استخوان ریزہ ریزہ ہو گئے جب کہ قبرہ
اور اپنے بچّے کو ہلاک پایا قریب تھا کہ اُسکا مرغ روح قفس قالب سے پرواز کرے
اور اُس واقعۂ ہائلہ جانکاہ سے نزدیک تھا کہ ہلاک ہو جائے زیادہ از حد فریاد کرتا
اور یہ اشعار مؤلف کے پڑھتا تھا اشعار فلک نے مجھکو دیا داغ نوجوان افسوس
یہ وہ ہفتہ ہوا خاک مین نہان افسوس ✤ بھلا ہو خاک مری زیست جب نہان ہو جا
انیس جان و دل آرام و نکتہ دان افسوس ✤ ملا یا خاک مین اُس رشک ماہ تابان
زمین یہ گرنہ پڑا کیون یہ آسمان افسوس ✤ بعد جزع لبیار اور فزع بے شمار
دل مین کہا کہ یہ آتش بلا تیری ہی افروختہ کی ہوئی ہے تجھے کیا کام تھا کہ سر دیوار
تونے آشیانہ کیا اگر سر خار پر کہین گھر بناتا اور کسی گوشے مین قناعت کرتا تو
اس بلا کا نہ ہوتا حکیمون نے کہا ہے کہ بیچارہ وہ شخص ہے کہ جو صحبت جبّارون کی اختیار کرے
کہ باگ انکے توسن قول و قرار کی سخت سست ہوتی ہے اور بنا انکے وفا کی بہت ضعیف
انکا رخسارۂ مروت آسیب جفا سے خراشیدہ رہتا ہے اور سرچشمہ جوانمردی کا خاک ناانصافی
سے بیزار رہتا ہے اخلاص اور محبت کی انکے آگے کچھ عزت نہین ہے اور انکا سابقۂ
خدمت اور رابطۂ محبت نہ قدر رکھتا ہے اور نہ قیمت بیت حق خدمت جو نہ سمجھے
اُسکی خدمت ہے عبث ✤ جو سمجھ ہے نہ ثمر اُسپر مشقت ہے عبث ✤ اور گنا ہون

۷ [illegible]

رناک صفت ہی جو اہل مروت کے مذہب انتقام مین ناروا و حرام سمجھتے ہین اور اُس
ی صحبت سے کہ جو خدمت مخلصون کی فراموش کرتے ہین اجتناب واجب تھا
ں گروہ کی ملازمت سے جو رابطۂ محبت بے غرض کو بھلا دیتے ہین کنارہ
تھا **بیت** حق صحبت جسکو ہی ملحوظ بس انسان ہی وہ ٭ جو نہ سمجھے حق صحبت بدتر
ن ہی وہ ٭ اور مین نے اُس قوم سے آمیزش کی کہ اپنے بڑے گناہون کو تھوڑا
ہین اور غیر کے تھوڑے سے سہو کو بڑا گناہ سمجھتے ہین لیکن مین فرصت نہ دونگا
ت کہ انتقام اپنے بچے کا اس ظالم بے رحم سے کہ اپنے ہمنشین اور مونس کو
سبب قتل کیا اور اپنے ہمخانہ کو بلا سبب ہلاک کیا ہی نہ لونگا یہ کہا اور حسبت
بادشاہ کے بیٹے کی نیچون سے آنکھین نکال لیگیا یہ خبر بادشاہ کو پہونچی
ررہ یا اور اپنے دل مین کہا کہ کسی حیلے سے اس مرغ کو دام فریب مین لاکے
ں بلا مین محبوس کرون اور جو سزا کہ چاہیے اُسے انتہا کو پہونچاؤن اسکے بعد
اہ دیوار کے قریب آیا اور قبرہ سے کہا کہ اے مونس روزگار دیوار کے نیچے آکہ تجھکو
اہی جو کچھ ہوا سو ہوا اب صحبت میری برہم نہ کہ اور نہال عیش میرا پژمردہ نہ بنا
نے کہا کہ اے بادشاہ تیری متابعت اب ضرور نہین ہی مین نے ایک مدت مین
ر کے تیری قربت اختیار کی تھی اور دل مین عہد کیا تھا کہ قبلۂ امن اور کعبۂ
سواے درگاہ بادشاہ کے اور نہ بناؤنگا اور مرکب اپنی ہمت کا سواے
ن ملازمت شاہ کے اور جگہ نہ دوڑاؤنگا گمان یہ تھا کہ تیرے سایۂ عنایت
مانند کبوتران حرم کے مرفہ الحال اور فارغ البال رہونگا اب کہ خون میرے
کا حریم حرم بادشاہی مین بز قربانی کے مانند حلال رکھا گیا ہی کیونکہ مجھے آرزو
گھر کے طواف کی باقی رہے اور اگر مین جانتا کہ جان شیرین کا عوض ہی تو
زنان احرام باندھتا لیکن **بیت** مرغے کہ رمیدہ گردد از دام ٭ من بعد

بر دانہ گو شود دام ✤ اور مرد زیرک ایک بات کو دو بار نہیں آزماتا ہے اور زخم دندان مار دو
ایک سوراخ مین نہین کھاتا ہے **بیت** آزمودہ کا مکرر آزمانا قہر ہے ✤ جسمین غذا
ضرر پہونچے اُسکا کھانا زہر ہے **ایضاً** جانور اکبار چھٹکر دام مین آتا نہین ✤ پھر
دانہ صیاد وہ کھاتا نہین ✤ **بیت** نہ شنودی این مثل را کار یاب عقل گ
من جرّب المجرّب حلّت بہ الندامۃ ✤ اور یہ بھی ضمیر منیر بادشاہ پر ازروے اخبار
روشن ہوگا کہ گنہگار کو نڈر رہنا چاہیے اور جو کوئی کہ غفلت کریگا عذاب الیم مین مبتلا
اور اگر اتفاقاً وہ بدذات خود بچ رہیگا تو اُسکی اولاد تلخی چکھیگی کیونکہ طبیعت عالم کی
طرح پر خلق ہوئی ہے جب کہ بادشاہ کے بیٹے نے میرے بچے سے دغا کی اور مین
بے اختیاری قلق مین اُسے الم پہونچایا اب مطمئن ہونا عقل دوربین سے دور ہے اور
نہین ہے کہ کوئی شخص ساغر ستمگاری سے جرعہ نوش کرے اور خمار بلا مین گرفتار
مگر بادشاہ نے حکایت دانادل اور چورون کی کیا نہین سُنی ہے اور چورون کو سکا خار
ملنا کیا سمع شریف مین نہین پہونچا ہے بادشاہ نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر ہے **حکایت**
کہتے ہین کہ شہر رقہ مین ایک درویش تھا اخلاق پسندیدہ اور آداب ستودہ سے
آراستہ اور اقوال اور افعال اُسکے مکارم اوصاف سے پیراستہ تھے اور دل حق
معرفت سے دانا رکھتا تھا اسلیے اُسے دانادل کہتے تھے اور عمائد شہر سب اُ
معتقد تھے ایک دن وہ متوجہ بیت اللہ کی زیارت کا بے رفیق و ہمراہ ہوا ناگاہ راہ
ایک گروہ قزاقون کا اُسے ملا گمان اُنکو تھا کہ یہ بہت مالدار ہے ارادہ قتل کا کیا دانا
نے کہا کہ میرے پاس مال دنیا سوا اسے توشہ حج اور نہین ہے اگر غرض تمہاری و
مال ہے تو لیجاؤ اور مجھے چھوڑ دو مین بطریق توکل چلا جاؤنگا اُن بے رحمون
اُسکی بات پر التفات نہ کیا اور تلوار کھینچی بیچارہ متحیر ہر طرف دیکھتا تھا او
مددگار ڈھونڈھتا تھا اُس میدان دہشت ناک اور صحراے سہمگین مین کو

یہ مضمون مطابق اس حدیث کے ہے لا یلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین

ں نظر نہ آیا اوپر دیکھا کہ ایک جھنڈ کلنگون کا اُڑتا ہے دانادل نے آواز دی کہ اے کلنگو مین اس بیابان مین
کارون کے ہاتھ پڑا ہون اور سواے حضرت عالم الخفیات کے کوئی میرے حال سے آگاہ
ہے تم انتقام میرے خون کا اس جماعت ناخداترس سے اگر ہو سکے تو لینا قزاق ہنسے
کہ کیا نام ہے تیرا اُسنے کہا کہ مجھے دانادل کہتے ہین قزاقون نے کہا کہ تیرا دل دانائی سے
بلکہ تو بہت بے عقل ہے اور جو کہ بے عقل ہو اُسکے مارنے مین کچھ وبال نہین ہے یہ کہکر
قتل کیا اور مال سب لے گئے جب کہ یہ خبر اہل شہر کو پہونچی تاسف کیا اور سب اس فکر
ہوے کہ اُسکے کشندہ سے کسی طرح معلوم ہون بعد ایک مدت کے اکثر اہل شہر عید کے
عیدگاہ مین حاضر تھے اور قاتل دانادل کے بھی اُس مجمع مین بیٹھے تھے کہ ایک
کلنگاون کی ہوا پر پیدا ہوئی اور کلنگین قزاقون کے سر پر اُڑنے لگین اور اتنا شور
تھین کہ لوگ آواز ایک دوسرے کی نہ سنتے تھے ایک قزاق نے ہنسکے اپنے یار سے
کلنگین وہی نہ ہون کہ دانادل کے قتل کے وقت حاضر تھین اتفاقاً ایک شخص کہ جو
نزدیک بیٹھا تھا اُسنے یہ بات سُنی اور اُسنے دوسرے سے کہا آخر شدہ شدہ حاکم تک
پہنچی اُنکو گرفتار کیا اور تھوڑے سے مطالبے مین اُنھون نے اقرار کیا فوراً قصاص کیا گیا
مکافات خون ناحق کی پائی قطعہ کہ کرد در ہمہ عالم کمان ظلم بزہ * کہ تیر لعنت جاوید بر ا
نشد * کہ در زمانہ بے اعتبار طرح ستم * خیال بست کہ خود عبرت زمانہ نشد * اور یہ مثل
واسطے لایا ہون تا بادشاہ معلوم کرے کہ میری جرارت شاہزادے پر بسبب تقاضاے
ت تھی ورنہ مجھ مرغ شکستہ بال کو یہ قوت کہان تھی جو یہ صورت مجھسے وقوع مین آئی
م حاکم خرد کا یہ ہے کہ تیرے فرمانے پر نہ چلون اور تیرے فریب اور خدع پر اعتماد
ے گنوئین مین نہ کرون بلکہ واجب ہے کہ مین تیری صحبت سے حذر کرون بادشاہ
ا جو کچھ کہ تو نے کہا عین حکمت اور سراپا صدق ہے لیکن گناہ ابتدا کرنے والے پر
ہو نہ قصاص کرنے والے پر بلکہ یہ گناہ میرے بیٹے کا تھا کہ بے گناہ تیرے بچے

قتل کیا اور تونے جو کیا ہ حکم خدا کے موافق کیا بلکہ احسان کیا تونے کہ تیرا بچہ قتل ہوا اور تونے
آنکھون پر گزند پہونچایا اس صورت مین نہ تجھپر کراہت متوجہ ہوتی ہی اور نہ مجھے آزار رسانی لازم
تو میری بات پر اعتماد کر اور ارادہ جدا ہونے کا نہ کر اور مین اپنے نزدیک عوض سے عفو
جانتا ہون کہ ہنر جو افسردون کا ہی ہی لہذا مین ہرگز دست رد پیشانی ہنر پر نہ مار
اور روے قبول عیب کی جانب نہ لاؤنگا بلکہ مدعا میرا یہ ہی کہ مکافات بدی کی نیکی
کرون اور مجھے اگر کوئی ضرر پہونچا ئے تو اُسکو مین نفع پہونچاؤن رباعی با عادت
بہانہ جوئی نہ کنیم ٭ جز نیکی و خیر خواہی نہ کنیم ٭ آنہا کہ بجاے ما بدی کردند
دست و دہر بجز نکوئی نہ کنیم ٭ قبرہ نے کہا کہ میرے نزدیک میرا پھر آنا ممکن نہین ہی
خردمند مصاحبت وحشتناک سے پہلو تہی کرتے آئے ہین اور دفتر قواعد با فوائد مین
نے لکھا ہی کہ مردم دانا آزردہ خاطر کی جتنی کوئی دلجوئی کرے اُتنی اُنکی بدگمانی اور نفرت
زیادہ ہوتی جاتی ہی اور ہرگز اُس سے غفلت نہین کرتے ہین نظم عزیز من چو آزر
کسے را ٭ مراعاتش مکن تا میتوانی ٭ کہ ہر چند از تو خدمت بیش بیند ٭ مرا او را بیش
بدگمانی ٭ بادشاہ نے کہا کہ اے قبرہ تجھے مین بجاے فرزندون اور عزیزون کے جانتا
بلکہ عزیز و اقربا سے اتنی الفت نہین ہی جو تجھسے ہی پھر کوئی اپنے عزیزون اور مخلصون
بدی کرتا ہی قبرہ نے کہا کہ حکما نے حال اقربا کا بتفصیل بیان کیا ہی کہ مان اور باپ دوستون
مانند ہین اور بھائی رفیقون کے مانند ہین اور ماموں و چچا اُستادون کے مرتبے
ہین اور عورت مثل ہمنشینون کے ہی اور لڑکیان دشمنون کے مانند ہین اور
خویش و اقربا بیگانون کے مرتبے مین ہین مگر بیٹا بقاے ذکر کے واسطے ہی اور
ذات کے مانند حساب کیا جاتا ہی اور عزت و حرمت مین بیٹے کا کوئی شریک نہین
اور مین ہرگز بیٹے کے برابر تجھے عزیز نہ ہونگا اور بر تقدیر اگر تو مجھے فرزند کے
برابر جانے ... جب کہ بلا نازل ہوگی اور بہجوم آفت ہوگا اُسوقت تو مجھے چھوڑ دیگا اور

ہوئی کسی کو دوست رکھتا ہو اور کہتا ہو کہ مین جان تجھپر فدا کرونگا لیکن جب کہ فتنہ حادث
ہو اور کام اُس حد کو پہونچتا ہے کہ جان جانے کی جگہ آتی ہے تو بے شبہہ اپنی جان کو شفیق بلا
عرصہ سلامت کی طرف کھینچتا ہے اور جان ہرگز نثار نہین کرتا ہے شاید کہ بادشاہ نے
یت اُس بڑھیا اور مہستی کی نہین سُنی ہے بادشاہ نے کہا کہ یہ قصہ کسطرح پر ہے حکایت
ہتے ہین کہ عورت کہن سال فرسودہ حال ایک بیٹی رکھتی تھی مہستی نام کہ ماہ تمام اُسکے رخسارہ
ان پر رشک کرتا تھا اور آفتاب جہان افروز اُسکے عکس عارض سے خجل ہوتا تھا بیت
ن ز شکر فروش سے برد ؛ شیرین سخنے کہ ہوش سے برد ؛ ناگاہ چشم زخم روزگار سے
بیمار ہوئی اور سر بالین رنجوری پر رکھا اُسکے گلشن جمال سے گل ارغوان کی جا شاخ زعفران
لی اور سمن تازہ تاب حرارت سے بے آب اور سنبل پُرشکن تپ محرق سے تاب مین ہوا
ن اُسکے گرد پھرتی تھی اور زار زار ابر بہار کے مانند روتی تھی اور کہتی تھی کہ اے جان مادر
ے ہیجان اپنی جان تجھپر قربان کرتی ہون اور تو سلامت رہے اور ہر سحرگاہ نالہ و آہ
ن تھی کہ اے خدا اس جوان جہان نادیدہ کو بخشدے اور اس پیر فرتوت کو کہ اپنی عمر سے
رہی اسپر تصدق کر دے اور یہ ابیات پڑھتی تھی **ابیات** از عمر من آنچہ ہست برجا
بان و بعمر او بیفزاے ؛ گر چہ شدہ ام چو موے از غم ؛ یک موے مباد از سرش کم ؛
صہ جو کچھ کہ مہر مادری کے لائق تھا وہ پیرزن کہتی اور اپنی جان ہر روز اُسکو بخشتی تھی اتفاقا
ے مادہ گاو رات کو چھوٹ کے مطبخ مین آئی اور کھانے کی بو سے دیگ مین مُنھ ڈالا
سکے بعد چاہا کہ سر نکالے سینگ اُسکے دیگ مین اٹک گئے مادہ گاو دیگ کو سر پر
ے کے باورچیخانہ سے باہر آئی اور گھر مین ادھر اُدھر دوڑتی پھرتی تھی
ر اُس بڑھیا کو یہ قضیہ معلوم نہ تھا آنکھ جو اُسکی کھلی گاو کو اس شکل و شمائل
سے دیکھا متحیر ہوئی کہ ایسی چیز کبھی نہ دیکھی تھی اُس سیاہی شب مین یقین ہوا
ہی ملک الموت ہے مین جو ہر روز اپنی موت مانگتی تھی شاید وہ دعا قبول ہوئی اُسلیے

یہ آیا ہی تا ہستی کی جان قبض کرے بڑھیا نے کہا جیسا ملا جامی علیہ الرحمہ فرمات

مثنوی ملک الموت من نہ مہستی ام ٭ من یکے پیر زال محنتی ام ٭ گر تو خوا

جانش بستانی ٭ اندرون خانہ ہست تا دانی ٭ گر ترا ہستی ست اندر کار ٭ اینک

مرا بگذار ٭ ہے بلا تا زمین شمرد اورا ٭ چون بلا دید در سپرد اورا ٭ تا بدانی ک

در خطرے ٭ ہیچکس را از خود عزیز ترے ٭ اے بادشاہ آج مین خلائق سے محب

اور بعلائق سے پاک اور مین نے تجھسے اتنا فیض پایا ہی کہ میری گردن گرانبار ہی اب یا

بوجھ اٹھانے کی طاقت نہین ہی اے شہریار انصاف کر کہ کون ایسا جانور ہی کہ اسسے یہ

کہ اسکا جگر گوشہ آتش بیداد پر کباب کیا جائے اور میوہ دل باد ظلم سے تاراج کیا جائے او

آنکھون کی روشنائی ظلمت فنا سے سیاہ کیجائے اور اسکی راحت جان آگے سے اٹ

یعنی جگر گوشہ اسکا بے گناہ اور بے سبب قتل کیا جائے کیونکر اسکو صبر اور اعتماد

اور دریائے تاسف موج مار کے کشتی صبر کو گرداب اضطراب مین کیونکر نہ ڈبائے اور

آتش اسکی متاع شکیبائی کو کسطرح نہ جلائے بادشاہ نے کہا کہ یہ بات جو سبب تجھسے وق

آئی اگر ابتدا تجھسے ہوتی تو البتہ پرہیز اور خوف تجھے لازم تھا تو نے تو بر سبیل قص

کام کیا بارے جو کام کہ میرے فرزند نے کیا اتنا تو نے نہین کیا کہ تیری آنکھ سے تیر

معدوم ہو گیا اور تو نے فقط آنکھین اسکی نکالی ہین بھلا مین اسسے دیکھونگا تو اور ا

باتین تو سنونگا یہ تیرا احسان ہی جیسا کہ چاہیے ویسا تو نے قصاص نہین کیا اب ا

صورت مین تجھے اندیشہ کیا ہی اور سبب تجھسے مفارقت کیون کرتا ہی کہ تو اس فرزند نا خلف

پیدا ہونے سے پہلے میرا انیس تھا اب ایسا نہ کر کہ باقی عمر مین غمگین رہون اور ملا

کلال مین بسر کرون اور یہ تیری مثل اس مطرب کے مثل ہی تبرہ نے پوچھا کہ کسطرح

حکایت کہا کہ ایک بادشاہ تھا کہ ایک مطرب شیرین نوا اور خوش گلو اور دلفر

اسکا ملازم تھا کہ اس سے خوشگو تر بیان اور الحان مین فلک ارغنون ساز نے دو

…س پروہ زمین پر نہ دیکھا تھا بادشاہ اُسکے نغمۂ دلاویز سنکے خوش ہوتا تھا اور اس مطرب کا ایک غلام
…ہایت ذکی تھا اور یہ اُسکو سازندگی اور نوازندگی میں تعلیم مشفقانہ دیا کرتا تھا تھوڑے سے عرصے
…ں غلام اُستاد سے زیادہ ہوگیا جبکہ بادشاہ کو حال اس غلام کا معلوم ہوا بُلا کے اُسکا بجانا
…اور نہایت التفات کیا تا بحدیکہ ندیم بادشاہ کا ہوا اور بادشاہ ہمیشہ اُسکے نغمات
…بحادم سنا کرتا تھا اور محظوظ ہوتا تھا اور ہر روز رتبہ افزائی اُسکی اقران سے زیادہ کرتا جاتا تھا اُن سبب
…مطرب کے دل مین رگ حسرت حرکت کرنے لگی آخر غلبۂ خباثت سے غلام کو مار ڈالا
…ر بادشاہ کو پہونچی حکم کیا کہ مطرب کو حاضر کرین جب کہ مطرب حاضر ہوا بادشاہ نے عتاب کرکے
…جانتا تھا تو کہ مین نشاط دوست ہون اور میری نشاط دو قسم پر تھی ایک نوازندگی
…ی جلوت مین اور دوسری سازندگی غلام کی خلوت مین یہ دونون میری باعث سرور
…ن کیا سمجھ کے بیگناہ کا خون کیا اور آدھی نشاط میری باطل کردی سچ بتا ک
…طرح تونے غلام کو مارا کہ اب وہی شربت اجل جو تونے غلام کو پلایا ہی تجھے بھی پلاؤن
…ث عبرت ہوتا پھر ایسی حرکت کا کوئی ارادہ نہ کرے مطرب نے بادشاہ کے قول کو سنا
…لے عرض کیا کہ اے شہریار یہ واقعی مین نے بد کیا کہ آدھی نشاط بادشاہ کی باطل کی اب
…ر بار مجھے مار کے تمام نشاط اپنی کیون باطل کرتا ہی بادشاہ کو یہ بات خوش آئی اور
…لے قتل سے درگذرا اے قبرہ غرض اس مثل سے یہ ہی کہ نشاط میری دو طرح پر تھی
…ت دیدار فرزند ارجمند کا دوسرے کلمہ اور کلام تجھسے سنا و تمند کا سو نصف تو ہاتھ
…سے جا چکی اب دوسری نصف کو کیون کھوتا ہی اور میری جمعیت خاطر کو کیون پریشان
…ی ہی بیت خود مکن بیگانگی بارے چو مے دانی کہ چرخ + آشنایان را جدا از یکدیگر
…ی سے دہد + قبرہ نے کہا کہ کینہ زاویۂ سینہ مین ایسا چھپا رہتا ہی کہ کسی کو اُس پر
…ع نہین ہوتی ہی بس جو کچھ کہ زبان سے کہے اعتماد اُس پر نہ چاہیے کس واسطے کہ
…اس بات مین کہ جو مضمون دل مین بے علمی کے سبب سے چھپا ہی اُسے سچ ادا

نہین کر سکتی ہی اور ایک آنکھ ہی کہ نہانخانۂ دل مین پوشیدہ رہتی ہی اب بینائے دل ایک گادہ مہرت
رازدل کو خوب دیکھتا ہی بحکم اسکے کہ اَلقُلُوبُ تَشَاہِدُ یعنی دل لوگون کے معاملات رازمین با
ہوئے ہین اور زبانین اُس سے محرم نہین ہوتی ہین اور یہ بیت اسیر گواہ ہی بیت سخ مثل
دل کو دل سے راہ ہی ٭ رازدل سے کب زبان آگاہ ہی ٭ زبان جو کچھ کہ کہے وہ اکثر
اہل زمانہ کے دل کے موافق نہین ہوتا ہی اور دل مین جو ہی زبان اُسکے بیان کر
موافق نہین ہوتی ہی کیونکہ وہ لوگ کمتر ہین کہ زبان و دل جنکا یکسان ہو اے باد
مین تیری دولت صحبت خوب جانتا ہون اور تیرے سبب سیاست سے بہر
ہون اور مین پہلے ہی تیرے اطوار جبّاری سے غافل نہ تھا اور اب تو کسی وقت
اور کسی طرح تیری ہیبت سے نڈر نہ رہونگا اور تیری سطوت کا خوف مجھے ایک دم ا
نہ لینے دیگا اور سُن اے بادشاہ مین اُن لوگون مین نہین ہون کہ طبیب نے اُس سے
کہ درد شکم سے پہلے تیری آنکھ کی دوا مناسب ہی بادشاہ نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر ہی حکا
تیر نے کہا کہ ایک شخص درد شکم سے بیقرار تھا طبیب کے پاس گیا اور زمین پر لو
اور صعوبت الم سے زار زار روتا تھا اور یہ مصرعہ پڑھتا تھا مصرعہ
آخر علاجے کن کہ جان از دست رفت ٭ طبیب نے قانون حکمت کے موافق
مرض کے نبض اور قارورے سے دریافت کرکے پوچھا کہ تو نے کیا کھایا
مرد سادہ دل نے کہا کہ ایک ٹکڑا جلی روٹی کا کہ کوئلے کے مانند تھی تنور شکم
پڑگیا تھا طبیب نے اپنے ملازم سے کہا کہ وہ دوا کہ جس سے روشنی چشم کی بڑھتی
تا اسکی آنکھون مین لگاؤن اُسنے کہا کہ یہ وقت ہزل و بازی کا نہین ہی بلکہ اجل ا
کیا ہی اے طبیب ہنسی کیا مین درد شکم سے روتا ہون اور تو سُرمہ میری آنکھ مین د
آنکھ کی دوا سے اور درد شکم سے کیا مناسبت طبیب نے کہا کہ مین دانستہ کہتا ہون
تیری بصارت درست ہوجاوین تا سپید و سیاہ مین تمیز کرے اور دوسری بار نان سوختہ کو خوراک

بادشاہ کہ یہ ہے اس شکل سے میری غرض ہے مقصد ہم ہے کہ علاج شکم اُنکا تھی تیر اسلیے آپنے کہا ہو
کرتے ہین اُن لوگون مین نہین ہون کہ پختہ اور ساختہ کو نہ پہچانون اور خام و پختہ اور سیاہ
مین فرق نہ کرون **بیت** بحمد اللہ کہ در روشن بینائم ہم خیر از شر جدا کردن توانم ہم پادشاہ
طرح کا ماجرا کہ مجھ مین تجربہ مین واقع ہوا آگے بھی ایسے حالات بہت ہوے ہین لیکن جو
نور عقل سے آراستہ ہین وہ نائرہ غضب کو آب علم سے بجھاتے ہین اور انتقام سے
باز رہنا بہتر جانتے ہین جلاب اگرچہ بدمزہ ہوتا ہی اور تلخی اور سمیت رکھتا ہی لیکن اُسکا
تریاق سے زیادہ ہی شتر نے کہا کہ اکثر دیکھا ہو کہ کسی نے آسانی کو اختیار کیا ہی
اور یہ کام تو بہت دشوار ہی کیونکہ آسان ہوگا اور عاقل کو اس مشکل مین
چاہیے اور مین نے اپنی عمر شطرنج بازی چرخ شعبدہ انگیز کے نظارے مین بسر کی
اپنی عجائب نیرنگ زمانہ کے تماشے مین گذرانی ہی مجھکو نشیب و فراز عالم کے
بہت حاصل ہوے ہین اور کسب کیا ہے اور سرمایہ فہم و فراست سے
ہوے ہین مین حقیقت انکی خوب جانتا ہون کہ گروہ مکارون کا نخوت
اور غنا سے حیاری سے حرف وفاداری کا اپنی لوح سینے سے محو کر ڈالتے ہین
بہتر ہے کہ مین خواب خرگوش سے بیدار ہوکے پلنگ کی نزدیکی سے آہوے ہراسان
راہ بیابان کی لون کہ خصم ضعیف کو دشمن قوی سے دوری واجب ہے جیسا کہ اُس
اپنے دشمن کے واسطے اس بات مین مثل بیان کی ہی بادشاہ نے پوچھا
تھا **حکایت** کہا کہتے ہین کہ دیار ترکستان مین ایک بادشاہ تھا بجمیع
موصوف ایک نے ارکان دولت شاہی سے روگردان ہوکر اور ارادہ
کرکے ایک دشمن کو آمادہ کرکے بادشاہ کی مخاصمت پر مستعد کیا جب کہ
نے جانا کہ اُسنے روے اطاعت قبلہ انقیاد سے پھیرا اور روسموم
اور وغدغہ طغیان نے اُسکی بنیاد اعتقاد مین راہ پائی اور بیہودہ

سرداری اور خیال محال سروری اپنے دماغ مین بجاتا ہی اور دل پر کینہ اُسکا کدورتہا
دیرینہ سے تمناے کامگاری اور برتری مین ہوس بلند پروازی کی رکھتا ہی تبقاضا
شفقت سروری ایک نامہ کہ مشتمل تہا مواعظ ملوکانہ پر کمال نشیب و فراز کے
اُسکے پاس بہیجا اُس مغرور نے کہ نخوت بیجا دماغ مین رکھتا تہا اور رہ سردار
بادشاہی کو اپنے تصور مین ورغلانے کے سبب سے دنیا مطیع جانتا تہا اُس
التفات نہ کیا جب کہ بادشاہ نے دیکہا کہ نوشتہ اروسے ملائمت سے اسکے مزاج کثیف
کہ اعتدال حقیقی سے منحرف ہوا ہی اصلاح نہ ہوسکیگی اسطرح کا پیغام دیا کہ اے نادان
میری اور تیری ایسکے مانند ہی کہ اگر شیشے کو سنگ پر مارے یا سنگ شیشے پر پس دو
حال مین شیشے ہی کا نقصان ہی اب بہی بہتر ہی کہ اس ارادۂ فاسد سے باز رہ و الا
ہوگا اس مثل سے فائدہ یہ ہی کہ مین بہی حکم شیشے کا رکہتا ہون اور قصد
سنگ پایدار شیشہ شکن ہی اب ملاقات میری تجہسے سخت دشوار ہی بیت بہ تبان
نشوی دلا مقابل * کہ تو آبگینہ بانی نشوی حریف سندان * اور ہر چند
مقام ملاطفت مین ہی اور چاہتا ہی کہ سکنجبین عذر سے میرے صفراے وحشت
دوے لیکن مذہب مین اطباے خرد کے قبول کرنا عذر اہل مکر کا حرام ہی اور
عداوت سے انکار صلح واجب بیت ز دوستان سخندان شنیدہ ام پند
کہ بر ملائمت دشمن اعتماد مکن * مناسب اسکے شعر ناسخ اُستاد کا ہی بیت
کیا پند و وعظ مین مصرع موزون کرم ہی * ہو جیو غافل نہ اسیر تو جو دشمن
بادشاہ نے دیکہا کہ فقط گمان پر منقطع کرنا صحبت دوستان قدیم کا شرع
مین روا نہین ہی اور ایسا منظور ہی کہ جس سے وہم المناک پیدا ہو
رفیق کو شعور فراق مین ڈالے نہ چاہیے اور معرفت قدیم اور صحبت
مستقیم کو اندک بدگمانی مین برطرف کرنا اور رشتہ یاری اور

ری کہ تھوڑے سے فائدے میں توڑ دینا طریق اہل تحقیق سے بعید ہے کیونکہ تو میدان
نائی سے قدم باہر نہیں رکھتا ہے اور جو پیمان محبت کا کہ تجھ سے باندھا ہے اُسے پایان کو نہیں
تا ہے **بیت المؤلفہ** بجا ہے نقض عہد بجا ہے وفائے عہد ٭ انسان کیا لیتہ خدا ہے
سے عہد ٭ قبرہ نے کہا کیونکر بنیاد وفا کی قائم رہے کہ بادشاہ کی طرف سے آثار بدعہدی کے
لی بیشمار پائے جاتے ہیں اور آثار نیک عہدی کے بالکل معدوم ہیں اور یہ امکان نہیں ہے
بات خواہش نفس کے بادشاہ فروگذاشت کرے اور ہر وقت کسی طرح سے تو مجھ پر قادر
ا ہے بس اسلئے یہ چاہتا ہے کہ مکر اور حیلے سے مجھے قبضۂ انتقام میں کھینچے ورنہ عقل کب قبول
کہ تو بیٹے کا غم بھول گیا ہے اور میری جدائی کا غم اسقدر کرتا ہے اور میں اسمین مجبور ہوں کہ
لی اسمین تاکید ہے کہ جو کینہ کہ بادشاہوں کے دل میں متمکن ہوتا ہے اُس سے اجتناب واجب
کیونکہ یہ لوگ نخوت سلطنت سے باب انتقام میں متعصب ہوتے ہیں اور جب قابو پاتے ہیں
سلطنت سے کسی طرح مجال محبت کی اور فرصت عذر خواہی کی نہیں دیتے ہیں اور جو کینہ
سینہ میں ہے وہ مانند چنگاری کے ہے کہ راکھ میں دبی رہتی ہے اگرچہ بظاہر معلوم نہیں ہوتی ہے
جبکہ باد قہر اُسپر بلطمہ مارتی ہے تو ایسی افروختہ ہوتی ہے کہ شعلہ اُسکا ایک جہان کو
ہے **بیت ناسخ** آتش منعم سے جلجاتے ہیں اکثر تر و خشک ٭ یہ وہ ہے آگ کہ
سکو برابر تر و خشک ٭ بادشاہ نے کہا کہ عجب حال ہے کہ اس بات میں تو نے ایک
بڑلی ہے اور دوسری طرف سے بالکل کنارہ کیا ہے مقدمات وحشت کو اُلفت کے
میں مبتدل نہیں کرتا ہے قبرہ نے کہا کہ جب کسی شخص کی نیت میں یہ ہو کہ
ت دوستی کے بجا لائے اور حصول منافع اور دفع مضار کو واجب جانے تو ممکن ہے
شت درمیان سے اُٹھ جائے اور عوض کینے کے صفائی حاصل ہو جائے اور
کینے کو زائل کرے میں اُسپر قادر نہیں ہوں بلکہ اُس سے خائف ہوں
خدمت میں حضور کے حاضر بھی ہوں اور مصلحتاً چندے میرے حق میں آتا بھی

۹۷ بچہ مارنا

فرمائین مگر مین تو ہمیشہ ہراس اور خوف مین زندگانی بسر کرونگا اور ہر وقت مرگ تازہ مُشاہدہ کرتا
تو اس صورت مین مراجعت سے ہزار بار مفارقت اولی ہو بادشاہ نے کہا کہ کوئی شخص کسی کے ضر
بے ارادہ خداے عزوجل وعلی کے قادر نہین ہو سکتا ہو اور جو چیز کہ وجود مین آتی ہو سواے تقدیر
کے نہین آسکتی ہو جیسا کہ ہاتھ مخلوق کا پیدا کرنے مین قاصر ہو ویسی ہی حیات اور مما
مین بھی ضرور ایسی ہی سمجھ کہ عمل میرے بیٹے کا اور جزا تیرے ہاتھ سے کہ ظہو
آئی یہ محض قضاے ربانی اور مشیت یزدانی تھی اور تم دونون درمیان مین محض
تھے جب یہ ثابت ہوا کہ یہ سب تقدیر یزدان سے ہوا تو تقدیر الٰہی پر سرزنش
طرفین سے نہ چاہیے پس مین بھی قضاے الٰہی پر صبر کرون اور تو بھی اسیر را
بیت بجز رضا بقضاے خدا نمی شاید * بغیر صبر بوقت بلا نمی شاید * از انچہ
قلم سر بکش و گر نہ بیا * برون رو از خط او گر ترا نمی شاید * اور مناسب اسکے
حدیث قدسی کا ہو مَنْ لَمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَائِیْ وَلَمْ یَرْضَ بِقَضَائِیْ فَلْیَخْرُجْ مِنْ تَحْتِ سَمَائِیْ
رَبًّا سِوَائِیْ قبرہ نے کہا کہ یہ بات سچ ہو کہ بیچارگی بندگان کی دفع قضاے پروردگار
ظاہر ہو کہ خیر و شر اور نفع و ضرر موافق ارادہ خدا کے ہوتا ہو اور جہد اور کوشش خلق
دفع اور منع اسکا اور تقدیم و تاخیر اسمین نہین کر سکتی ہو لیکن باوجود اسکے سب ع
اسپر اتفاق ہو کہ جانب احتیاط اور تدبیر اور محافظت نفس کی چھوڑ نہ دے بلکہ تاکید کی
اہتمام ہر چیز کا موافق تدبیر کے کرتا رہے اور اتمام اسکا مسبب الاسباب پر تفو
کرے اور یہ نکتہ قول عقلا کا ہو اِعْقِلْ وَتَوَکَّلْ یعنے عقل کر اور توکل کر جناب مو
قدس سرہ فرماتے ہین **مصرع** بر توکل زانوے اشتر بہ بند * بادشاہ نے
کہ یہ باتین تیری اسپر دلالت کرتی ہین کہ مین خواہان تیری صحبت کا ہون اور اشتیا
سے اتیری جانب ہو مگر تیری طرف سے سواے ملال اور وحشت کے اور کچھ ظ
مین نہ آئیگا **بیت** تو ملولی زما و ما مشتاق * دل بدل سے رود چہ حال است ا

نے کہا کہ اشتیاق میرا تجھکو اسلیے ہی کہ اپنے دل کو میرے قتل سے راحت دے لیکن نفس
ضرت اجل کی رغبت اور لباس فنا کی خواہش نہین رکھتا ہی جب تک کہ باگ اختیار کی
ے ہاتھ مین ہی البتہ منھ مرکب حیات کا طرف موت کے عمداً نہ پھیرونگا بلکہ احتراز
سے عین صواب جانتا ہون میرا اسمین کچھ درخت (؟) نہین ہی کہ کٹے اور بار بار سبز ہو
ین جو اپنے دل سے استصواب کرتا ہون تو وہ کہتا ہی کہ اگر آج قدرت اور استطاعت
و بادشاہ کے بیٹے کو بغیر ہلاکت نہ چھوڑون اسی طرح بادشاہ بھی اپنے فرزند کی
سے میری ہلاکت کا خواہان ہی اور سُن اے بادشاہ مصیبت زدون کے مکنون ضمیر
وہ شخص واقف ہوتا ہی کہ آتش غم سے دل جسکا کباب ہوتا ہی اور مین نے اُس
ت تلخ سے جُرعہ پیا ہی کہ مدعی اُسکے مزے سے غافل ہی اور نازپروردگان راحت کی
ن اُس سے نابینا ہین **بیت** اے ترا خارے بپا نشکستہ کے دانی کہ چیست حال
نے کہ شمشیر بلا بر سر خورند ۞ اور مین چشم خرد سے صاف دیکھتا ہون کہ جس وقت
شاہ کو اپنے فرزند کی یاد آئیگی اور مین بھی اپنے نوردیدہ کو یاد کرونگا بہت سیا
ت باطن مین ہمدیگر کے راہ پائیگا قیاس فرمائیے کہ اُس سے کیا پیدا ہوگا اور
ب کے واسطے ایسے موقع مین کیسا اندیشۂ ہولناک درپیش آئیگا پس ایسی
لت سے ہزار بار مفارقت اولیٰ ہی بادشاہ نے کہا کہ کون ایسا شقی ہوگا کہ دوستون
شاہ سے درگذر نہ کریگا اور جو انمرد باوجود قدرت کے قصورات زیردستون کے
رتے ہین اور کبھی گناہگارون کے مکافات کی طرف رجوع نہین لاتے ہین
گر کسی وقت اُنکے دل پر خیال انتقام کا بھی آتا ہی تو اُس سے استغفار کرتے ہین
بدترین بدون کا وہ ہی کہ عذر کسیکا قبول نہ کرے اور کینہ عذرخواہ کا دل مین
ے اور جو کچھ کہا مین نے میرا دل اُسمین صاف ہی اور صورت خشم اور حدت کی
خیال غضب اور انتقام کا اپنے خاطر مین اصلا نہین پاتا ہون اور تو خوب جانتا ہی

کہ مین جانب عفو کو عقوبت پر ترجیح دیتا ہونگا اور یہ بات میرے دل مین نقش ہی کہ ہر چند
بزرگ ہو صفت عفو کی اُس سے بزرگ تر ہی **بیت** گر عظیم ست از فرودستان گناہ
بزرگان عفو کردن اعظم ست * قبرہ نے کہا کہ ارشاد بادشاہ کا درست ہی مگر مین
زیردست ہون اور مجرم کو ہمیشہ خوفناک رہنا لازم ہی اور یہ مثل اسکے مانند ہی کہ
پانون مین زخم ہون اور بقوت طبع بیباکی کرکے شب تیرہ سنگستان مین دوا
کرے تو اسکا زخم مقرر ترقی کریگا بلکہ پانون بیکار ہو جائینگے اور آخر کو خاک نرم
چلنا دشوار ہو جائیگا اب نزدیکی میری بادشاہ کی خدمت مین یہی حال رکھتی ہی اور
شرع اور قانون ملت مین اجتناب میرا آپکی خدمت سے فرض عین ہی اور کیونکہ
الٰہی کے خلاف کرون کہ وہ فرماتا ہی لَا تُلْقُوا بِاَیْدِیکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ یعنے نہ ڈالو ہاتھ ا
تم طرف ہلاکت کے اور حکما نے بھی کہا ہی کہ تین شخص روش حکمت سے دور ہین
راہ دانش سے کنارے اول وہ شخص کہ اپنی قوت ذات پر اعتماد کرکے اپنے اندازہ
حد سے زیادہ جانے ضرور ایسا شخص آپ کو تہلکے مین ڈالتا ہی دوسرے وہ شخص کہ اندازہ خورو
نہین پہچانتا ہی اور اتنا کھا جاتا ہی کہ معدہ اسکا ہضم سے عاجز آتا ہی پس ا
شخص بے شبہہ دشمن اپنی جان کا ہی اور تیسرے وہ شخص کہ گفتار اور فریب
سے غافل رہے بے شبہہ انجام کار اسکا ندامت اور پریشانی کو پہونچیگا بادش
نے کہا کہ اے قبرہ ہر چند مین دروازہ ملاطفت سے پیش آتا ہون اور راہ سوا
نصیحتہاے دوستانہ سے دریغ نہین کرتا ہون مگر تو اُسی طرح دامن قبول کو ا
مواعظ سے دور کھینچتا ہی اور جو شخص کہ نصیحت کسی کی قبول نہ کرے اُس سے کہن
بے فائدہ ہی جیسا کہ اُس زاہد نے گرگ کو نصیحت بے فائدہ کی تھی قبرہ نے پوچھ
یہ ماجرا کیونکر ہی **حکایت** بادشاہ نے کہا کہ ایک مرد زاہد نیک سیرت کہ ا
اوقات شریف سواے وظائف اور پند خلق خدا کے اور کام مین صرف نہ کرتا تھ

دن صحرا مین جاتا تھا دیکھا کہ ایک گرگ بارادۂ شکار چپ و راست خیال کرتا جاتا ہی
نے کہا کہ او خبردار تو لوگون کی گوسپندون کا ارادہ نہ کرنا اور قصد بیچارون کا
ستم کرنا مظلومون پر آخر عقوبت الٰہی مین گرفتار کرتا ہی **مثنوی** ہر کہ آئین
چین نہاد ✤ بند بر دست و پاے خویش نہاد ✤ چند روزے اگر سر افشد ازد ✤
ش آخر زپا بیفد ازد ✤ ہر چند زاہد نے نصیحت مین مبالغہ کیا گرگ نے جواب دیا
خلاصہ کلام کر کہ تیری پیٹھ کے پیچھے رمہ گوسپند کا چرتا ہی ڈرتا ہون کہ تیری نصائح سُننے مین
ہاتھ سے نہ جائے غرض اس مثل سے یہ ہی کہ ہر چند زاہد نے گرگ کو نصیحت کی لیکن
اسیر اثر نہ کیا وہی حال تیرا ہی کہ ہر چند تجھے پند دیتا ہون مگر تو وہی ایک حال پر ہی
اور مطلق التفات ہمارے کلام پر نہین کرتا ہی اب ایسا نہ کر کہ اہل مروت سخن شنو
نے ہین اور تو باوجود اتنے ہنرون کے اور باوجود ایسے فضل و علم کے زیادہ جاہلون سے
ست اور غبار سست رکھتا ہی ڈرتا ہون کہ لوگ نہ کہین کہ یہ مصرعہ سودا کا قبرہ کے حسب
ہی مصرعہ احمق کو ایک بات وہی یاد ہی سو ہی ✤ قبرہ نے کہا کہ مین نے بہت نصیحتین
ہین اور وعظین خردمندون کی میرے کانون مین بھری ہوئی ہین مین عاقل
جانتا ہون کہ ہمیشہ حذرناک رہے اور تجربے کو ہاتھ سے نہ دے اب اس وقت
پرواز پر آمادہ ہون اور چپ و راست دیکھتا ہون کہ کوئی غفلت مین مجھے گرفتار
لے اسواسطے یہان سے جلد رحلت کرنا ضرور ہی اور زیادہ اس سے رہنا مناسب
ہین ہی بادشاہ نے کہا کہ اس جگہ اسباب معیشت آمادہ اور دروازہ فراغت کا
ے دل پر کشادہ ہی اُس صورت مین مشقت سفر کی اختیار کرنا اور انتظام معاش
متردد ہونا عقل سے دور ہی قبرہ نے کہا جو کوئی کہ پانچ خصلتین اختیار کرے
جاے اُسکا مطلب حاصل ہی اور جدھر توجہ کرے رُفقا اور مُصاحب اُسکے
وہ ہین اول بدکرداری سے دور رہنا دوسرے نکوکاری شعار اپنا کرنا تیسرے موقع

رمہ بفتحتین گلہ ۱۲

تہمت سے آپ کو بچانا چوتھے خُلق عادت کرنا پانچوین آداب صحبت ہر وقت نگاہ رکھنا جسم
کہ یہ پانچ خصلتین جمع ہونگی وہ کسی جگہ غریب اور تنہا نہ رہیگا جہان جائیگا اُسے ع
رکھینگے اور جو عاقل کہ اپنے وطن مین خوفناک ہو اُسے ضرور ہی کہ فراق دوستون ا
متعلقون کا اختیار کرے کیونکہ ان سبکا عوض ممکن ہی اور جان کا عوض کسی طرح نہ ہو
جب کہ بادشاہ تقریر مین عاجز آیا کہا کہ کبتک جائیگا اور کتنا توقف تیرے جانے مین
اور پھر کب آئیگا قبرہ نے کہا کہ ای بادشاہ جانا اور پھر آنا میرا یہ عقل سے دور ہی او
سوال وجواب حکایت عرب اور نانبائی سے نزدیک ہی بادشاہ نے پوچھا کہ یہ کیو
حکایت کہا کہ ایک عرب بیابان نشین شہر بغداد مین آیا نانبائی کی دکان پر گ
دیکھا کہ نان تازہ کا انبار ہی اور جب کہ بو روٹی کی دماغ مین اُس فاقہ کش کے آئی بیتا
ہو گیا اور نانبائی سے کہا کہ ای برادر مین پیٹ بھر روٹی کھالون اسکی کیا قیمت ل
نانبائی نے اسکے قد وقامت سے تجویز کیا کہ دو سیر بہایت تین سیر اس سے
زیادہ نہ کھائیگا کہا کہ آدھا دینار دے اور پیٹ بھر روٹی کھالے عرب نے آدھا د
اُسکے حوالے کیا اور زیر دکان کہ لب دجلہ واقع تھی بیٹھ کے روٹی پانی مین بھگو بھگو
کھانا شروع کی نانبائی دیکھتا تھا کہ چہار چند قیمت سے کھا چکا اور ابتک ویسا ہی کھانے
لگا سرگرم ہی نانبائی نے کہا کہ ای عرب تجھے قسم ہی اُس خدا کی کہ جسنے تجھے اتنی بھوک دی
سچ کہہ کہ کہانتک کھائیگا عرب نے جواب دیا کہ ای خواجہ بے صبری نہ کر جب تک کہ ا
دجلہ مین پانی ہی مین بھی روٹی کھائے جاؤنگا غرض اس مثل سے یہ ہی کہ بادشاہ معلوم
فرمائے کہ جب تک آب حیات چشمۂ بدن مین جاری ہی کھانا کھانے اور ہر اس کرنے
سے اختیاری ہی اور تیرے مائدۂ وصال سے فائدہ اُٹھانا مفتی خرد کے نزدیک مجھ پر
حرام ہی اور مجھ مین تجھ مین وہ سبب مفارقت کا عارض ہوا ہی کہ مواصلت کو کسی ط
گنجائش نہین رہی اور اگر بادشاہ کی دریافت حال کا شوق دل پر غلبہ کریگا تو اخبا

حکایت عرب بیابان نشین
نانبائی بغداد پیٹ بھر روٹی
کھانے کے بیان میں

ہ کا قاصد نسیم سحری سے پوچھ لونگا اور جو کبھی ہوس جمال باکمال کی ہوئی تو آئینۂ خیال
دیکھ لونگا **بیت** گر وصال یار نبود با خیالش ہم شوم * کلبۂ درویش را شمعے بہ از
ب نیست * بادشاہ نے رونا شروع کیا اور جانا کہ یہ مرغ دام مین نہ آئیگا اور دانۂ عجیب
م کا خیال خام تھا کہ میری مدت راے اسکو پختہ نہ کر سکی اسکے بعد اور بھی حیلون سے
ہ نے کہا کہ ای بادشاہ جوان بخت اگر ہزار تقریب اور تمہید سے تو عہد و پیمان کو مضبوط
مگر مین غاشیۂ ملازمت تیرا زنہار اپنے دوش پر نہ رکھونگا اور بات اپنی کیون ضائع
ر جو کہ خیال عالی مین ہی مین اُسے چشم فراست سے خوب مشاہدہ کر چکا ہون جائیے
ا حیلے سے تیرا عذر قبول کرون یہ ممکن نہین ہی بادشاہ نے جانا کہ تیر شست سے
داز ور بازوے تدبیر سے پھر نہ آئیگا کہا کہ ای قبرہ جانا مین نے کہ اب وصال میرا اور
ں عالم مین ممکن نہین ہی مگر بر سبیل یادگار دو تین کلمہ کہ آثار سعادت اُس سے
ہون اور مشفقانہ نصیحت دوستانہ سے زنگار غفلت کو میرے آئینۂ خاطر پر بیٹھا ہی
ی پائے وہ بیان کر **بیت** ز بہر ما سخن یادگار خویش بگو * کہ بہتر از سخن خوب
رے نیست * قبرہ نے کہا کہ ای بادشاہ کام جہان کا کہ موافق تقدیر کے ہوتا ہی
سکی زیادت و نقصان اور تاخیر و تقدیم مین کسی کو مجال تصرف نہین دی ہی اور کوئی
ن جانتا ہی کہ منشور سعادت کا کسکے نام لکھا گیا ہی اور جریدۂ اہل شقاوت مین کسکو
کیا ہی سب پر واجب ہی کہ اپنا کام راے صائب کے موافق کرین اور رعایت
یاط کی ہر امر مین بجا لائین اگر تدبیر موافق تقدیر کے ہوئی تو سریر اقبال اور مسند
بال پر متمکن ہوا اور اگر قضیہ منعکس ہوا تو دوستون کو عذر کی جگہ ہوئی اور دشمنون کو
ن طعن اور تشنیع کی رہی **نظم** حکیمے گفت کہ تقدیر سابق ست ولے *
ال تو تدبیر خود فرو مگذار * کہ گر موافق حکم خدا ست تدبیرت * بکام دل
ی ز روزگار خویش برخوردار * وگر مخالف افتد درست عذر بود کسے کہ دوار

درشت بمعنی ...

از انوار عقل استظہار ✤ اور دوسرے یہ جاننا چاہیے کہ ضائع ترین مالون کا وہ ہے کہ جس سے
کسی کو انتفاع نہ ہو اور غافل ترین بادشاہون کا وہ ہے کہ ملک کی حفاظت اور ضبط و ر
مین اہتمام نہ کرے اور بدترین دوستون کا وہ ہے کہ شدت و نکبت کے وقت دوست کی طرف
مین کوتاہی کرے اور بدکارترین عورتون کی وہ ہے کہ اپنے خاوند سے بدل راضی نہ
خیالات خباثت مین مصروف رہے اور بدبخت ترین فرزندون کا وہ ہے کہ اطاعت مان باپ
نہ کرے اور ویران ترین شہرون کا وہ ہے کہ جسمین ارزانی اور امان خلق اللہ نہو اور ناخوش
صحبتون مین وہ صحبت ہے کہ مصاحبون کے دل آپس مین صاف نہ ہون اور رجوع
اندیشے کا میرے اور بادشاہ کی صحبت مین حادث ہوا ہے اسکی اصلاح دائرۂ امکان
باہر ہے اب سواے ترک اور جدائی کے کوئی راہ صواب سے نزدیک تر نہین ہے رباعی
زغنچہ وداع ما ز دل باید کرد ✤ وز آب دو دیدہ خاک گل باید کرد ✤ گر بد دیدی ہم
نکو باید گفت ✤ ور درد سرے بود تحمل باید کرد ✤ پس اس کلمہ پر اختتام کیا
بلندی ایوان سے پرواز کرکے راہ صحرا کی لی بادشاہ نے انگشت تحسر
دندان حسرت سے کاٹی اور ہاتھ ملال بے قیاس اور اندوہ بے شمار کے
گھر مین گیا اور یہ شعر مؤلف کا پڑھتا تھا بیت وہ پہلو مین رہا کرتا ہے جب
تو نہین ✤ ہجر مین بھی ایک دم خالی مرا پہلو نہین ✤ یہ ہے داستان حذر کا ارباب
اور کینہ سے احتراز کرنا اور تضرع اور نیاز تکرار آمیز اعدا پر اعتماد نہ رکھنا اور خدع
فریب کہ طالب انتقام کے واسطے کرتے ہین اس سے اپنی حفاظت کرنا اور غرض
اس بیان سے یہ ہے کہ بناے کار کو عقل اور تدبیر پر رکھے اور کسی طرح
بلکہ دوست آزردہ دل پر اعتماد نہ کرے اور انکی آفت حیلہ اور مخالفت
رہے رباعی خواہی کہ نباشی بغم و رنج قرین ✤ بشنو سخن پاک تر
ور سمین ✤ از دشمن آزردہ تغافل منما ✤ وز صاحب کبر و کینہ ایمن منشین

۵۷ استظہار
یاری دادن
ہم صحبت

...ب نوان ہی فضیلت مین عفو کے کہ بادشاہون کے واسطے ...بہترین صفات سے اور اہل بندگی کے لیے خوشترین ملکات سے ہی

تسلیم نے برہمن سلیم دل سے کہا کہ سنی مین نے مثال اُسکی کہ استمالت دشمن کینہ کوش سے اُسکا رام نہ ہوا اور جو آثار عداوت کے اُسکے باطن مین مشاہدہ کیے تھے ہر چند دشمن نے ملاطفت مین مبالغہ کیا مگر اُسنے احتراز مین قصور نہ کیا اب نائرہ اشتیاق یہ اشتعال دیتا ہی کہ وہ حکایت بیان فرما کہ مشتمل ہو بادشاہون کے عفو پر کہ جو بادشاہ اپنے مقربون سے خطا دیکھے ایک دو بار اُس سے اغماض کرے اور اُس گروہ کی بے اعتمادی نہ کرے بلکہ اُنکے منصب کو ...ہ اور زیادہ کرے یہ احتیاط سے نزدیک ہی یا دور بیدپا برہمن نے نطق دلگشا سے جواب دیا کہ بادشاہ عفو اور مرحمت کا دروازہ بند کرین اور جس سے تھوڑی بھی خیانت دیکھین اُسکے حق مین عقوبت کا حکم فرمائین تو نزدیکون کو اعتقاد صافی نہ رہے اور اس حال سے دو علتین پیدا ہون ایک یہ کہ اکثر کام مہمل اور معطل رہین دوسرے یہ کہ مجرم لوگ عفو سے بے نصیب ہون اور سب عفو کا بے سود اور بیکار ہو جاے چنانچہ ایک بادشاہ خدا شناس نے فرمایا ہی کہ ... سے کام جان ہمارا جسقدر کہ لذت پاتا ہی اور ہم اُس سے محظوظ ہوتے ہین اگر خلق خدا تفصیل اُس سے آگاہ ہو تو سواے جرم اور خیانت کے اور کچھ ہمارے حضور مین نہ لاوے اور یہ بھی سچ ہی کہ سلاطین کے قامت پر کوئی پیراہن عفو سے زیادہ تر زیبا نہین ہی کلام معجز نظام حضرت سید انام علیہ افضل التحیۃ والسلام کا یہ ہی کہ الا انبئکم باشدکم من ملک نفسہ عند الغضب اشارت لطیف ہی کہ قوت آدمی کی شجاعت سے ... اپنے سے دریافت ہوتی ہی اور حال انسان کی مردانگی کا تجربت ناگہ ... غضب کے سینے سے کھلتا ہی بیت مردی گمان مبر کہ بزور است و پُردلی * با خشم گر برآئی دانم کہ کاملی * اور پسندیدہ ترین خصلت بادشاہون کی ہی کہ تحمل

ارجمند اور عادل خدا پسند کو حوادث مین اپنا حاکم کرین اور ہر وقت مین عادت اپنی لطف اور عنف
سے آشنا رکھین مگر لطف اسطرح پر ہو کہ سمت ضعف کی نہ رکھتا ہو اور عنف اسطرح پر چاہیے ک
ظلم سے خالی ہوتا کام سلطنت کا جمال اور جلال کے ساتھ آراستہ رہے اور رندا
اہل سلطنت کا اشارت خوف ورجا پر دائر رہے نہ مخلص عنایت بیکران سے نا امید
رہین اور نہ مفسد از خوف سیاست سے میدان جرأت مین قدم رکھین **بیت**
داشتے قوم خویش را ہمہ بشمید ٭ واہم اندرمیان بیم وامید ٭ اور حکماے اسلام
کلام معجز نظام سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی اپنے بندون کو بخط قرآنی اور نصیحت فرقانی
موافق مکارم اخلاق کی تاکید فرماتا ہی اور عادت ستودہ اور صفات پسندیدہ پر تحریص
جسکی کہ سعادت ازلی یار اور مددگار ہو اور کفایت ابدی امداد اور اعانت کرے تو قرآن
اپنا قبلۂ جان اور کعبۂ ایمان بنائے اور ہمیشہ دل وجان کو متوجہ اس حرم امن وامان
رکھے اور منجملہ ان سب نصیحتون کے ایک نصیحت عمدہ یہ ہی کہ عمل اُس پر سب مقبولون کا
رہا ہی جیسے فرماتا ہی اللہ جل وعلی وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ
الْمُحْسِنِينَ ایک پیر طریقت نے زبان حقیقت سے خلاصہ معنی اس آیت کے اس
طرح پر کہین ہین کہ غصے کا فرو کرنا یہ ہی کہ عقوبت مین مبالغہ نہ کرے اور
عفو وہ ہی کہ اگر شائبہ کراہت صفحۂ دل پر باقی نہ رکھے اور احسان اُسے کہتے ہین
جو دوست گناہ کر کے عذر کرے تو اُسکو دل سے بھلا دے اور پھر اُسکا خیال
کبھی دل پر نہ لائے اور حاصل اس آیت کا یہ ہی کہ بنا ہر کام کی لطف اور مروت پر رکھے
اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ اگر لطف کو ایک ہیکل مین تصور کرے تو روشنی اُسکے
جمال کی ایسی درخشان ہو کہ کوئی آنکھ بھر کے اُسے دیکھ نہ سکے کسی بزرگ نے
اس قطعہ کی بیتون مین یہ سب معنی ادا کیے ہین **قطعہ** جو قدرت داد ایزد بر گنہگار
بعفوش بند کن تا بندہ گردد ٭ کہ مجرم کشتۂ افعال خویش ست ٭ چو بوے عفو یابد

زندہ گردد * اگر صورت پذیرد پیکر عفو * چو مہر و مشتری تابندہ گردد * شرف انسان کا
عفو اور احسان سے ترقی پاتا ہی اگر ہر گناہ کے مقابلے مین عقوبت جاری کیجاے
تو مضرت کلی مہمات ملکی اور مالی مین سرایت کرے * مثنوی * بتندی سبک دست
بردن بتیغ * بدندان گزد پشت دست دریغ * سرے کز تحمل بناید تہی * خراشش
بود تاج فرماندہی * اور بادشاہ کو چاہیے کہ نصیحت اور اخلاق اُس شخص کا
ثبات نہ جانے کہ جو موضع تہمت مین پہلے پڑ چکا ہو اگر وہ شخص ایسا ہی کہ مصالح
ملک کے اور امانت ریاست کی اُسکی تدبیر پر منحصر ہون و یا وقائع زمانے کے
اُسکی مدد تدبیر پر موقوف اور ثانی اُسکا پیدا نہ ہو تو اُسکے اعتماد بڑھانے مین
ایسی سعی کرے کہ اعتبار اُسکا عہدہ سابق پر قرار پائے اور عیب اور ریب اور تہمت
سے خلائق کے نزدیک پاک ہو جاے کیونکہ آدمی کام کے کمتر ہاتھ آتے ہین اور کام
ملک کے بھی بے نہایت ہین اور بادشاہون کو مشیران عاقل اور عاملان امین کی
کہ استحقاق محرمیت اسرار رکھتے ہین مصاحبت بیشتر ہوتی ہی پس شرط جہانداری یہ ہی
کہ ایسے لوگون کو کہ کمال صلاح عفت اور دیانت و امانت مین ممتاز ہون انھین
زینت اعتبار بخشے اور اسے خیال کرے کہ کون شخص کس کس کام کے لائق ہی
اور قدر اُنکی اہلیت اور اندازہ عقل و شجاعت ہر ایک کا دریافت کرکے جو جس کام کے
سزاوار ہو اُسے اُسپر مقرر کرے اگر باوجود بہت ہنرون کے ایک عیب بھی رکھتا ہو
تو اُسکا بالفعل خیال نہ کرے مگر نظر مین رکھے اور اُس سے غافل نہ رہے کہ مخلوق
بے عیب نہین ہوتے ہین * مصرع * یار بے عیب مجو تا کہ نمانی بے یار * اور اگر
سہواً یا عمداً بھی کسی سے کچھ تھوڑی سی خیانت ایکبار ظاہر ہو تو اُس سے درگذر
اولی ہی اور اگر کوئی دیدہ و دانستہ شیوہ خیانت اختیار کرے اُسے ضرور اپنی سرکار
سے دور کرے اور اگر کوئی اہلکار اتنی کفایت کرے کہ جس سے مقدمہ برہم ہو جاے

اُس شخص سے احتراز کرے کہ اتنی کفایت خیر خواہی نہین ہی بلکہ بدخواہی ہی کفایت وہ ہی
صرف بیجا سے احتراز کرے اور جو کام کہ ضرور ہی ویا جو شخص مستحق بخشش وعطا کا ہو اُسمین
دریغ کو راہ نہ دے ہر چند کفایت مین نقصان کا سبب کم ہوتا ہی لیکن یہ تاکید اسواسطے
تا معلوم ہو کہ جب اصحاب ہنر اور ارباب کفایت کا بھی ترک کرنا حسب ضرورت جائز ہی پس
ارباب جہل اور ضلالت سے دوری کرنا صواب سے کتنا نزدیک ہوگا اور یہ بار
بادشاہ پر فرض ہی کہ تجسس احوال اور تفحص اشغال کہ جو اپنے عاملون اور نائبون
سپرد کیا ہی کرتا رہے تا تغیر اور تنظیم احوال ملک ومال کے چھپے نہ رہین اس ہوشیاری
مین رئیس کے فوائد کلی متصور ہین ایک یہ کہ معلوم ہو کہ کونسا عامل رعیت پرور
جفاگستر ہی جو کہ رعایت رعیت کی کرے اُسکی استمالت اور پرورش بہت کرتا رہے
اور جو کہ غم زیردستون کا نہ کھاتا ہو نام اُسکا جریدۂ عمل سے محو کرکے وقت معزولی
دائمی مین لکھدے چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین **ابیات** خدا ترس را
بر رعیت گمار * کہ معمار ملک ست پرہیزگار * بد اندیش تست آنکہ خونخوار خلق
کہ نفع تو جوید در آزار خلق * ریاست بدست کسانے خطاست * کہ از دست شان
دستہا بر خداست * نکوکار ہرگز نہ بیند بدی * چو بد پروری خصم جان خودی * اور
دوسرے یہ ہی کہ جب یہ سب کو معلوم ہو جائیگا کہ بادشاہ ثمرۂ نکوکاری کا نیک عطا کرتا ہی اور
خائنون کو گناہ کے موافق تنبیہ واقعی دیتا ہی اس صورت مین جو کہ اہل اصلاح ہین وہ
اس امید پر جانب نکوکاری زیادہ تر اختیار کرینگے اور مفسد خوفناک اور ہراسان ہوکے
فساد اور مردم آزاری مین دلیری اور بیباکی نہ کرینگے اور وہ حکایت کہ ان مقدمون کے
لائق ہی وہ داستان شیر وشغال کی ہی رانے داشلیم نے پوچھا کہ اُسکی تفصیل فرمایئے
برہمن نے کہا **حکایت** کہ زمین ہند مین ایک شغال تھا فریسہ نام مُنہہ دنیا سے
دنی سے پھیرے کے نشیت بانعلق سے ماٹس پرہیزگاری تھی یعنی گوشت کا کھانا اور خونریزی

ون کی بالکل ترک کی تھی یاروں نے مناظرہ اور مباحثہ یہانتک کیا کہ نوبت نزاع اور
ی کہ ہم تیری اس خصلت سے راضی نہین اور تیری راے اس اجتہاد مین خطا پر ہی
تی صحبت سے کنارہ نہ کر عادات اور سیرت مین ہم سے موافقت رکھہ کیون عمر عزیز کو
ور تمتع دنیا سے بے بہرہ رہتا ہی اور اکل و شرب کہ قوام ہی مادہ حیات کا اُس سے احتراز
ن گلوئی آشتر توا سے کیون بے نصیب ہوتا ہی آگے جو ہوا سو ہوا پر اب بھی کہنا ہمارا
سے سمجھ کہ نعمتہاے خدا کو باوجود میسر ہونے کے رد کرنا کفران نعمت ہی پس دیدہ و دانستہ
ت نہ بنا بیت بیا تا یک زمان امروز خوش باشیم در خلوت ؛ کہ در عالم کی داند سے
ا ؛ فرنسیہ نے جواب دیا کہ دنیا کو مزرع آخرت اسلیے کہا ہی کہ جو آج بووگے کل کاٹنا
عمل کہ دنیا مین کروگے آخرت مین اجر اسکا ملیگا بموجب باعی اُستاد رباعی
ن کہ این جہان داشتہ اند ؛ بنگر کہ ازین جہان چہ برداشتہ اند ؛ در زیر زمین بدنست
اند ؛ ہر تخم کہ بالاے زمین کاشتہ اند ؛ اور کھانے اور پینے سے بجز شکم پروری
ع نہین ہی اور یہ کام بہائم کا ہی اور بندہ خاص وہ ہی کہ عمر اپنی بندگی مین
اور نفوس کشی کے درپے ہو کہ کام نفس کا اکل و شرب اور خدا سے غافل کرتا ہی
ب ہیے کہ وہ کسب کرے کہ جس سے توشۂ عقبی حاصل ہو خوش گفت آنکہ گفت
ن طلب امروز ہر گوشہ ؛ کزنیے فردات بود توشہ ؛ دنیا اگرچہ ہمراسر
ے یہ ہنر رکھتی ہی کہ مزرع آخرت ہی جو تخم کہ آج بوئیگا وہی کاٹیگا زرع
یعنے کاشتن امروز تو درودن فرداے تست مثنوی بکوش امروز
ی ؛ کہ فردا بر خورش قادر نباشی ؛ اگر این کشت ورزی را نورزی ؛
ی بہ نیم ارزان نیرزی ؛ مرد عاقل کو چاہیے کہ اپنی ہمت ثواب آخرت پر
لے اور دل سے دولت باقی اور نعمت جاودانی پر متوجہ رہے اور یہ بات
تعلقات عالم غدار کے میسر نہین ہوتی ہی بلکہ یہ اشعار گویا کے حسب حال

اس مطلب کے ہین رباعی آج کشتی کرنی ہی کل تو تاک بندی آج کو ٭ آرزو برآ
سستمندی آج کر ٭ بار شیرین آئینگے کل ہی مناسب انتظار ٭ مثل نخل بار آور
آج کر ٭ آج کہ قوت اسکی رکھتے ہو مرکب ریاضت کو میدان مجاہدے مین دوڑا
حیات یعنی باقیات صالحات کو ممات کے واسطے ذخیرہ کرو اور سرمایہ جوانی کو
سپیدی کے واسطے ہاتھ مین لاؤ اور مائدۂ زندگانی سے سفر فنا کی قوت حاصل
چنانچہ ایک بزرگ نے یہ نکتہ کہا ہی کہ آج کر سکتے ہو اور نہین جانتے ہو اور کل
کچھ نہ کر سکوگے **بیت** چون توانستم ندانستم چہ سود ٭ چون بدانستم توان
ایضاً خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ فرماتے ہین **رباعی** آیا جو وجود مین سو معد
بے فہمی ہی سب جو کچھ کہ مفہوم ہوا ٭ سمجھے اتنا کہ کچھ نہ سمجھے افسوس ٭ مع
کہ کچھ نہ معلوم ہوا ٭ چونکہ راحت دنیا کی مثال برق کی حباب کے بے ثبات ہ
بدون یہ مالوف ہونا فانی خیال ہی چاہیے کہ نہ ایسے سریع الزوال کے فقدان
اور نہ اسکی راحت بیزیادہ اندازے سے شادی کرے حاصل سخن یہ کہ ایسے
آکے مسرور اور غافل رہنا عاقلی اور عالی ہمتی سے دور اور گذرگاہ سیل فنا پر
بنانا ہی چونکہ یہ منزل عاریتی چھوٹنے والی ہی پس اس سے وابستگی کرنا کام اہل
اُن سب نے کہا کہ ای فرلسیہ تو ہمین ترک نعمت دنیا کو فرماتا ہی اور حال یہ ہی کہ النعمۃ
جہان کی اسیلیے پیدا کی ہین تا خلق خدا اس سے فائدہ اٹھائے اور نکتہ وَرِزْقًا
حسن انطیبات گواہ اس مدعا کا ہی فرلسیہ نے کہا کہ نعمت دنیا مراد اکل و شرب
نہین ہی بلکہ نیکنامی اور ذکر باقی حاصل کرنا اور زاد راہ معاد اسکے واسطے
مین لانا ہی بحکم نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ کے سبب حسن اعمال کا ہو اگر تمکو سعادت
مقصود ہی تو یہ بات میری کان مین رکھو کہ طعمہ لذیذ کے واسطے کہ ہنوز حلق
فرو نہین ہوتا ہی کہ لذت اسکی فانی ہو جاتی ہی پس ایسی لذت بے بقا کے

وس کا بڑے حیف کی بات ہی اور جو چیز کہ بے آزار بے ایذاے خلق اللہ ہاتھ آئے
ور شاکر رہو اور وہ بھی اُسی مقدار اختیار کرو کہ بقاے جثہ اور قوام بدن اُس سے
اور جو کہ خلاف شرع و عقل ہی اُسمین مجھسے موافقت نہ چاہو کہ میری اور تمہاری اتنی
یاری بھی برہم نہ ہو جاے اور موافقت افعال ناپسندیدہ کہ موجب عذاب ہی
میار نہ رکھو اور اگر ایسی ہی تکلیف دینا منظور ہی تو اجازت دو تا ترک صحبت تمسے
دوردست کی راہ لون اور باقی انفاس گوشۂ عزلت مین بسر کرون جب کہ
ے فرنسیہ کو لباس ورع پر ثابت قدم دیکھا معتقد ہوے اور اُس کلمات سے
ستغفار کیا فرنسیہ تھوڑے سے عرصے مین منزل تقوے کا منتہی ہوا اور
ن اُس دیار کے اسکی ہمت باطن سے دریوزہ گری کرنے لگے اور گرم رو
رہ اُسکی نظر الطاف سے استمداد کرتے تھے تھوڑی سی فرصت مین شہرہ اُسکے
ت کا نواحی ہر صحرا اور بیشہ مین شائع ہوا فرنسیہ کی منزل کے نزدیک ایک بیشہ
یت شاداب اور میوہ دار اُسمین سباع و وحوش بسبب وسعت و فضا اور نظافت
جمع تھے اور بادشاہ ان سب کا ایک شیر تھا کہ ہول و ہیبت اور قوت و شوکت
مثل اور ہمسر اُسکا نہ تھا باشندے اُس بیشے کے حلقہ اُسکی اطاعت کا گوش
ی مین رکھتے تھے اور لقب اُسکا کامجو تھا ایک دن اپنے ارکان دولت
ب صحبت سے سرگرم مقالات تھا اثناے کلام مین ایک نے حکایت فرنسیہ کی
ت کمال اور حسن صلاحیت کے سمع بادشاہ مین پہونچائی بادشاہ باشتیاق
اے صحبت فرنسیہ ہوا القصہ کامجو نے معرفت ایک شخص کے فرنسیہ کو
فرنسیہ موافق حکم بادشاہ کے کہ اغماض کرنا بادشاہ کے حکم سے حکم بغاوت کا
و بغاوت حرام ہی لہذا بپاس تقوے درگاہ سلطانی مین بلا عذر حاضر ہوا
ے عزت تمام سے اپنی مجلس مین جگہ دی اور فرمایا کہ مین چاہتا ہون

کی آداب طریقت تجھسے حاصل کرون اسکے بعد بادشاہ نے ہر طرح کی گفتگو کی تو فریسہ
نے پایان پایا اور معرفت کمالات نفسانی مین ایک گنج بے بہا دیکھا اور چشم دوربین
اور قطمیر طریق کارسازی اور مہم پردازی اور تقریر اور تدبیر فریسہ کی امتحان فرمائی
حال اُسکا محک قبول پر عیار کامل پایا المؤلفہ **بیت** عاشق کامل کو خوف امتحان
چرخ سے خالص طلا کا کچھ زیان ہوتا نہین ٭ کا مجھ کو صحبت اُسکی بہت خوش
بعد چندے خلوت مین فرمایا کہ ای فریسہ میری مملکت بہت وسیع ہے اور کام اس سلط
بیشمار ہین اور خبر تیرے زہد کی میرے سمع جلال مین پہلے پہونچی تھی اور اب جو
سُننے سے زیادہ پایا **بیت** شنیدہ ام کہ در آفاق نیست ثانی تو ٭ چو دیدہ ام بحق
ہزار چندانی ٭ اب مجھپر اعتماد تمام تجھپے ہوا اور بلکہ مال اپنا تجھے سپرد کرتا ہون چاہتا ہون
منزل التقا مین تو نے رتبہ عالی پایا ہے ویسا ہی مقام امارت مین بھی درجہ رفیع کو پہونچے
خواص اور مقربان با اختصاص مین داخل ہو اور برکت عنایت اور حسن عاطفت
اُستادان اور اخوان ملکہ ابناسے روزگار پر تجھے شرف اقتدار بخشے **بیت**
دولت با ہر کہ سر نہاد ٭ نگذشتہ ہفت کہ زاہل سریر شد ٭ فریسہ نے جو
کہ سلاطین کو لازم ہے کہ کفایت کار ملکی اور مالی اُنکے واسطے کہ لیاقت ا
رکھتے ہون تجویز کرین اور وہ لوگ خواہان بھی اس خدمت کے ہون اور وہ اشخاص
اس سے کارہ ہون اور اُسکے ضبط اور ربط پر قادر نہ ہون اور اس عہدے کی است
بود تھی اُنسے ادا نہ ہون تو اس بار کو اُنکی گردن پر ڈالنا وبال اس نقصان اور گ
بادشاہ کی طرف رجوع کریگا غرض اس عرض سے یہ ہے کہ مین کار بادشاہی سے
کنارہ ہون اور سوا عفیفت اور تجربہ بھی اسکا نہین رکھتا ہون اور تو بادشاہ صاحب
اور سلطان عالی منزلت ہے اور تیری خدمت مین وحوش اور سباع بہت ہین
و شجاعت مین آراستہ اور صفت امانت و دیانت مین مشہور اور پیراستہ اور

...کے بھی ہین اگر اسکے حق مین عنایت فرمایئے تو خاطر مبارک سب غمون سے فارغ رہے اور
...خوب مین آسکے کا مجھ نے کہا کہ انکا میرے کام سے مجھے کیا فائدہ ہوگا اور اس سے پوچھی
...مین کیا حاصل رکھا ہو تو نے اور معاف نہ کرونگا مین تجھے اور کرتا اگر تو خوشامد کا طوق اس عہدے کا
...گردن مین ڈالونگا فقیر نے کہا کہ کام بادشاہ کا مناسب وہ شخصون کے ہوتا ہے ایک حاصل نخوت
...زبان درازی اور بے مروتی سے غرض اپنی حاصل کرے اور زیرکی اور حیلے سے پیش رفت لیجاوے
...زمانہ مخالف کے تیر تعرض کا بھی نہ بنے اور دوسرے غافل ہے جسبت کہ کانٹون پر کھینچنے کا
...اور رسوائی ناموسی اور ملامت نام و ننگ کی پروا نہ رکھتا ہو پس ایسا شخص بعرض حسد مین نہین آتا
...مین اسکے کم ہوتے ہین اور مین ان دونون طبقون مین سے نہین ہون نہ حرص غالب
...ہون کہ خیانت کی بدنامی سے پروا نہ کرون اور نہ طمع خسیس رکھتا ہون کہ بار ذلت اٹھانا
...گوارا کرون **قطعہ** بجائے کہ آخرین گردست ✽ عاقلان را خویشتن داری ✽ کہ نیرزد بہ نزد
...مین ✽ ملک ہردو جہان بیک خواری ✽ **لمولفہ ایضاً** لخت دل کھائے سدا
...جگر مین نے پیا ✽ پھر ایک نان کبھی منت کش دونان نہ ہوا ✽ بادشاہ اس امر کو کبھی زبان کی
...ئے اور مجھے تحمل بار مشقت سے معاف فرمائے مدت ہوئی کہ مین نے دیدہ طمع شوخ چشم کو
...قناعت سے سیا ہے اور متاع بے اعتبار حرص کو شعلہ آتش ریاضت سے جلا دیا ہے اگر
...دوسری بار علائق دنیا مین آلودہ کریگا تو مجھے وہ ہو نہیگا کہ جو ان مکھیون کو ہو چکا کہ طلق شہد
...بھی چکھین شیر نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت** کہا کہتے ہین کہ ایک فقیر صاحب
...طریقت مین ثابت قدم تھا بازار مین گذرا ایک حلوائی سے کہ حلاوت فقر سے
...کھاتا تھا فقیر سے التماس کیا کہ ایک دم میری دکان پر ٹھہریے تو مین بندہ نوازی
...ممنون ہونگا فقیر اسکی دلنوازی سے بیٹھ گیا حلوائی نے بطور پیشکش طشت شہد سے
...بھرا ہوا درویش کے آگے رکھدیا مکھیان اپنی عادت کے موافق ٹوٹ پڑین ان
...ہر چند اسکے اڑانے مین سعی کی پر باز نہ آئین ایک بار طشت پر گریں پر تین اڑانی

جب کہ ہجوم انکا دیکھا پنکھا زور زور ہلانے لگا جو کہ کنارے طشت کے تھین اڑ گئین
اور جو کہ شہد پر بیٹھی تھین پابند ہو گئین جب کہ اڑنے کو چاہا پر و بال بھی شہد
پھنس گئے اور دوام ہلاکت مین مبتلا ہوئین وہ درویش مشاہدہ اس حال کا
جوش مستانہ سے نعرہ زن ہوا جب کہ وہ ولولہ اور تموج دریاے وجد و حال
حلوائی نے کہا کہ اے عزیز مین نے صورت حلوے کی تجھسے دریغ نہین رکھی ہے تو مجھ
اس حال سے کہ تجھپر حل ہوے ہون مجھسے دریغ نہ فرما درویش نے فرمایا کہ حال
اور ان مکھی حریصون کا اس شہد کے طشت سے مجھپر کھل گیا اور ملہم غیبی نے کہا کہ
طشت کو دنیا جان اور یہ شہد اسکی نعمت ہے اور یہ مکھی نعمت خوار دنیا کے ہین
کنارے پر اور درمیان مین بیٹھے ہین اور جو کنارے طشت کے ہین وہ بے حرص
کنارے رہ کے بقدر ضرورت کچھ حاصل کر لیتے ہین اور قدر ضرورت سے زیادہ
مشغول نہین ہوتے ہین جس وقت کہ عزرائیل علیہ السلام مروحۂ رحیل ہلاینگے یعنی جنبش
موت کی دینگے جو کہ کنارے طشت کے ہین اڑ جاینگے یعنی نزع اور قبض روح انکا
ہوگا کہ کوئی غم اور غصہ علائق دنیا سے کاہش روح انکا نہ ہوگا اور ارشاد
فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر مین بازگشت کرینگے یعنی ارواح صالحین کو
آرام کی بعد قبض کے اللہ کریم نزدیک اپنے عنایت کرتا ہے اور وہ مکھیان کہ طشت
کے بیچ مین بیٹھی ہین یہ مثل حریصان دنیا کے ہین کہ دنیا کو زیادہ ایمان سے
رکھتے ہین جب کہ حضرت عزرائیل بادکش بال سے حرکت زیادہ کرینگے بال
انکے شہد مین زیادہ پھنستے جاینگے یعنی تشدد اور شدت تمام سے انکی روح
قبض ہوگی اور بمقتضاے ثم رددناہ اسفل سافلین کے یعنی جانب نیچی کے
نیچے جاینگے کہ ہر جگہ سے وہ جگہ بدتر ہے اسفل السافلین اُن لوگون کی
مقام ہے کہ شقاوت ابدی پر جنکا انجام ہوگا قرینہ نے کہا کہ اس مثل

سے یہ غرض ہی کہ بادشاہ میرے پر و بال شہد دنیا سے آلودہ نہ کرے کہ جب امانت
کی استرداد کا وقت پہونچے تو چلنا آخرت کی راہ کا بسہولت میسر آئے • بیت
و ستے بدست آرد شاہانہ ❊ کہ گر گوسپند ز تو گردی روانہ ❊ کاکجو نے کہا کہ جسکی نظر
ہی اور روش عدالت پر مستقیم ہی اور کوئی دقیقہ راستی کا فرو گذاشت نہین کرتا ہی
مظلومون کے ضرر کی ستمگارون سے بازخواست کرتا ہی اور محنت کشیدون کی بات
لی اور تازہ روئی سے سنتا ہی وہ ہر آئینہ دنیا مین معزز رہیگا اور عقبی مین شرف
ت سے بہرہ مندی پائیگا فریسہ نے کہا کہ کام سلطنت کے بشرائط مناسب اگر
سر انجام دے تو خوشبو نجات کی اسکے مشام جان کو البتہ پہونچیگی لیکن دنیا مین
ی کا دوام پذیر نہین ہوتا ہی اور کسی کی مدت گل کی ثبات و قرار تا آخر عمر کمتر دیکھا ہی
کوئی تقرب بادشاہ سے سرفراز ہوتا ہی یہلے اسکے دوست بسبب حسد کے اس سے
ن ہوتے ہین اور دشمن اسکی جان کو تیر بلا کا نشانہ بناتے ہین جبکہ سب کا اجماع
ص کی عداوت پر منعقد ہوے تو امین رہنا اسکا خلاف قیاس ہی اگر پانون اس شخص کا
یر ہو تو بھی سر کو سلامت نلیجائیگا شیر نے کہا جبکہ مین تجھسے حسن عقیدت رکھتا ہون
ن کیا کر سکتے ہین ایک گوشمال مین راہ انکی تاکید کی بند کرونگا اور تجھے نہایت
اور غایت امنیت کو پہونچاونگا کیا مصرع یہ نہین سنا ہی تونے مصرع چہ غم
ن کہ دوست بانب ماست ❊ فریسہ نے کہا کہ بادشاہ کے یہ الطاف محض میری
سے کے واسطے ہین ورنہ کونسی حاجت بادشاہ کی مجھپر موقوف ہی مگر کمال عنایت میرے
لے لائق یہی ہی کہ بادشاہ مجھے میرے حال پر چھوڑ دے کہ مین اس صحرا مین فراغت
ی بسر کرون اور نعمت دنیا سے فقط آب و گاہ پر صبر کرون اور مضرت حسد
سے کنارے رہون اگر تھوڑی سی عمر کسی کی امن و راحت اور فراغ و صحبت مین
، تو اس سے بہتر ہی کہ بہت سی زندگانی خوف و وحشت مین بسر ہو • بیت

دمے فراغت دل بہتر ست از انکہ کسے ہزار سال نہ بر وفق آرزو بزید گاؤ کا قول نے کہا کہ ا
و فدغہ خوف کو خاطر سے دور کر اور مجھسے نزدیک ہو کے مہمات سلطنت کو اپنے ذ
مین نے فریسہ نے کہا کہ اگر حال اس منوال پر ہے کہ عذر اور انکار میرا کچھ فائدہ نہین کر
تو بادشاہ مجھے اپنی امان مین رکھے کہ جب مین نے کام اختیار کیا تو زیردست میر
منزلت پر حسد کرینگے زبردست اپنے بیم زوال مراتب سے میری عداوت پر اتفاق
کرینگے تو بادشاہ اُنکے دربارے مین مجھسے متغیر نہو اور میرے قضیے مین کلام حاسدون
سماعت نفرمائے اور جو کچھ کہ کوئی عرض کرے اُسمین بچشم انصاف نظر فرما
تو البتہ مین یہ خدمت اختیار کرون مصرع ع بہر تہمت نمی آید ز ما خاطر گران کردن
شیر نے اُس سے عہد و پیمان کیا اور کنجیان سب مال و ملک کی اُسکو سپرد کین او
تمامی اتباع اور لواحق کو حکم دیا کہ اُسکے فرمانبردار رہین القصہ تھوڑے سے عرصے
اُس اعتماد کو پہونچا کہ بادشاہ اُسکے سوا کسی سے مشورہ نہ کرتا تھا اور اسرار مملکت
سوا فریسہ کے دوسرے سے اظہار نہ فرماتا تھا ہر روز اعتقاد شیر کا زیادہ ہوتا جاتا
اور قرب و مرتبہ فریسہ کا بڑھتا جاتا تھا آخر نوبت اختلاط سے اتحاد کو پہونچی کہ ایکدم
جدائی ہزار سال کے برابر سمجھتے تھے اور سچ ہے کہ جب دوستی نہایت کو پہونچتی ہے تو یہ
حال ہوتا ہے آخر کار یہ حال مصاحبان شیر کو گران ہوا اور سب ارکان دولت نے کمر
مخالفت فریسہ پر باندھی اور آپس مین اتفاق کیا کہ ایسی خیانت سے منسوب کیا جائے
کہ شیر کا مزاج منحرف کرکے فریسہ کو پایہ اقتدار سے گرائین القصہ بعد صلاح لب
اسپر قرار ہوا کہ ایک دن سب نے تسلیم کیا کہ تھوڑے سے گوشت شیر کی چاشت کے واسطے
رکھا جاتا ہے اُسے چراکے فریسہ کے حجرے مین رکھدے اور اُسپر بندشین فتنہ انگیز
کرکے شیر کو برہم کرین آخر یہی کیا جب دوسرے دن شیر زرین چنگ کنام سپہر سے باہر آیا امرا او
وزرا موافق عادت کے بارگاہ مین بادشاہ کے حاضر ہوئے اور فریسہ تدارک کار میں

سی طرف گیا تھا شیر اُسکے انتظار مین بیٹھا تھا عادت یون تھی کہ سوا اُسکے کسی سے
ی کام کی نہ کرتا تھا اور دوسرے چاشت کے وقت اشتہا نے شیر پر غلبہ کیا جو گوشت
ت کا مقرر تھا ڈھونڈھا نہ پایا شیر نہایت آشفتہ ہوا اُسی وقت کہ فریسہ نے غایب
ن حاضر تھے دیکھا کہ آتش جوع اور حرارت غضب باہم جمع ہین عناد شروع کیا
رشتہ شرور کو گرم کر کے نان مطلب پہ ان لگانے لگے ایک نے کہا کہ چارہ
وا نہین ہی کہ ہم بادشاہ کو آگاہ کرین اور سمجھین کہ نفع اور ضرر حضرت کا جانین اُسکے
رنے مین دریغ نہ کرین کا مجو نے سُنکے کہا کہ ملازمان بادشاہی کو چاہیے کہ جو
نمک حلالی کی ہی اُسمین دریغ نہ کرکے بے تامل عرض کرین بیت کسانے
ین وحق گذارند * کہ حال از بادشہ پنہان ندارند * اور جو کچھ کہ سُنا ہی اور
اسے کیون عرض نہین کرتے ہو ایک شیطان سیرت نے جواب دیا کہ مین نے یون
فریسہ اُس گوشت کو اپنے ویحاس کی طرف لیگیا تھا دوسرے نے دھوکا دینے
طے کہا کہ مجھے یقین نہین آتا ہی کہ وہ جانور ہی کم آزار اور با امانت دار تیسرے نے کہا
لوں مین احتیاط کرنا چاہیے کہ ہر کسی کے دوست اور دشمن ہوتے ہین اور اپنی
کے واسطے باتین جھوٹ بناتے ہین اور کوئی شخص جلد نہین پہچانا جاتا ہی اور بہر اُس
یا بیانی نہین معلوم ہوتے ہین ایک مدت کے بعد کھُلتا ہی کہ نیک کار کون ہی اور
ہی چوتھے نے کہا کہ واقعی کسی کے دل کا حال جلد ہی نہین کھلتا ہی لیکن یہ بات
ب نہین ہی اگر گوشت اُسکے مکان مین پایا جاوے تو یہ افواہ کہ خاص و عام مین ہی
رد و بزرگ اپنی اپنی جگہ کہتے ہین کہ فریسہ بڑا دغا باز ہی پھر یہ سب سچ ہی کہ اس سے زیادہ
ہوگا اور اگر اُسکی منزل مین گوشت نہ نکلے تو یہ سب سزا کے قابل ہین تا بارِ دیگر
دگان سلطانی پر تہمت نہ کرے اور یہ جو خبر مدت سے اہل جیشہ مین منتشر ہی کہ
ار ہی مین تو یہ جانتا ہون کہ ایسے بادشاہ جبّار کا کارندہ اگر غدار ہو تو زنہار جان

سلامت نہ بچایگا لیکن بادشاہ جبتک کہ مطلع نہو مجبور ہی پانچوان بولا کہ ہم بھی یہ بات مدت سے
سنتے ہین مگر یقین کے قابل نہ تھی اب جو یہ بات سنی گئی کہ گوشت بادشاہ کی چاشت کا اُسنے چر
اگر یہ سچ ہی تو بادشاہ کے ملک و مال کا حال کیا ہوا ہوگا چھٹا بولا کہ فلان روز کہ اُسکا پیشتر میر
گوش زد ہوا تھا اور فلانے فلانے گواہ شرعی بھی موجود ہین اُنھون نے بارہا گواہی بحلف
کہ اس زلہ ربائی کا مدار کار فدرباور حیا پر ہی پر مجھے یقین کامل نہوا اسلیے عرض کرنا مناسب
نہ جانا کہ شہریار کو مبادا گمان میرے حسد کا ہو تو لینے کے دینے پڑین اگر یہ شخص غدار ہی تو
پوشیدہ نہین رہتا ہی عنقریب ظاہر ہو جائیگا اور سزا اپنے کردار کی پائیگا کہ ہر عمل کے ولیے
منتقم حقیقی نے جزا مقرر کی ہی اور بادشاہون کے بھی مرحمت اور سیاست سے
دونون پلّے برابر رہتے ہین جو شخص جتنی بلندی سے گریگا اُتنا ہی صدمہ زیادہ پائیگا
قیاس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ وقت آپہونچا ہی کسی کی غیبت کرنے کی حاجت نہین
کہ بادشاہ خود روشن ضمیر ہی لیکن باوجود دعوی فقر و پاک طینتی اور خرقہ صوفیہ
اور نیک نیتی کے جو کوئی حیا نہ کرے اور خیانت فاش سے نہ شرمائے تو لازم ہی کہ
اپنے حال کے موافق تکرار کرے بیت خرقہ پوشی من از غایت دینداری نیست
خرقہ را بر سر صد عیب نہان مے پوشم ✤ ساتوان صدوانہ معقول گوئی سے در آیا ا
کہا کہ اس پاکیزہ روزگار متقی و دیندار کے کلام سے ہمیشہ یہ تراوش کرتا تھا کہ اسکا لفظ
جان ہر مصیبت و بلا اور محنت و عنا مین مصروف رضاے بادشاہی ہی باین ہمہ اگر ایسی
خیانت ظاہر اس سے سرزد ہوئی ہو تو حیرت کا محل ہی اور کسی طرح سے یقین نہین آتا ہی
والغیب عند اللہ آٹھوین نے کہا کہ جب کہ ایسی قابیں چیز پر کہ بادشاہ کی چاشت کا
تھا اور اُسنے اُسپر آنکھ اپنی سیاہ کی ہو تو قیاس کیا چاہیے کہ مہمات کلی مین کسقدر
کی خیانت کی ہوگی اور مال بادشاہی سے کیا کچھ تصرف مین لایا ہوگا جو مینا د
بیضہ گنجشک سے درگذر نکرے وہ تیہو اور کبک پر قادر ہوکے کب درگذر کریگا جب

رانے میدان خالی پاکے اپنے حسب لخواہ بدگوئی مین زبان آوری کی اور کاموجو کا دل غبار
سے خوب بھرا اسکے بعد ایک نے انمین سے کہا کہ اگر یہ بات سچ نکلی تو یہ فقط خیانت
ہی بلکہ دلیل ہی کافر نعمتی اور حق ناشناسی کی اور حقارت بادشاہ کی بھی اسمین
ہی کیونکہ دشمن کہینگے کہ بادشاہ نے کیا سمجھکے ایسے خائن پر اعتماد کیا تھا دوسرا
بولا کہ ای یارو ایسے کلمات زبان پر نہ لاؤ اور اپنا نامہ اعمال سیاہ نہ کرو ایحب
ان یاکل لحم اخیہ میتا خلاصہ معنی آیت یہ ہی کہ آیا دوست رکھتا ہی تم مین سے کوئی
سے گوشت اپنے برادر مردہ کا لازم ہی کہ دیانت اپنے بھائی کے گوشت مین بار
ایسے خیانت کا واقع ہو تو تم سب گنہگار ہوگے اگر بادشاہ اس بات
کے تو مکان اسکا ڈھونڈھا جاوے اور اشتباہ رفع ہو جاوے اگر گوشت اسکے
مکان مین نکلا تو یہی گواہ ہی اسکی خیانت کا اور گمان خاص و عام کا بجا ہی اور اگر
اسکی دیانت مین نہ نکلا تو افترا سے صریح ہی پھر سب کو واجب ہی کہ استغفار
اور غریبہ سے گناہ اپنے بخشوادین دوسرے نے کہا کہ اگر اخفا منظور ہی
تحقیق مین جلدی کیجاوے ورنہ اسکے جاسوس اس صحبت مین ہین سا
خبر پہونچاتے ہین جب کہ وہ مطلع ہو جائیگا تو اسکا تدارک جو سمجھکر چاہیے
گا کہ اس بات کا کھلنا دشوار ہو جائیگا آخر ایک اور دھیم نے گستاخانہ
کیا کہ اس وجہ سے کہ تفحص سے فائدہ کیا ہی اگر گناہ بھی اس خائن نا متدین کا
ہوا تو ایسا شعبدہ کریگا کہ بادشاہ کو اس مکافات سے منحرف کر کے سب
ہون پر غضبناک کر دیگا ایک تو اس وقت حال شیر کا ہو کہ سے متغیر تھا
سیر ان لوگون نے یہانتک مفسدہ کیا کہ کراہت فریبہ کی طرف سے
دل مین آ ہی گئی لیکن تیسبھی لاموجنے عقل سلیم کو دخل دیا اور سبسے کہا
ضمیمے نے مجھے حضرت متوجہ کیا ہی جب غور کرتا ہون کہ ضمیح اور شریف ارکان دولت

فرنسیہ کی خیانت پر متفق ہین اور ایسا اتفاق کمتر ہوتا ہی بلکہ نہین سُنا ہی کہ سب کے سب ایمان
اور ناحق ایک بے گناہ کو حسد سے قتل کروادین اور مطلق خوف خدا اور شرم خلق اُن
اور ندیم کافی کہ باعث آرام بادشاہ اور موجب فلاح سلطنت ہو اُسکی ہلاکت پر
ہوین اور جسوقت کہ نظر تامل سے دیکھتا ہون تو زنہار یقین نہین ہوتا کہ ایسا زاہد
کہ سب عالم جسکی امانت و دیانت پر گواہ ہی اور مین نے بھی اس مدت مدید مین کبھی
خیانت اُسکے اقوال و افعال سے پایا نہین پھر ایسی خیانت اُس سے کیونکر ہوئی
ان دونون صورتون مین عجب طرح کا تردد عظیم مجھے لاحق حال ہی مگر بعد تامل
عقل سلیم کہتی ہی کہ یہ سب سباع کہ فرنسیہ سے مرتبے مین کمتر ہین وہ سب گوشت کے
نہین ہین بلکہ بعد از احتیاج اُسی کے ہاتھ سے سب کو ہر روز پہونچتا ہی پس فرنسیہ کو گوشت
کیا کمی تھی کہ ہماری چاشت کا گوشت چرا لیتا اور پھر چرانے کے بعد اُسے کھاتا بھی
اور رہایش مین رکھ چھوڑتا کہ تم اُسے نکال لاتے لہذا جواب اس بات کا جب
دلیل کافی سے نہ لاؤ گے قابل اعتبار نہین ہی سیاہ گوش نے عرض کیا کہ جواب شاہ
موقوف ہی ایک حکایت پر اور وہ حکایت ہی زن گدائی پیشہ کی کہ ایک بادشاہ کی
ہوئی تھی کانچھ نے پوچھا کہ حکایت اُسکی کیا ہی حکایت کہا کہ ایک عورت
تناسب اعضا اور رنگ و روغن اور آنکھ ناک سے بہت درست تھی کہ جیسے
سے ٹھیک ٹھاک کہتے ہین گو چہ و بازار مین گدائی کرتی پھرتی تھی لیکن بسبب
اور ذلت کے کہ میلی کچیلی اور خاک آلودہ اور لاغر تھی اسکا حسن و جمال کسی
خیال مین نہ آتا تھا اتفاقاً ایک دن سواری بادشاہ کی سر بازار گذری اور
نظر پڑی اندنون کہ تیر اقبال اُسکا حضیض نکبت سے نکل کے اوج ترقی پر
کو رہا تھا اسلیے بادشاہ کی نظر مین حور و پری سے بہتر دکھلائی دی حکم کیا کہ
کرکے لے آؤ فوراً خدام سلطانی نے محافے مین بٹھلا کے در دولت پر حاضر کیا

شاہی مین داخل کرو اور محلدار سے کہو کہ جلد حمام کروا کے اور پوشاک نفیس پہنا کے مشاطہ سے
ح اسے آراستہ کر کے جوکی مین لگائے جبکہ بعد آرایش تمام شب کو بادشاہ کے روبرو آئی دیکھتے ہی
بان سے مفتون ہو گیا اور تمام شب بوس و کنار اور اختلاط مین بسر کی اور روز بروز غلبہ عشق کا
ہ کو زیادہ ترشید اکرتا جاتا تھا حتی کہ افضل النسا اور ملکۂ جہان خطاب ہوا اور بادشاہ کا کھانا
ونالیس اُسی کے ساتھ تھا باوجود کہ اس خواری و ذلت سے نکل کے اس عیش و آرام مین
تھی مگر روز بروز لاغر اور نزار ہوتی جاتی تھی ایک دن بادشاہ نے پوچھا کہ حال اپنا بتا کہ اس
ت و عشرت مین کیون لاغر ہوتی جاتی ہو جو بیماری ہو تو معالجہ کیا جاوے اور اگر کوئی رنج
یا ہو تو اُسکا تدارک ہو اُسنے کہا کہ ای بادشاہ نہ مجھے کوئی رنج بدنی ہو نہ روحانی مگر بادشاہ
اپنے ساتھ کھانا نہ کھلائے اور حکم دے کہ میرا کھانا جدا آئے اور سب سے علیحدہ کھایا کرون
مین ہرگز لاغر نہ ہونگی بادشاہ نے اُسی دم حکم کیا اور کھانا اُسکا علیحدہ آنے لگا اُسکے بعد
روز فربہ اور سُرخ و سپید ہونے لگی بادشاہ نے خدام محل سے پوچھا کہ یہ جدا کھانا
یا کرتی ہو انھون نے عرض کیا کہ کنیزون کو مطلق علم اسکا نہین ہو اسقدر معلوم ہو
خاصہ آتا ہو تو یہ طاقون پر چنوا اسکے پردے گرا دیتی ہو اسکے بعد معلوم نہین کہ
یا کرتی ہو اور کسطرح کھاتی ہو ایک دن جب کہ مشغول کھانے کی ہوئی بادشاہ
اسکے پردے کے گوشے سے جھانکنے لگا دیکھتا کیا ہو کہ یہ روبرو ہر طاق کے آتی ہو
تی ہو کہ خدا کی راہ پر ایک ٹکڑا اور پھر اُسمین سے لے کے ایک لقمہ کھا لیتی ہو پھر دوسرے
کے آگے جاتی ہو اور کہتی ہو کہ اللہ کے نام پر ایک نوالہ دو اُسمین سے بھی ایک لقمہ لیکر
ا ہو اسی طرح سب طاقون سے مانگتی پھرتی ہو جب سیر ہو جاتی ہو تو کنیزون کو آواز دیتی ہو
نا اُٹھا دیتی ہو اور ہاتھ منہ دھو کے آرام کرتی ہو جب کہ بادشاہ نے یہ حال مشاہدہ کیا
علت دھونے سے البتہ جاتی ہو مگر عادت نہین جاتی ہو اُسی دن بادشاہ نے
ال دیا اور اُسکے بعد پھر اُسکا نام نہ لیا اے بادشاہ فرنیسہ بھی اسی طرح سے مردگدا پیشہ

اور خائن اور مکار تھا تو نے دفعتہ بلا امتحان اُسے وزیر اعظم کر دیا گو اس مرتبہ کو پہونچا کر عا
خیانت اور گدائی کی اس سے کب جاتی ہی الا سچ ہی کہ آپ سے گوشت کی یا کسی چیز کی تر
بدولت کیا کمی ہی مگر عادت خُبث سے مجبور ہی کہ چوری اور خیانت کے سبب کہ اُسکی
رکھی گئی ہی اُسے چین اور قرار نہین آتا ہی جب کہ یہ دلیل روشن اور مثال ح
سیاہ گوش کی زبان سے کانچو نے سُنی یقین ہوا کہ یہ بے سبب نہین ہی حکم دیا ک
اُسکی دیکھ بھال مین گوشت کا کچھ اثر ہی یا نہین فوراً ایک درندہ اُٹھا اور وہان جا
آدھا گوشت زمین مین گاڑ دیا اور آدھا اُٹھا لایا کانچو نے کہا ایک حیرت مجھے یہ
اگر گوشت اُسنے کھانے کے واسطے لیا تھا تو رکھ کیون چھوڑا سیاہ گوش نے عرض
کی اے شہنشاہ غور دیکھ کہ سب گوشت تیری چاشت کا اُتنا ہی تھا اُسنے بقدر اشتہا
کے کھا لیا ہی اور جو باقی رہا اُسے رات کے واسطے رکھ چھوڑا ہی اس گفتگو کے بعد کا
یقین کامل ہوا اور شیر کے حاضر کرنے کا حکم دیا وہ بیچارہ ان غداروں کے کی
بے خبر اور دامن اسکا لوث خیانت سے پاک تھا بیباکانہ شیر کی خدمت مین حا
شیر نے پوچھا کہ گوشت میری چاشت کا کہان ہی اُسنے کہا کہ مین نے باورچی نے مین
تاکید کی تھی کہ چاشت کے وقت بادشاہ کے آگے لیجانا چونکہ اہل مطبخ بھی شریک جا
انھین دشمنون کے تھے انکار کیا کہ ہم ہرگز گوشت سے واقف نہین ہین اور کبھی
ہمین سونپا نہ تھا بادشاہ نے وہ سب حکایت تحقیق کر چکا تھا بیان کی اور کہ
مجھے کسی طرح شک تیری خیانت مین باقی نہین رہا ہی اگر جواب شافی مجھے مرا
تو خیر ورنہ دیکھیگا جو دیکھیگا شیر سمجھا کہ دشمنون نے کام اپنا کیا اور جو تہمت کہ مدت سے
لگانے تھی اور رشتہ اسکی تدبیر کا بٹ رہے تھے آج درست کیا اور دل مین سمجھ
یا اشعار گویا کے حسب حال اپنے پڑھے ابیات کون ہین وہ جو کیا کرتے ہین
حیوان کو قتل ❊ ہمسے بیباک بھی گستاخ کسی عنوان نہ ہوا ❊ ہاتھ مین سبھو تو نہ مارا گر

معمدول گبر و مسلمان نہ ہوا ٭ پین تو ای شہ تر سے صحرا کو سمجھ دار شفا ٭ یان بھی آیا تو
دروکا درمان نہ ہوا ٭ بادشاہ کے وزیرون مین ایک بھیڑیا تھا کہ مدت
رلیسہ کی ترقی پر خار خار تھا بولا کہ ای بادشاہ خیانت اس بدکار گنہگار کی روشن
ور احتیاج گواہ اور شاہد کی کچھ باقی نہ رہی اب مناسب ریاست یہ ہی کہ سیاست
نیسر نہ ہوا اور اگر یہ امر مہمل رہا تو بیشک خائن اور گنہگار ساعت بساعت اپنے
پر دلیری کرینگے اور حکما کا اسپر اتفاق ہی کہ اگر بادشاہ ہر ہر محل مین اپنی
ت اور رحمت کو عمل مین نہ لائیگا اور قصور فرمائیگا تو امور سلطنت کے ترتیب برہم ہو
ینگے ایک مسیہ گوش کہ بادشاہ کا مخصوص تھا اُسنے یون عرض کیا کہ بادشاہ
پناہ کی وہ راے روشن ہی کہ آفتاب اُسکے پرتو سے اکتساب ضیا کرتا ہی اور
شبستان سپہر اُسکی حمایت خرد سے چہرہ ابنار روشن بناتی ہی مین اس تعجب مین
ہ خیانت اس غدار کی اور خیانت اس روباہ مکار کی کیونکر راے عالی سے پوشیدہ
ور خبث اسکے ضمیر ناپاک اور مکر طبع حیلہ انگیز کا کس طرح اتنی مدت مخفی رہا باوجود
ہ عظیم اور فعل قبیح کے قتل اُسکا شہریار نے کیون توقف مین ڈالا ہی اور
سیاست کہ بیخ نہال دانش کو تازہ رکھتا ہی کیون جاری نہین کرتا ہی کا مجہنے فرمایا
طلب کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ ای بادشاہ حکیمون نے کہا ہی کہ حسن حشمت سیاست اُبہت ریاست
سیاست باعث دوام ریاست ہی جسنے کہ تیغ سیاست نیام انتقام سے نہ کھینچی وہ
فتنہ اعدا کی سپر ہیم نہ ہو پہنچا سکیگا اور جسنے کہ بنیاد فساد کو منہدم نہ کیا
لشن امان اُسکا باغ زمانہ مین نشو و نما نہ پائیگا بیت آئین سیاست
٭ بنیاد امان زپا درافتد ٭ جو کوئی کہ اصلاح ملک کیا چاہے سیاست مین
سے اگر مونس دل اور مقبول خاطر ہو اُسپر بھی التفات نہ کرے جیسے
ہ بغداد نے مصلحت عام کے واسطے اپنا محبوب خاص سیاست پر کھینچے

کا مجھ نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت** کہاں کہتے ہین کہ ملک خراسان مین ایک باد
کہ اوسے قانون عدالت جمشید وار سے جام جہان نماے عقل کو آئینۂ روزگار بنا
اور بلاحظۂ قاعدۂ اسکندری چشمۂ حیات کا ہمیشہ طالب تھا یعنی عدل وہ آب حیا
کہ عامل اسکا نام نیک کے سبب سے کبھی نہین مرتا ہے اور اُسکا ایک بیٹا تھا نیک
زیبا رو کہ کمند ملاطفت مین دل خلق اللہ کھینچتا تھا اور دانۂ احسان و اکرام سے
جان خاص و عام کو دام محبت مین لاتا تھا اس شاہزادے کو آرزوے طواف خانۂ
اور عزیمت اداے ارکان حج مصمم ہوئی بعد تحصیل رخصت بسیار باپ سے اجازت پا
تری کی راہ سے متوجہ سفر کا ہوا اور ملازمون کے گروہ کے ساتھ مرکب کشتی پر سوار ہو
عنان اختیار باد سبک رفتار کے ہاتھ مین دی **بیت** چشم فتان ہوئی گرداب بلا
بے خطر موج کے مانند چلا دریا مین ٭ قطع مسافت کرکے مکۂ معظمہ کو پہونچا بعد ادا
لوازم ارکان حج متوجہ آستانہ نبوی حضرت سلطان رسالت اور خاقان بارگاہ جلا
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہوا آخر شرف سعادت آستانہ نبوی سے مشرف ہو کر قافلہ خرا
کے ساتھ بغداد کی جانب آیا بادشاہ بغداد حال شاہزادے کا سُنکر پیشوائی کو با
اور قاعدۂ مہمانداری مین ترتیب بادشاہانہ بجا لا کر استدعا کی کہ چند روز یہین تو قف
کیجیے بموجب درخواست بادشاہ بغداد کے چند مقام کیے جب کہ رنج سفر سے آسود
اجازت وطن کی چاہی سلطان بغداد نے بہت عذر کیا لیکن اسنے بشکر گزاری
رخصت مین اصرار کیا اور ایک کنیز چینی کہ صحبت چین اُس سے عبارت ہے ہدیہ کے ط
بادشاہ بغداد کو نذر کرکے آپ راہی خراسان کا ہوا شاہزادے کے رخصت ہونے
سلطان بغداد نے کنیز کو حرم سرا مین بلایا پس وہ صورت دیکھی کہ نقاش فطرت نے
مین لوح وجود پر ایسا نقش کمتر کھینچا تھا اور دیدۂ مصور فکر نے رعنائی اور دلفریبی
جسد پر خیال پر ایسا جمال نہ دیکھا تھا اور اُسکی زلف مشکین نے کمند فتنہ مین

جاتا تھا اور ماہ جہانتاب اُسکے قدمون پر پیشانی ملتا تھا بادشاہ بغداد دیکھتے ہی حسن جمال
پری تمثال کا فریفتہ ہو گیا اور کہتا تھا کہ یہ شعر گویا کا میرے ہی حسب حال ہی بیت سامنے
یوسف جمال ❊ اُسکے ہاتھون مفت بکجاتے ہین ہم ❊ مگر حاکم خرد منع کرتا تھا
اُس سے نہ لگائے پر فائدہ نہ کرتا تھا اور کار فرمائے عقل ہر چند آب نصیحت آتش
پر چھڑکتا تھا مگر شعلہ اُسکا منطفی نہ ہوتا تھا اور یہ شعر گویا کا ہر دم زبان پر رہتا تھا
بیت آپ سے جاتا نہین مین اُس ستمگر کی طرف ❊ خود بخود گردن کھنچی جاتی ہی خنجر کی
❊ القصہ یہانتک طرح معاشرت کی کنیز سے بڑھی کہ بالکل ملک و مال کی خبر نہ رہی
دستور ہی کہ جب بادشاہ لہو و لعب اور عیش و طرب مین مشغول ہو کے مظلومون
سے کبھی غفلت کریگا تو تھوڑے سے عرصے مین ہرج اور مرج سلطنت مین پیدا
اور آشوب فساد یہانتک ترقی پائیگا کہ کام خلائق کا اضطرار و اضطراب کو پہونچیگا مظلم
شاہد پرست جبکہ کوئی بادشاہ ہوا ❊ آیا زوال شمس غروب ہوا گیا وقوف ❊ جب زیر آفتاب
حجاب ماہتاب ❊ قول منجمین ہی کہ بس ہو گیا کسوف ❊ جب کہ چند روز اسی طرح
ارکان دولت نے بادشاہ کی بے پروائی سے حال ولایت کا خراب دیکھا ہر ایک نے
نیاز گوشہ نشینون کی جانب دراز کیا اور درویشان پاکیزہ نفس کے باطن سے دریوزہ
اصلاح حال بادشاہ کے واسطے کرنا شروع کیا آخر مضطرون کا تیر دعا ہدف
تخت پر بیٹھا بادشاہ نے رات کو خواب مین دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہی کہ تجھے کیا ہوا ہی
مظلومون کے کام سے تو نے ہاتھ کھینچا ہی قریب ہی کہ یہ دولت تیرے ہاتھ سے جاتی رہے
اپنے ہاتھ سے تیشہ اپنے پاؤن پر مارتا ہی بادشاہ نے ہیبت خواب سے بیدار
ہوکے اور غسل کرکے زبان اعتذار و استغفار کھولی اور تدارک مافات مین مشغول ہوا اور
کہ یہ کنیز آج سے میرے پاس نہ آنے پائے اگرچہ اُسکے بغیر آرام نہ تھا اور دل اُسکے
چہرہ جمال کے بغیر قرار نہ پاتا تھا اور یہ شعر گویا کا تکرار کرتا تھا بیت یہ جنون حجاز کے

نچے مجھے چمٹا ہی کہ بس ✤ کبھی دامن جو چھڑایا تو گریبان نہ ہوا ✤ لیکن خوف الٰہی اور بیم زو
بادشاہی سے یہ حکم کیا تھا کہ یہ میرے پاس نہ آنے پاوے کنیزک نے دو دن صبر کیا اُس
بادشاہ کے پاس بھیجا یا چلی آئی اور یہ شعر مؤلف کا زبان پر لائی **بیت** کچھ تو فرماو کہ نا
کیوں ہو ✤ کیا گنہ کیا ہے خطا کیا باعث ✤ پھر جو بادشاہ نے اُسکا جمال دیکھا ہوش جا
اور جنون عشق نے متاع عقل و فہم کو تاراج کیا اور یہ شعر مؤلف کا پڑھنے لگا **بیت** اند
جیسے بیقراری کا اثر ہونے لگا ✤ پھر مرا دامن مرے اشکوں سے تر ہونے لگا ✤
اسکے بعد اُسی طرح چند روز اُسکا شیفتۂ جمال اور فریفتۂ زلف و خال ہو کے عشرت میں
بسر کی دوسری بار پھر جاسوس عالم الغیب کی اشارت لاریب سے بادشاہ کو ہوش آیا ا
دل میں کہا کہ اس فتنہ کے دفع کرنے کے سوا میرے درد کی دوا نہ ہوگی اور
کہ یہ بلا بخوبی دفع ہوجاوے کام سامان کو نہ پہونچیگا بعد ازیں جلاد کو حکم کیا کہ اس کنیز نے نافرمانی
کی ہے کہ بغیر بلائے میرے پاس چلی آئی اسکی سزا یہ ہے کہ اسے لیجا کے دریاے دجلہ میں ڈبو د
جلاد بموجب حکم کے کنیز کو باہر لایا اور اپنے دل میں سوچا اگر بادشاہ کل پشیمان ہو کر مجھسے
طلب کرے اور وہ جو ہلاک ہوگئی تو میں کیا تدارک کرونگا اسواسطے اُسے اپنے گھر میں
چھپا رکھا بادشاہ اس حرکت کے بعد بہت ملول ہوا جب کہ جلوت سے خلوت میں آتا تھا
تو آرزوے دیدار یار فتنہ کرتی تھی اور بہت مضطرب ہوتا تھا اور پھر اپنے آپ کو ملامت
کرتا تھا اور دلائل عقلی سے دل کو تسکین دیتا تھا ایک دن دفع ملال کے واسطے بادۂ نا
کے چند جام نوش کیے تب کہ سروری خواس پر مستولی ہوا اور ناصح عقل کا دماغ سے اُٹھ گیا
خیال یار دلفریب نے بے شکیب ہوا اور جلاد کو طلب کرکے پوچھا اور تہدید تمام سے کہا
کہ اگر آج کی رات اُسے حاضر نہ کیا تو تجھے دار پر کھینچونگا ہر چند جلاد نے عذر کیا کہ میں نے
جو کچھ کیا سو بادشاہ کے حکم سے کیا میرا کیا قصور ہے لیکن بادشاہ کو جو نشۂ شراب نے
بیخود کر رکھا تھا عذر اُسکا نہ سنا وہ ناچار ہو کر ہیبت سلطانی سے ڈرا اور اُس

حاضر کر دیا بادشاہ نے پھر نئے سر سے بنیاد نشاط کو تازہ کیا اور اسباب عیش برآمادہ ہوا
اسی طرح تین بار بادشاہ نے اُسکے قتل کا حکم دیا اور سیاف خوف جان سے اُسے
مخفی رکھتا تھا اور طلب کے وقت پھر حاضر کرتا تھا ایک دن بادشاہ سوچا کہ چارہ اس کام کا
ہاتھ کے سوا سر انجام نہ پائیگا اور دفع اس بلا کا اور کے ہاتھ سے زنہار نہ ہو سکیگا
ایک دن بادشاہ لب بام کھڑا ہوا دجلے کی سیر کرتا تھا اور وہ کنیز بھی پاس کھڑی تھی
بادشاہ نے خیال کیا کہ اگرچہ یہ کنیز بے گناہ ہے مگر اُسکے عشق میں ملک از خود رفتہ ہوں کہ ملک
اللہ کا تباہ ہوا جاتا ہے اور رعایا مظلوموں کی بڑا گناہ ہے پس بہتر یہی ہے کہ جب آدمی دو
بلاؤں میں مبتلا ہو تو جو آسان ہو اُسے اختیار کرے بقول عرب مَنِ ابْتُلِیَ بِبَلِیَّتَیْنِ فَاخْتَارَ اَہْوَنَہُمَا
بہتر یہی ہے کہ اس کنیز اور اپنے آرام جان سے ہاتھ اُٹھاؤں اور داد مظلوموں کی ترک
نہ کروں اسکے بعد بادشاہ نے اُسکا ہاتھ پکڑ کے دفعۃً دجلے میں پھینک دیا اور حکم دیا کہ اُسے
آخر دریا سے نکال کے دفن کرو یا ہر چند کہ الم اُسکے ہلاک کا نہایت اندوہ کھینچا کہ گویا عزیز
لیکن اصلاح ملک اور مظلوموں کی داد کے واسطے اپنے معشوق کو اپنے ہاتھ سے ہلاک کیا
مثل اسی واسطے کہی گئی ہے کہ بادشاہ چاہئے کہ صلاح مملکت کی رعایت کرنا واجب ہے اور
خائن کو زنہار اپنا انیس نہ کرے اور ایک شخص کہ جس سے مضرت ہو اور ملک کو پہنچے
مادہ ظالم کو نہ ہو اُسے دفع کرے بادشاہ اس قصے سے دم میں اُنکے آگے سخت
غضبناک ہوا اور فرنیسہ کو پیغام دیا کہ اس گناہ کا اگر کوئی عذر ہو تو پیش کرے ورنہ دیکھیگا جو
مثل مشہور ہے کہ جسکا ہاتھ کوتاہ ہوتا ہے اُسکی زبان دراز ہوتی ہے اُسکے مناسب لعن کا
ہے بہت ترک مطلب نے کیا ہے بے نیاز ہاتھ کھینچا پاؤں پھیلاتے ہیں ہم
نے کہ بے گناہ تھا جواب درشتی آمیز دیا سنتے ہی جواب سخت کے غصہ
دوبالا ہوا اور عہد و پیمان کو برطرف کر کے فرنیسہ کے قتل کا حکم دیا یہ خبر مادر شیر کو
پہنچی کہ شیر نے تعجیل کی اور حلم و بردباری کو چھوڑ کے خفت اور سبکساری کا مائل ہوا

الی مین کہا کہ جلد پہونچنا مناسب ہی کہ اپنے فرزند کو وسوسۂ شیطان سے باز رکھون معمول ہی کہ جس
بادشاہ پر غصہ غالب ہوتا ہی شیطان اُسوقت اُسکے مزاج پر زیادہ تر متسلط پاتا ہی اور خدا
کے راہ بتاتا ہی بیت غضب از شعلہ ہاے شیطانی ست ٭ عاقبت موجب پشیمانی ہست
پہلے ایک شخص کو جلادون کے پاس بھیجا کہ فرنسیہ کے قتل مین توقف کرنا مین شیرویہ
کلام کرلون اور آپ کانجوسے کے پاس آئی اور کہا کہ ای فرزند مین نے سُنا ہی کہ تو
فرنسیہ کے قتل کا حکم دیا ہی گناہ اُسکا کیا ہی شیرویہ نے صورت حال بیان کی مادر
کہا کہ ای فرزند آپ کو بادیۂ ضلالت مین سرگردان نکر اور شربت عفو اور احسان
بے بہرہ نہو کہ بزرگون نے کہا ہی کہ آٹھ چیزین آٹھ چیزون کے ساتھ ہی ہوتی ہین
عورت کی شوہر سے اور۲ پرورش فرزند کی والدین سے اور۳ دانش افزائی شاگ
اُستاد سے اور۴ قوت بادشاہ کی خرج اور مشیران کامل سے اور۵ کرامت زاہدون
تقوی سے اور۶ امنی رعیت کی بادشاہ بیدار مغز سے اور۷ نظام کار بادشاہی عدل وداد
اور۸ رونق عدل کی عقل سے اور عمدہ اس بات مین دو چیزین ہین ایک یہ کہ پہچاننا ا
نیتون کا ہر ایک کے مرتبے کے موافق اور رعایت کرنا ہر ایک بے مقدار اُسکے ہنر کے اور د
معمول ہی کہ مقربان درگاہ باہم نزاع دلی رکھتے ہین کہ سوا فنا اور ہلاکت کے عداوت انکی
نہین ہی اگر بادشاہ بدگوئی ایک کی دوسرے کے حق مین سُنے تو ایک بھی لائق اعتما
کے نہ رہے کیونکہ انکا دستور ہی کہ کیسا ہی مخلص ہوا خواہ ہو اُسے معرض تہمت مین
لا ڈالتے ہین اور خیانت کو لباس امانت مین جلوہ دیتے ہین اگر بادشاہ سُست خرد
ہو تو بے گمان گرداب بلا مین پڑینگے اور بچہ ہم قوت غریب سے ساحل نجات پر سلامت پہونچنگے
بیت سے گنہ دل شکستہ در زندان ٭ محتسب ہم اندر خرم و خندان ٭ ا
لاشتباہ نتیجہ انکا کام کا یہ ہی کہ حاضرین قبول سخن سے استفادہ کرتے ہین اور غائبین ضرر ہوتے
بہ بہتر رکھتے ہین اور بہتر خلل ارکان شاہی مین راہ پاتے ہین اور مفسدین انکی عد

ں سے افزون ہین **قطعہ** منہ گوش بر قول اہل غرض ۞ کہ زیشان رسد ملک و دین را
ت ۞ غرض جو اگر از تو شد سر بلند ۞ شود پایۂ قدر و جاہ تو پست ۞ اگر با حسودان شدی
۞ عنان بزرگی نداری بدست ۞ شیر نے کہا کہ مین نے کسی کے کہنے پر
ں کا حکم نہین دیا ہی بلکہ جب اُسکی خیانت خود مجھپر ظاہر ہوئی ہی تب میرا مزاج متغیر ہوا
مان نے کہا کہ تغیر بادشاہون کے مزاج کا بے تحقیق صادق خصوصاً اہل اعتماد
مین روا نہین ہی اور یہ جو کہا تو نے کہ اُسکی خیانت خود مجھپر ظاہر ہوئی یہ غلط ہی ثبوت
ت کا ہنوز شبہہ مین ہی جسوقت کہ یہ پردہ روے کار سے اُٹھیگا تو حقیقت معلوم
گی کہ راست کیا اور دروغ کیا ہی لازم یہ تھا کہ پہلے اُسکی خدمتین یاد خاطر رہتین
ہیر خواہیان کہ اُس سے صادر ہو چکی ہین وہ لوح ضمیر منیر سے محو نہ ہوتین اور
بے ہنران ناآزمودہ کی ہنرمندان کا فی حق مین مسموع نہ کیجاتین کہ بے ہنرون کا
شیوہ ہی کہ سینہ سینہ حیلے اُٹھاتے ہین تا ہنرمند تردد مین پڑین ای فرزند عقل دور اندیش
ادے عالم آرا کے مناسب یہ ہی کہ جو صورت حادثہ کی پیش آئے اُسکو فکر
اور تمیز کامل سے پہچاننا چاہیے کہ ہر شخص کے جوہر کا شرف صفائی سے تفرد
کے ہوتا ہی **بیت** عقل ست کہ بنیاد شرف محکم ازوست ۞ افزونی حرمت
م ازوست ۞ فرزینہ تیرے در دولت پر مرتبۂ بلند اور درجۂ ارجمند کو پہونچا اور
ون مین تو نے اُسکی ثنا و صفت کی اور بارہا اُس سے مشورے کیے اب لازم
اپنے قول کی ظاہر نہ کر اور جسکو بناکر کہ اپنے ہاتھ سے اُٹھایا ہی اُسے سبب
آپکو شماتت اعدا مین ڈالنا ہی اور جو بات کہ فراخور ثبات و وقار نہین ہی اُس سے
ط واجب ہی تا عقلا کے نزدیک متہم نہ ہو الضاعت کر کہ یہ نسبت کہ فرزینہ کی
دشمنون نے کی کسقدر عقل سے دور ہی کہ ایک شخص متحقق کہ کوئی شخص اُسکے اونچے
سپید آنکھ سیاہ نہ کریگا پس ایسا جلیل القدر کہ اُسے تیری بدولت کسی چیز کی

کبھی نہین ہو وہ کیونکر ایسی ہے بحقیقت یہ چیز میرے بے دیانتی کرتا اور راو صاف جسکے ذریع و تق
اہل زمین و آسمان کی زبان پر جاری ہین اُسکو ایسی شئی محقّر کیونکر مغلوب کرتی
اس سے پیشتر کہ فرلیہ ملازم سرکار نہ تھا گوشت کو ترک کرکے زاویہ نشین تھا
جب کہ طلب کیا کسی طرح اس ثروت و خدمت کو قبول نہ کرتا تھا آخر بہزار دقت عظمت
سے مجبور ہو کے بصد کراہت یہ خدمت قبول کی اور جب سے کہ ملازم آستانہ دولت
کبھی اُسنے گوشت نہ کھایا کیا تیری بدولت اُسے میسر نہ تھا اور ادنی ترین ملازم
اب گوشت کھاتے ہین اُسے کون مانع تھا اور تونے اتنا خیال نہ کیا کہ آج اُسے کیا
ہوا تھا کہ تیری چاشت کا گوشت چرا کے لیجاتا او مطلب اس چوری سے تو یہ تھا کہ اسکو
اور جو کھانے سے بچتا اُسے دور پھینک دیتا کہ کیون چھوڑتا کہ اعدا اُسپر گرفت کرتے
فریب اور بندش دشمنون کی ہی اس بات کو رائے صواب اندیش سے ملاحظہ کر اور
بیہودہ کو کان مین جگہ نہ دے اور گمان غالب یہ ہے کہ دشمنون نے گوشت اُسکی منزل
رکھ دیا ہے کہ اس حیلے سے اُسے متہم کرین اور یہ بات کچھ حاسدون کے خبث سے د
نہین ہے بلکہ پیش ازین غیر کے آزار پہونچانے کے واسطے بدنفسون نے اپنے نفس کو قتل
کر دیا ہے جیسا کہ اُس خواجہ نے غلام کو اپنے قتل کا حکم دیا تھا شیر نے پوچھا کہ یہ قصہ
کیونکر تھا اسے بیان فرمایئے **حکایت** کہا کہ شہر بغداد مین ایک حاسد تھا اُ
ہمسایہ ایک مرد صالح متدین باخدا رہتا تھا **بیت** شمع محبت ز دل افروختہ
بجز حق ہمہ را سوختہ ۔ مردم بغداد اُس زاہد سے اعتقاد تمام رکھتے تھے اور ہر محفل
مجالس مین اسکا ذکر خیر کیا کرتے تھے اور بطریق تحفہ اور ہدیہ کے اکثر نقد و جنس بھیجا کر
اور مرد حاسد اس حال کے مشاہدے سے شبانہ روز آتش حسد مین جلتا تھا او ہمیشہ
اس تدبیر مین رہتا تھا کہ کسی طرح اُسے گزند پہونچانے مگر کوئی تدبیر ایسی نہ نکلتی تھی ک
جس سے اسکا مقصد بر آئے یعنی وہ زاہد نظر سے خلق اللہ کی گر جائے آخر جب

یا اور اسی نیت سے ایک غلام خرید کیا اور اُسکی تربیت اور پرورش مین مبالغہ کیا تھا
ہا اُس سے کہتا تھا کہ تجھے مین نے اسی واسطے خرید کیا ہی اور پرورش کرتا ہون کہ اپنا
یر خوب ثابت کرکے اُسکے عوض مین ایک ایسا کام تجھسے لون تا یہ سب میرا احسان
ایک خدمت کے بدلے تیرے سر سے اُتر جائے سُن اے فرزند مین تجھسے یہ امیدوار ہون
میرے خاطر پر رات دن مستولی ہی اُس سے مجھے فارغ کردے جب کہ اسی گفتگو
طول ہوئی ایک دن غلام نے کہا کہ بہت تربیت اس بیچارے کے حق مین آپ نے
ہی کہ شرح اُسکی زبان سے ادا ہو نہین سکتی ہی اور اقسام نوازش سے اس بندہ پر اگر
س دیا ہی کہ اگر ہمہ تن زبان شکر ہو جاؤن تو بھی اس عہدے سے باہر آنا ممکن نہین ہی
ہون کہ خواجہ اپنا مکنون خاطر تفصیل ارشاد فرمائے تو مقابلے مین ان احسانون
ان نثاری کرون خواجہ نے دیکھا کہ غلام دعوی حق گزاری اور تمنائے ہواداری
رکھتا ہی اسلیے پردہ روے کار سے اُٹھایا اور کہا کہ آگاہ ہو کہ مین اس ہمسائے
تھ سے تنگ آیا ہون چاہتا ہون کہ کسی طرح اُسے ذلیل کرون اور
ن نے تدبیرین کین مگر تیر تدبیر ہدف مراد کو نہ پہونچا اور آتش حسد ہر دم کانون
ینہ مین شعلہ زن اور زندگانی منغص ہی کہ اُسکے رنج سے لذت حیات مجھپر تلخ ہی
عمر عزیز سے بیزار ہون اور تجھے مین نے فقط اسی مطلب کے واسطے پرورش
آج کی رات مجھے اس ہمسایہ کے بام پر ذبح کرکے چھوڑ دے اور یہ بدرہ زر تجھے
ون اسے لیجا کے اور کسی ملک مین اپنی عمر کو بسر کر آج تو میرے حق سے
تا ہی جب کہ اُس جگہ مجھے لوگ کشتہ دیکھینگے اس زاہد کو گرفتار کرکے اُسکی عزت اور
ب تاراج اور خراب کرینگے اور یہ رتبہ اُسکا نہ رہیگا اور سب وضیع و شریف کہ اُسکا حلقہ
دگردن جان مین ڈالے ہین منحرف ہو کے زبان طعن و لعن کھولینگے بس تمام ہی
ب میرا اس صورت مین غلام نے کہا کہ اے خواجہ اس فکر نا معقول سے درگزر

اور جیابتہ اس کام کا اور سطرح پر تجویز کر اگر تیری مراد اسکا دفع کرنا ہی تو مین اُسسے قتل
تیرا دل حسد سے خالی کر دون خواجہ نے کہا کہ یہ اندیشہ دور و دراز ہی شاید کہ یہ تدبیر
عرصہ کھینچے اور مجھے طاقت صبر کی نہین رہی ہی جو کچھ ہو سو آج ہو یہ جو مین
اُسسے بجا لا اور اسمین چون و چرا نہ کر اور روح میری خوش کر غلام نے کہا کہ کوئی
یہ تجویز نہ کریگا جو تو کرتا ہی اور جسنے کہ بوے خرد نہ سونگھی ہوگی وہ بھی ایسا اند
دل مین نہ لائیگا سوا جنون کے اور تعبیر اسکی نہین بن سکتی ہی کیونکہ ذلت دشمن
حیات مین مطلوب ہوتی ہی جب کہ آپ مر گئے تو دشمن کی مرگ اور ذلت سے کیا
اور کون فائدہ متصور ہی ہرچند غلام نے اسطرح کی بہت تقریر کی کچھ مفید نہ پڑی
کو خواجہ نے اسمین اصرار تمام کیا غلام نے سر اُسکا بام ہمسایہ پر کاٹا اور تن اُسی
چھوڑ دیا اور بدرہ زر لے کر راہ اصفہان کی لی اور اُسی دار الامان مین جا کر قرار
صبح کو اُس بدنیت کو نیک مرد کے بام پر کشتہ دیکھا کوتوال شہر زاہد بے گناہ کو زن
لے گیا اور کوئی عذر اُسکا نہ سنا جو کہ تمام اہل بغداد اُسکی عفت اور سلامت نفس
تھے اور جو کوئی وجہ شرعی ثبوت کی نہ پاتے تھے کہ زاہد نے اپنے ہاتھ سے اُسے
کیا ہی یا نہین لہذا اُسکا قتل تجویز نہ کیا جاتا تھا مگر محبوس تھا قضارا مدت بعد
ایک سوداگر نے اُس غلام کو اصفہان مین دیکھا احوال پوچھا اُسسے حقیقت معلوم
سوداگر نے کہا کہ وہ مرد پارسا مبتلاے قید رنج و عنا ہی غلام نے کہا کہ اُس بے گن
ستم ناحق واقع ہوا ہی اور سچ یہ ہی کہ بموجب حکم خواجہ کے یہ فعل مجھسے صادر ہوا ہر
مین نے انکار کیا اُسنے نہ مانا ایک بدرہ زر دے کے کہا کہ مجھے قتل کر کے اصفہان
راہ لے اسلیے اُسکے حکم کے موافق مین عمل مین لایا زاہد بیچارہ اس ماجرے سے
بھی نہین ہی تاجر نے بہت قافلے کے لوگون کو گواہ کیا اور بغداد مین آ کے صورت
بیان کی اور گواہ گذرانے اُس زاہد نے رہائی پائی اور مقتول لعنت کے تیرون کا نشا

ہی کہا ہی کہ چاہ کن راچاہ در پیش آخر نتیجہ حسد کا یہ ہی کہ جان و ایمان دونون برباد ہوے اور
نتیجہ نیک نیتی کا یہ ہی کہ ظاہرا کوئی تدبیر زاہد کے مخلصی کی عقلاً اور نقلاً نہ تھی مگر اللہ تعالے
نیتی کا معین ہی کہان سے کہان بات ہو گئی اور پھر اپنے کرم و فضل سے اُسے
ئی دلوائی اور نیک نام بھی رکھا اور انجام بخیر کیا اور یہ مثل اسلیے بیان مین آئی
بادشاہ معلوم کرے کہ اہل حسد نے کیا کیا کام کیے ہین بالفرض اگر فریسہ قتل ہوا
ہر اسکے بعد ان بد اندیشون کے ہاتھ سے باقی لوگ کہ تیرے متوسل اور فریسہ سے
صفت مین کم ہین یہ مکار کب اُنھین سلامت چھوڑینگے جب کہ یہ سمجھے کہ ہمنے بادشاہ کو اپنی
سے کا مغلوب کر لیا کہ ایسے امین جلیل القدر کو ایک حیلے مین ہلاک کروا دیا تو اور کی کیا
حقیقت ہی پھر کتنی جرأت اُنکی بڑھ جائیگی اور عجب نہین ہی کہ جب کچھ بادشاہ سے بیدل
ہونگے تو اور شیر کوئی تیرا مقابل پیدا کرکے اور اُسکے شریک ہوکے تیری سلطنت کو
ہم کر دینگے تو تنہا کیا کریگا اس کام مین غور کافی کر اور شتابکاری کو دل سے دور فرما جو
کام کہ پیش آئے اُسے تحمل و وقار سے کیا کہ اگر کام سمجھ کے کریگا تو فرصت باقی ہی اگر خواہی نخواہی
لائق سزا کے ہوا اور اپنی تحقیق خاص سے اُس امر کو دریافت کر لیا اسکے بعد عفو یا سزا جو
مناسب سمجھنا سو عمل مین لانا اور اگر جلدی کی اور ہلاک کے بعد دریافت کیا کہ مجھسے خطا صادر
ہوئی پھر ندامت و بدنامی اور مطعون خلائق ہونے کے سوا کیا حاصل ہوگا بلکہ روز جزا کے
بھی قضا کے خون ناحق کی باز پرس مین پڑیگا اس باب مین کسی حکیم نے بیت فرمائی ہی
بیت می توان کُشت زندہ را لیکن ✤ کُشتہ را باز زندہ نتوان کرد ✤ شیر نے نصیحت
مان کی سُنی اور میزان خرد مین خوب تولی اور جانا کہ نصیحت مان کی غرض سے مبرّا اور محض
شفقت اور صرف خیر خواہی سے مگر اُسی سیاست موقوف رکھی اور حکم کیا کہ فریسہ کو حاضر کرین
جب کہ فریسہ آیا خلوت مین لیگیا اور کہا کہ مین نے اتنا جو کہا محض امتحان ان حاسدون کا
اور تمھارا ولا امین بھی بارہا ہر امر مین آزما چکا ہون اور تیرے اوصاف سے خوب آگاہ ہون

کہ ہر امر پسندیدہ ہین اور میرے نزدیک تو ہر طرح مقبول ہی مگر ان حاسدون کا حال جو دریافت کرنا
تھا سو مجھکو بی معلوم ہو چکا اب تو اپنے کام مین مشغول رہ اور اس گفتگو سے بیدل نہ ہو فرنسیہ
کہا اگرچہ شہریار نے سایۂ عاطفت اور عنایت میرے سر پر ڈالا ہی اور جو کچھ عنایت سلاطین
ملازم پر چاہیے اسمین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا ہی مگر مین اس تہمت کی کلفت
سے صابر نہ ہونگا جب تک پادشاہ بواقعی اسکا تدارک نہ فرمائیگا مجھسے کچھ نہ ہوگا مصرع
تاکہ شیشہ بود شکست پہلوے من جلب نیست ٭ اور مین خداے کے نزدیک ثابت سے
ہون جسقدر زیادہ تحقیقات ہوتی جائیگی میرا وثوق زیادہ ظاہر ہوتا جائیگا
نے کہا کہ کیونکہ تفحص کرون فرنسیہ نے عرض کیا کہ جس جماعت نے کہ میری خیانت
اتفاق کیا ہی انمین ہر فرد کو تنہا بلاکے بچشم خائی پوچھیے اور کہیے کہ اگر راست
ظاہر کروگے تو امیدوار عفو قصور اور مستحق خلعت اور مرحمت کے رہو ورنہ بہت خرا
دیکھوگے یقین ہی کہ اس طرح سے حال مفصل واضح ہو جائیگا انصاف فرمائیے
کہ مین نے سالہا سال گذرے کہ گوشت ترک کیا ہی اور جو شخص کہ بے گوشت
ایک ساعت صبر نہین کر سکتے وہ تو خیانت گوشت کی نہ کرین اور مین جو بادشاہ کی
سیکڑون من گوشت جسے چاہون اسے بخشدون سو مین بادشاہ کی چاشت
گوشت چرا لیتا اور پھر اسے صرف بھی نہ کرتا رکھ چھوڑتا کہ دشمن اسے ڈھونڈھ لین
اسے کبھی عاقل یقین نہ کریگا یقین ہی کہ جب بادشاہ اسی طرح کہ جو مین نے عرض
تفحص فرمائیگا تو یہ راز چھپا نہ رہیگا بادشاہ نے کہا البتہ یہ بھید پوچھا جائیگا مگر ان لوگ
کہ جنھون نے میرے محرم اور امین کو متہم کیا امیدوار مرحمت کا نہ کرونگا فرنسیہ نے ک
کہ جو عفو کہ کمال قدرت کے ساتھ کیا جاتا ہی انتہا ہمت کا ہی عفو عند القدرت یہ بہت
بڑا کام ہی اور بڑا انعام الٰہی کے واسطے شکر نعمت رہی اور دشمن پر قدرت پانا بڑی
نعمت ہی اور شکر اس نعمت کا عفو کے سوا اور نہین ہی بیت بر گنہگار رحون شن

عفو عند القدرت
بیکسون بخشنا
وقت طاقت

ر ÷ شعور اشکر نعمت خودساز ÷ پس تحقیق کے بعد اگر شمہ یاران حاسدون پر حرمت
کی ارزانی فرماے تو مناسب شان بادشاہی ہو جب کہ کامجو نے یہ کلام فریسہ کا سنا
صدق و مدعا ہر بات سے ثابت ہوے اسکے بعد اُس گروہ فتنہ انگیز سے ایک ایک کو
ابلاغ کے استفسار حال مین مبالغہ تمام کیا اور کہا کہ اگر راست براست بیان کروگے
ہارے جرائم عفو کرونگا بلکہ نوازش خسروانہ سے انعام اور خلعت پاؤگے آخرکار
ون نے حقیقت حال بیان کی جب کہ پردہ روے کار سے اُٹھ چکا اسکے بعد کہ سب
اپنے قصورات کے ہوے تو آفتاب امانت فریسہ شبہہ کے ابر سے نکل کے سبکی
مین روشنی بخش ہوا مصرعہ ہو نعمت ع امتحان کرنے سے آخر حال سب کا کھل گیا ÷
مان نے کہا کہ اے فرزند اس جماعت کو امان دے چکا تو اور پھرنا اُس سے مناسب نہین ہے
تجربہ سب کا کر چکا اب آیندہ عبرت چاہیے کہ اسکے بعد گوش سماعت کسی خائن کے
ہر نہ رکھنا جب تک برہان اور دلیل قوی سے ثابت نہ ہو کہ جسمین کسی طرح کا تردد
نہ رہے تب تک زنہار اُسپر عمل نہ کرنا بلکہ بعد ثبوت کے چند روز توقف کرنا
مفسدہ اگرچہ تھوڑا بھی ہو اُسے بہت سمجھنا آخر کو انجام اُسکا رفتہ رفتہ
حد کو پہونچتا ہو کہ تدارک اُسکا حیطۂ امکان مین نہین آتا ہو اور مثال اُسکی
ے بزرگ سے ہو کہ اصل اُسکی مختصر ہوتی لیکن اور چھوٹی چھوٹی نہرون کی
ے اُس مرتبہ کو پہونچتا ہو کہ عبور اُس سے بے کشتی نہین ہو سکتا ہو اسی طرح
لوگون کی تھوڑی ہو خواہ بہت اُسکی تاویل اپنی آراے روشن سے کرکے
ت کہ دلیل ظاہر ہاتھ آئے اُس سے اجتناب فرمانا والا انجام اُسکا مفسدہ
بزرگ تر ہوگا اور بجھنا اُس آتش فساد کا دشوار ہو جائیگا المولف
آفت شرر کو سمجھ کیا خیال ہو ÷ جب مشتعل ہوا تو بجھانا محال ہو ÷ کامجو نے کہا
نصیحت کو قبول کیا مین نے سچ ہو کہ بے دلیل روشن کسی پر سیاست کرنا

لغ تجربہ نفع [illegible] سکھانیوالا [illegible] آزمانیوالا [illegible] ہر چیز مکان و تخفیف [illegible] ۱۲

اچھا نہین ہی شیر کی مان نے کہا کہ اے بادشاہ جو کوئی کہ بے سبب ظاہر دوست سے رنجیدہ ہو
اُس آٹھ گروہ سے ہی کہ بزرگون نے جنکی صحبت سے پرہیز کا حکم کیا ہی کامجو نے کہا کہ تفصیل اُن
فرمایئے کہا کہ حکما نے اوراق صحائف وصایا پر ثبت کیا ہی کہ آٹھ گروہ کی مصاحبت سے پر
کہ نالازم ہی اور آٹھ گروہ سے ہمنشینی اور آمیزش واجب ہی وہ آٹھ کہ جنکی موافقت سے پر
چاہیے اول اُنہین سے وہ ہی کہ صاحب انعام کا حق نہ پہچانے اور کفران نعمت سے نہ
دوسرے وہ کہ بے سبب غصہ کرے اور غصہ بھی کیسا کہ علم پر غالب ہو تیسرے وہ
موت کو بھول جائے اور دولت بے بقا پر مغرور رہو اور رعایت حق خالق نہ پہچا
چوتھے وہ لوگ کہ بنائے کار اُنکی مکر و فریب پر ہو اور فریب اور مکر کو ہنر جانتے
پانچوین وہ لوگ کہ دروغ اور خیانت کو شعار اپنا کیا ہی اور راستی اور امانت اُس
نزدیک بدتر از دروغ و خیانت ہی چھٹے وہ کہ دروازہ شہوت کا اپنے مُنہ پر کھول
اور حرص اور ہوا کو کعبہ مقصود کیا ہی ساتوین وہ کہ بے حیا اور بے ادب
آٹھوین وہ لوگ کہ بے سبب لوگون سے کہ حق مین بدگمانی کرتے ہین اور بے علم
اہل خرد کو رنج پہونچاتے ہین اور وہ آٹھ کہ جنکی صحبت ضرور ہی اول اُنہین وہ
شکر احسان خالق وخلائق اپنے ذمہ پر واجب جانتے ہین دوسرے وہ کہ عہد
محبت اُنکا کسی حادثہ انقلاب سے ٹوٹ نہ جائے تیسرے وہ کہ داشت حاصل
اور فضل کی لازم جانتے ہین چوتھے وہ کہ فسق اور فجور اور نخوت اور غ
سے پرہیز رکھتے ہین پانچوین وہ کہ جین حالت غصہ مین اُسکے ضبط پر قا
ہوتے ہین چھٹے وہ کہ دروازہ سخاوت کا محتاجون کے مُنہ پر کھلا رکھتے ہین
صاحب غرض کی حاجت روائی مین تا مقدور کوشش کرتے ہین ساتوین
جو شرم اور حیا مین کبھی قصور نہین کرتے ہین اور کسی وقت مین طریق اور
پاؤن باہر نہین رکھتے ہین آٹھوین وہ کہ بالطبع دوست صفا اور ساعی حقوق

ارباب فسق و بدعت سے نفرت کرتے ہین جو لوگ کہ اس جماعت سے اتفاق رکھتے ہین
لوگ کہ پہلے مذکور جنکا ہوچکا اُنسے احتراز رکھتے ہین تو یقین غالب ہے کہ انکی صحبت کی برکت سے
ان شخصون کا اعتدال حقیقی سے نزدیک ہو جائے کیونکہ سرکہ باوجود حدت اور ترشی کے
کی آمیزش پاتا ہے تو اپنی حدت اور حموضت سے نکل کے کتنی علتون کے دفع کا باعث
قطعہ جو سرکہ گر ترشی رو با انگبین آمیز + کہ دافع مرض و راحت روان گردی + بباش
ہمدمی خیان مگریز + گہ از مصاحب جان تو نیز جان گردی + جبکہ شیر کو شفقت سے
کے تدبیر اس حادثہ کے دفع کی حاصل ہوئی بعد ادائے شکر گزاری عرض کیا کہ تربیت
علمائے زمان سے راہ تاریک روشن ہوئی اور کار دشوار مجھپر آسان ہوا اور اس کامل اور
کافی ورطۂ ہلاکت سے بچ گیا اور ہر ایک ملازم کے حال سے بھی مین مطلع ہوا اور ہر ایک
رنے کا طریق اور رد و قبول کلام ہر ایک کا کہ ایسے شخصون سے کیا معاملہ کیا چاہیے
مین نے بخوبی دریافت کیا اگر ہمہ تن زبان ہو کے شکر آپکی شفقت کا بیان کرون
مین سے ایک بھی ادا نہین کر سکتا ہون اسکے بعد فرلیسہ کی طرف متوجہ ہوا اور نہایت
ت اور ملاطفت کی اور کہا کہ یہ تہمت تیری مزید اعتماد کا باعث ہوئی اور تیرا جن کامون کا
سپرد تھا وہ بھی اپنے عہدہ پر برقرار رہا خاطر جمع رکھ فرلیسہ نے کہا کہ اس بات سے
نہین نکلتا ہے اور یہ لطف تیرا میرے عقدۂ دشوار کا گرہ کشا نہین ہو سکتا ہے
پہلے عہد دشمنون کے تھوڑے سے فریب مین برہم ہوگئے اب کیونکہ میرا دل
ن اطمینان پائے بادشاہ نے کہا کہ اس بات کو اب دل سے اُٹھا دے کہ
تقصیر نہوئی تھی اور نہ میری عنایت مین قصور ہوا تھا فقط حال ان لوگون کا
یافت کرنا منظور تھا سو معلوم ہوچکا فرلیسہ نے جواب دیا کہ ہر روز
اور دستار کمان سے آئیگی گو ابکی بار عنایت ملک سے مخلصی پائی لیکن جان
ون سے خالی نہین ہوتا ہے اور جب تک کہ عنایت بادشاہ کی ہے

بداندیشون کا بھی برقرار رہیگا اور بادشاہ نے جو اُنکی بار بے سبب بات لفظ بہ
سماعت فرمائی تو اب دشمنون کو معلوم ہوگیا کہ مزاج بادشاہ کا بآسانی ہاتھ آ
جب ہم چاہینگے تھوڑے سے نشیب و فراز مین مزاج بادشاہ کا برہم کر دینگے اور جس
بادشاہ نے کہ بات چغل فتنہ انگیز کی سنی اور اُسکے مکر اور شعبدہ پر التفات کیا
خدمت سے کنارہ نہ کرنا اور اُسکے کام پر جانبازی کرنا کام عاقلون کا نہین ہے
جان کسی کی گھاس کے مانند نہین ہے کہ ہر روز کاٹی جاے اور تازہ پیدا ہوا ور اگر
تو مین ایک بات مین خاطر اقدس کی تسلی کر دون بادشاہ نے کہا بیان کر فریبہ
اگرچہ بادشاہ نے اس حادثے مین مجھپر ترحم کیا اور اعتماد میرا زیادہ بڑھ گیا اور اُسکو
انعام عظیم سمجھا لاکن نے ثبوت قصور جو میرے قتل مین اتنی تعجیل فرمائی اب مین با
کی طرف سے بدگمان ہو چکا ہون اور عواطف خسروانہ سے ناامید ہون پھر باد
اپنی عنایت کیون باطل کرتا ہے اور سابقہ میری خدمت کا بیہودہ بتاتا ہے کہ ایک تہ
حقیر ہے کہ اگرچہ ثابت بھی ہوتی تو چندان حقیقت نہ رکھتی تھی اُسکے عوض مین عقوبت عظ
تجویز کی گئی بادشاہ ایسا کریم النفس چاہیے کہ خیانت بزرگ کو مشرب عفو سے محو کر ڈا
جیسا کہ بادشاہ یمن نے باوجود گناہ بزرگ کے اپنے حاجب کو رسوا نہ کیا بلکہ پرد
اُسکے گناہ پر ڈال دیا کامجو نے پوچھا کہ یہ کیونکر تھا **حکایت** فریسہ نے کہا کہ ملک یم
ایک بادشاہ تھا فروغ صبح عدالت اُسکے جبین جبین سے نمایان اور خورشید عقل
اُسکے چہرۂ احوال اور ناصیۂ اعمال سے تابان تھا ایک دن دربان پر متغیر ہو
گھر اُسکا اُسپر زندان کر دیا بیچارہ حاجب تاب بادشاہ کے غضب کی نہ رکھتا تھا ا
شہر سے بھی نہ جا سکتا تھا بناچاری گوشۂ کاشانہ مین بیٹھ کے کبھی اپنی خرابی حال
روتا تھا اور کبھی عجائب روزگار پر ہنستا تھا اور یہ شعر گویا کہ اپنے حسب حال
سمجھکر پڑھتا تھا **بیت** آسمان ہنستا ہے اُسکے حال پر + جو کہ میرے حال پر رو

داستان بادشاہ یمن

ال اور کثرت عیال سے پریشان احوال اور بے پر و بال ہو کے بہ تنگ آیا او
ہین کہا کہ اسی طرح بادشاہ کے پیش نظر ہو پہونچا چاہیے یا گردن زیر تیغ ہو پہونچے
ہول سے مرتبش ہوا ایک دن بادشاہ نے جشن عام کیا تھا حاجب نے ایک
سے پوشاک اور گھوڑا العاریت منگوایا اور سوار ہو کے دربار مین بادشاہ کے پیا
ب دربان اور حاجب سمجھے کہ اسطرح اسکا چلا آنا بے سبب نہین ہے شاید کہ بادشاہ نے
لباس عنایت فرمایا ہے اس خیال سے کسی نے منع نہ کیا حاجب دربار مین
کے اور آداب بجا لا کے بجاے لائق استادہ ہوا اس دم بادشاہ بزم نشاط مین
جب کہ حاجب کو دیکھا آتش غضب کانون سینے مین شعلہ زن ہوئی چاہتا تھا
ست دے لیکن تامل کیا اور نہ چاہا کہ مجلس عشرت کو منغص کرے اور نشاط با
و اندوہ و رنج سے مبدل فرماے بلکہ کرم جبلی نے عفو گناہ پر سبقت کی اور ر
ت طبعی نے گناہ اسکا نا کردہ سمجھ کے تحریص بخشش و انعام کی دی جبکہ حاجب نے نشہ
دیکھا اور آثار طراوت تازہ روئی کے اسکی جبین مبین سے ظاہر پاے کمر خدمت
ر کے جو کام کہ آگے آتا تھا اسمین بلا تامل ہاتھ ڈالتا تھا اس نشیب و فراز او ر
مین فرصت پا کے ایک طبق زرین کہ وزن اسکا ہزار مثقال تھا زیر قبا چھپا لیا
نے گوشہ چشم سے دیکھ کے جانا کہ ضیق معاش اس جرأت کی باعث ہوئی ہے
ب پوشی کا اسکے گناہ پر ڈال دیا جبکہ مجلس تمام ہوئی اور سب اپنے اپنے مقام کو
س جستجو مین پڑے کہ ایک طبق زرین گم ہوا ہے اسکو زجر اور تعذیب ہر ایک سے
کرتے تھے بادشاہ نے طبقچیون کے داروغہ سے کہا کہ کیون بیہودہ کسی کو رنج دیتا ہے
یا ہے وہ پھیر نہ دیگا اور جس نے دیکھا ہے وہ پردہ فاش نہ کریگا اور یہ شعر گویا کا پڑھا بیت
عالم کا نہ دیکھا مری آنکھون نے کبھی ✦ کبھی آلودہ لغزش دامن پاکان نہوا ✦ اسکے
سب نے ایک سال اس سے بخوبی معیشت کی اور دوسرے سال اسی جشن مین

پھر حاضر ہوا بادشاہ نے دیکھ سکے اور نزدیک بلا کے آہستہ کہا کہ وہ طبق کیا
ہوگیا حاجب نے روے تضرع زمین نیاز پر رکھکے عرض کیا بیت کا مکار اچشم
شاہ رویت دور باد + خانہ دور تو با نور ابد معمور باد + مین نے یہ حرکت اس
کی تھی کہ بادشاہ یا اور کوئی حاضرین مین سے میری اس خیانت کو دیکھ
اگر مجھے قتل کرے تو مین اس رنج گرسنگی سے رہائی پاؤن اور شبانہ روز یہ
اہل و عیال ہمسنون اور اگر کاش یہ راز چھپ گیا تو قوت چند روزہ ہاتھ آیا تو بھی
چندے گذران کرونگا حال یہ تھا جو عرض کیا مین نے اور یقین ہی کہ صدق مقابل
آئینہ ضمیر انور سے پوشیدہ نہ رہے بیت دارد آن شمع دل افروز آگہی از سوز ما + اندر
یعنی گواہ ما ضمیر پاک اوست + بادشاہ نے کہا کہ سچ کہا تو نے اور تیرا حال لائق
پھر اُسے سرفراز کیا اور عہدہ قدیم اُسکے سپرد ہوا حاصل اس مثل کا یہ ہی کہ بادشا
دل مانند دریاے مواج کے چاہیے کہ خس و خاشاک بدگوئی سے تیرہ نہو جاے اور علم اُسکا
کوہ با شکوہ کے مقام ثبات مین قائم رہے اور تند باد غضب اُسے حرکت مین نہ لا
شیر نے کہا کہ تیری بات راست اور درست ہی مگر تلخ اور درشت ہی اور چاہیے کہ نوش
نصیحت خوش مزہ ہو تا مریض پر کھانا اُسکا آسان ہو اور یہ بات ممکن ہی کہ طبیعت
بیمار کی دار وسے ناخوشگوار سے اگرچہ جانتا ہی کہ میری صحت کا باعث ہی پر اُس سے
اور اُس انکار کے سبب نعمت صحت سے محروم رہے تو اچھی بات نہین بیت کسے
بشکر خندہ دل تواند برد + جواب تلخ چرا گوید از چنان دہنے + فرسیہ نے کہا کہ بادشا
دل جو باطل کی طرف متوجہ تھا وہ میری بات سے درشت تر تھا اور تعبیر حق البتہ
ہوتی ہی کہ سرور عالم نے فرمایا الحق مُر کسی یہ تلخی میری بات کی کہ ترجمہ حدیث
اسے تلخ نہ جاننا چاہیے اور نقوش راست مین تلخی حق کو نبات و انگبین سے
شیرین تر سمجھتے رہیے اور میری اس بات کو دلیری اور درشت گوئی پر حمل نہ

درستی اور صاف گوئی میری دو فائدون کو شامل ہو اول یہ کہ استغاثہ کے سننے
ہون کو خرسندی حاصل ہوتی ہو اور کدورت اور غبار ظلم اُنکے دلون سے دور ہوتا ہو
تر یہ ہو کہ جو رطب و یابس میرے دل مین ہو وہ سب بادشاہ پر ظاہر کر دون تا بادشاہ کو
ت و حضور میر ا یکسان ہو جائے دوسرے یہ چاہتا ہون کہ عقل رہنما اور عدل
ن آرا بادشاہ کا حاکم اس قضیہ کا ہو کہ جاری کرنا حکم کا مظلوم کے حال سننے کے
رتا ہو اس لیے ضرور پڑا ہو کہ صورت اپنے درد کی طبیب عدالت بادشاہ سے موجب
دون بادشاہ نے کہا کہ تو نے جو کہا سو سچ ہو لیکن تیری مخلصی اس بحر غرقاب سے یہ محض
عنایت ہو اور بعد حکم سیاست کے رہائی دینا ورطۂ ہلاکت سے شامل ترین احسانون کا
مل ترین انعامون کا ہو فریسہ نے کہا کہ مین تمام عمر بھی بادشاہ کے الطاف کا شکر ادا
کر سکتا ہون اور بدتون عہدۂ مکارم شاہنشاہی سے باہر نہین آسکتا ہون اور یہ سچ ہو
اے حکم عقوبت پھر عفو کرنا سب نعمتون پر ترجیح رکھتا ہو کہ یہ نعمت سبب ہو حفاظت جان کا اور
یکا بھی خالی فائدہ سے نہ تھا کہ دولت شہادت حاصل ہوتی تھی لیکن پہلے بادشاہ کی طرف سے
ح تھی اور اب البتہ اندیشہ پیدا ہوا ہو مگر مین اس وقت جو عرض کرتا ہون اس واسطے نہین ہو
الامد بادشاہ پر خطا ثابت کرتا ہون بلکہ جانتا ہون کہ فعل حکیم کا خالی حکمت سے نہین ہوتا ہو
یہ چاہتا ہون کہ شہریار کی تدبیر سے باب حسد کا مسدود ہو جائے کیونکہ کوئی گل فضل و ہنر کا
نہین ہوتا ہو اگر بادشاہ عالم پناہ اسکا سدباب نہ فرمائیگا تو آئندہ بہت سے مفاسد سلطنت مین
یلے کا مجھ نے کہا کہ دشمنون کے حسد سے اور مفسدون کے مکر سے کیا باک ہو کہ سخن دروغ کو
ین ہوتا اور حیلہ بے ہنرون کا ہنرمندون کے مقابلہ مین ہمیشہ بے حقیقت رہا ہو
مدون کے گھٹانے سے رونق خردمندون کی نہین گھٹتی ہو اور بدگویون کے عیب
سے مرد پاک کا دامن آلودہ نہین ہوتا ہو نظم گر بدی گفت ترا دشمن دون باک نیست ہمس
لہ و مرتبہ زر شکستہ طعن خفاش کجا رونق خورشید برد + سنگ بد اصل کجا قیمت گوہر شکند

اور تو اسکے بعد حاسدون کے فتنون سے بیخوف رہ کہ مجھے حقیقت انکے قول غرض آمیز کی
معلوم ہو چکی ہی اور اسکے سدباب مین جو تدبیر مناسب کہ اصلاح ترے قرار پائیگی اُسمین اہتمام
عمل مین آئیگا فرلیسہ نے کہا کہ جب سب طرح سے عاجز آئینگے تو وہ مفسد یہ کہینگے کہ عفو
حکم فرمایا تو نے اسلیے فرلیسہ کے دل مین وحشت حادث ہوئی ہی اور جب کہ اہلکار متوحش ہو
انجام اسکا بیشتر فساد کی طرف رجوع کرتا ہی اور اُسکے دماغ مین نخوت بھی بڑھ گئی ہی سبب اسکے
کہ تیری عنایت پہلے سے بھی اب اُسپر زیادہ ہوئی ہی اس صورت مین وہ مغرور اور بد
ہی اور کارندے بدگمان پر عاقل اعتماد نہین کرتے ہین مصرعہ للمولف اُس سے غفلت
ابلہی ہی جسکو آزردہ کیا * اُس حیلے سے شہریار کے مزاج مین دخل پائینگے اور غالب
اس صورت مین بادشاہ بھی مجھسے بدگمان ہو اور حق بھی یہی ہی کہ بندہ جفا دیدہ سے با
بدر رہنا چاہیے یا اُس شخص سے کہ اوج منزلت سے گر کے پایۂ معزولی مین مبتلا ہوا ہو
شخص کہ کم رتبہ ہو اور اب بادشاہ اُسے رتبۂ عالی پر تقدم بخشے یہ سب صورتین امراو
توحش اور بد باطنی کی ہین اور بادشاہ کو ایسے لوگون سے غافل رہنا مناسب نہین ہی کہا
کہا کہ علاج اس واقعہ کا کیونکر کیا چاہیے اور دروازہ انکے دخل فساد کا کس طرح بند
چاہیے فرلیسہ نے جواب دیا کہ تدبیر اُسکی یہ ہی کہ اگر مخدوم کے دل مین ملازم کی طرف سے
کراہت آئے تو اُسکے قصور کے لائق اور مناسب اُسکے حال کے اُسے گوشمالی دے اس صورت
شک اُسکا زائل ہو جائیگا اور یہ سمجھیگا کہ باوجود قدرت کے مخدوم نے دانستہ درگذر کی کہ
زجر پر کفایت کی اس سے معلوم ہوا کہ بس اتنا ہی غبار تھا کہ جسکی چشم نمائی ہو چکی اب
گنجایش اندیشۂ خوفناک کی نہ رہی اور دوسرے اس عادت کو اتنا ظاہر کرے کہ لوگ
یقین جانین کہ بادشاہ ترہات نمام پر کبھی التفات نہین فرماتا ہی اس صورت مین ملا
طرف بلا سے دل کو فارغ کرینگے شیر نے پوچھا کہ بدگمانی اور بیدلی چاکرون کی کتنی صورتون
سے ہوتی ہی جواب دیا کہ تین صورت مین ایک یہ ہی کہ مخدوم کے الطاف مین اگر

ملا
ت بالمن
یہ ترنا سبا بالطبی
دیسعد ہ وریاس
سخت جنب
مر

ی پائی جاے دوسرے یہ کہ بسبب کم توجہی رئیس کے دشمن اُسپر غلبہ کرے اور رئیس کو
اسکے دشمن کا منظور ہو تیسرے یہ کہ مال واسباب جو جمع کیا ہو مخدوم کی سنے اتفاقی سے
باد ہو جاے اور مخدوم اُسکا تدارک بھی کچھ نہ کرے کامجو نے کہا کہ اسکا تدارک کسطرح
ہیے فریسہ نے کہا کہ مین اُسکی تدبیر یہ ہی کہ مخدوم کی رضامندی حاصل ہو اور اُسکا اعتماد
تو تازہ ہو اور جاہ رفتہ ہاتھ آئے اور جو دشمن کہ غالب ہوے ہین وہ گوشمال پائین
ال کہ تلف ہوا ہی پھر ہاتھ آئے یا رئیس اپنے پاس سے عنایت کرے کیونکہ سریر کا عوض
ی کے سوا سلاطین پر آسان ہی جب کہ رئیس نے تدارک ملازم کے حال کا فرمایا تو حقیقت
رضامندی حاصل ہوگی لیکن اُسطرح پر یہ سب الطاف کرے کہ ملازم کو امید
ہو کہ اب تمام عمر بادشاہ مجھے معذور رکھیگا اور بار دیگر کبھی شکنجہ بلا مین نہ کھینچیگا لیکن بندے
ن اگرچہ سب صورتین حاصل بھی ہون تو بھی غلام امیدوار اسکا ہی کہ بادشاہ مجھے مطلق العنان
ے کہ اُس بیابان مین آزادانہ امین اور فارغ البال پھرون اور وظیفہ دعا وثنا کا
ن عقیدت سے جناب الٰہی مین ادا کرتا رہون شیر نے کہا کہ تو ایسا رفیق نہین ہی کہ
ق مین کسی کی بات سماعت کیجائیگی تجھے مین نے حقیقت مین پہچانا ہی کہ رنج مین صفت
ے موصوف ہی اور نعمت مین اداے شکر سے معروف اور جو کچھ کہ فتوت اور مروت
اف ہی تو اُسکو مکروہ جانتا ہی اور نہایت دیانت اور امانت سے احکام بادشاہی
ا ہی پس تو قوی دل رہ کہ مین تجکو بوجہ احسن پہچان چکا ہون اور اُسکے بعد دشمن کی
رے حق مین زنہار شرف قبول نپائیگی اور جو رنگ آمیزی دشمن کی تیرے
ن ہمارے پیش نظر آئیگی وہ دست رد پائیگی بیت زین پس سخنان فتنہ انگیز حسود
دوستان نخواہیم شنود + فریسہ نے کہا کہ شہریار نے اسقدر دلنوازی فرمائی کہ آپ
ت اطمینان کلی خانہ زاد کا ہوا یہ عرض کیا اور بعد اسکے اپنے کام مین سرگرم ہوا
ذرا اُسکا بادشاہ کے نزدیک مرتبہ بڑھتا جاتا تھا کہ وفور صلاح سے محل اعتماد

کلی ہوا اور محرم اسرار ملکی ومالی اور بلکہ خود بمنزلہ مالک الملک کے ہوا ہیبت نہایت
بدان گونہ شد سر بلند ؛ کہ از آسمان سایہ برتر فگند + یہ ہے داستان بادشاہون کی
جب اہل یمن اور فرمانبردارون مین خلاف حادث ہوتا ہے اور بعد اظہار کراہت
رضا اور ملائمت ہاتھ آتا ہے اور عاقل کو استفادہ ہے کہ استادون اور حکایتون
لانے مین بہت سے فائدے ہین اور جو کوئی کہ تائید آسمانی سے مخصوص اور سعاد
سرمدی سے امداد کیا جاتا ہے اُسکی تمام ہمت اشارت حکما اور کشف رموز علماء پر مصرو
رہتی ہے اور طبیبان دارالشفاے طریقت سے معجون مفرح غم تراش طلب کرتے رہتے
با برکت سے معالجات حکماے روحانی کے علت خطر آمیز جہالت ونادانی سے صحت پا
نظم: از روے تربیت از بہر طریقت بستان + کادمی را تر از علت نادانی نیست + رو
پری چہرہ و زیبا باشد + نتوان دید در آئینہ کہ نورانی نیست + عابد و زاہد و صوفی ہمہ اطف
رہ اند + مرد اگر ہست بجز عالم ربانی نیست

باب سوان حضرت افرون طلبی اور اپنے کام سے باز رہنے

رائے دابشلیم نے از روے تعظیم حکیم کو دعا دی اور کہا سنی مین نے داستان فر
کام جو کی کہ وہ مشتمل ہے مخصوص خردمندون کے واسطے کہ خود بادشاہون مین او
ملازمون مین واقع ہوا از راہ خلاف اور خیانت اور عقوبت کے اور پھر نامعذوم کا
فرید عنایت کے ساتھ اور مردم مین کے عقیدت کا زیادہ ہونا اور کفایت کرنا نظ
ملک کے واسطے اور غلو نہ کرنا باطل کی طرف اور اعتراف کرنا سخن حق اور صواب کا
فوائد اس حکایت کے حد حساب سے باہر ہین اسکو سنکے تسکین پائی مین نے اب
داستان اُن شخصون کی کہ اپنے صیانت حال اور رعایت نفس کے واسطے ایذا اور د
رکھتے ہین اور غیرون کی مضرت سے باز نہ رہ کے فائدہ اپنا غیرون سے کہ ڈھونڈھتے
اور نصیحت خردمندون کی نہین سنتے ہین اور آخر کو اپنے کردار کے

ں مین گرفتار ہوتے ہین حکیم نے فرمایا کہ غرض اندا کا ارادہ نہین کرتے ہین مگر وہ جاہل
ن نور و ظلمت اور خیر و شر اور فائدہ و نفع اور غائلہ و ضرر مین فرق نہین کر سکتے ہین
رہ جہالت سے صحرائے ضلالت مین اور عواقب اعمال سے غافل رہتے ہین اور انکی
یقت امور سے قاصر رہتی ہے اور کنہ مکافات کو پہونچ نہین سکتی ہے لیکن وہ لوگ کہ
لی کحل الجواہر توفیق ازل سے منور ہے اور گلشن دل انکا ریاحین عنایت لم یزلی سے
ر ہر جو کچھ کہ وہ اپنے واسطے نہین پسند کرتے ہین غیر کے لیے بھی روا نہین رکھتے ہین
فہ بیت جو نہ اپنے پسند ہوا ہی یار ✤ غیر کے بھی لیے پسند نہ کر ✤ اور حکما کا اسپر
ق ہے کہ ہر کردار کے واسطے جزا مقرر ہے اگر اسکی جزا مین تاخیر ہو تو مغرور نہوا چاہیے کہ
ے یمہل ولا یہمل یعنی اللہ تعالی مہلت دیتا ہے اور چھوڑ نہین دیتا ہے شاید کہ مہلت ہو
ی بالکل اہمال نہوگا اگر مہلت دو سہ روزہ ہوئی تو کیا مگر یہ خیال نہ کر کہ سزا و جزا
ا یہ باطل ہے کہ جو تخم کہ مزرع عمل مین بویا جائیگا بہت دن نگذرینگے کہ اسے کاٹنا پڑیگا
ہو کوئی کہ طلبگار نیکی کا ہو چاہیے کہ سوائے تخم نیکی اور کچھ نہ بوئے اور اگر کوئی چاہے
بد کرداری کو مکر و تلبیس سے پوشیدہ کرے اور فریب اور شعبدے کو نیک کا رون کے
ں مین جلوہ دے یہان تک کہ لوگ اسکی ثنا کرین اور ذکر اسکے محامد کا اقطار و آفاق
ثنا دائر ہو کہ دور اور نزدیک کو پہونچے بالفرض کہ یہ بھی ہوا تو بھی اس وسیلے سے
ا اسکا نیکی سے بدلا نہ جائیگا اور ثمرات خبث باطن اور ناپاکی اسکے دل سے ہرگز زائل
ثلاً دہقان بیج اندراین کا زمین مین ڈالے اور خاک کے تلے چھپا دے اور
رے کہ مین نے نیشکر بوئی ہے اور اعتقاد کرے کہ نیشکر ہی پیدا ہوگی تو یہ خیال باطل اسکا
ا ہذیان ہے وہی اندراین کہ جو بویا ہے برگ و بار لائیگا جو شخص کہ حقیقت مکافات کو سمجھیگا
یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ سنے جبکہ دل مین
کی ہوگی بدی سے کنارہ کر کے نیکی کی طرف آئیگا اور ستمگاری اور دل آزاری سے

تو بدکرکے را د شفقت اور رحمت کی اختیار کریگا چنانچہ بتال اون کلمات
داستان شیر صف شکن اور مرد تیر افگن کی بہت خوب ہے راے دابشلیم سنے تو
کیونکر ہے حکایت کہا کہتے ہیں کہ ولایت حلب میں ایک جنگل تھا کہ اسمین مرغزار کی
اور اسمین ایک شیر تھا ہر جنگ بیل تن کہ بہرام فلک گور کے مانند اسکا شکار
شیر سپہر نے اسکے شکوہ با صولت سے مانند گاو زمین کے تحت الثرے مین قرار
ہمیشہ وہ شیر جانورون کی خونریزی مین سرگرم تھا اور کبھی اس سے ندامت نہ
ایک سیہ گوش سے کہ اسکا ملازم تھا جب کہ صورت حال اس منوال پر دیکھی
ستمگاری اور شہرہ خونخواری سے ڈرا اور اس وعید سے کہ من اعان ظالما
کہ مدد کی ظالم کی پس وہ شخص بھی ظالم ہوا اندیشہ کیا کہ ایسے ظالم کی صحبت کا
بہتر ہے بیت بترس از صحبت آنکس کہ او خلقی بیازارد * با آتش ہر کہ شد نزدیک ہم سوخت
اسی فکر مین ایک گوشہ صحرا کی طرف گیا دیکھا کیا ہے کہ ایک موش جہد تمام سے
درخت کی کاٹتا ہے اور دندان آرہ صفت سے اجزا اس بیخ کے جدا کر رہا ہے
درخت زبان حال سے کہتا ہے کہ اے ستمگار دل آزار کسواسطے تیشہ آزار سے بنیاد
حیات کی برباد کرتا ہے اور میرے رشتہ جان کہ عبارت ہے رگ و ریشہ سے تیغ بیداد سے
کرتا ہے اور مخلوقات کو میرے سایہ کی راحت سے اور میوے کی منفعت سے محروم رکھتا ہے
مکن بدی کہ بدی را جزای بد باشد * بکش اجل مروت بدی ودی باشد * موش
درخت کی زاری پر التفات نہ کیا اور اسی جفاکاری پر کہ جو تھا سرگرم رہا ناگاہ
سیاہ کمین گاہ سے نکلا اور ایک دم مین موش کو نگل گیا سیہ گوش نے یہ
تجربہ کی مشاہدہ کی اور جانا کہ آزار دینے والا جلد سزا پاتا ہے اور بونے والا خار کا گل
نہین چنتا ہے بدی کرکے نیکی کی طمع رکھنا محض خیال خام ہے کہ جزا بدی کی
اسی حال مین کہ سانپ موش سے کے نگلنے سے فارغ ہو کے ایک درخت

گنڈلی مار کے بیٹھا تھا کہ خارپشت آپہونچا اور سانپ کی دُم منھ مین پکڑ کے اپنا سر
پیرون مین چھپا لیا سانپ نے نہایت اضطراب سے اپنا سر خارپشت پر یہان تک
مارا کہ نوک خار سے تمام سر وہین اُسکا مشبک ہو کے مردار ہو گیا سیاہ گوش نے
اعتبار سے ایک فصل اور مشاہدہ کی خارپشت کوہ کی طرف روانہ ہوا سیاہ گوش
خارپشت کے حال کا تھا کہ یہ کیا کیفر لشتہ کردار کی پاتا ہے کہ ناگاہ ایک روباہ
پیدا ہوئی خارپشت کہ اُسکا لقمہ سمجھا چاہا کہ کام اسکا تمام کرے لیکن خارپشت
سر اپنے پیرون مین چھپا کے بیٹھ رہا روباہ نے تصور کیا کہ حیلے کے سوا کشو
ن ہے خارپشت کو پس پشت اُلٹ کے اُسی کے شکم پر پیشاب کیا خارپشت سمجھا
برستا ہے اپنا سر پیرون سے باہر نکالا روباہ نے جست کی اور اُسکا حلق پکڑ کے
ن سے جدا کر کے کھا لیا سواے پوست اور استخوان اور پیرون کے کچھ باقی
ہنوز روباہ کو فراغت کلی اس سے حاصل نہوئی تھی کہ ایک سگ جہندہ گرگ
کے مانند پیدا ہوا اور روباہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا سیاہ گوش کو اس عجائب سے
سے کہ دلیل روشن تھی تحقیق مکافات مین یقین واثق اور بھی بڑھا اور منتظر اسکے
کا تھا کہ ناگہانہ قضا سے کیا سزا اسکی ہوتی ہے کہ جان ایک بیگناہ کی اسکے ظلم سے
ہوئی کہ یک ناگاہ ایک پلنگ کو دیکھا کہ گوشہ بیشہ سے باہر آیا اور ایک جست مین کام سگ کا
یا قضا را پلنگ کمین گاہ صیاد سے بچکے آتا تھا اور شکار اس سگ کا کیا تھا کہ وہی
تیر اور کمان ہاتھ مین لیکے تعاقب مین اسکے چلا آتا تھا کہ پلنگ جس وقت مشغول
کا تھا ایک خدنگ دلدوز کمان کی زہ سے اتنا کھینچکے مارا کہ راست اُسکی طرف
تا کہ جانب چپ بیٹھا اور جانب راست سے نکل گیا بیت فلک گفت احسن ملک گفت زہ
ضہ شست ۔ زمین گفت آفرین باد بر آن دست الغیاث المولفہ کمان وہ کہ کمان
سے بہتر ہے وہ تیر جس سے کہ تیر شہاب بھی کمتر ہے وہ شست جس سے کہ

آسمان ہو تحمل + وہ زور رخش سے کہ رستم کی داستان باطل + ہنوز پلنگ کے تن سے
مفارقت نہ کی تھی کہ صیاد سنگدستی سے اسکا پوست ازسرتاپا کھینچ کے چاہتا ہی کہ
ہو کہ ایک سوار شمشیر بدست اُس جگہ پہونچا اور وہ پوست پلنگ کا کہ نہایت نفیس
اور رنگین تھا پسند کر کے صیاد سے طلب کیا اُسنے انکار کیا آخر نوبت مخاصمے سے
کی پہونچی اثناے حرب و ضرب مین سوار نے تلوار گردن صیاد پر لگائی کہ مانند خیار
دو ٹکڑے ہو گئی اور پوست پلنگ کا ہاتھ مین لیکے روانہ ہوا ہنوز تنلو گام نہ گیا
گھوڑے نے ٹھوکر لی سوار زمین پر گرا اور گردن ٹوٹ گئی اور کام اسکا بھی تمام
القصہ زمانے نے دو ساعت بھی کسی کو مہلت نہ دی کہ ہر ایک اپنے جزاے عمل کو
بموجب مصرعہ مولف کہ بس دم راست کرنے کی زمانے نے نہ دی فرصت
سیاہ گوش نے یہ سب ماجرا دیکھا اور یقین واثق ہوا کہ جزا اعمال کی ایک ذرہ بھی
تو کبھی بے پہونچے نہین رہتی ہی اُسی دم شیر کے پاس آکے اجازت چاہی کہ اب
بیٹنے سے ہجرت مجھے واجب ہی شیر نے کہا کہ بدولت میرے آسایش پاتا ہی اور خوان
احسان سے بہرہ مند ہوتا ہی بھر جانے کا سبب اس منزل سے کیا ہی اور خدمت قدیم کو ترک
کرنے کا کون سی خبر باعث ہوئی ہی سیہ گوش نے جواب دیا کہ اے شہریار مجھے ایک
بندھا ہی کہ اُسکے چھپانے مین اندیشہ ہی کہ دل موم کے مانند حرارت خیال سے
گداختہ ہو جاے اور اُسکے کہنے مین اندیشہ سر کے جانے کا موجود ہی چنانچہ یہ شعر
سرور خان غافل کا حسب حال میرے ہی بیت جو ہم خاموش رہتے ہین تو دم
ای غافل + کلیجا منہ کو آتا ہی اگر فریاد کرتا ہون + اگر پادشاہ عہد مضبوط فرماے کہ
ٹوٹے گا کسی طرح شک نہو تو مین راز دل اور صورت حال راست براستی
عرض کر دون شیر نے اُسے اپنے زنہار مین لیا اور امان دی اور اس عہد کو
ہو گیا سیہ گوش نے کہا کہ مین دیکھتا ہون کہ نیت تیری خلق کی اذیت سے

حکایت سیاہ گوش و شیر

ی اور عصیان قدرت بیگناہون کے ایذا کی طرف پھیری ہی کہ دل عالم کا تیری
سے زخمی ہی اور سینہ داغ جفا سے مجروح لازم ہی کہ ترس اس ستم کا کر اور ہول قیامت سے
ین اس صورت سے ترسان ہون کہ کوئی بلائے آسمانی متوجہ اس سلطنت کی ہو
اسکا بجز ندامت اور پشیمانی کے کچھ ہو سکے شیر نے کہ اُس سے اُسی وقت عہد کیا تھا
ش سخت کا متحمل ہوا اور کہا کہ تجھپر کوئی ستم نہین ہوا ہی تجھے اور کے قضیے سے کیا کام
وش نے کہا کہ اسکی دو وجہین ہین کہ اُس سے بیقرار ہوا ہون ایک یہ کہ کوئی صاحب دل
الم دیکھنے کی اور طاقت مظلوم کے نالے سننے کی نہین رکھتا ہی دوسرے یہ کہ مبادا شومی
عال کی تجھے پہونچے اور مین بھی تیری مصاحبت کے سبب سے آتش عقوبت مین
دن شیر نے کہا کہ تو نے شامت فعل بد کی کنان سے جانی اور برکت عمل نیک کی کس سے
سیہ گوش نے جواب دیا کہ خوشبو گلزار خرد کی جسکے مشام جان تک پہونچی ہی وہ جانتا
ن تخم آزار بویگا سوائے ثمرہ مضرت اور پھل نہ پائیگا اور جو کوئی کہ درخت نفع کا لگائیگا
سایش کا کھائیگا یہ جہان کہ دار مکافات ہی اسے پہاڑ سے تشبیہ دی ہی کہ جو کوئی
ی پہاڑ پر باواز بلند کہتا ہی وہی جواب اُسکی صدائے اسے پہونچتا ہی مثنوی
نا علیہ الرحمۃ این جہان کوہ ست و فعل ما ندا + سوے ما آید ندا ہا را
گرچہ دیوار افگند سایہ دراز + باز گردد سوے او آن سایہ باز + اور مین نے
ن الیقین سے مشاہدہ کیا ہی کہ مکافات عمل کی خالی نہین جاتی ہی اُسکے بعد قصہ
ی اور سانپ اور خارپشت اور روباہ اور سگ اور پلنگ اور صیاد اور سوار کا
ح کہ دیکھا تھا ہو بہو بیان کیا اور کہا کہ اے بادشاہ موش نے بیخ درخت کاٹی
ار کا ہوا اور مار نے کہ موش کو آزار پہونچایا خارپشت کی بلا مین پڑا اور خارپشت نے
ارا دام حیلہ روباہ مین گرفتار ہوا اور روباہ نے کہ ناحق خونریزی کی سگ نے
سکا خاک مین ملایا اور سگ اُس بیداد کے سبب سے پلنگ کے شکنجہ

پنجہ مین کھینچا گیا اور پلنگ اُسکی شامت ایذا سے نشانۂ تیر صیاد ہوا اور صیاد
کیفر کردار مین سوار کے ہاتھ سے مارا گیا اور سوار خون ناحق کی شامت سے
دل خستہ اور گردن شکستہ ہوا ای بادشاہ فعل ان سب کا جو برا یا ظلم تھا
مین ہر مضرت کے ہر ایک مبتلا ہوا پس بدی سے منحرف ہونا اور بدون سے
کرنا عاقلون کو لازم ہی اور کام اپنا صلاح پر لانا اور نیت اچھے کامون پر مصروف
خردمندون پر واجب ہی بیت نخستین نشان خرد آن بود + کہ از بد ہمہ عمر
ترسان بود + شیر کہ نخوت غرور اور شوکت قہر مین غلبہ رکھتا تھا سیاہ گوش کی نصیحت
اکسانہ سمجھا سیہ گوش نے دیکھا کہ میری نصیحت شیر کے دل پر ایسی ہی جیسا کہ
فولاد پر دانت مارے اور اُسکے سینے پر اتنا اثر رکھتی ہی جیسا کہ نوک خار جوشن خا
بیت ناسخ سر کوہ بر تیغ کا کیا اثر + رگ سنگ مین کیا چبھے نیشتر
سیہ گوش یہ سمجھا اور شیر کو چھوڑ کے ایک گوشۂ جنگل کو روانہ ہوا اور جا کے ایک
خارستان مین چھپ رہا شیر بھی اُسکے پیچھے روانہ ہوا اور اُسپر سے گذر کے ایک طرف
چلا آگے بڑھ کے دیکھتا کیا ہی کہ دو آہو بڑے فضلے صحرا مین چر رہے ہین اور
انکی نگہبانون کے طور سے اُنکے حال پر متوجہ ہی شیر نے ارادہ کیا کہ آہو بچون کو شکار
ہرنی چلائی کہ ای بادشاہ صید کرنا میرے ان دو نور دیدون کا عبث ہی کہ انکے کھا
تیرا کچھ کام نہ نکلیگا کیونکہ میری آنکھون کو فراق مین ان نور دیدون کے رلاتا ہے
میرا دل ان جگر گوشون کی آتش ہجر سے کباب کرتا ہی آخر تیرے بھی دو فرزند ہین
ڈر کہ مبادا انکا بھی یہی حال ہو جیسے وہ نہ کر کہ اپنے اوپر پسند نہ کرے کسنے کیا کہ نہ
یہ شعر موکل کا کہ نعوذ باللہ اللعالمین ہر جا بیت ہو آہ بیکسان کی رسائی خدا تک
جبر جائیے فلک پہ دلا اس کمند سے + ہر چند ہرنی نے اس طرح داد بیداد کی
کب اُسکی بات سنتا تھا اور اپنے ارادے مین جیسا کہ تھا ویسا ہی مصر رہا

وہان صیاد نے شیر کے بچون کے واسطے دام لگایا تھا ادھر تو شیر نے ہرنی کے بچون کا
ر کیا اور اُدھر دونون بچے شیر کے دام صیاد مین گرفتار ہوئے صیاد نے شمشیر بران سے
ن دونون کے کاٹ کے اور پوست کھینچ کے راہ اپنی لی سچ یہ ہی کہ جو شخص دشمن اپنے
ان کا ہی جو اور کے خاندان سے بدی کرتا ہی بقول سعدی علیہ الرحمۃ بیت اگر
ن خاندان خود ی ✽ کہ با خاندانہا پسندی بدی ✽ ہرنی ہلاکت بچون کی دیکھکر دیوانہ وار
ت دوڑتی پھرتی تھی کہ ناگاہ وہی سیہ گوش پہونچا اور کیفیت حال سے مطلع ہو کر
کی زاری پر زار زار رویا اور ہرنی کی تسلی کرتا تھا کہ صبر کر کہ تھوڑے سے عرصے مین
لم سزا اپنی پاویگا بیت شمع پروانہ را بسوخت ولے ✽ زود بریان شود بروغن خویش
ادھر شیر نے کہ شکم سیر ہو کر اپنے مسکن کو پہونچا دیکھا کہ دونون بچے اُسکے سر بریدہ اور
ت کشیدہ پڑے ہین نالہ اور فریاد کو قبۂ آسمان تک پہونچایا غرض کہ اُسی رنج
ن وفغان دردناک کیا کہ سیہ گوش اُس بیشے کے وحشت مین پڑے ہمسایہ اُسکے
شغال رہتا تھا کہ دامن کو تعلقات دنیا سے کھینچا تھا اور تکیہ مسلک قنع پر لگائے عُمر کا
توکل سے پڑھا تھا بیت فارس میدان توکل شدہ ✽ خیمہ بصحرائے قناعت
✽ وہ برسم تعزیت شیر کے پاس آیا اور کہا کہ موجب اس فریاد و فغان کا کیا ہی
نے صورت حال بیان کر کے یہ شعر مولف کا پڑھا بیت آتش غم سے پھنک گیا
ات ✽ دل کی حالت کباب کی سی ہی ✽ شغال نے کہا کہ صبر کر کہ گلشن عالم مین کسی
م نے بے رنج زکام بوسے وفا نہین سونگھی ہی اور کسی منہہ نے ساقی ایام سے شراب
ت بے چاشنی جراحت نہین چکھی ہی کیا یہ شعر مولف کا تو نے نہین سنا ہی بیت گل جہان
جو کھولی تو یہ کھلا ✽ بنیاد کچھ نہین ہی جہان خراب کی ایضاً للنظم فارسی از دہر
بشیہ وفاے نتوان یافت ✽ وز گردش ایام صفاے نتوان یافت ✽ زخمی دلی
ح جگر سوختگان را ✽ سازندہ تر از صبر دوائی نتوان یافت ✽ بعد اسکے ہوش کو

اور گوشت پیدا کر تو دو تین باتین اور نکتے کہ دفتر حکمت سے مین نے پڑھے ہین تجھسے کہ
کہ حقیقت کار و بار دنیاے غدار اُس سے تجھکو واضح ہو جائے اسے سُنکے دو بار
شیر کا جوش و خروش سے باز رہا اور سمع قبول سے متوجہ نصائح شغال ہوا شغا
سخن دلپذیر آغاز کیا کہ اے بادشاہ ہر ابتدا کے واسطے انتہا مقرر ہے اور ہر آغاز
واسطے انجام مقدر جبکہ مدت عمر کی تمام ہوتی ہے اور ہنگام اجل آ پہونچتا ہے بحکم اذا
لا یستاخرون ساعۃ و لا یستقدمون کے ایک چشم زدن کی فرصت نہین مل
کیا خوب مؤلف نے کہا ہے بیت زبان چلتی ہے گویا آج کچھ ذکر خدا کر لے + اجل آ
لگا پھر ہرگز نہ دیگی بات کی فرصت اور عوض ہر غم کے شادی کی امید رکھنا چا
اور بعد ہر سوز کے توقع ساز کی رکھنا مناسب ہے بیت سالہا دل چون صبا
ریاض دہر کرد + در قفسے آے او گلے گر یافت بخارے نیافت + ہر حال مین قد
یزدانی پر راضی ہونا چاہیے اور جزع و فزع کہ کچھ فائدہ نہین رکھتا ہے توقف مین فا
اچھا ہے بیت جان سپر کن چرا کہ تیر قضا + یک سر مو خطا نخواہد کرد + شیر نے کہا
یہ بلا میرے بچون کو کہان سے پہونچی کہ بموجب شعر مؤلف کے حالت مجھ بیچاری
بیت پڑے سایہ جو میرا مرغ آتش خوار جل جائے + سمندر میرے سوز دل سے
آگے پانی پانی ہے + شغال نے کہا کہ یہ تجھی سے تجکو پہونچی ہے کیونکہ جو کچھ کہ تیرا اندا
تجھے کیا ہے اسی کا عوض ہے کہ تیرے تیر ظلم نے دلدوزی مظلومون کی اُس سے
کی تھی پس یہ مکافات تیرے عمل کی ہے کہ تیری طرف شیشہ لائی ہے کما تدین تدا
اور یہ شعر گویا تیرے حسب حال ہے بیت خدا کو بھول گیا محو خود پرستی ہے + تو اور کا
ہے موت تجھپہ ہنستی ہے خلاصہ یہ ہے کہ جیسا عمل کریگا جزا پائیگا اور بہت قریب ہے
تیر القصہ ہیزم فروش سے کہ وہ کہتا تھا کہ یہ آتش کہان سے میرے انبار ہیز
مین پڑی شیر نے پوچھا کہ قصہ اُسکا کسطرح پر ہے حکایت کہتے ہین

ستین مین ایک ستمگار تھا کہ ہیزم درویشون کی کمال ستم سے مول لیتا تھا اور نہایت
چہ قیمت کم کرتا تھا سو وہ بھی بہزار دشواری دیتا تھا اور زمستان مین تونگرون کے ہاتھ
چند اور چہار چند کو بیچتا تھا درویش اُسکے ستم سے از بس تنگ اور تونگر اُسکی جفا سے
ن فروشی سے ضیق مین تھے اور سب یہ شعر گویا کا تکرار کرتے تھے بیت اُس ستمگر کے
سے گھر جو ہے غمخانہ ہے + خانۂ عیش آگے جو تھا اب وہ ماتم خانہ ہے + ایک دن ہیزم ایک
ش کی بزور چھین لی اور آدھی قیمت مقرر کرکے وہ بھی نہ دی درویش نے دست دعا
ن کی طرف اُٹھایا اور رہے نیاز جانب درگاہ الٰہی باخضوع وخشوع لایا بیت
واجب ہے ظالم تجکو مظلومون کے رونے سے + بھلا کیا حاصل اپنے ساتھ عالم کے
نے سے + اس حال مین ایک صاحبدل پہونچا اور اُسکے ظلم پر واقف ہوکے زبان کھولا
ظالم پر کھولی اور یہ شعر گویا کا پڑھا بیت آہ ضعیف تیر بلا سے زیادہ ہے + پر زور قوس
سے بھی یہ کبادہ ہے + اور کہا اُن بیچارون پر کہ سوا درگاہ الٰہی کے پناہ نہین رکھتے ہین
ظلم نہ کر اور وہ دردمند کہ تمام شب مانند شمع کے سوز دل سے اشکباری کرتے ہین
حق مین ایسا ستم روا نہ رکھ غریبون کے خانۂ سینہ کو آسیب بیداد سے ویران نہ
ون دل بیتون کا بجائے شراب لعل کہ کل خمار بیہوشی لائے نہ پی اور گویا کے اس شعر
ن اس شعر جو چاہے رحمت حق تجز کر شعار اپنا + خبردار کہ نہایت یہ جنس سستی ہے + وہ
مغرور اس غریب کی بات کو کب سنتا تھا اور حمیت جاہلیت سے منہ اپنا
کے کہا کہ جا ای شیخ سر میرا نہ پھرا کہ مین ایسی واہیات نہین سنتا ہون درویش
وہ دل بھرا ہوا اپنے گوشے مین جا بیٹھا قضارا اسی شب آگ انبار ہیزم کو لگی
ن جگہ سے اُسکے گھر تک پہونچی جمیع مال ومتاع اُسکا خاکستر کردیا کہ کوئی چیز نہ
نہ رہی وہ بیدادگر بستر نرم سے خاکستر گرم پر بیٹھا اتفاقاً وہی عزیز کہ روز گذشتہ
نت کرتا تھا آیا سنا اُسنے کہ وہ ظالم اور اُسکے سب متعلق روتے ہین اور

موسلہ کرتے ہین کہ یہ آگ کہان سے ہمارے گھر اور انبار ہیزم مین آگئی آہ درویش
کہا کہ یہ دود دل درویشان اور آتش جگر سوختگان ہی کہ تیرے خرمن جمعیت کو جلا دیا
یقین غالب ہی کہ اسی آگ سے تیرا ذخیرہ آخرت بھی جلجائے بیت لمولفہ ڈرد
نالہ دل پر اضطراب سے + برسیگی آگ پانی کی جا اس سحاب سے + ظالم نے سر جھکا
اور اپنے دل مین کہا کہ بمقام انصاف سے نہ گذرا چاہیے کہ وہ تخم جفا کہ مین نے بویا تھا
اُسکا پھل بھی تھا کہ جو مین نے پایا آسکے بعد شغال نے شیر سے کہا کہ یہ مثل اس واسطے
لایا ہون مین تا جانے تو کہ یہ جو تیرے فرزندون کو پہونچا یہ لاہی آہو بچون کا تو نے جو ف
اُس گوہرنی کی سُنی اور رحم نہ کیا اب کس واسطے جزع کرتا ہی اور امیدوار ترحم الٰہی ہوتا ہ
اب لازم ہی کہ تو صبر کر جیسا کہ تیرے ظلم پر اوروں نے صبر کیا شیر نے کہا اس باب مین
حجت اور برہان سے میری خاطر نشان کر شغال نے کہا کہ تیری عمر کتنی ہی شیر نے کہا
چالیس برس کی شغال نے کہا کہ اس مدت مین تیری غذا کیا تھی کہا گوشت جو
اور آدمیون کا شغال نے کہا کہ وہ جانور اور آدمی کہ تو نے چالیس برس کھائے
شکار کیے اور اُنکے گوشت سے تن پروری کی آیا وہ ماں اور باپ نہ رکھتے تھے اور اُنکے
عزیزون کو سوز مفارقت اور مہاجرت جزع و فزع مین نہ لایا ہوگا اگر پہلے سے عاقبت اندیشی
کرتا اور خونریزی سے پرہیز رکھتا تو اسوقت مین فرزندون کے درد فراق سے جگر تیرا
کیون کباب ہوتا اگر یہی صفت خونخواری اور سیرت جفاکاری رکھیگا تو آمادہ رہ
اس سے بھی زیادہ دیکھیگا جب تک خلق خدا تجسے خائف رہیگی بوے آسایش و امان نہ سونگھیگا
اب بھی کچھ وقت باقی ہی توبہ کر اور اپنا اخلاق رفق و مرحمت سے آراستہ کر اور ذی حیات
کی دارو گیر سے کنارہ کر کہ آزار دینے والا منہ راحت کا نہین دیکھتا ہی اور بیداد گر ہر گز
مقصد کو نہین پہونچتا ہی شیر نے جب کہ یہ بات سنی سمجھا کہ بنا جس کام کی آزار و ظلم
ہوتی ہی سواے ناکامی اس سے اور نتیجہ حاصل نہین ہوتا ہی اور دل مین کہا کہ

رعمر جوانی سے متعلق ہے وہ خزان پیری و ناتوانی سے مبدل ہوئی اور ہردم راہ
مین قدم پڑتا ہے اور سفر دور و دراز پیش ہے اب بہتر یہی ہے کہ فکر زاد معاد کرون
ر ترک دل آزاری اور جفاکاری کرکے تھوڑے سے قوت پر قناعت کرون اور بیش
کا غم نہ کرکے فکر ہست و نیست سے درگذرون بیت لمولفہ کیا انفعال
گا اگر کاتب عمل ٭ رکھ دینگے میرے سامنے فردین حساب کی ٭ آخر شیر نے
شت کھانے اور ایذا رسانی سے توبہ کرکے میوۂ صحرائی پر قناعت کی شغال نے
مدت سے تائب اور فقط میوۂ صحرائی پر قانع تھا دیکھا کہ شیر ہماری غذا ایک سال کی
ن دن مین کھا گیا مضطرب ہوکر شیر کے پاس آکر کہا کہ شہریار اب کیا کام کرتا ہے کہا
مین فقط میوہ پر قانع ہون اور ایذاے مخلوق سے تائب شغال نے کہا کہ ایسا نہین ہے
ہ ایذا مخلوق کی آگے سے بھی زیادہ تر ہے شیر نے کہا کہ مجھسے کسی کو کیا ضرر پہونچتا ہے
نہ اپنا منھ کسی کے لہو سے آلودہ کرتا ہون اور نہ پنجہ کسی کے آزار پر کھولتا ہون شغال نے
اپنے حق سے البتہ تو باز رہا مگر رزق اورون کا کہ ایک برس اس سے بسر کرتے تھے
اسے دس دن مین کھا لیتا ہے پس روزی جنکی اس سے متعلق ہے وہ یقین ہے کہ حلد
ک ہو جاتین اور اسکا وبال تیرا بار گردن ہو اور اسی جہان مین مکافات اسکی
تجھے پہونچے اور مجھے ڈر ہے کہ تیرا حال اُس خوک کی طرح نہو کہ بوزنیے کے مقابلے
ن ہوا شیر نے کہا کہ بیان اسکا کر حکایت کہا کہتے ہین کہ ایک بوزنیے نے بہ توفیق
یک سے اپنی قوم کو چھوڑ کے اور ترک تعلق کرکے راہ صحرا کی لی اور ایک بیشہ انجیر
مین پہونچ کے متمکن ہوا اور خیال کیا کہ ذیحیات کو اکل و شرب سے گزیر نہین ہے اور جبکہ
موسم انجیر کا نہ رہا تو اور غذا ملنا اس صحرا مین معلوم اس سے یہ بہتر ہے کہ اسی انجیر کا ذخیرہ
لیجیے تا آخر موسم مین نے برگ و نوا نہ رہیے اسلیے ہر روز ایک درخت کے انجیر سے
ھاتا تھا اُسکے بعد بالکل جھاڑ لیتا تھا اور خشک کرکے ایک گوشہ مین ذخیرہ کرتا تھا

ایک روز موافق قاعدہ مستمرہ کے ایک درخت پر بیٹھا کچھ کھاتا تھا اور ذخیرہ کیلئے
نیچے گراتا تھا کہ ناگاہ ایک خوک پیدا ہوا اور اسی درخت کے تلے کہ جس پر بوزنہ
چڑھا تھا آیا جبکہ بوزنہ کی نظر اسپر پڑی خدا سے پناہ مانگی کہ خوک نے سلام ک
اور کہا کہ مہمان کا بھی کچھ حق ہے بوزنے نے بھی جواب مشفقانہ بہ نفاق دیا مصرع
مرحبا مرحبا تعال تعال + اور کہا کہ اگر پیشتر سے جناب کی تشریف فرمائی کی خبر معلو
ہوتی تو فراخور حال شکستہ بال کے سامان مہمانی مہیا کر رکھتا اور اب بھی جو کچھ ک
ہو سکیگا اسمین دریغ نہ ہوگا خوک نے کہا کہ مین دور سے آتا ہون اور تھکا ماندہ
رکھتا ہون جو کچھ کہ حاضر ہو اسوقت مہربانی کر بوزنے نے اس درخت کے انجیر گرانے
شروع کیے خوک بکمال رغبت کھاتا تھا حتی کہ ایک دانہ اس درخت مین باقی نہ رہا خوک
کہا کہ ای عزیز گرامی ہنوز نفس حریص غذا کی خواہش مین بیقرار ہے درخت دوسرا جھاڑ اور مجھ
رہین منت کر بوزنے نے طوعاً و کرہاً دوسرا درخت جھاڑا اگر اسمین بھی خوک کی سیری
نہ ہوئی اشارہ اور درخت کی طرف کیا بوزنے نے کہا کہ ای یار عزیز انصاف ہاتھ سے
نہ دے میرا ایک مہینے کا قوت تو نے ایک دم مین کھالیا اب مجھے مقدور نہین ہے ک
زیادہ اس سے متواضع ہون خوک برہم ہوا اور کہا کہ ایک مدت یہ جنگل تیرے تصرف
مین رہا آج سے میری ملک ہوا تو اب یہان سے راہ لے بوزنے نے کہا کہ کسی کا گھر
چھین لینا بڑا ظلم ہے خیال جفا کا چھوڑ دے کہ ظلم اچھا نہین ہوتا ہے اور آزردہ کرنا اسطرح
بہت مضرت رکھتا ہے خوک اس جواب سے زیادہ تر آزردہ ہوا اور کہا کہ ابھی تجھے
اس درخت سے نیچے گرا کر سزاے واقعی دیتا ہون یہ کہا اور جست کرکے شاخ
درخت پر آیا شاخ بار خوک سے ٹوٹ گئی اور وہ ایسا سرنگون گرا کہ مہرہ گردن ٹوٹ گیا اور
جہنم ہوا ای شیر یہ مثل اس واسطے بیان کی ہین سنئے کہ تو بھی اسی طرح حق غیرون کا کھاتا ہے
عجب نہ ہے کہ وہ غربا بھوک سے مرجائینگے اقربا اور عزیزونکے تمام غم تجھے بد دعا دینگے اور بیلے

...ہر اخلق آزاری اور خونریزی تھا اور اب حالت زہد مین رزق مظلومون کا
...سب کرتا ہی غرض کہ ہر حال مین تیرے ہاتھ سے عالم کو آرام نہین ملتا ہی اور جانورون کی
...طرح تیرے جور سے مخلصی نہین ملتی ہی تیرے ظلم کا وہ حال تھا اور زہد و صلاح کا یہ
...ا ہی مناسب ہی کہ لذت تن پروری سے درگذر اور لذت روحانی کی فکر کر بیت
...لذت تن ماندہ وگرنہ ترا + چہ عیشہاست کہ در ملک جان مہیا نیست + شیر نے جنگل
...ل سے یہ نصائح سنے میوے کو بھی ترک کر کے فقط آب و گیاہ پر قناعت کی اور عبادت
...مین مشغول ہوا اور کبھی کبھی ان بیتون کو پڑھتا تھا نظم اے دل ازین
...ن دل آزار درگذر + در تنگنائے گنبد دوار درگذر + کار جہان نہ لائق اہل بصیرت
...ت + مردانہ وار از سر این کار درگذر + چون میتوان بگلشن روحانیان رسید
...ی نما وزین رہ پر خار درگذر + در بحر حرص نفس چو غواص شوخ چشم + غوطہ مخور
...بر شہوار درگذر + یہ ہی داستان بعضے بدکردارون کی کہ لوگون کو اپنے عذاب مین
...کرتے رہتے ہین اور عاقبت کا کچھ اندیشہ نہین رکھتے ہین آخر کو اسی طرح کی
...ن کہ جو اورون کے حق مین روا رکھتے ہین خود مبتلا ہوتے ہین اسکے بعد راہ راست
...تے ہین جیسا کہ شیر نے جب تک اپنے جگر گوشون کو آتش بیداد میں سیاہ و کباب ہوتے نہ دیکھ لیا
...اری اور بدکرداری سے دل نہ اُٹھایا اور جب تجربہ اس سے حاصل ہوا پھر اس عالم
...سے کنارہ کیا اور اسکی آرائش بے اصل کی طرف التفات نہ کیا اور پھر کسی طرح سے
...و اس ہوا ہائے جاہ و وحش کا خریدار نہ کیا بیت نوشتہ اند بر ایوان جنت الماوا + کہ ہر کہ
...و دنیا خرید وائے بوے + اور جو کہ خردمند ہین وہ خود تو اسکے سزاوار ہین کہ اشارت
...سے تجربون کو اپنے حال و مآل کا پیشوا کرین اور بناے کار دنیا و آخرت اسی ایک قصہ
...پر کرین جو کہ اپنے اور اپنے فرزندون کے حق مین پسند کرین وہ اورون کے واسطے بھی
...رکھین تا ذکر جمیل انکا حالت حیات اور ممات مین شہرۂ آفاق رہے نظم گویا

یہ جہان صحراے وحشت خیز ہے + یا کوئی دریاے آفت خیز ہے + تھے جو نادان اسمین اگر کھو

تھے جو دانا وہ کنارہ کر گئے +

باب گیارھوان جزاے اعمال مین بطریق مکافات

راے دابشلیم نے داستان دلپذیر سننے کے بعد فرمایا کہ اے فقیر صائب تدبیر بیان کرو دسو
دلیل واضح مثال مین بدکردار نا عاقبت اندیش کی کہ عالم کے ایذا پہونچانے مین
کرتا تھا اور جبکہ اورون کی طرح آپ بھی اس بلا مین مبتلا ہوا تو توبہ کی پناہ مین آیا بیان فر
تونے آب التماس یہ ہے کہ وہ داستان کہ گیارھوین وصیت سے تعلق رکھتی ہے یعنی حقیقت
شخص کی کہ غیر کے کام پر مایل ہوا اور وہ کام اُسکے طور کے موافق اور حال کے مناسب نہ
بیان فرما حکیم کامل نے اُس عبارت مین کہ صفا اور لطافت مین آب حیات کے برا
شیرینی اور حلاوت مین ہمسر شربت نبات تھی بیان کی اور دعادی بیت المولف
مدام تو با تخت و تاج و جاہ و حشم + کہا کرے تجھے خلقت یہ شاہ شاہان ہے + اور کہا کہ
عالم پناہ بزرگون نے فرمایا ہے کہ لکل عمل جزاء و لکل مقام مقال یعنی واسطے ہر
جزا ہے اور واسطے ہر مقام کے مقال ہے اور جامہ خانہ غیب سے لباس خاص
ہر ایک کے بالاے والا پر جدا جدا سیا ہے اور خلعت خانہ بخشش سے ہر شخص
قامت کے لائق خلعت عطا فرمایا ہے ہر فرد سے ہر کام بن نہین آتا ہے اور ہر
عمل کے لائق نہین ہوتا ہے نظم زغن را بہر طاوسی نزاوند + مگس را بہر عنقا کے
زہر کہ آرزوے گل نشاید + نسیم گل ز خارے خوش نیاید + ساقی الطاف
خمخانہ کل خیر ہے بالاہیم فرحون سے ہر کسی کو فراخور حال ساغر سرور دیا ہے اور شر
عنایت اور سرچشمہ رعایت سے کسی کو محروم نہین کیا ہے بیت کس نیست
کہ نیست بہرہ مند از تو دلے + اندر خور خود بجرعہ یا جامی + پس ہر شخص کو چاہیے
صفت کہ صانع ازل نے اُسکو دی ہے اُسی کا شغل رکھے اور ایسا کرے کہ اُس کام کو نہ

ں کو پہونچائے اور جو کوئی کہ پیشہ اپنا چھوڑ کے اُس طرف کہ اُسکے مناسب حال نہین ہے
ع کریگا بیشک مقام تردد اور حیرت مین گرفتار ہوگا پس ضرور ہے کہ جو راہ اختیار کی
اُسی سے منزل کو پہونچے اور اگر اُس سے پھریگا تو سراسیمہ اور سرگردان رہیگا مخلوق کو
ہیے کہ اپنے طریق عمل پر ثابت رہے اور ہر طرف کو دست ہوس دراز نہ کرے اور افزون
ں کو شعار اپنا نہ بنائے اور جو کام کہ اُسکا پیشہ ہے اسمین مشغول رہے جیسا کہ مولوی معنوی
نے ہین بیت الخیر فروش را چہ بہتر ÷ کانجیر فروشد اے برادر ÷ اور اس محل کے
سب حکایت زاہد عبری زبان کی ہے کہ مہمان ہوس پیشہ نے ارادہ لغت عبری کے
نے کا کیا اور اپنی بھی زبان بھول گیا راے والتسلیم نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر ہے
لہا حکایت کہتے ہین کہ زمین قنوج مین ایک مرد صالح پرہیزگار دیندار
ت شعار تھا کہ پاکیزگی فطرت سے کدورت علائق کو زائل کرکے پردہ ظلمت کا
نظر سے اُٹھا ڈالا تھا اور غاشیہ اسکے سجادہ کا فتوحات غیبی سے بزل لبد کے
ں پر رہتا تھا تمام ہمت اُسکی احیاے رسوم شرع پر مصروف تھی اور مرغ محبت
سے نے اُسکے سینہ بے کینہ مین آشیانہ بنایا تھا اور اسکی خورشید ضمیر نے ایک عالم
روشن کردیا تھا اور باوجود اس بے برگی کے جو کچھ کہ خزانہ غیب سے اسکے ہاتھ
مہمانون کو کھلا دیتا تھا ایک دن مسافر اُسکے مکان مین وارد ہوا زاہد نہایت
ہوا اور جو کچھ کہ تعظیم وتکریم مہمانداری کی چاہیے بجا لایا بعد انفراغ طعام زاہد نے
لہ کہان سے تشریف لاتا ہے اور ارادہ کس دیار کا ہے مہمان نے جواب دیا کہ قصہ
میرا دور ودراز ہے اگر خاطر عاطر اُسکے طول سے ملول نہو تو بیان کرون مین نے آیدھے
جو کوئی گوش ہوش شنوا رکھتا ہے ہر قصہ سے حصہ اپنا حاصل کرلیتا ہے اور قطرہ
سے دریاے حقیقت مین زرا آتا ہے بیت زہر بازیچہ رمزے میتوان خواند
بانہ فیضے میتوان یافت ÷ تو نے وحشت سرگذشت اپنی کہا اور جو منفعت اور مضرت

اس سفر میں دریافت کی ہوا سے شتر وجا بیان کر مہمان نے کہا کہ ای زاہد زمانہ اصل میری و
فرنگ سے ہے اور پیشہ میرا دکان بانی تھا اور ایک دہقان تھا کہ اس سے مجھے دوستی تھی
اکثر میرے اور اسکے صحبت رہتی تھی اور از راہ یاری وہ مددگاری میری غلے سے کیا کرتا
اور قیمت اسکی آہستہ آہستہ ایک زمانہ دراز میں بقدر آمدنی مجھسے لیتا تھا اور بسبب
اسکی مہلت اور فرصت کے کام میرا باسانی بسر ہوتا تھا ایک روز مجھے مہمان کر کے ا
باغ میں لیگیا اور شرائط مہمانی جیسا کہ قاعدہ ارباب ہمت کا ہے بخوبی بجا لایا اور بعد اک
شرب کے باہم کلام میں مشغول ہوئے تھا میں کلام کے پوچھا اسنے کہ منفعت تیر
کسب کی کسقدر ہے کہا میں نے کہ صرف میری دکان کا آٹھ جزو از غلہ ہے اور اسکا نفع
اسپر متفرع ہوتا ہے وہ اسقدر ہے کہ اہل وعیال کی خورش کو وفا کرے بس انتہا یہ کہ دس
بارہ ہوتے ہیں بیت چو زین پر نفع تر کارے ندارم + برین دستور روزے میگذارم
دہقان نے کہا کہ تیرا نفع کچھ بھی نہیں مجھے خیال تھا کہ اسکا افادہ بسیار اور حاصل بے
ہوگا میں نے پوچھا کہ ای خواجہ تیرا نفع کشتکار کس مقدار ہے کہا کہ بابہ میرے کام کا
اور منافع بہت کہ دس سے سو تک بھی قناعت نہیں کرتا ہوں میں بلکہ اس سے
بھی زیادہ کا طلبگار رہتا ہوں متحیر ہوکر کہا میں نے کہ ای خواجہ یہ دور از قیاس
دہقان نے کہا کہ تعجب نہ کر اس سے بھی زیادہ اسی میں منفعت ہے میں تیری تسکین
کردوں اب اس سے قیاس کر کہ ایک دانہ خشخاش کا کہ سب دانوں سے چھوٹا ہے جبکہ
زمین میں ڈالا اور سبز ہوا ایک دانے سے قریب بیس تیر کے نکلتے ہیں اور زیادہ بھی نکلتے
ہر تیر پر ایک غنچہ ہوتا ہے اور ہر غنچہ میں اسقدر دانے ہوتے ہیں کہ شمار انکا کسی سے نہیں ہو سکتا
اب خیال کر کہ نفع زراعت کا کس قدر ہوا اور حکماے زراعت نے کہا ہے کہ زرع
تین حرف ہیں دو حرف اول کے زر ہیں اور حرف آخر کہ عین ہے وہ بھی نام زر کا
پس پیشہ زر بر زر ہے بیت دو حرف از زرع زر ست ونیکے کہ میماند + ہم آن زر

ن ایجا زرست از سر بزر + یہ اشارہ زراعت کی طرف ہی اور دہقانیت کے مہوسون کا
ن اعتقاد ہی کہ کبریت احمر یہ ہی کما قیل بیت جستن گوگرد احمر عمر ضائع کردن ست
ے بر خاک سیہ آور کہ یکسر کیمیاست + جبکہ یہ باتین زبان سے دہقان کے سنی
و ادہقانیت کا دماغ مین پیدا ہوا اور دروازہ دکان کا بند کرکے زراعت کے
باب مہیا کرنے مین مشغول ہوا مین اور میرے محلے مین ایک درویش تھا صاحب کمال
فس اور نیک خصال جبکہ اُسے معلوم ہوا کہ مین اپنے حرفت کو ترک کرکے اور کے کام مین
غول ہوتا ہون اُسنے براہ شفقت مجھے بلایا اور کہا کہ ای کاریگر جو کچھ کہ کارخانہ ربانی سے
حوالے ہوا ہی اُسپر راضی رہ اور طلب افزونی کی نہ کر کہ شومی حرص کی بہت بد ہی جو شخص
قناعت ہاتھ مین رکھتا ہی بادشاہ اپنے وقت کا ہی اور جو کہ بدولت حرص مین گرفتار
ہی مرتبہ مردود مین شمار کیا جاتا ہی بیت قرص جوین ہے شکن وہ مے شکیب + تا نخوری
غم آدم غریب + کہا مین نے کہ ای شیخ اپنے کام مین چندان فائدہ نہین دیکھتا ہون اور
ہ دہقانیت کا بہت ہی ارادہ اُسکا کرتا ہون کہ شاید اس شغل کے منافع سے میرے
عیال باسودگی بسر کرین اور معاش میری آرام تمام سے بسر ہو زاہد نے کہا
ت ستادی سے تیرا اسباب معیشت اپنی حرفت سے مہیا ہوا کیا اور مشرب
کا ای اسی پیشے کے بدولت خس و خاشاک تردد سے مصفا رہا اور یہ عمل کہ اب
یار کرتا ہی شاید کہ تو اُسکے لوازمات پر قیام نہ کر سکے اور عہدہ اُسکے رسمیات کا
ا کہ چاہیے تجھسے سر انجام نہ پائے اور جو کچھ کہ نہانخانہ آرزو سے تیری خاطر پر خطور
ہی شاید مطابق آرزو کے نہو پھر بجز ندامت کچھ حاصل نہوگا فضولی نہ کر اور کام اپنا نہ چھوڑ
سنے کہ اپنا پیشہ چھوڑا اور وہ کام کہ لائق اسکے نہین ہی یا آپ اسکے لائق نہین ہی
یار کیا تو اُسے وہ پہونچتا ہی جو اُس کلنگ کو پہونچا مین نے پوچھا کہ یہ کیونکر تھا
بیت درویش نے کہا کہ ایک گاذر دریا کے کنارے اپنے کام مین

مشغول رہتا تھا اور ہر روز ایک کلنک کو دیکھتا تھا کہ اُس چشمے کے کنارے بیٹھ
جو کرم کہ اس چشمے مین پاتا تھا اُسے چُن کھاتا تھا اور اُسی پر قناعت کرکے ا
آشیانے مین رات بسر کرتا تھا ایک دن باشہ تیز پر وہان پیدا ہوا اور ا
تیہو کو صید کرکے پیٹ بھر کھا لیا اور باقی چھوڑ دیا کلنگ نے خیال کیا
باشہ اس جثہ حقیر پر جانور بزرگ کو صید کرتا ہو اور مین اس ہیکل عظیم
ایک محقر پر قناعت کرتا ہون ہر آئینہ یہ صورت میری دنائت ہمت پر دلیل ہو
ہمت عالی کا یہ ہو کہ آج سے صید حقیر پر نظر نہ کرون اور کمند ارادہ کو کنگرہ
سوا اور جگہ نہ پھیکون اسکے بعد اُسنے ترک شکار کرم کیا اور منتظر صید کبوتر
تیہو کا ہوا اُس دھوبی نے دور سے تماشا باشے اور تیہو کا دیکھا تھا جبکہ حیر
کلنگ کے حال پر مستولی پائی اور کرم پکڑنے کے شغل سے باز رہا گاذر نے
دریافت کیا کہ جب سے کلنگ نے شکار باشے کا دیکھا ہو اپنے شکار سے ہاتھ اُٹھا لیا
یہ امر بے سبب نہین ہو اس واسطے بیشتر نظر گاذر کی کلنگ کی طرف رہتی تھی قض
ایک کبوتر اُسکے قریب آنکلا کلنگ اُوڑا اور کبوتر کا ارادہ کیا کبوتر نے پرواز کی اور دریا
گذر کے راہ خشکی کی لی کلنگ کہ اُسکے پیچھے آتا تھا کنارے پر دریا کے گر پڑا اتفاقاً
جگہ گل ولاے بہت تھی کہ پانون ہر ایک کا پھنس جاتا تھا اتفاقاً کلنگ
پانون بھی اُسی مین دھنسے جسقدر جہد زیادہ کی زیادہ تر پھنستا گیا دھوبی
کلنگ کو پکڑ کے گھر کی راہ لی ایک دوست راہ مین ملا پوچھا کہ یہ کیا ہو گاذر
کہا کہ یہ کلنگ ہو چاہتا تھا کہ کام باشے کا سیکھے وہ تو نہو سکا پر اپنی جان برباد
اور یہ مثل اس واسطے لایا ہون کہ تا معلوم کرے تو کہ ہر کسی کو ایک کام کے و
پیدا کیا ہو چاہیے کہ اُسی کام پر قیام کرے اور جو حرفت کہ خلاف اُسکے پیشے
اُسے چھوڑ دے جبکہ اُس درویش نے یہ مثل فرمائی دعندغہ میری حرص

زیادہ ہوا اور دکان میرے کہ محض حرص و ہوا سے بھرے ہوئے تھے زاہد کی بات نے
ن راہ نانبائی اور پیشۂ نانبائی کا ترک کر کے تھوڑی سی پونجی سے اسباب زراعت کا
ت کیا اور تخم ریزی کر کے دیدۂ انتظار راہ حصول محصول پر رکھا میں نے اس حال میں
قت عیال مجھ پر وبال ہوئی سبب یہ کہ نان فروشی سے ہر روز اسقدر حاصل ہو رہتا تھا
ل و عیال کی شب و روز بسر ہو جاتی تھی اور زراعت میں انتظار ایک سال کا چاہیے تا
ہ اسکا حاصل ہوا اسکے بعد میں نے دل میں کہا کہ غلطی کی تو نے کہ بات بزرگوں کی
ں اب مصارف روزمرہ سے درماندگی ہے اور کسی طرح یہ تکلیف رفع نہیں ہوتی ہے آ
ح یہ ہے کہ کچھ روپیے قرض لیکے دکان نان فروشی کی پھر جاری کروں کہ اہل و عیال
نہ ہو جائیں کہ موسم زراعت کٹنے کا آجائے بعد اسکے ایک تاجر شہر سے مبلغ چند
ے لیکے دوسری بار دکان جاری کی اور اپنے ایک ملازم کو اس دکان پر مقرر کیا کبھی
ری زراعت کی کرتا تھا میں اور کبھی دکان کے انتظام کے واسطے بازار میں آتا تھا جبکہ
ن مہینے گذرے اس نوکر نے یہانتک خیانت کی کہ دکان میں کچھ باقی نہ رہا اور
ت میں بھی بہت آفتیں پہونچیں کہ جو خرچ ہوا تھا دسواں حصہ بھی اسکا ہاتھ نہ آیا جبکہ
رت پیش آئی اس درویش سے حال اپنا بتفصیل بیان کیا میں نے پھر عابد ہنسا اور کہا
حال اس مرد کے مانند ہے کہ داڑھی اسکی دو مویہ تھی اور دونوں عورتوں کے ہاتھ سے
ہوئی میں نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا حکایت درویش نے کہا کہ ایک شخص کی
رتیں تھیں ایک ادھیڑ اور دوسری نوجوان اور آپ بھی ادھیڑ اور دو مویہ تھا کہ جسے
ں داڑھی کہتے ہیں اور دونوں عورتوں کو دوست رکھتا تھا ایک شبانہ روز ایک کے
ہا تھا اور دوسرے دن دوسری کے گھر اور عادات اسکی یوں تھی کہ عورت کے
پر سر رکھ کے سویا کرتا تھا ایک دن اس ادھیڑ کی باری تھی اور یہ اسکے زانو پر
ے سوتا تھا اسنے خیال کیا کہ جتنے بال اسکی داڑھی میں سیاہ ہیں اگر یہ نہ ہوں

تو اس جوان عورت کو تمام بال سفید دیکھ کے اس سے نفرت ہوگی جس وقت یہ سمجھیگا کہ اسکی
تمام حرکات اور سکنات سے نفرت پائی جاتی ہی اسوقت اسکی بھی طبیعت اس سے
تنفر کریگی پھر ضرور میری طرف کو رغبت تمام پیدا کریگا اس خیال میں جسقدر
کہ ہو سکا اس سے عرصۂ خواب تک سیاہ بال چنتی رہی اور اس عمر کو کچھ اسکی خبر بھی
یعنے احمق ہی
مصرعہ برکندہ بہ آن ریش کہ در دست زنان ہست ÷ دوسرے ہی دن اس نوجوان کی
یاری تھی اپنی عادات کے موافق اسکے زانو پر سر رکھے سو گیا تھا قضارا اسکے بھی
خیال مین آیا کہ یہ بال سفید اسکے اگر باقی نہ رہین اور جبکہ یہ اپنی داڑھی آئینہ مین سیاہ
دیکھیگا مقرر ادھیڑ عورت کی صحبت سے نفرت کرکے میری طرف کو لامحالہ رغبت کریگا
پس یہ تصور کرکے جس قدر کہ فرصت وقت کی تھی بال سفید چنتی رہی جبکہ اسی طرح
چند روز گذرے کہ ایک دن موے سیاہ اور ایک دن سفید چنے جاتے تھے آخر کار ایک
بال بھی داڑھی مین باقی نہ رہا اس مرد غافل نے ایک دن آئینہ مین دیکھا کہ منھ خواجہ سرا کے
مانند ہی آہ کھینچی اور کہا کہ یہ میرا کیا حال ہوا ایک شخص نے لطیفہ گوئی سے کہا کہ جس مرد کی
داڑھی عورتون کے ہاتھ مین ہوگی داڑھی تو کیا اگر اس مرد کے ناک اور کان بھی باقی
رہین تو عجب ہی ایک شخص نے کہا کہ یہ مصرع رضی کا تیرے حسب حال ہی مصرعہ ترا
وہ شل ہوئی ای رضی نہ الی الذی نہ الی الذی + درویش نے کہا کہ تیرا حال اسی مرد
دو موے کے مانند ہی کہ کچھ پونجی تو نے نان پزی کی دکان مین صرف کی اور باقی دہقانیت
کے کام مین تلف کی اور آج تو دیکھتا ہی کہ نہ تنور معیشت مین روٹی ہی اور نہ مزرع زندگانی
خوشہ اور یہ دو شعر مؤلف کے تیرے ہی حسب حال مین ابیات نہ تو صدمہ
کو وہ الم اٹھا اور زار یہ ہون کہ نہ تنکا ہلا ÷ مجھسے تو سنگ ای گاہ ربا یہ بھی نہوا وہ
بھی نہ ہوا ÷ زاہد نے طوف حرم کا کیا ہندو نے بت کو کیا سجدہ + ناکام وہ ہوا
مجھسے گویا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہ ہوا + جبکہ یہ حکایت سنی سمجھا مین کہ پیر عابد نے جو کچھ

تھا وہ ہیچ ہوا اب مجھے سوائے ندامت کے کچھ حاصل نہین ہو اگر تمام اثاث البیت بیچ
ن تو بھی ایک شخص کے قرض سے چھوٹنا دشوار ہی یہ خیال کر کے شہر سے بھاگا مین نزل
ن ترسان اور ہراسان چلا جاتا تھا کہ اثنار راہ مین سنا مین نے کہ میرے عیال
ہو گئے اور املاک سب قرضخواہ لیگئے مصرعہ لمولفہ جو دزد سے بچا اُسے رال
یا + اب مین وطن کے جانے سے ناامید ہو کے منزل پیمائی کرتا ہون اور یہ بیت
ی حسب حال اپنے ورد زبان رکھتا ہون بیت بُرا ہو زیست کا کیا کیا الم و
چھٹے وہ رنج سے پیوند جو زمین کے ہوئے + اور دوا درد دل کی کسی صاحب دل
تا ہون اور جراحت اندوہ پر لقائے اہل اللہ سے مرہم رکھتا پھرتا ہون شاید کہ اسمین التیام
ے جیسا مؤلف نے کہا ہی بیت مین دیوانہ ہون مرہم فائدہ مجکو نہ بخشیگا + اگر اچھے
ی ہونگے زخم تو سنگ جراحت سے + آب اس ساعت کہ میرا آئینہ دل آپ کے
نقلۂ زیارت سے مصفا ہوا ہی اور شربت عیش شیرینی کلام شکر بار سے مہیا ہو اگرچہ
ج بہت اُٹھائے ہین مگر امید ہی کہ آپ کی برکت زیارت سے مقصود کو پہونچون یہی
ہ میری سرگذشت کا تھا کہ جو بیان مین آیا مصرعہ سرگذشتم را چہ پرسی سرگذشت
سرگذشت + زاہد نے فرمایا کہ جو کچھ کہا تو نے اُسکے صدق پر میرے دل نے گواہی دی
رچہ زحمت مہاجرت اور مشقت مسافرت بہت کھینچی تو نے لیکن تجربے بھی
ب حاصل کیے اب یہ زندگانی دوروزہ بہر کیف آزاد نہ بسر ہو جائیگی غم بود و نابود
نیا کا ایک قلم دل سے محو کر ڈالنا مناسب ہی اور واسطے تسکین کے گویا کا یہ شعر
فایت کرتا ہی بیت دیکھ کہدیتے ہین مست ہاتھ سے کھو دولت فقر +
اہ کہتے ہین اُسے جو کہ گدا ہوتا ہی + مہمان اور میزبان دونون باہم خوش ہوکے او
یک نے دوسرے کی صحبت غنیمت سمجھی اور یہ زاہد ایک مرد تھا قوم بنی اسرائیل سے
ور زبان عبری بہت فصاحت سے بولتا تھا اگرچہ اور علم اور زبانون مین بھی دستگاہ

رکھتا تھا لیکن لغت عبری مین افصح اُس زبان کا تھا اور اکثر اپنے خواص سے زبان عبری
کلام کیا کرتا تھا مہمان فرنگی حقیقت لغت عبری سے مطلق آشنا نہ تھا لیکن کلام زاہد
اس زبان مین اسے بہت بھاتا تھا جبکہ عرصہ زیادہ گذرا اور وہ فرنگی زاہد سے بے تکلف
ہوا عرض کیا کہ مین امیدوار ہون کہ یہ زبان مجھے تعلیم کر اور دریغ نہ فرما کہ تونے سابقہ معرفت
اعزاز و اکرام میرا کیا تو نے اور بتکلف ضیافت مین اتنی رعایت کی کہ رابطہ صحبت قدیم
کوئی اتنا نہ کر سکے اس زبان مین بھی مجھے اپنا شاگرد کر کہ اسکا شوق مجھے ہر دم بیقرار
رکھتا ہی اگر اس زبان مین تیری تعلیم سے مجھے دستگاہ ہوئی تو مین تیرا بندہ احسان تمام
رہونگا زاہد نے کہا کہ مجھے اسمین کیا مضائقہ ہی کہ ایک شخص کو حضیض جہالت سے اوج
دانش پر ترقی دون خیال یون آتا ہی کہ لغت عبری اور زبان فرنگی مین مغایرت بسیار
اور مباینت بیشمار واقع ہی مبادا اُسکی تعلیم سے کلفت تیرے خاطر کو پہونچے اور اُسپر بھی
تجھے اُس سے بہرہ حاصل نہ ہو اور آزمانا بھی خطاے فاش ہی کہ ایکبار تو نے اپنی حرفت
چھوڑ کے اور غیر کی حرفت اختیار کر کے جان و مال برباد کیا اور اب تک بیکسی اور
غربت مین گرفتار ہی مہمان نے کہا کہ حرفت اور چیز ہی اور طلب علم کی امر آخر ہی اور بارہا دیکھا
کہ جو کوئی کسی کام مین ثابت قدم رہا ہی مطلب کو پہونچا ہی اور جسنے کہ علم کی طلب مین مشقت
کی ہی آخر راحت پائی ہی اور تعلیم اور تعلم کسی طرح ضائع نہین ہوتا ہی جیسا کہ اُس صیاد نے
تھوڑی زحمت کہ علم کے سبب سے اُٹھائی تھی اور اندک خدمت علما کی بجا لایا
تھا نعمت کلی اُسکے ہاتھ آئی اور مضیق احتیاج سے نجات پا کے وسعت آباد عیش کو
پہونچا زاہد نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت** کہا اُسنے کہ ایک مرد درویش صیاد
پیشہ شکار مرغ و ماہی سے گذران اہل و عیال کی کرتا تھا ایک دن دام بچھا کے ہوئے
بیٹھا تھا بصد ہزار انتظار مین مرغ دام کے نزدیک آئے قریب تھا کہ پھنس جائین اُس
اثنا مین آواز تند جدل آمیز آنے لگی صیاد ڈرا کہ مبادا اس آواز سے یہ مرغ وحشت ناک

رجائین تو تمام اہل عیال آج فاقے سے رہیں اس اندیشے مین ٹٹی کی آڑ سے باہر آیا دیکھا
دو طالب علم مسائل فقہ مین بحث کرتے ہین اور مقال انکا جدال کو پہونچا ہی صیاد نے
انسے سماجت کی کہ تم شور نکرو تا شکار میرا ضائع نہو جاے اُنھون نے کہا کہ اگر ہمین اس
شکار مین شریک کرے یعنی فی کس ایک مرغ ہمین بھی دے تو ہم دم بخود ہو جائین صیاد
نے کہا کہ ای عزیزو مین نفر صاحب عیال ہون اور قوت کتنے شخصون کا انھین مرغون پر موقوف ہی
اگر تم دو مرغ انمین سے لیجاؤ تو مین ایک مرغ سے دس آدمیون کی کیونکر تسلی کرونگا اُنھون نے
جواب دیا کہ تو ہر روز یہی کام کرتا ہی اور ہمنے مدت سے گوشت نہین کھایا ہی یہ ممکن نہین ہی کہ
ہم دو مرغ نہ لین ورنہ ہم اتنا شور کرینگے کہ مرغ اُڑ جائینگے نہین تو مجھسے شرط کر کہ دو مرغ ہمین دیگا
تا ہم طلبہ اور مدرس کی مہمانی کرین صیاد نے ہر چند معذرت کی اور کہا کہ تمھارے مدرس نے
میرا جال نہین بنایا ہی اور نہ تمھارے طلبہ نے میری رسی کو بٹا ہی اور نہ مدرس نے دانہ
جال مین ڈالا ہی بلکہ مین نے زمین وقف مین جال لگایا ہی بھلا کب شرع مین درست ہی کہ میرا
شکار دو ثلث تم بزور لے لو جب کہ طلبہ نے کوئی عذر صیاد کا نہ سُنا ناچار ہو کے وعدہ کیا اور
تینون مرغ پکڑے اسکے بعد بھی صیاد نے اُنسے بہت عذر کیا کہ مجھپر رحم کرو اور یہ مرغ مجھسے نہ لو
اُنھون نے کہا کہ یہ بیفایدہ گفتگو ہی شرط کے موافق دو ہمارے حوالے کرنا چاہی صیاد نے
دو مرغ انکے حوالے کیے اور کہا کہ مین نے یہ رنج اپنے اوپر گوارا کیا اور تحفہ تمھین گذرانا مگر وہ لفظ
تم جسمین بحث کرتے تھے مجھے بھی سکھاؤ کہ مجھے ایک بار اس سے فایدہ حاصل ہو کہ جیسے
تمھین الفاظ کی بدولت دو مرغ تمھارے ہاتھ آئے اُنھون نے کہا کہ ہم خنثے کی میراث
در لفظ مین بحث کرتے تھے صیاد نے کہا کہ خنثے کے کیا معنی ہین اُنھون نے کہا کہ معنی
یہ ہین کہ خنثے کو نہ مرد کہین اور نہ عورت صیاد نے اُس لفظ کو یاد رکھا اور بکمال ملال و
ملال اپنے گھر آیا اور صورت حال اپنے عیال سے بیان کی اور وہ رات ایک ہی مرغ کے
گوشت پر سب نے کاٹی دوسرے دن کہ مرغ زرین جناح آشیانۂ چرخ چارم سے کنگرۂ آسمان

جلوہ گر ہوا صیاد نے دام ماہی اُٹھانے کے لیے دریا آیا اور دام پھینکا قضارا ایک ماہی دام
آئی کہ ایسی مچھلی کسی نے نہ دیکھی اور سنی تھی کہ مانند بوقلمون کے رنگ اُسکے حباب
اپر تھے صیاد اُسکی شکل و شمائل سے متحیر ہوا اور دل مین کہا کہ کبھی ایسی مچھلی کسی
نے مین دیکھی ہو بہتر یہ ہو کہ اسے زندہ بادشاہ کے پاس لیجاؤن اگر بادشاہ کو پسند آئے تو
میری نجات ہے ایک ظرف مین پانی بھرکے اور اُس مچھلی کو رکھکے در دولت بادشاہ
لایا قضارا بادشاہ اُس باغ مین بیٹھا تھا کہ اُسکے آگے سنگ رخام کا ایک
حوض بنایا تھا اور مچھلیان رنگارنگ کی اُسمین چھوٹی ہوئی تھین اور تماشا اُنکا
کر ناگاہ صیاد نے اس مچھلی کو پیشکش کیا بادشاہ نے ایسی مچھلی کبھی دیکھی نہ تھی
بہت خوش ہوا اور حکم کیا کہ ہزار دینار اسے انعام دو ایک وزیر بادشاہ کی خدمت
مین گستاخ تھا اُسنے آہستہ بادشاہ سے عرض کیا کہ صیاد اور دریا بہت ہین او
مچھلیان بیشمار اگر اسی طرح سے بادشاہ انعام دیا کریگا تو غالب ہے کہ خزانے مین کچھ باقی
نہ رہے صیاد کو انعام فراخور استحقاق چاہیے نہ ہزار دینار بادشاہ نے کہا کہ اب مین ہزار
دینار زبان سے کہ چکا ہون کیونکر اُس سے پھرون وزیر نے کہا کہ حضور ایک ایسا حیلہ
فرمائین کہ خلاف حکم بھی نہ ہو اور ہزار دینار بھی برباد نہ جاوین وہ یہ ہے کہ بادشاہ اس سے
سوال کرے کہ یہ مچھلی نر ہے یا مادہ اگر وہ کہے کہ نر ہے کہیے کہ مادہ اُسکی لا اور اگر کہے کہ مادہ ہے
نر کی طلب فرمائیے اور یہ ارشاد ہو کہ اُسکے بعد ہزار دینار تجھے ملینگے بادشاہ نے یہی سوال صیاد
کیا صیاد مرد دیرینہ اور تجربہ کار تھا دریافت کیا کہ وزیر نے بادشاہ کو ایسا کچھ تعلیم کیا ہے او
اس سوال مین کچھ سر ہے آخر اُسے وہی لفظ یاد آیا کہ جو روز گذشتہ طلبہ سے سیکھا تھا جو
کہ اے بادشاہ یہ مچھلی نہ مذکر ہے نہ مؤنث بلکہ خنثی ہے بادشاہ کو یہ جواب اُسکا نہایت پسند
آیا اور وزیر پر زجر فرمایا اور دو ہزار دینار اُسے انعام دیا اور اپنا ندیم کیا
فائدہ اس مثل سے یہ ہے کہ صیاد نے دو مرغ علما کے دیئے ہے اور ایک

سکے یاد کرنے سے دو ہزار دینار پائے اور عنایت سلطانی سے سرفراز ہوکے مخصوص
اہ ہوا ایس خیال کیا چاہیے کہ رنج کشی علم کی اور خدمت علما کی کیونکر نہ فائدہ بخشیگی
م ناسخ ترقی اگر اپنی چاہے بشر ٭ تو لازم ہے تحصیل علم و ہنر ٭ کہ علم و ہنر سے
نر کی ہے قدر ٭ جہان مین نہین سنے ہنر کی ہے قدر ٭ جگہ ہو کسی کی جو صف نعال تک
و پہنچائے تا صدر اُسکو کمال ٭ زاہد نے کہا کہ اگر اسقدر تو مبالغہ کرتا ہے تو مین بھی تیری
لیم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرونگا آخر ایک مدت تک تعلیم لغت عبری اُس
ان فرنگی کو کرتا رہا لیکن کسی طرح زبان اُسکی اُس لغت سے آشنا نہو گی اور جہد
ر کوشش کچھ کام نہ آئی بیت لمؤلفہ نہو جس امر مین امداد تقدیر ٭ تو ہرگز نکارگر
ی نہ تدبیر ٭ ایک دن زاہد نے اُس سے کہا کہ دشوار کاری اختیار کی اور رنج
علیم گوارا کیا تو نے تو بھی تیری لسان اس زبان سے آشنا نہین ہوتی ہے بہتر یہ ہے
ب اسکو ترک کر اور اتنا سمجھ کہ جو میدان تیرے جولان کے لائق نہین ہے اسمین قدم
ر یعنی زبان اپنے اسلاف کی نہ چھوڑ اور لغت اور حرفت خلاف آبا و اجداد کے اختیار نہ کر
قل سے دور ہے مہمان نے کہا کہ ضلالت اور جہالت مین آبا و اجداد کی پیروی کرنا ہی
قلید حماقت کہتے ہین اور مین تقلید اپنے اجداد کی اس امر مین نہ کرونگا اور روش
حقیق کو نہ چھوڑونگا کہ تقلید کمند ہے شیاطین کی اور تحقیق نیک ہادی ہے صدق و یقین کی
اہد نے کہا کہ مین نے از راہ نصیحت اتنا تجھسے کہدیا آیندہ تجھے اختیار ہے مگر اندیشہ
رتا ہون کہ تو زبان عبری کے درپے ہے ایسا نہ ہو کہ اپنی زبان بھی بھول جائے
ر زبان عبری بھی یاد نہ آئے تو حال تیرا اُس زاغ کے مشابہ ہو کہ چال کبک کی
یکھتا تھا اپنی بھی چال بھول گیا مہمان نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا حکایت
اسے کہتے ہین کہ ایک زاغ نے پرواز مین دیکھا کہ ایک کبک عرصۂ زمین پر قہقہہ کنان
رامان ہے اور رفتار زیبا سے دل عالم کو صید کرتا ہے یہ دو بتین گویا کی کہ اُسکی

حسب حال کھین پڑھنے لگا ابیات دیکھکر رفتار او ظالم ہوئی جاتی ہی خلق
نہین تلوار کے چلنے سے عالم چال کا * مُردے جی اُٹھتے ہین سنکر تیری
گفتگو * ایک عالم جسپہ مرتا ہی وہ عالم قال کا * زاغ کو خرام کبک خوش آیا او
متناسب حرکات اور چستی اور چالاکی رفتار سے متحیر ہوا اور ارادہ کیا کہ خرام اس کبک
سیکھا چاہیے اسلیے ملازمت کبک اختیار کی اور اسکی رفتار کے سیکھنے مین خواب خور بھول
ایک دن کبک نے کہا کہ اے زاغ مین دیکھتا ہون کہ تو ہمیشہ میرے پیچھے پھیرتا
اور بتر صد میری حرکات و سکنات سیکھنے کا رہتا ہے کیا خیال خام ہی زاغ نے ک
کہ اے زیبا خوش خندہ رو تیری رفتار میرا دل ہاتھ سے لیگئی ہی اور تماشا تیری روش
ہر دم خیال مین رہتا ہی اس واسطے تیری خدمت مین حاضر رہتا ہون کہ اس رفتا
سیکھ سکے پاے افتخار ہمسرون کے سر پر رکھون کبک نے قہقہہ مارا اور کہا کہ ا
نادان کہان تو اور کہان مین میرا خرام یہ امر ہی ذاتی اور تیری رفتار وہ بھی تیری
صفت جبلی ہی اُسے زائل کرنا اور اسے سیکھنا یہ دونون ہین قبیل اجتماع ضدین
اور امر جبلی زائل نہین ہوتا ہی اور مقتضاے فطرت تکلف سے تغیر نہین پاتا ہی تیری
وضع اور ہی اور میری روش اور ہی ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + اس خیال
درگذر اور اس اندیشے سے ہاتھ اُٹھا یہ گمان تیرا محض باطل ہی زاغ نے جواب د
کہ جو ارادہ مین نے کیا ہی اُسے ترک نہ کرونگا بیت کشتی صبر بدریاے غم انداختہ ا
یا بمیرم در دریا یا بکف آید گہرے + آخر زاغ ایک مدت تک کبک کے پیچھے پھرتا رہا مگر روش
اُسکی تو نہ سیکھ سکا بلکہ رفتار اپنی بھی بھول گیا پھر چاہتا تھا کہ اپنی رفتار یاد آ
سو وہ بھی یاد نہ آئی یہ مصرع جرات کا اسکے حسب حال ہی مصرع
کہ بھولے اپنی بھی کوا چلے جو ہنس کی چال + یہ مثل اسواسطے بیان کی ہی تا جانے
کہ رنج بیہودہ اور سعی بیفائدہ کرنا مناسب نہین حکما نے کہا ہی کہ جاہل ترین خلائق کا

ہی کہ اُس کام مین ہاتھ ڈالے کہ لائق اُسکے منصب کے ہو اور یہ قصہ اُسکی
دہی کہ تو نان بائی پن چھوڑ کے زراعت مین مشغول ہوا آخر الامر سر رشتہ دونون کا
دکیا بیت آرزو تھی وصل ہو تو دون تصدق جان تک + جان بھی کھوئی
و یگانہ اُس انجان تک + مہمان نے نصیحت زاہد کی قبول نہ کی اور تحصیل لغت
یا مین مشغول رہا تھوڑے سے عرصے مین زبان قدیم بھی فراموش کی اور زبان
ی بھی یاد نہ آئی یہ ہی داستان اس شخص کی جو حرفت اپنی چھوڑ کے اُس کام کو کہ
لیے لائق ہو اختیار کرے اور یہ بات بادشاہون کے واسطے مفید تر ہی کہ رعیت
ر دوستون کی تربیت اور دشمنون کے استیصال کو اپنے اوپر لازم کرین اور ناہا
ید گوکو ہر دم اصیل اور پاک طینت کے ساتھ برابری مین نہ لائین کیونکہ مردم کم آ
ڈری سی ثروت مین آپ کو شہسواران میدان فتوت و شجاعت سے ہمعنان
جھتے ہین اور یہ صورت آخر کو منجر بہ فساد ہوتی ہی رئیس کو چاہیے کہ گوہر شناس کے
ند سنگ و جواہر مین فرق کرے والا قدر اور قیمت مین جواہر کے فساد راہ پائیگا پس
م ریاست یہ ہی کہ مرتبہ قوانین سیاست کو سمجھکے اپنے اپنے محل پر صرف کرے اور
نیاد اً باسد تفاوت مراتب درمیان سے اُٹھ جائے اور اعلے اور ادنے ایک
ے مین تولے جائین تو ہیبت جہانداری برہم ہو جائے اور خلل اور اضطراب
ور کلی مین راہ پائے بیت ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد + گر فرق مراتب
ی نکنی زندیقی + اسی واسطے سلاطین حکمت شعار روا نہین رکھتے ہین کہ مردم عوام
م اور خط سیکھین یا مسائل فقہی اور قوانین آداب مین دخل پائین کیونکہ جب
رسم جاری ہو کہ ارباب حرفت روش اصحاب دولت کی سیکھین اور ارباب
ولت کام اہل حرفت کا اختیار کرین تو ہر آئینہ مضرت شائع ظہور کرے اور اسباب
یشت خاص و عام کے خلل پذیر ہون اور اس جہت سے اہمال ہر کام مین

نمایان ہو اور اثر اُسکا ہر مرد و زن مین سرایت کرے خردمند وہ ہی کہ محافظت قول حکما اور نصیح
اور موعظت علما کو واجب جانے تا فوائد اُسکے اور ثمرات تجربے کے اُس سے حاصل ہوون اور
عیب و ریب سے محفوظ رہے نظم کسی را گوے درگیتی خردمند ۔ کہ دل بر نکتہ دارد گوش بر پند

باب بارھوان فضیلت مین وقار اور ثبات وقرار کے

دوسری بار شہریار کامگار متوجہ طرف حکیم نامدار کے ہوا اور زبان شکر بار سے ثنا کی اور
کہ اے پیر یگانہ و اے یکتائے زمانہ بیان کی تونے داستان اُس شخص کی کہ طریقت اور
اجداد سے انحراف کرکے اُس چیز کے درپے ہوا کہ اُسکے حال کے موافق اور اطوار کے لائق
نہ تھی اسلیے مطلوب کو دیدہ ارادت سے محجوب کیا اور پھر کار اصلی پر بھی قادر نہ ہو سکا اس
ارشاد کر کہ بادشاہ کے واسطے کونسی خصلت ستودہ تر ہی اور مصالح ملک اور ثبات دولت
اور استقامت امور اور استمالت قلوب کے واسطے کونسی چیز بہتر ہو اور مین نے بارھوین
وصیت مین دیکھا ہی کہ سلاطین کو چاہیے کہ حلم کو پیرایہ روزگار اور بردباری کو سرمایہ کار اپنا کرین
مگر مجھے اسمین تردد ہی کہ بادشاہون کے واسطے حلم بہتر ہی یا سخاوت و یا شجاعت فکر عمدہ سے
عقدہ کشائی اور صواب نمائی اس امر کی کر اور بھید اس مسئلہ دقیق کا بابت واضح
طرح سے بیان فرما حکیم دانا دل نے کہا کہ اے بادشاہ زمانہ جان تو کہ بہتر صفت اور
پسندیدہ خصلت بادشاہ کے واسطے یہ ہی کہ لشکر اور رعیت اُسکا شکر کرین وہ کیا
کہ حلم اور حُسن خُلق چنانچہ کلام سے سلطان سریر نبوت اور مالک مملکت رسالت
علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات کے ایسا مفہوم ہوتا ہی کہ سعادت دنیوی
اور فلاح اخروی حلم اور نیکو خوئی پر منحصر کی گئی ہی کما قال یعنی جیسا کہ کہا ہی
مِنْ سَعَادَتِ الْمَرْءِ حُسْنُ الْخُلْق یہ تین خصلتین بادشاہون کو ضرور چاہیین
اور فضیلت ایک کی دوسری صفت پر معلوم کرنا بھی واجب ہی کہ تینون آپس مین ایک
فرق رکھتی ہین یعنی شجاعت ہمیشہ کام نہین آتی ہی گاہ گاہ احتیاج اُسکی ہوتی ہی

سخاوت اور حلم ہر وقت درکار ہو اسلیے حلم اور سخاوت شجاعت سے بہتر ہین اور فائدہ
اوت کا مخصوص محتاجون کے واسطے ہو مگر حاجت حلم کی سب کو ہو اور منافع
خوبی کے خاص و عام اور رعیت و سپاہ کو شامل ہین اسواسطے حلم اُن
ون صفتون پر فضیلت رکھتا ہو نظم خلق رکھتا ہو جسکی طینت مین + وہی
سان ہو حقیقت مین ؛ حسن ظاہر کا گو ہوا نہ ہوا ؛ حسن وہ ہو جو ہووے سیرت
ن + ایک بزرگ نے کہا ہو اگر مجھ مین اور تمام عالم مین ایک تار ہو اور سب
اق اُسکے توڑنے کا کرین امکان نہین کہ توڑ سکین یعنے اگر وہ ڈھیل دینگے تو مین
ینچونگا اور جو وہ کھینچینگے تو مین ڈھیل دونگا یعنی کمال حلم اور وسعت عفو میرا
ہی ہو کہ تمام اہل عالم کے ساتھ مین باسانی اور نرمی زندگانی بسر کرونگا کہ کسی
سے تنگی راہ نپائیگی بیت من نگمبند آورم داد مراد خویشتن ؛ اور نزود بطبع
ن من بر دم نجوی او + اب آنا اور جاننا چاہیے کہ حلم اور تامل نیک ترین خصایل سے
خلق اللہ کے واسطے خصوصاً پادشاہون کے لیے اور ثبات اور وقار سلطنت کا
ق اللہ کی دوستی کے سبب سے ہوتا ہو اور احکام اُنکے اہل جہان کے
ل اور خوان مین اسی سبب سے نافذ رہتے ہین اور امر اور نہی اُنکا اسی علی
رادے پر بلا قید اسی سبب سے جاری رہتا ہو پس اگر اپنا اخلاق موافق دیانت
ر امانت کے آراستہ نرکھین تو ممکن ہو کہ درشت خوئی کے سبب سے اہل اقلیم
فرت کرین اور خفت اور سبک وضعی اُنکی ایک عالم کو آزردہ کردے اور
ت سی جاتین اور اموال معرض ہلاکت اور تفرقہ مین پڑین رباعی
سنج غضب ہو حلم سلطان سے تامل + یہ لازم ہو کرے پہلے تامل ؛ تامل سے
ز غافل رہیگا ؛ بہت سے ملک مین ہونگے تخلل اگر بادشاہ آپ سخاوت سے
ر احتیاج روے خلق اللہ سے دھوڈالے یا آتش شجاعت سے خرمن

حیات دشمن جلا ڈالے اگر سرمایہ حلم سے بے بہرہ رہے تو ایک درشت خوئی مین
چشمہ سخاوت کا گندہ ہو جائیگا اور ایک سخت گوئی مین ہزار دشمن جانی پیدا ہونگے
اور اگر سخاوت مین قصور اور شجاعت مین فتور بھی ہو تو مدارا و زرد لجوئی اور
حلم و خوشخوئی سے رعیت اور اہل لشکر کو شاکر اپنا کر سکتا ہی اور خلق اللہ کو قید ہوا داری
اور سلسلۂ خدمتگزاری مین کھینچ سکتا ہی بیت ناسخ گو ترا ای رشک گل ہی اور کے خوش
لطف تب اسکا ہی جب ہو خوے خوش + اگر ثبات وقار نہو گا تو حلم بھی ضایع اور ہیچکارہ
ہو جائیگا کہ یہ تینون آپس مین لازم و ملزوم ہین بیت باش ثابت در طریق بردباری
ہمچو کوہ + ہر کہ تمکین بیش دارد بیشتر دارد شکوہ + بادشاہ کو چاہیے کہ حلم کی جگہ متابعت
نفس کی نہ کرے اور غصے کی حالت مین اطاعت شیطان کی روا نہ رکھے کہ غضب ایک
شعلہ ہی آتش شیطانی کا کہ بستان خیر و صلاح کو جلا ڈالتا ہی اور غصہ وہ درخت ہی کہ سوا ملال
اور پریشانی کے اور پھل نہین لاتا ہی اور حلم پیغمبرون کے اخلاق مین سے ہی اور اہل تحقیق
اور ارباب تصدیق کے نزدیک مقرر ہی جب تک کوئی غضب پر غالب نہین ہوتا ہی مردانگی کے
زمرے مین شامل نہین ہوتا ہی اور نوادر کلمات حکما مین لکھا ہی کہ ایک بزرگ سے التماس کیا
کہ منفعت خلق کی اور مضرت غضب کی بیان فرما جواب دیا کہ اقسام حسن خلق کے بہت ہین
اور ایسے مشہور و معروف ہین کہ محتاج بیان کے نہین ہین اور اقسام مضرت کے بھی
علی ہذا القیاس مگر مین وہی کلمون مین ادا کرتا ہون گوش ہوش سے سن وہ یہ ہی
کہ ترک کرنا غضب کا جامع ہی جمیع مکارم اخلاق اور محاسن خصائل کا اور جسنے کہ غضب کو
اپنی طبیعت پر غالب رکھا پس یہ جمع کرنے والا ہی تمام قبائح اعمال اور فضائح افعال کا
نظم خشم و کین وصف سباع ست و ددان + ہر کرا خشم ست و کین ہست از بدان +
اصل خشم از دوزخ ست و کین تو + جزو آن کل ست خشم دین تو + چون تو جسزو
دوزخی پس ہوشدار + جزو سوے کل خود گیرد قرار + اور دوسرے اسمین بات کو

نا چاہیے کہ بادشاہ کو وزیر ناصح کامل اور خردمند کی احتیاج اس جہت سے ہوتی ہی کہ
غرور جباری اور نخوت شہریاری اُسکو حلم و بردباری سے منحرف کرے تو وزیر صاحب تدبیر
یق نصیحت اُسے راہ راست پر لائے اور جادۂ ثبات و وقار پر ثابت قدم رکھے اور
ج اُسکا کہ عدالت سے منحرف ہوگیا ہو اعتدال اور استقامت کی طرف مائل کرے
نایت پروردگار اور برکت حلم و وقار سے جسطرف کہ مُنہ کرے فتح اور نصرت رفیق اور
ین اور اقبال و دولت ناصر و معین اُسکی رہین اور احیاناً کبھی نفس امارہ اپنی خواہش کے
افق اگر حکم کرے تو صلاح با فلاح وزیر خوش تدبیر کی اُسکا ضرر زائل کردے جیسا کہ
صوت مین بادشاہ ہند کی اور براہمہ کی ہوا اُسنے پوچھا کہ یہ حکایت کیونکر ہی
کایت کہا کہتے ہین کہ بلاد ہند مین ایک بادشاہ تھا ہبلار نام دفائن بیکران
ر خزائن بے پایان کا مالک تھا اور سلاطین روزگار مین برگزیدہ تھا دو بیٹے
لھتا تھا کہ مہر درخشان اُنکے چہرۂ رخشان سے روشنی قرض لیتا تھا اور ماہ تابان
لی زیبائی رخسار اور تازگی عذار سے میدان سپہر مین گوے کے مانند غلطان و سرگشتہ تھا
صل کلام یہ ہی کہ از سر تا پا اگر حسن مجسم کہیے تو بجا ہی چنانچہ یہ بیت مؤلف کی انھین کے
سب حال ہی بیت چلو تلوار رکھکر دوش پر تو اُڑ چلو صاحب ❊ پری کی سی ہی صورت
اف باقی پر لگا نا ہی ✦ ایک کو سہیل کہتے تھے اور دوسرے کو ماہ جبین اور اُنکی
ن کا ایران دُخت نام تھا کہ اُسکے رشک رخسار سے عروس آفتاب حجاب سحاب مین
نہ چھپاتی تھی اور گیسوے عنبر بو اُسکے جعد سنبل کو شرم سے پیچ و تاب مین رکھتے تھے
س یہ شعر گویا کا اُسکے حرکات کا تتبع ہی شعر مردے جی اُٹھتے ہین سُنکر ہی یہ طرز
فتگو ❊ ایک عالم جسپہ مرتا ہی وہ عالم چال کا ❊ بادشاہ کو کہ اُس گوہر یکتا کے
ور اُن دونون فرزندون کے عشق و محبت مین والہ و شیدا تھا اُنکے دیدار کے
غیر آرام جان اور سیر دل حاصل نہوتا تھا اور ایک وزیر تھا کہ اُسے بلار کہتے تھے

اُنکی لغت مین معنی بلازر کے یہ ہین یعنی مبارک رو اور وہ وزیر متانت اور عقل ہی
مشہور تھا اور اُسکی رائے صائب ہر مشورے مین نلے خطا تھی اور گیاست کا
اور فراست و مہربانی ہر حال مین اُسکے اقوال اور افعال سے تراوش کرتی تھی اور یہ بیت
گویا کی موافق ہی بیت ہوا وہ ترے اشارے سے جو ہوتا تھا کھلا ہی ناخن ابروسے
عقدۂ تقدیر + اور دبیر خاص اسکا کہ کمالی نام رکھتا تھا نویسندہ تھا کہ عطارد سپہر اُسکی
کمالِ بیان و تحریر کو نہ کھینچ سکتا تھا اور منشی فلک قدم تسلیم سے اُسکے صنائع کے مدارک
نہ پہونچ سکتا تھا زبان کلک لطافت شعار اُسکی مخزن اسرار فصاحت تھی اور اُسکی
صریر خامہ ظرافت آثار مطلع انوار بلاغت تھی جو دُر معنی کہ رشتۂ فکر مین پروتا تھا وہ انتظام
ملک کے واسطے رونق بخش ہوتا تھا اور جو نقد حقائق کہ میزان تدبیر مین تولتا تھا تمام عالم
اُسکو پسند کرتا تھا اور ایک فیل سفید رکھتا تھا کہ میدان جنگ مین باد جہان پیما کی
مانند دشت پیمائی کرتا تھا یہ قطعہ گویا اُسکی شان مین ہی قطعہ جو دیکھون فیل فلک
رتبہ کو ترے تو کہون + برنگ کوہ یہ ای خسرو جہان بان ہی + نہین ہین دانت
یہ فرہاد کے ہین دست دراز + نہین ہی سونڈھ یہ شیرین کی زلف پیچان ہی +
اور دو فیل سیاہ رنگ تنومند اور عظمت اعضا مین مانند کوہ الوند کے میدان
وغا مین گردن کشون کے سر پامال کرتے تھے یہ قطعہ گویا کہ اُنھین کی شان مین
شایان ہی قطعہ یہ جلد رو ہی کہ پل مین نظر سے غائب ہو + اگرچہ ڈیل مین وہ
مثل چرخ گردان ہی + کریگا نفی عدو کی ترے یہ ثابت ہی + کہ دونون دانتون سے
اک شکل لا نمایان ہی + اور دو شتر بختی کوہ کوہان ہامون نورد رکھتا تھا کہ ایک
شب مین اقلیم کو طی کرتے تھے اور وقت پویا کے گھوڑون سے میدان تیز گامی مین
گوے سبقت لیجاتے تھے بیت ہامون نورد و کوہ تن و دل بر تحمل کردہ خوش +
نا روز مہر شب بارکش ہر روز تا شب خارکش + اور ایک سمند تھا تند رو و تیز گام

رین لگام کہ عنان گردی مین باد جہان پیما سے سبقت لیجاتا تھا اور صبا سے کبھی نورد
سکے گرد کو نہ پہونچ سکتی تھی یہ قطعہ گویا کہ اُسکے مناسب حال ہی قطعہ ہی اسپ فلک سیر
براغیرت خورشید + ڈلنے تو اگر اُسکو تو بس بان کے برابر + جاوے کبھی شرق کبھی مغرب
ہ چھلاوا + بجلی سا کبھی گنبد گردان کے برابر + اُڑنے مین اگر کہیے تو وہ رشک پری ہی + خصلت
مین جو دیکھو تو ہی انسان کے برابر + اور ایک تیغ کمر تھی کہ طیاری مین جواہر اور لآلی قیمتی سے
راستہ اور پیراستہ تھی اور اُسکے جوہر ذاتی ایسے تھے کہ جیسے صفحۂ الماس پر بابے مور نمودار
ہون ویا تختۂ مینا پر نگس سے پرافشانی کی ہمرابری اسے اسواسطے کہتے تھے کہ خون انسانی
مین ابر بہار پر ترجیح رکھتی تھی اور چمک مین برق کے مانند چشم اعدا کو خیرہ کرتی تھی ابیات
وار تری روز وغا برق نظر آئے + سر دشمنون کے قطرۂ باران کے برابر + گر کاٹ سنا وتن
مین تری تیغ دودم کا + ہو ملک عدو شہر خموشان کے برابر + ہی دوست کو تلوار تری
وح کی کشتی + اور آب عدو کے لیے طوفان کے برابر + بادشاہ ان سب کو کہ مذکور ہوچکا
بت عزیز رکھتا تھا اور سلاطین ہفت اقلیم پر ان سب کے سبب سے مباہات کرتا تھا اور
سکی ولایت مین ایک گروہ براہمہ تھا کہ انمین سے ایک شخص کو سب برہمنون نے
رگزیدہ کرکے اُسکی پیغمبری کے معترف تھے اور وہ راہ حق سے سب کو منحرف کرکے اپنے
ین ایجادی کی تعلیم دیتا تھا اور ضلالت اور جہالت مین اُس گروہ کو سرگردان اور گمراہ
رکھتا تھا ہر چند بادشاہ اُسکو اضلال اور اغوائے خلائق سے منع کرتا تھا مگر وہ اپنی عادت کے
ل نکرتا تھا آخر بادشاہ نے تعصب دین اور حمیت ملت متین سے ہزار آدمی اُنمین سے مع
مین البیس خصلت کے قتل کیے اور گھر اور مال اُنکا لوٹ کے زن اور فرزند اُنکے اسیر کیے
د سکے چار سو برہمن اُس جماعت کے فنون علم مین آراستہ اور انواع دانش سے بہرہ مند
ر ظاہر اُس دین سے بھی تائب ہوئے تھے داسطے تالیف کے ملازم پایۂ سریر اعلے کے تھے
ر بنفاق اطاعت کرتے تھے اور فرصت انتقام اور موقع کینہ خواہی کے منتظر تھے قضارا ایک شب

بادشاہ سر بر عشرت پر استراحت کرتا تھا کہ ناگاہ سات آوازین مہیب بڑی ڈری خواب مین
سنین اس ہول سے بیدار ہوا اور متفکر تھا کہ یہ کیا چیز تھی اس خیال مین بار دیگر سو گیا
دیکھتا کیا ہے کہ دو مچھلیان سرخ کہ انکی شعاع سے دیدہ نظارگیان خیرہ ہوتے تھے دم
کھڑی ہین اور مرحبا کہتی ہین بادشاہ دوسرے بار بیدار ہوا اور اندیشۂ دور و دراز مین
تیسری بار پھر سو گیا دیکھا کہ ایک قاز اور دو بطین رنگین اور بزرگ کہ اسکے پیچھے سے اڑ
اور آگے آگے اترین اور بادشاہ کو دعا دینا شروع کیا پھر بادشاہ پر غنودگی غالب آئی اور
دیکھا کہ ایک سانپ سبز رنگ کہ اسپر خال زرد اور سپید ہین بادشاہ کے پاؤن سے
لپٹ گیا بادشاہ اسکے خوف سے بیدار ہوا اور یہ تماشا کہ پردۂ خیال سے ملاحظہ کیا
اندوہگین تھا اسکے بعد پھر سو گیا خواب آسے کشان کشان عالم مثال مین لیگئے اس بار
دیکھتا کیا ہے کہ از سر تا پا شاخ مرجان کے مانند خون مین آلودہ ہے بادشاہ بیدار ہوا اور نہایت
مضطر ہو کے چاہا کہ محرمان حرم سرا کو آواز دے کہ ناگاہ پھر نیند غالب ہوئی تو پھر دیکھتا کیا ہے کہ اشتر سپید
راہوار کہ برق جہندہ کے مانند کوہ گذار اور عمر گرامی کی طرح خوش رفتار ہے اسپر بادشاہ سوار ہے اور
مشرق کی طرف جاتا ہے اور ہر چند نگاہ کرتا ہے کسی ملازم کو سوا دو فراش پیادہ کے نہین دیکھتا
پھر خواب سے بیدار ہوا اور چھٹی بار پھر سو گیا دیکھا کہ ایک آگ اسکے سر پر روشن ہے اور اسکی روشنی
اسکے اطراف اور جوانب کو گھیرے ہے اس صورت کے مشاہدے سے ہراسان ہو کے بیدار ہوا
ساتوین بار پھر غافل ہو گیا دیکھا کہ ایک مرغ اسکے سر پر بیٹھا ہوا پیشانی پر منقار مارتا ہے اس بار
بادشاہ نے خوفناک ہو کر ایسا نعرہ مارا کہ سب ملازم کہ گرد بادشاہ کے خفتہ و بیدار تھے سراسیمہ
ہو کر دوڑے بادشاہ نے سب کو تسکین دی اور کہا کہ خیریت ہے اپنی اپنی جگہ جا کر پھرو اور اس
خواب ہولناک کی ہیبت سے مانند مار دم بریدہ اور مردم مار گزیدہ کے پیچ و تاب کھاتا تھا اور باخود
کہتا تھا کہ کیا نقش گونا گون تھا کہ کلک قدرت نے دکھایا اور یہ کیا لشکر فساد انگیز تھا کہ
بیت ز نشست یکے عربدہ آشوب دگر خاست ÷ ز رفت یکے فتنہ بلا بر دگر آمد ÷

س تہ دور مین تھا کہ یہ صورت واقعہ کی کس سے کہون اور حل اس مشکل کی کس جانی
ہم سے طلب کردن اور محرم اس اسرار کار کسے بنا دون اور نزد اس قضیے کی کس سے
سیلون مصرع این درد کرا گویم و درمان زکہ پرسم + القصہ شب ہزار رنج بسر کی جب عارض
صبح روشن شکن زلف شب تار سے درخشندہ ہوا اور نقاب ظلمت دن کے آگے سے
اٹھایا گیا بادشاہ اٹھا اور برہمنون کو کہ حلال ہر مشکل اور علم تعبیر مین کامل جانتا تھا بلایا
اور تعجیل کہ بادشاہون کو منع ہی عمل مین لایا یعنی غلبۂ اضطرار مین بلا تامل تمامی حالات
خواب کے جسطرح پر دیکھے تھے اُنسے بیان کیے برہمنون نے واقعات ہولناک سن کے اوتر
وقفہ پر اس کا ناصیۂ شاہی دیکھکے کہا کہ یہ خواب بہت سہمگین ہی اور تمام عمر ایسا خواب ہم لوگ
ہمارے کانون نے کبھی نہ سنا تھا اور کوئی معبر بلا تامل تعبیر اسکی کر نہین سکتا ہی اگر بادشاہ
اجازت فرمائے تو ہم غلام بایکدیگر اتفاق کرکے وہ کتابین کہ فن تعبیر مین اعتبار رکھتی ہین
اُنسے رجوع کرین اور بہ تامل تام جو کچھ کہ دریافت کرین اور وہ تعبیر کہ جسمین شائبۂ شبہہ و شک کا
نہ ہے اُسے عرض کرین اور اُسکے دفع ضرر کی راہ ڈھونڈین بادشاہ نے اجازت دی یہ لوگ
باہر آئے اور خلوت کی اور خبث ضمیر اور ناپاکی سیرت سے سلسلۂ انتقام کو تحریک دیکر بایکدیگر کہا
اس ظالم جفاکار نے تھوڑے دن ہوے ہین کہ ہماری قوم کے ہزار آدمی قتل کیے ہین اور
مال و متاع ہمارا تاراج کیا ہی آج سر رشتۂ انتقام کا ہاتھ آیا ہی کہ اس وسیلے سے کینہ ہمارا
حاصل ہوگا اور اب جو اُسنے اس حادثے مین ہمین اپنا محرم کیا اور ہماری تعبیر اور تقریر پر
کیا ہی اب فرصت کو فوت نہ کیا چاہیے اور کینۂ دیرینہ کے لینے مین تاخیر نہ کیجیے کہ پھر ایسا
موقع نہ ملیگا بیت لمولفہ آتش غم سے جل رہا ہی عدو + آب شمشیر سے بجھا لے آج
راہ صواب کی یہ ہی کہ اس رات مین ہم کلام سنے محابا کرین اور بنہایت تہدید سے اُسے
ڈرائین اور کہین کہ یہ سب خواب مخاطرۂ عظیم پر دلیل ہی کہ ہر ایک اسمین سے بیم جان کی خبر دیتی
اور دفع اسکی مضرت کا یہ ہی کہ خواص ارکان دولت اور اعیان حضرت اپنے تصدق کرے

راضی ہوں اور تھوڑا کہ وہ خاصہ بادشاہ کا ہے اور تینوں غیل اور دونوں شتر اُس شمشیر
گوہر نگار سے قتل کیے جائیں اور اُن سب کا لہو حوض میں بھرا جائے اور بادشاہ ایک
ساعت اسمین بیٹھے اور ہم افسون اُسپر دم کریں اور وہ خون بادشاہ کے بدن پر ملیں
اور بعد اسکے آب خالص سے بدن بادشاہ کا دھوئیں اسکے بعد بادشاہ نذر آور فارغ
بیٹھے اگر بادشاہ اسے قبول کرے اور عزیز اور مقرب بادشاہ کے اس حیلے سے
ہلاک ہو جائیں اور وہ تنہا رہجائے تو تھوڑے سے عرصہ میں اُسکے بھی ذات کی
تدبیر کر سکنا آسان ہے ہمارا دل کہ اُسکے خار آزار سے مجروح ہے اس صورت میں گل
مراد ہاتھ آتا ہے اور دشمن قوی جبکہ ضعیف ہو گیا تھوڑی سی سعی میں ہلاک ہو سکتا ہے
بیت دل اگر خار جفا دید امید ست کہ باز * گل امید بچیند ز گلستان مراد * غرض کہ اس
عذر و خیانت سے کفران نعمت پر اتفاق کرکے بادشاہ کے پاس آئے اور کہا کہ بادشاہ کی
عمر دراز ہو تعبیر اس خواب کی سوا ہجوم رنج و بلا اور محنت و عنا اور کچھ نہیں پائی
جاتی ہے اور دفع بلا کے لیے تدبیر از روے علم نجوم صحیح یوں ٹھہرتی ہے جو بادشاہ
ہماری بات کہ عین نیک اندیشی اور محض خیر خواہی ہے سمع رضا سے قبول فرمائے
تو جو ہجوم بلا کہ ان خوابوں کی تعبیر سے پایا جاتا ہے اور اُسمین کسی طرح کا شبہہ و شک
نہیں ہے تو مقرر دفع ہو جائے اور اگر ہماری عرض پذیرا نہو گی تو بلاے عظیم کے
منتظر اور زوال بادشاہی اور قطع زندگانی کے مترصد رہے بادشاہ اس بات کے
سننے سے ڈرا اور دائرہ حیرت میں پڑکے از خود رفتہ ہو گیا اور بعد تامل کے پوچھا
کہ تفصیل اس اجمال کی بیان کرو برہمنوں نے کہا کہ گویم مشکل و گر نگویم مشکل یعنی
اگر کہتے ہیں تو تمام اہل سلطنت آزردہ ہوتے ہیں اور اگر نہیں کہتے ہیں خدا آزردہ ہوتا ہے
اور ہم کو رنگی سے منسوب ہوتے ہیں یہ سن کر بادشاہ زیادہ تر گھبرایا اور مبالغہ کیا
کہ جلد تفصیل اسکی بیان کرو آخران مفسدون نے قیل و قال حد کو پہونچا کے عرض کیا

وہ دو ماہی کہ دُم پر کھڑی ہین وہ دونون فرزند بادشاہ کے ہین اور وہ سانپ
بادشاہ کے پانون مین لپٹ گیا تھا وہ ایران دخت شاہزادی ہی اور وہ دو
لین رنگین دو پیالان سیاہ ہین اور فاز بزرگ پیل سپید ہی اور شتر راہوار اور سمند
ش رفتار شہریار ہی اور وہ دو فراش پیادہ شتران بختی ہین اور وہ آتش کہ فرق بادشاہ
شن تھی بلابر وزیر ہی اور وہ مرغ کہ منقار بادشاہ کے سر پر مارتا ہی کمال وزیر ہی اور
خون کہ جس سے بادشاہ کا بدن آلودہ ہی اثر ہی شمشیر زرنگار کا کہ فرق پر دشمن لگاوینگے
ر چہرہ مبارک کو اُس سے رنگین کرینگے اور ہمنے تدبیر اس خواب کے دفع ضرر کی از رو
تعبیر کے اسطرح پر ٹھہرائی ہی کہ بادشاہ دونون بیٹے اور ایران دخت اور وزیر اور
یر اور اونٹ اور ہاتھی اور گھوڑے کو اُسی شمشیر سے ذبح کرکے خون سب کا تھوڑا
ڑا لیکے ایک ظرف مین جمع کرین اور شمشیر کو توڑ کے ان سب کشتون کے ساتھ
ن مین دفن کردین اور ہم اُس خون کو آب دریا مین ملا کے ایک آبزن مین ڈالین
بادشاہ کو اسمین بٹھا کے دعا اور افسون پڑھین اور اسکے بعد اسی خون سے
اہ کی پیشانی پر طلسم لکھین اور شانہ اور سینہ بادشاہ کا اُس خوناب سے آلودہ کرکے
ساعت کے بعد آب دریا سے سر و تن دھوکے اور خشک کرکے روغن زیت سے
کرین اس صورت مین مضرت کلی دفع ہو جائیگی اور سوا اسکے کوئی چیز فائدہ بخش
لی بیت در دفع بلائے کہ نصیب تو مباد * تدبیر ہمین ست کہ تقریر فتاد * بادشاہ نے
کہ یہ بات سنی آتش حسرت متاع صبر مین شعلہ زن ہوئی اور باد وحشت سے خرمن
ی برباد ہو گیا کہا کہ اے دشمنان دوست رو او دوستان آدمیان اہرمن خو تمھاری
تدبیر سے مرگ بہتر ہی اور اس تقریر سے کہ تمنے کی شربت اجل خوشتر یہ گروہ
انمین میری ذات کے مانند ہین اور بعضون سے مدار ملک و مال اور سبب
جاہ و جلال ہی اگر ان سب کو ہلاک کرون پھر حیات سے مجھے کیا راحت ہین جو ان

سب کی راحت دیدار سے زندہ ہون اگر یہ نہ ہوے تو غالب ہیں کی غزلیں چقول اثبات
بیت مثل حنا ہو غیر کی ہاتھون مری بہار ہو سرسبز اگر چہ ہون میں امد نگارین
حکایات حضرت سلیمان علیہ السلام اور بگلے کی نہین سنی ہو اور حقیقت اُسکے جواب
تمھین نہین پہونچی ہو برا ہمہ نے التماس کیا کہ ارشاد ہو حکایت کہا ہو حضرت سلیمان
بنیا و علیہ الصلوۃ والسلام پیغمبر تھے اور بادشاہ بھی تھے عظیم الشان کہ جن و انس
اور وحوش وطیور سب اُنکے تابع فرمان تھے اور منشی قضا نے منشور سلطنت کا
نام پر یون لکھا تھا کہ نہ اول ایسا بادشاہ تھا اور نہ بعد اُنکے ایسا کوئی ہوگا اور
شہرور واجا شہر نمونہ ہو اُنکی سیر کا بیت فلک بندہ و آفتابش غلام ✤ ز
سطیع و جہانش بکام ✤ ایک روز مقربان ملکوت مین سے ایک فرشتہ نزدیک
حضرت سلیمانؑ کے قدح پر آب ہاتھ مین لیکے حاضر ہوا اور کہا کہ صانع کل
تجھے مخیر کیا ہو اور فرمایا ہو کہ اگر چاہے تو تا قیام قیامت کل نفس ذائقۃ الموت
شربت پینے سے امین رہے تو اس جام کو پی لے اور اگر سبیل انکار رکھتا ہو کہ
زندان ناسوت سے روضۂ صافی لاہوت کی طرف متوجہ ہو تو جلد قدم اُٹھا یہ
حضرت سلیمان علیہ السلام نے خیال کیا کہ نقد عمر ایک سرمایہ ہو کہ اُس سے بازار
سود فراوان ہاتھ آنے والا ہو اور جوصۂ زندگانی کا ایک کشت ہو کہ اُسمین تخم دولت
دوجہانی اور نہال سعادت جاودانی بویا جاتا ہو اور اس عالم مین ایسی دولت
ہاتھ آنا ممکن نہین ہو پس بہر نوع نشاط حیات مشیون فنا سے بہتر ہو اُسے اختیار
چاہیے اور اس عرصۂ دراز مین کہ مہلت عنایت کی رضاے پروردگار مین کوشش کا
چاہیے عمر اُسکو کہتے ہین کہ خیال اور افعال خیر مین بسر ہو پھر خیال کیا کہ تامل
کرنا ایسے امر جلیل کا نہ چاہیے اللہ تعالی نے مشورے کو امر فرمایا ہو تو چاہیے کہ
وانس اور وحش وطیر جمع کرکے مشورہ کرون اور سبکی رای انکی جس باب میں

محل مین لاؤن اسکے بعد سب کو جمع کرکے پوچھا کہ اس شربت حیات کے پینے مین تمھاری
یا صلاح ہے سب نے عرض کیا کہ ضرور پینا چاہیے کہ دوام مین آپ کی زندگانی کے فلاح تمام
جہان کی ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اہل مملکت سے کوئی شخص باقی تو نہین رہا
لوگون نے عرض کیا کہ ایک بگلا حاضر نہین ہے اور باقی سب موجود ہین گھوڑے کو حکم کیا
بگلے کو حاضر کرے گھوڑے نے حسب الحکم جاکر کہا کہ نبی اللہ نے تجھے یاد فرمایا ہے اسنے
نے سے انکار کیا دوسرے بار کتے کو حکم کیا کہ جلد جاکر بوتیمار کو لا کتا آیا بگلا اسکے ہمراہ بلا تکرار
اکراہ چلا آیا حضرت نے فرمایا کہ بلایا ہے مین نے تجھے ایک مشورے کے واسطے مگر اس سے
پہلے ایک شبہہ ہے اسے حل کرکے بعد اسکے اصل مطلب کا مشورہ کیا جائیگا بگلے نے عرض کیا
میری کیا حقیقت ہے کہ مین شبہے کو حل کرونگا لائق تجھسا بادشاہ جو مجھسے ذلیل کو عزت
مشورے کی بخشے تو دور نہین ہے بندہ پروری اور غلام نوازی سے بیت تو آفتابے
من ذرہ بغایت پست ٭ بعید نیست زخورشید ذرہ پروردن ٭ اگر حضرت رسالت
منقبت اظہار مین اس شبہہ کے ارشاد فرمائین تو جو کچھ میری خاطر شکستہ مین گذرے
سے عرض کرون حضرت نے فرمایا کہ انسان کے بعد اشرف حیوانات گھوڑا ہے اور
خسیس تر جانورون کا کتا ہے مین کیا حکمت تھی کہ تو کتے سے شریف ترین حیوانات کے
یا اور کتنا خسیس ترین جانورون کا قبول کیا بگلے نے عرض کیا کہ اگرچہ گھوڑے کا
ال شرف ظاہر ہے مگر در مرغزار وفا مین چرا نہین ہے اور چشمہ حق شناسی سے قطرہ نہین چکھا ہے
حسب حال اسکے ہے مصرعہ اسپ و زن و شمشیر وفادار کہ دید ٭ اور کتا ہر چند خبیث
موصوف ہے اور ناپاکی مین معروف لیکن لقمہ وفاداری کا کھایا ہے اسنے اور رسم
گذاری کی عادت رکھتا ہے بیت سگ حلقہ مہر کردہ در گوش ٭ یک لقمہ نمک
فراموش [illegible] حضرت کی کہ منبع وفا اور مجمع صدق و صفا ہے اسلیے قبول ہوا کا
ل اگر نامناسب ہوجانا اور حق وفاداری متوجہ ہونا مصلحت سمجھا مین حضرت سلیمان

علیہ السلام نے بات اُسکی پسند کی اور وہ کر آب حیات بکے پینے کا ارشاد کیا
بگلے نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ یہ آب حیات تو تنہا نوش فرمائیگا یا دوستون اور عزیزون
بھی پلائیگا حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ رب کریم نے خاص میرے
واسطے بھیجا ہی اورون کا اسمین نصیب نہین رکھا ہی بگلے نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ یہ کیونکر
تجھے گوارا ہوگا کہ تو تنہا زندہ رہیگا اور سب ہمدم اور یار اور فرزند اور حق گزار تیرے
آگے مر جائینگے پھر اس زندگانی سے تو کیا لذت پائیگا اور وہ عمر کہ دوستون اور عزیزون
فراق مین گذرے اسمین کسی طرح راحت تصور نہین کی جاتی ہی آگے تجھے اختیار
قطعہ صحبت یاران غنیمت ہی کہ نقد زندگی ✤ خاص از بہر نثار صحبت احباب ہی
بے سیر و تماشا گلشن عمر عزیز ✤ پر یہ محتاج بہار صحبت احباب ہی ✤ حضرت سلیمان علیہ السلام
بات اُسکی پسند فرمائی اور شربت زہر آمیز فراق سے کہ نام اُسکا آب حیات تھا اجتناب کیا
بیت ہر چہ ز احباب جدائی وہ است ✤ دور ترش دار کہ دوری بہ است ✤ بادشاہ نے
کہا کہ یہ مثل اسواسطے لایا ہون مین کہ تم جانو اے براہمہ کہ مین زندگانی اپنی بغیر اس جاعت
نہین چاہتا ہون اور اپنی موت اور انکی موت کو برابر جانتا ہون ہر آئنہ ملک عدم
اور انتقال مین ہی اور یہ راہ خطرناک بھی طی کرنا ہی اور وحشت خانہ لحد مین رہنا بھی
پھر عمر دو روزہ کے واسطے کیون ایسے امر نا ملائم پر جرأت کرون اور اپنے ہاتھ سے
دولت و عشرت اور نام و نشان کو برباد کرون اگر ہو سکے تو کوئی اور تدبیر کرو اور
اسکا بوجہ احسن نکالو والا یہ کام مجھسے زنہار نہو سکیگا براہمہ نے کہا کہ بادشاہ کی بقا
سخن حق تلخ اور نصیحت بے خیانت درشت معلوم ہوتی ہی مگر حتی الوسع ہم خیر اندیش
زبانین بند نہ کرینگے ہمین بادشاہ کی رائے سے تعجب ہی کہ اورون کو اپنی ذات کے برابر
اور اورون کی بقا کے واسطے اپنی جان عزیز اور ملک موروثی سے کنارہ کرتا ہی اور نصیحت
مشفقانہ نہین سنتا ہی اور خیر خواہون کی بات پر اعتماد نہین کرتا ہی اور اس کام مین

وجب فرح تمام اور سبب آسایش خاص و عام ہی قبول نہین فرماتا ہی خردمند اورون کو اپنی
ذات کے واسطے البتہ چاہتے ہین نہ غیرون کے واسطے اپنی ذات کو برباد کرتے ہین اگر
بادشاہ پر پوشیدہ نہین ہی کہ آدمی رنج بسیار سے درجۂ استقلال کو پہونچتا ہی اور کلید
خزانہ ملک کوشش بیشمار سے ہاتھ آتی ہی اسکو کھونا اور عمداً ترک زندگانی کرنا اور سریر
دولت و کامرانی کو دیدہ و دانستہ چھوڑنا روش خرد سے فرسنگون دور ہی اگر ذات
بادشاہ کی باقی ہی تو زن و فرزند بہت ہو رہینگے اور جو ملک برقرار رہیگا تو اسباب
تجمل اور ملازمان کافی بادیانت بہت جمع ہو جاینگے بادشاہ نے جب فضولی انکی گوش زد کی
اور انکے دمدمے اور سحر بیانی سے متردد اور متالم ہوا تو بارگاہ سے اٹھکے خلوتگاہ مین آیا
اور روے نیاز زمین عاجزی پر ملتا تھا اور آب حسرت دیدۂ اشکبار سے برساتا تھا
اور آتش ناامیدی سے خرمن صبر و سکون کا جلتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ ابر فتنہ زاک
باران بلا سے برستا ہی کہان سے پیدا ہوا اور یہ لشکر غم کہ متاع حیات کے سوا اور کچھ
نہین لوٹتا ہی کہان سے وارد ہوا بیت من بودم و کنجے و حریفے و سرودے + غم راکہ نشان
داد و بلا راکہ خبر کرد + بھلا عزیزون کی مرگ کو کسطرح گوارا کرون اور بے ہمدمون کے کیونکر
زندگی بسر کرون اور فرزندون کے بغیر کہ روشنائی چشم اور قوت دل ہین اور حالت
حیات مین امیدواری اور بعد موت کے بجاے میرے نتیجۂ شہریاری ہین کسطرح
اپنی موت پر راضی ہون بقول فردوسی فخر شاعران کے بیت ندارد ہیچ بایستہ تر
ز فرزند شایستہ شایستہ تربیت مشہور زمانے مین یہ مصرع ہی سلطنت سے بہتر
ہی باپ کو فرزند خلف سے + اور ایران دخت کہ چشمۂ خورشید تابان رشحہ
اسکے چاہ زنخدان کا ہی اور مطلع ماہ رخشان پرتو اسکے عکس روے درخشان کا ہی
اور منہ اسکا ایام دولت کے مانند تازہ و خرم اور زلفین لیالی فراق کی طرح درہم
اور صحبت اسکی دلربا اور مصاحبت اسکی راحت افزا ہی اسکے بغیر زندگانی سے

کیا لطف پاونگا اور بار بار وزیر کہ اسکی رائے روشن نے شہابے حادثات کو آفتاب کی طرح
منور کرتی ہی اور پرتو اسکے شمع ضمیر کا نور ہی ظلمت زدا بغیر اسکے رونق ملک و عمال
اور افزونی خزانہ و حصول اموال اسطرح سے کون کرسکیگا اور کمال دبیر کہ انشاپردازی
مین نقش بند سپہر بلند اسکا شاگرد ہی اور الفاظ اسکے مانند لآلی دلکشا ہین اور حسن خط
اسکا طرب افزا ہی اگر وہ نہوا تو مصالح ملک اور حوادث مین کون مددگاری کریگا اور
احوال اعدا سے اور بد اندیشون کی دشمنی سے کون مجھے ہر وقت اطلاع دیگا جس وقت
کہ دونون ناصح امین کہ مانند دست و پا اور دیدہ بینا تمام ملک کے ہین اگر فرد بقا سے
خط فنا کھینچا جائیگا تو سرآئنہ فوائد نصیحت اور آثار کفایت منقطع ہو جائینگے اور پیل سپید
کہ جسم اسکا مانند جرم ماہ اور جسم چرخ دوار کے سربلند اور سریع السیر ہی اگر وہ نہ
تو معرکہ کارزار مین کس پر سوار ہونگا اور وہ پیل سیاہ کہ عرصہ ہیجا مین خرطوم
صف دشمن کو زیر و زبر کر ڈالتے ہین ہنگام نبرد فوج مخالف کو کیونکر برہم کرونگا
اگر وہ دو اشتر کہ پیک صبا کی طرح سریع السیر ہین نہونگے تو ضرورت کے وقت کس سے
خبر منگواونگا اور فرمان اپنا ممالک محروسہ کو اس شتابی سے کیونکر بھیجونگا اور اس سمند
دوندہ صرصر تک پولاد رگ باد گردار صبا رفتار کے سوا کہ رخشندگی مین آتش حسرت
دل رخش رستم مین افروختہ کرتا ہی اور سرعت اسکی دیدۂ شبدیز خرد سے اشک گلگون
بہاتی ہی کیونکہ عزم رزم اور ارادہ ملکشوری اور عنان گردی کرونگا اور گوے
طرب چوگان مسرت سے کیونکر لیجاونگا اور وہ شمشیر بران کہ آتش فتنہ اسکی آبداری کی
ہیبت سے یکقلم افسردہ ہوگئی ہی اور آب اسکی کہ آبروے ملک ہی بغیر اسکے کس طرح
بوقت جنگ کے خاطر جمع کرونگا جبکہ اس اسباب سے نے بہرہ ہوا اور جماعت
متعلقون کی اپنے ہاتھ سے برہم کی مین نے پھر ملک سے کیا تمتع اور عمر سے کیا
کیا لذت حاصل ہوگی بقول مولف کے بیت تو نہین آگے جو آنکھون کے تو دل

م نہین ۔ جنبش مژگان کف افسوس سے کچھ کم نہین ۔ القصہ بادشاہ نے ایک
یانہ روز دریاے فکر مین غواصی کی گروہ گوہر تدبیر کہ جس سے سررشتہ امید کا ہاتھ آئے
یا آخر یہ راز ارکان دولت پر شائع ہوا کہ بادشاہ فکر عظیم مین پڑا ہی بلار وزیر نے
لیشہ کیا کہ اگر بادشاہ کچھ اشارہ نہ کرے اور استکشاف مین راز کے مبادرت
ون تو یہ حرمت ادب سے دور ہی اور اگر توقف کرتا ہون تو مراسم اخلاص اور آئین
ختصاص کے منافی ہوتا ہی آخر ایران دخت کے پاس آیا اور یہ رباعی شایستہ ہوئی
ھی رباعی او رحمہ ہی ازل سے تو برادرے عفت ۔ دیکھا نہ سنا تو نے سواے
فت + عفت ترے واسطے ہوئی ہی پیدا ۔ مخلوق ہوئی ہی تو براے عفت ۔
ر عرض کیا کہ راے عالی پر مخفی نہین ہی کہ بندے نے جس روز سے کہ خدا
گاہ سپہر احتشام مین شرف انتظام پایا ہی کوئی راز سرکار کا مجھسے مخفی نہین رہا ہی اور
ی مشورے مین بادشاہ نے میرے بغیر عمل نہین فرمایا ہی کل سے دو بار براہمہ
کے مشورت کی ہی اور آج بھی خلوت اُنسے کرکے متفکر اور رنجور بیٹھا ہی اور تو ملکہ
وزگار اور مونس شہریار ہی اور رعیت اور لشکر سب تیری عنایت کے
یدوار ہین اور تجھے اکثر امور مین بادشاہ کا ثانی جانتے ہین مناسب یہ ہی کہ تو شہریار کے
س جاکے صورت حال دریافت فرما تا اُسکے تدارک مین ہم سب مشغول ہون ۔ رنہ
راہمہ غدر پیشہ بد اندیشہ ہین مبادا کہ خباثت ذاتی سے کوئی فریب کرکے بادشاہ کو
س کام پر تحریص کرین کہ انجام اُسکا حسرت اور ندامت کھینچے اور جب کہ بات
ھ سے جاتی رہتی ہی تو تاسف کچھ کام نہین آتا ہی مصرع علاج واقعہ پیش از
وع باید کرد ۔ ایران دخت نے جواب دیا کہ چند روز سے مجھ مین اور بادشاہ مین
رنجی ہی اُس دن سے کنایہ اور اشارے مین گاہ گاہ کچھ کچھ بات ہو جاتی ہی
سلیے مجھے بھی شرم آتی ہی کہ بادشاہ کی خلوت مین بے طلب چلی جاؤن اور

نے محابا استفسار حال گزون وزیر نے کہا کہ ای ملکۂ جہان ایسے ہدیۃ الاحباب تحفے ہیں
یہ خفگی نہیں ہے بلکہ رسوخ بنائے محبت اور موجب ثبات قاعدۂ مودت ہے بیت تم کو لطف
آپ کو ناز چاہیے مجکو نیاز چاہیے * سچ ہے براے دوستی ناز و نیاز چاہیے * اس محل میں
تکلف کو برطرف رکھا چاہیے کہ بادشاہ فکر عظیم اور اندیشۂ دور و دراز میں پریشان خاطر ہیں
اور خدمتگار ایسے محل میں گستاخی نہیں کر سکتے ہیں اور بغیر تیری کلید صلاح کے اور کوئی اس
قفل مشکل کو کھول نہیں سکتا ہے اور میں نے بارہا یہ بادشاہ سے سنا ہے کہ جب ایران دخت
میرے آگے آتی ہے اگرچہ اندوہگین بھی ہوتا ہوں تو خوش ہو جاتا ہوں اور اُسکے دیدار
ہمایون سے میرا غم اور ملال سب دور ہو جاتا ہے اب تو تشریف لیجا اور دریافت کر اور
کافۂ خدام پر منت رکھ ایران دخت بادشاہ کے پاس آئی اور کہا بیت غمت مباد
وگزندت مباد و رنج مباد * کہ راحت دل و آرام جان و دفع غمی * اسکے بعد عرض کیا
کہ موجب فکر اور سبب حیرت کا کیا ہے اگر براہمہ سے کچھ سنا ہے اور وہ لائق بیان کے ہے
تو خدام کو بھی اُس سے مطلع کیجیے تا موجب اُسکے موافقت کر کے شرائط خدمتگزاری
سب بجا لائیں بادشاہ نے کہا کہ سوال اُس چیز کا نہ کیا چاہیے کہ جواب جسکا موجب
رنج و ملال ہو لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم یعنی سوال نہ کرو تم اُن چیزوں سے
اگر ظاہر کی جائیں واسطے تمہارے وہی چیزیں تو برائی میں ڈالیں تمکو یعنی رنج میں
ڈالیں تمھیں ایران دخت نے کہا کہ ہر رنج اگر سب متعلقوں کی طرف رجوع کرے تو غم
نہیں ہے کہ سلامتی ذات مبارک تدارک جمیع آفات کا ہے مصرعہ ہزار جان گرامی فدای
جان تو باد * اور اگر عیاذاً باللہ وہ فقط النفس نفیس عالی سے متعلق ہے تو اُسمیں اضطراب
فرمانا اور غمناک بیٹھنا نہ چاہیے مصرعہ مرد ثابت قدم آنست کہ از جا نرود * بلکہ ہمت
مردانہ کے مناسب ہے کہ یہ غنیمت نشان ہے صبر و ثبات کا کہ عمدہ صفات سلاطین
ہے اور جزع اور فزع رنج کو زیادہ کرتا ہے اور بے صبری دشمن کو خوش وقت

ر دوست کو رنجور کرتی ہی اور جو حادثہ آدمی پر آئے اسمین صبر اختیار کرے صبر کی ہاتھ
ن سے تو آخر کار چہرۂ مراد پیش نظر آتا ہی اور بہترین مطالب کا جبھی ہاتھ آتا ہی کہ قضاے
ی پر راضی رہے بیت لمؤلفہ صبر ہو آفات مین لازم کہ ہو انجام خوب + ہو نہ دنیا مین
وری سے برابر کام خوب + بادشاہ کے لائق یہ ہی کہ جو کام کہ حادث ہو طریق انکی
ن کا کمال کیاست اور وفور فراست اور بنہایت ثبات اور قائم مزاجی سے کرے
امر اسپر مشتبہ اور پوشیدہ نہ رہے خصوصًا وہ بات کہ اختیار اسمین نہو زیادہ تر اسمین
ت قدم رہے اور مضطر نہو بلکہ طبیعت کو خوش رکھے کہ وہ محض فضل پروردگار پر
وف ہی پس کریم جو کچھ کہ کرتا ہی خصوص صابرون کے واسطے وہ بہتر ہی ہوتا ہی اور
ری خوبی اس امر مین اور ہی کہ انسان اسمین کسی طرح ملزم نہین ہوتا ہی اور جسمین کہ
ہ تعالی نے آدمی کو اختیار بخشا ہی اسمین خطا کا بھی احتمال ہی اور خطا الزام و ملال کا باعث
ی ہی اگر وہ امر ایسا ہی کہ بجز دعا چارۂ تدبیر سے باہر ہی تو سب بندگان شاہی بدل و جان دعاے
ت سلطان مین شبانہ روز مصروف رہینگے اور اگر قابل تدارک کے ہی تو ان بیتون کے
ق عمل فرمایئے نظم ہم گنج داری ہم خدم ہم ملک داری ہم حشم + بیرون خرام از خلوت
رباب عالم زن علم + رخ جانب مقصود کن اندوہ را نابود کن + احباب را خوشنود کن
از دل بار غم + بادشاہ نے کہا کہ جو کچھ براہمہ نے کہا ہی اگر ایک حرف اسمین سے گوش
ین کہدون تو اطراف اسکے مانند طور کے برہم و درہم ہو جائین اور اگر ایک رمز
روز روشن پر ظاہر کرون تو مانند شب تیرہ تار ہو جاے امہ ایران دخت اسکی
ن مین مبالغہ تو کرتی ہی مگر سینگی تو تاب نہ لا سکیگی ایران دخت نے بہت مبالغہ کیا
ہ نے اسکے پاس خاطر سے حال ظاہر کیا کہ مین نے کل رات یہ خواب ہولناک دیکھے مین
کی تاویل اور تعبیر براہمہ سے پوچھی تھی ان ملعونون نے یہ تعبیر دی کہ تجھ دلدار اور
ن فرزندان عالی مقدار اور وزیر صافی ضمیر اور دبیر خوش تحریر اور پیل سفید

مرد افگن اور اُن دونون پیلان کوہ پیکر صف شکن اور دونون شتر خارا فرسا نے خار
سمند صرصر رفتار کو شمشیر گوہر نگار سے قتل کر کے اور پھر اُس شمشیر کو بھی توڑ ڈالا چاہیے
اُس خواب کا ضرر دفع ہو ایران دخت نے جبکہ یہ کلام بادشاہ کا سُنا دود اندوہ آتش
دل سے اُٹھا اور روزن دماغ سے باہر نکل گیا نزدیک تھا کہ چشمہ چشم سے قلزم
جوش زن ہو لیکن ازبس کیاست اور بردباری مین موصوف تھی دل کو تھا
کہا بیت للمؤلفہ تو رہے باقی بلا سے گو فنا ہو جائین ہم ٭ سب بلا تیری
ہمپر فدا ہو جائین ہم ٭ بادشاہ کو اس بات سے اندوہگین ہونا نہ چاہیے
خانہ زادون کی بادشاہ کی ذات پر فدا ہونگی تو اور کس کام آئینگی اگر ذات بادشاہ
باقی ہے تو اولاد اور بھی ہونا ممکن ہے اور خدمتگزار اور اسباب تجمل کے کم ہونے سے
نقصان سلطنت مین نہین آتا ہے اور خدا کرے کہ ضرر خواب کا دفع ہو جائے اور باد
دل اس رنج سے فارغ ہو مگر اس طائفہ غدار پر اعتماد زنہار نہین چاہیے کہ دشمن
ہین اور بادشاہ کے نزدیک اگر قتل کرنا اس گروہ کا ضروری ٹھہرے تو بھی بلا تا
بغیر خوب سوچے اور سمجھے ایسے امر دشوار مین جلدی نہ فرمائے کہ خونریزی کا
اور جانوران بیگناہ اور نادر الوجود کی اساس حیات کو منہدم کرنا بلا سے ان
اور گناہ بے پایان ہے اور اگر نعوذ باللہ بے سوچے اور سمجھے خون ناحق جلدی مین
تو عذاب ابدی پر وال ہے پھر تاسف اور پشیمانی فائدہ نہ بخشیگی اور حسرت اور افسوس
نہ آئیگا کہ مردے کو زندہ کرنا دائرہ قدرت بشری سے باہر ہے آن برا ہمہ کو کبھی دست
اور حکماے ذین اسپر متفق ہین کہ بدگو ہر لئیم پیرایہ راستی اختیار نہین کرتا ہے اور علم
اُسے زیور وفا سے آراستہ نہین بناتا ہے اگر طوق مرصع کتّے کی گردن مین پڑے نا پا
متغیر نہوگی اور خوک کو اگر ہزار بار آبحیات سے شست وشو کیجے تو خباثت اُسکی
تبدیل نپائیگی ایسون ہی کے علم کے حق مین یہ اشارہ ہے کمثل الحمار یحمل اسفارا

وی معنوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین بیت علم گر بر دل زنی یارے بود + علم گر بر تن زنی
ے بود + اور علم تیغ کے مانند ہے کہ اُس سے ہر کسی کو مار سکتے ہین وہ لوگ کہ پاک طینت
ر پاکیزہ سرشت ہین نفس بد اور شہوت کو اسی شمشیر علم سے قتل کرتے ہین اور وہ کہ
خمیت اور ناپاک سیرت ہین خرد اور روح کو کہ انسان اُس سے مرتبہ شرف کو پہونچتا ہے
ی تیغ سے ذبح کرتے ہین اور جو آلہ کہ دشمنون کے دفع کے واسطے ہے اس سے دوستون کو
ر پہونچاتے ہین آیک محقق کامل نے اسی معنی مین اشعار موزون کیے ہین ابیات
ترا علم دفن آموختن + دادن تیغے بدست راہزن + تیغ دادن درکف زنگی مست
آید علم ناکس را بدست + حیلہ آموزان جگرہا سوختہ + دخلہا و مکرہا آموختہ +
شہریاران برہمنون کی غرض تعبیر سے یہ ہے کہ فرصت انتقام کی فوت نہوا اور بہت سے زخم
یاست سلطانی سے انکے دل مین موجود ہین چاہتے ہین کہ اس صلاح زہر آمیز سے
نون شفا جس کا نام رکھا ہے اُنپر مرہم رکھین یعنی پہلے فرزند کو جو قوت روح اور بجائے
ت شریف کے ہین وہ نظر سے بادشاہ کی خدانخواستہ اُٹھ جائین تا بادشاہ دل شکستہ
نے ارادہ ہوجاتے اسکے بعد حکما اور وزرا اور امرائے شفیق کہ ارکان دولت ہین اور
ی ملک اور افزونی خزانے کی انکی کفالت اور کوشش سے متعلق ہے ضائع کرین
شاہ کو سراسیمہ اور مضطر دیکھ کے رعیت دلیر اور لشکری ناامید ہون اسکے بعد
باب حشم اور خدم اور جہانداری کو مانند اسپ و پیل اور شتر دشمشیر کے برباد کر دین
شاہ تنہا بے سر و سامان رہجائے جب کہ شہریار کو دل شکستہ اور تنہا کر پائین تو چند رو
جو داعیہ کہ سالہائے دراز سے مکنون خاطر رکھتے ہین اُسے قوت سے فعل مین
ت آج تک کہ مجبوری سے دم نہین مار سکتے ہین جب کہ امکان قدرت دیکھین
ب فتنہ برپا کرین اس صورت مین کہ خدا ناکردہ فرزند اور رفیق اور سامان
داری باقی نہ رہے تو دشمنون کو چہار طرف سے برانگیختہ کرین لیکن بادشاہ کو

چاہیے کہ دشمنون کے فریب سے کسی حال مین غفلت نہ کرے شعر دشمن
غدار سے ایمن نہو مار پر آزار سے ایمن نہو دوستی مین جب وہ قابو پائیگا
کمال دشمنی دکھلائیگا اور باینہمہ اگر قول براہمہ کا بادشاہ کے نزدیک اونکے
تاخیر نہ فرمایئے اور اگر توقف مناسب ہے تو ایک تدبیر اور بھی ہے اگر ارشاد ہو تو عرض
بادشاہ نے کہا جو کچھ کہ تو نے بیان کیا میرے بھی اعتقاد مین یہی ہے اور جو کچھ کہنا ہے
جلد کہہ ایران دخت نے عرض کیا کہ اس کام مین مشورہ کاریدون حکیم کا ضرور
مسالک اخلاق طریقت اور محرم اسرار حقیقت ہین اور کوہ خضرا کے
غار مین منزوی ہے اور پاس انفاس ایک دم فروگذاشت نہین کرتا ہے بلکہ
شعر پر گویا کہ اسکا عمل ہے شعر زبان کی بند ہر جانب سے روزن
دل کے نظر کی بند پردہ اُٹھ گیا بس ستہ حائل کا اگرچہ اصل مین ان برا
نزدیک ہے مگر صدق وصفا اور دیانت ووفا مین بہت دور ہے مشورہ اُس
نہایت مناسب ہے بادشاہ کو یہ بات پسند آئی اور فی الحال سوار ہو کے کاریدون
پاس آیا اور دیدار حکیم سے کہ مجمع فیوض نامتناہی تھا مستفیض ہوا حکیم بھی
تعظیم بجا لایا اور کہا کہ میرا کلبۂ احزان مقدم شہریار سے منور ہوا لیکن سبب
فرمانے کا کیا ہے اور تغیر بشرۂ مبارک پر کس باعث سے ہے اور نشان غم کہ ناصیہ
ہمایون سے پایا جاتا ہے کون چیز اسکا باعث ہوئی ہے بادشاہ نے کیفیت خواب
برہمنون کی تعبیر تفصیل سے بیان کی کاریدون نے انگشت تعجب دندان تفکر و تاسف
کاٹی اور کہا کہ بادشاہ نے غلطی کی جو یہ خواب اس طائفہ غدار سے کہا اور یہ
اسکی نہین رکھتے ہین کہ یہ خواب انسے بیان کیا جاتا جہت یہ ہے کہ نہ عقل ہمارے
اور نہ دیانت برجا اور بادشاہ کو اس خواب بشارت آمود پر شادی کرنا چاہیے اور
شکرانے مین صدقات بیکران مستحقون کو دینا لازم ہے اور دلائل سعادت

ور شواہد عزت و عظمت تعبیر سے اس خواب کی پیدا و ہویدا ہین مبادم اجراے امور
اہش کے موافق ہونگے اور ساعت بساعت مہم دولت انتظام پائیگی دوران تابع اور
دون غلام اور ملک داعی اور فلک بکام رہیگا اور مین اسی وقت تعبیر ہر خواب کی بہ تفصیل
ض کر کے کید ان بدسگالون کا دفع کرتا ہون ع گر بدست تو خدنگ ست مرا تیم بسر است
ل وہ دو ماہی سرخ کہ دم پر کھڑی دیکھی ہین وہ دونون قاصد ہین کہ بادشاہ سرندیپ
طرف سے آئینگے اور دو چیل، قوی پیکر اور چار سو رطل یاقوت رمانی کہ انار
سکے رشک رنگ سے پرخون ہو جائے اور جرم آتش انکی شعاع کی غیرت سے
نخانۂ سنگ مین منھ چھپائے وہ بادشاہ کو پیشکش گذرانینگے اور وہ دو بطین اور
قاز کہ پیچھے سے اُڑ کے روبرو بادشاہ کے آئی تھین وہ ایک شتر اور دو گھوڑے ایسے
ونگے کہ رعد خروش برق جوش تیز ہوش سخت کوش کہ بادشاہ دہلی کا بطریق ہدیہ
ضرت کو بھیجیگا اور وہ سانپ کہ بادشاہ کے پانون سے لپٹا تھا وہ تلوار ہے الیسی آبدار
ور جنگ کسی نرم و سخت پر نہ اٹکے اگر خود پر دشمن کے پڑے تو مثال مرکب سے
د برق کے گذر جائے اُسی کی مدح مین یہ بیت مؤلف کی واقع ہے بیت ہے وہ
ر زری نوح کی کشتی ٭ اور آب عدو کے لیے طوفان کے برابر ٭ وہ بطریق ہدیہ بادشاہ
پیشکش کریگا اور وہ خون کہ بادشاہ نے اپنے جسم مبارک کو اس سے آلودہ دیکھا ہے
عت ہے ارغوانی رنگ مکلل بجواہر کہ دار السلطنت غزنین سے بطریق ہدیہ کے جامہ خانہ
ناہ مین آئیگا اور وہ شتر سپید کہ بادشاہ اُسپر سوار تھا سپید ہاتھی ہے کہ سلطان
لکا بادشاہ کی خدمت مین بھیجیگا اور بادشاہ اُسپر سواری فرمائیگا اور وہ
کہ بادشاہ کے سر پر چمکتی تھی وہ تاج ہے کہ سیلان کا بادشاہ ہدیۃً بھیجیگا اور
ایسا ہوگا کہ کنگرہ اُسکے قدر کا کنگرۂ قصر مینا رنگ سے برابری کریگا اور
گوہر فشانی سے ہر مو بادشاہ کے سر کا رشتہ گوہر کے مانند درخشان ہوگا او

وہ جو مرغ کہ بادشاہ کے سر پر منقار مارتا ہی اسمین تھوڑا سا اندیشہ کراہیت کا ج
لیکن چندان ضرر اسمین نہین ہی نہایت اسکی یہ ہی کہ چند روز کے واسطے کسی و
اور یار مہربان پر اعتراضی ہوگی اور مآل اسکا صلاح اور فلاح پر انجام پائیگا یہ ہی تاویل
تعبیر بادشاہ کے خواب کی کہ سات بار رسول بادشاہون کے درگاہ عالی مین حاضر
ہدیہ گذرانینگے اور بادشاہ اُن ہدیون سے شادکام اور تازہ دل ہوگا اور بشارت
دولت اور دوام عمر سے برخورداری پائیگا لیکن لازم یہ ہی کہ شہنشاہ بار دیگر نااہلون
اپنا محرم اسرار نہ کرے اور بیخردون سے کبھی مشورہ نہ فرمائے اور لائق دانشمندی
کہ مردم بیباک ناپاک بدگوہر زشت سیرت کے مشورے سے پرہیز کرنا فرض جانے اور
نفس نفیس کو کہ گوہر قیمتی ہی مردم سفلہ طبع دون ہمت لئیم مشرب کے سلک مین منسلک
نہ کرے جبکہ اُس پیر مبارک نفس مسیحا دم نے بادشاہ کے دل مردہ کو حیات تازہ اور
پژمردہ کو نشاط بے اندازہ بخشی سجدات شکر ادا کیے اور کہا کہ عنایت یزدانی میری
مددگار تھی کہ اس جناب حکمت مآب مین رہنمونی کی کہ مین بسبب برکت انفاس متبرکہ
اس شدائد غم سے رہائی پاکے شادکام ہوا اور یہ اشعار گویا کے شکریہ مین پڑھے
مین آتش غم سے جل رہا تھا + تن سے مزاجی نکل رہا تھا + بھیجا ہی خدا نے آب رحمت
غم کی ہوئی برطرف حرارت + صد شکر کہ مل گیا مسیحا + مردے کو کیا ہی زندہ گویا الحمد
ابداً ابدا اسکے بادشاہ بادل شاد مستقر دولت کو آیا اور بعد سات روز کے متواتر رسو
ہدیہ اور تحفہ کے ساتھ جسطرح سے کہ حکیم نے کہا تھا پے در پے آنے لگے ساتوین د
بادشاہ نے دونون بیٹون اور بلار وزیر اور ایران دخت اور دبیر کو خلوت مین بلا
کہا کہ عجب خطا کی مین نے کہ خواب اپنا دشمنون سے بیان کیا اگر رحمت الٰہی متوجہ م
حال پر نہوتی اور ایران دخت راہ تدارک نہ بتاتی تو صلاح ان ملاعین کی مجھے اور
میرے اقربا اور اتباع کو ہلاک کر چکی تھی اور جس سے کہ سعادت غیبی یاری کرے ا

جاہیے کہ مشفقون کی نصیحت کو عزیز رکھے اور ہر کام مین تامل فرمائے اور احتیاط کو
ہاتھ سے نہ دے اور مین نے اسکے خلاف عمل کیا تھا مصرعہ ہر کہ سنے تدبیر کارے
مرد سامانے نیافت * اُسکے بعد فرمایا کہ عزیزون کی خاطر اس واقعہ سے خالی ملال اور
ملال سے نہ ہوگی لازم ہے کہ یہ ہدیہ انپر تقسیم کرون خصوصاً ایران دخت کہ وہ اس
حادثے کی تلافی کی باعث ہوئی تھی اور بلار وزیر نے کہ ایران دخت کو اس تدارک کی
صلاح بتائی ہے مقدم ہین بلار نے کہا کہ غلام اسی واسطے ہوتے ہین کہ حوادث مین
اپنے سینے کو سپر بلا کرین یہ کون بڑا کام ہے مصرع ہر کو سر تو دارد پروائے سر نداد
اور خدام کہ ولی نعمت پر اپنی جان نثاری کا دعویٰ رکھتے ہین اگر ایسے موقع مین وہ
توقع بخشش و انعام کی رکھین تو وہ جان نثار نہین ہین مگر ملکہ زمان نے اس حالت مین
البتہ بہت سعی کی ہے اگر اس تبرکات مین سے تاج مرصع یا جامۂ ارغوانی انمین سے
ایک چیز جو ملکہ پسند کرین اور حضور عنایت فرمائین تو بجا ہے بادشاہ نے حکم کیا کہ اُن دونون
چیزون کو حجرہ خاص مین لیجائین اور پیچھے سے بادشاہ بھی مع بلار وزیر اُس
حجرہ مین تشریف لایا اور حرم بادشاہ مین سے ایک کنیز بزم افروز نام کہ بادشاہ کی
منظور نظر تھی ازبس خوش طلعت کہ خورشید خاوری اُسکی شرم رو سے پردۂ غربی مین
چھپ رہتا بادشاہ اُسکا بہت مائل تھا باوجودیکہ ایران دخت حسن و ملاحت مین
فتنۂ جہان اور لطافت مین آشوب زمان تھی توبھی بادشاہ بزم افروز کو اُسکے
ساتھ نوبت مین برابر ہی دیتا تھا یعنی ایک شب و روز ایران دخت کے پاس اور
ایک شبانہ روز بزم افروز کے ساتھ رہتا تھا بادشاہ نے اُس حجرے مین دونون کو
بلا کے کہا کہ پہلے اسمین سے ایک کو ایران دخت پسند کرلے اور وہ باقی دوسرا
حصہ بزم افروز کا ہے ایران دخت کو میل تاج کی طرف بہت تھا اُسنے بلار وزیر کی
کی طرف دیکھا یعنی بلار جسکی طرف اشارہ کرے اُسکو مین لون بلار نے اشارہ

ارغوانی یعنی سرخ رنگ از انساد المجمن ۱۲

طرف جامہ کے کیا کہ بادشاہ کی نظر بلار کے اشارے پر جا پڑی ایران دخت نے
دل مین کہا کہ اگر مین جامہ لیتی ہون تو بادشاہ اس اشارے کو دیکھ چکا ہی خدا جانے
کیا بدگمانی کرے اسی واسطے اُسنے تاج اُٹھا لیا اور بلار بھی ڈرا اور اُسنے اپنی آنکھ
اُسی طرح کہ جیسے اشارہ کیا تھا کھلی اور کج رکھی تا پادشاہ اشارے پر مطلع نہو اور
اُسکے بعد چالیس برس بادشاہ کی خدمت مین حاضر رہا جب بادشاہ کے پاس
آتا تھا آنکھ کو کج کر لیتا تھا تا بادشاہ کو اس اشارے کی بدگمانی نہ رہے اگر دونون نے
یہ دانشمندی نہ کی ہوتی تو دونون کی جان مقرر برباد جاتی **بیت** ہر کس کہ
مدار کار بر عقل نہاد * بے شبہہ شد از بند بلاہا آزاد * جب کہ ایران دخت نے
تاج سے سرفرازی پائی اور بزم افروز کی بھی خلعت ارغوانی سے عزت افزائی ہوئی
اسکے بعد بادشاہ ایک رات بزم افروز سے اور ایک شب ایران دخت سے بسر کرتا تھا
ایک دن کہ نوبت ایران دخت کی تھی بادشاہ معمول کے موافق ایران دخت کے حجرے مین
آیا اور ایران دخت ماہ روے عالم افروز اور زلف دل آویز تاج مرصع بر سر اور کاسۂ زرین شیراز
شیر و شکر ہاتھ مین لیے ہوے پادشاہ کے آگے کھڑی تھی اور پادشاہ اُس کاسہ سے جرعہ
نوشی فرماتا تھا اور نظارۂ جمال ایران دخت سے دیدہ و دل خوش کر رہا تھا اُسی حالت مین
بزم افروز وہی جامۂ ارغوانی پہنے ہوے سامنے سے گذری پادشاہ نے جبکہ اُسکے عذار شگفتہ
اور رخسار ماہ دوہفتہ پر نگاہ کی کھانے سے ہاتھ کھینچا اور یہان تک شوق نے غلبہ کیا
کہ بے تحاشا بزم افروز کی طرف متوجہ ہوا اور ایران دخت سے بطور مطائبہ کے کہا
کہ یہ تاج بزم افروز کے سر کے لائق تھا کہ تونے اُٹھا لیا ایران دخت مارے غیرت کے
بیخود ہو گئی اور وہی کاسۂ شیر بادشاہ کے سر پر ڈال دیا کہ داڑھی اور بدن بادشاہ کا
آلودہ ہو گیا اور وہ تعبیر کہ حکیم نے کہی تھی بطور اُسکا متحقق ہو گیا یعنی بادشاہ
آتش غضب سے شعلہ بن گیا اور بلار وزیر کو بلا کے یہ احوال بیان کیا اور کہا

ن گیسو بریدہ نادان کو سرے آگے سے لیجا کے گردن مارنا مخلوق جانے کہ جو بادشاہ سے
دبی کرتا ہی اُسکی یہ سزا ہوتی ہی اور مین اس حکم سے ہرگز نہ پھرونگا ناچار بلار ملکہ کو باہر لایا
نے دل مین کہا کہ اس کام مین متابعت بادشاہ کی نہچاہیے کہ یہ عورت فصاحت
عت مین بے مثل اور کیاست اور فراست مین بے بدل ہی اور بادشاہ بغیر اسکے
رکے صبر کر سکیگا اور اسکی نفس پاک اور راے روشن کی برکت سے کتنے لوگ ورطۂ
ت سے بچے ہین آیسے کام مین ایسی شتابکاری مناسب نہین ہی بہتر یہ ہی کہ تامل
ن ایسا نہو کہ سوال کے وقت جواب مین منفعل ہون بہر کیف دو تین دن توقف لازم
سب ہی اگر بادشاہ اس حکم سے پشیمانی کھینچے تو حیات اُسکی اولی ہی اور اگر اسکے قتل اصرار
مبالغہ کرے تو قتل اسکا بعد اسکے بھی دشوار نہوگا مجھے اس تاخیر مین فائدہ کلی
تو د ہین اول یہ کہ قائم رہنا ایک شخص کی ذات کا دوسرے رضامندی بادشاہ کی
ر اسکے قتل سے نادم ہوا اور اُسے زندہ پائے تو کتنا خوش ہو تیسرے اس بات کا احسان
م سلطنت پر ہی کہ ملکہ نے فرزند اور اقربا اور ارکان دولت پادشاہی قتل سے بچا لیے
حسان سب کو شامل ہی اسکے بعد ایران دخت کو اون محرمون کے ساتھ کہ بادشاہ کی
ت سے حرم سرا مین خدمت کرتی تھین ایک مکان محفوظ مین چھپا کے رکھا او
الغہ کیا کہ ملکہ کی تعظیم اور تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرین اور آب شمشیر
ن آلودہ ہاتھ مین لیکے اور غمگین صورت بنا کے بادشاہ کے روبرو آیا اور کہا
ن حکم بادشاہ کا بجالایا اور اُس نے ادب کو سزا کو پہونچایا بادشاہ کی صولت سے غضب
وقت کہ فی الجملہ کم ہوتی تھی سنتے ہی اس بات کے اُسکے جمال باکمال اور حسن و عقل
ر صلاح کو جو یاد کیا بہت رنجور رہا اور اثر ندامت کا ہر چند چاہتا تھا کہ چہرہ پر ظاہر نہو
تر ہی مگر اپنے دل مین آپ کو ملامت کرنا شروع کیا کہ یہ کیا کیا مین نے کہ حلم او
ن کو برطرف کیا اور اپنی محبوب دلنواز کو تھوڑی سی خطا پر کہ حق بجانب

اُسکے تھا تلف کیا لازم تھا کہ ایسا حکم نہ کرتا اور آب حلم سے آتش خشم کو بجھاتا جب وزیر
علامت ندامت کی بادشاہ کے چہرہ پر مشاہدہ کی کہا کہ بادشاہ کو غمناک ہونا نہ چا
کہ تیر شست سے نکلا ہوا پھر نہیں آتا اور مردہ زندہ نہیں ہوتا ہی اندوہ بیفائدہ کرنا جب
تیز اور دل کو بیقرار کرتا ہی اور حاصل اس سے دوستون کی اذیت اور دشمنو
راحت کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا اور جو کوئی سنیگا کہ بادشاہ نے ایسا حکم فر
اور اُسکے بعد پشیمان ہوا تو وقار اور ثبات بادشاہی مین بدگمانی کریگا لازم
یہ تھا کہ بادشاہ اس قضیے مین ملایمت فرماتا اور سختی اور خشونت سے منحرف ر
تو آج ندامت پیش نہ آتی اگر بادشاہ فرمائے تو مین قصہ بادشاہ یمن کا عرض کرو
بادشاہ نے فرمایا کہ بیان کر **حکایت** وزیر نے عرض کیا کہ ملک یمن مین ای
بادشاہ تھا رائے پیر اور بخت جوان رکھتا تھا دیدۂ گردون نے اس سرعت
گردش پر مدت سیاحت مین ایسا آفتاب آسمان سلطنت پر نہ دیکھا تھا اور گو
روزگار نے صفت جہانداری مین ایسا جہاندار نہ سنا تھا **ابیات** بزم مین
تھا وہ سے تابان آفتاب * رزم مین دشمن کو تھا تیر شہاب * دادودہ سے
رام تھا سارا جہان * شاکر انعام تھا سارا جہان * اور یہ بادشاہ شکار دوس
بھی تھا ایک دن شکارگاہ مین مرکب اپنا چپ و راست دوڑایا اور نظر تامل
ہر جانب دیکھا گرد وحوش و طیور سے کوئی صید نظر نہ آیا ایک جگہ استادہ ہوکر متح
ہر طرف نگران تھا قضارا ایک خارکش نے پوست آہو کا نہایت افلاس سے اوڑھے
ہوئے اُس بیابان مین خارکشی سے تعب اُٹھا کے ایک پتھر کو تکیہ کیے ہوئے بیٹھا تھا
بادشاہ دور سے سمجھا کہ یہ آہو ہی ایک خدنگ دل شگاف اُسپر مارا **ابیات**
شعلۂ تیر سے کہ در آورد حرق * جست بران سوختہ خرمن چو برق * فتنہ محابا
بلائے نکرد * کرد خطائے و خطائے نکرد * القصہ بادشاہ نے جبکہ تیر مارا اور اُسکے

تک پہونچا اُس مسکین کو با سینۂ مجروح اور تن پرخون دیکھا سخت غمناک ہوا اور
ن ملامت سے چہرۂ ندامت نوچتا تھا اور اُس جلدی کرنے سے ہزار خجالت او
سرت کرتا تھا لیکن خارکش زندہ تھا بادشاہ نے اُس سے عذر بہت کیا اور مرہم
کے واسطے ہزار دینار زر سرخ اُسے عطا کیے اور گھر تک پہونچا دیا اور عنان الہ
ت دار السلطنت کے پھیری اور ایک زاہد کے صومعہ میں آیا کہ وہ عفت اور عباد
ن اُس شہر میں مشہور تھا اور یہ استدعا کی کہ ایسی نصیحت مجھے فرما کہ دنیا میں
ث مزید جاہ اور آخرت میں شفیع گناہ ہو زاہد نے بطریق کشف و کرامت کے کہا
ے بادشاہ وہ خصلت کہ دولت دنیا اور سعادت عقبیٰ کو جامع ہو یہ ہے کہ غلبۂ
ضب کے وقت غصے کو فرو کرے اور کسی امر میں جلدی نہ کرے اور جو کام کرے
حلم اور تامل کے ساتھ کرے **ابیات** کسی کو بر فروزد آتش خشم ✽ مدارا زو
ی مردمی چشم ✽ غضب چون نفس توسن را کند گرم ✽ عنانش در کش آنجا
سود نرم ✽ بادشاہ نے کہا جانتا ہون میں کہ چاشنی شربت زہر آمیز بردباری
م عقل میں ذائقہ تمام رکھتی ہے لیکن غصے کے وقت اپنے نفس پر حاکم نہیں ہو سکتا
جس وقت کہ آتش غضب مشتعل ہوتی ہے فرو کرنے پر قادر نہیں ہوتا ہون زاہد نے فرمایا
ن تین رقعہ تجھے لکھے دیتا ہون تو انھیں ایک معتمد خاص صاف اخلاص حاضر باش کو
دے اور کہدے کہ جب غصے کی علامت تیری پیشانی پر مشاہدہ کرے اُنمیں سے ایک
تجھے دکھا دے یقین ہے کہ تیرے نفس کو تسکین ہو جاوے اور اگر اُسپر بھی آتش غضب منطفی نہو
وسرا رقعہ دکھا دے اور اگر اُسپر بھی نفس سرکش رام نہو تو تیسرا رقعہ پیش کرے امید
ے ہے کہ وہ غصہ تیرا شفقت اور ملامت سے مبدل ہو جائے بادشاہ اس بات سے
ش ہوا اور زاہد نے تین رقعہ لکھ کے ایک ملازم معتمد شاہی کو سپرد کیے مضمون
سپلے کا یہ تھا کہ اقتدار کے وقت باگ اختیار کی نفس امارہ کے قبضے میں

نہ دے کہ تجھے ورطۂ ہلاکت ابدی مین ڈالیگا اور دوسرے رقعہ کا مضمون یہ تھا
غصے کے وقت زیردستون پر رحم کیا کر تا جزا کے وقت وہ بادشاہ کہ تجھ سے
زبردست ہی مہربانی فرمائے بلکہ مضمون اس حدیث شریف کا یاد رکھ کہ ارحم
یعنی رحم کر کہ تجھپر بھی رحم کیا جائے اور خلاصہ تیسرے رقعہ کا یہ ہی کہ حکم کرنے مین
حد شرع سے تجاوز نہ کر اور کسی حال مین انصاف سے نہ گذر نظم اگرچہ دی ہی خدا
تجھے جہانداری * مگر نہ کیجیو زنہار مردم آزاری * نہ ناز کر جو ہی مانند برق خندہ بلب
گرسنہ ابر کے مانند گریہ و زاری * سمجھ لے عاریتی کارخانۂ عالم * اگر تو دانش و فرہنگ سے
نہین عاری * بادشاہ زاہد سے رخصت ہو کے اپنے مکان مین آیا اور ہمیشہ حلم کو د
رکھتا تھا اور غصے کے وقت یہ تینون رقعے اُسے دکھا دیتے تھے اسی واسطے لقب
اس بادشاہ کا ذوالرقاع یعنی صاحب رقعون کا تھا اور اُنھین رقعون کے باعث
ساتھ اس لفظ کے ملقب ہوا تھا اور ایک بادشاہ کی کنیز تھی نہایت خوبرو اور پاک
سرو قد ماہ خد یاقوت لب سیمین غبغب کبک رفتار طوطی گفتار بیت
ماہ روئی مشک بوئے دل کشی * جان فزائے دل فریب مہوشے * نرگس بیمار
اُسکی چشم مخمور کی تھی اور دل عقیق یمانی اُسکے رشک لعل شکربار سے پرخون تھا
خوبرویان خطۂ ختا اُسکی چین زلف مین اسیر اور عشوہ فروشان کشمیر خواہش سلسلۂ
جعد پرتاب مین پابزنجیر تھے بیت دیکھے گر خورشید رخ کو غش کرے * ماہ جو دیکھے
جبین غش غش کرے * اور جمال جمال اُسکا پاک دامنی سے شین اور حجلۂ
عفت اور پارسائی سے مزین تھا بادشاہ کا دل اُسکی شمائل پر اس درجہ مائل تھا
کہ ملکۂ حرم خاص اور سب خواصان باختصاص سے کنارہ کرتا تھا اور عروس تاج شاہی
ہمیشہ غیرت حسرت سے خونناب روتی تھی اور واسطے اُسکے دفع کے ہزارون حیلے کرتا تھا
القصہ ایک دن اپنا غم و غصہ مشاطۂ حرم سرا سے ظاہر کیا اور

اہ اور رفع کرنیکے لیے مددگاری چاہی مشاطہ نے کہا تو اتنا بتا کہ بادشاہ اُسکے کون سے
و بیر زیادہ راغب ہے ملکہ نے کہا کہ بیشتر مین نے خلوت مین دیکھا ہے کہ بادشاہ اُسکے
ب غبغب پر منھ رکھ کے بوسے لیتا ہے اور اُس حال مین یہ شعر گویا کا پڑھتا ہے
ت لمؤلفہ سیب جنت ہو گیا آنکھون مین اندراین کا پھل * خلد مین جب
وہ سیب ذقن یاد آگیا * مشاطہ نے کہا کہ طریق آسان میرے اختیار مین ہے
شاہ جلد تر اُس سے ہلاک ہو جائیگا وہ یہ ہے کہ قدرے زہر ہلاہل مجکو دے
کو نیل مین ملا کے اور حجرے مین کنیز کے جا کے ایک خال اُس نیل سے اُسکے
ب ذقن پر بنا دون جب کہ بادشاہ حالت مستی مین اُسپر منھ رکھیگا فی الفور ہلاک
ہ جائیگا اور تو اس رنج سے فراغت پائیگی خاتون اس بات سے خوش ہوئی اور
ہلاہل اُسے منگا دیا مشاطہ نے اسی طرح کہ ذکر جسکا ہو چکا نیل کو ملا کے کنیز کے
گئی اور حالت آرایش مین اپنی سیاہ کاری سے خال اُسکے ذقن پر بنا آئی بادشاہ کا
غلام تھا کہ حرم سرا مین محرمیت رکھتا تھا قضارا پس پردہ خاتون اور مشاطہ کے
و سنتا تھا اور مشاطہ کا جانا کنیز کے پاس اور اُسکی زنخدان پر خال کا بنانا دیکھا تھا
ہ وفاداری اور حق گزاری اُسے اُسپر لایا کہ کنیز اور بادشاہ کو اس حال سے
ے لیکن کسی طرح فرصت نہ پائی اور اُن تک پہونچ نہ سکا آخر بادشاہ بستر کنیز پر
ت مستی مین سو گیا غلام پر شفقت حق شناسی غالب ہوئی آہستہ آہستہ
انے کنیز کے آ کر گوشہ آستین سے اثر نیل کا اُسکے ذقن سے پاک کرنے لگا
ی حالت مین بادشاہ بیدار ہوا دیکھا کہ غلام نے ہاتھ زنخدان کنیز پر دراز کیا ہے
ت حمیت بادشاہ کو غضب پر لائی اور تلوار لے کے غلام کے مارنے کا قصد کیا
م خلوت سے باہر بھاگا بادشاہ اُسکے پیچھے تلوار کھینچے نکل آیا وہی معتمد خاص
لازہ پر کھڑا تھا جبکہ بادشاہ کو غضبناک دیکھا ایک رقعہ بادشاہ کو دکھایا

دریاے خشم بادشاہ موج زنی سے موقوف ہوا دوسرا رقعہ دکھایا اسپر کچہی آتش قہر کی
نہ پائی جبکہ تیسرا رقعہ دکھایا تو بادشاہ کو نہ ہوش مین آیا اور شربت تاکو اغصہ
گھونٹ پینے لگا جب کہ اندک غضب سے تسکین ہوئی غلام کو بلا کے کہا کہ
بے ادبی کس راہ سے تو نے کی سچ بیان کر غلام نے حال ہو بہو بیان کیا
ملکہ کو بلایا اور اسکی تفتیش مین مبالغہ کیا ملکہ نے انکار کیا اور کہا کہ غلام جھوٹ
کہتا ہی مین نے بارہا دیکھا ہی کہ یہ فاجر بدکار اُس کنیز سے اس افعال کے مانند اکثر
کیا کرتا تھا اور مین شرم کے مارے اور اس اندیشے سے اسکے ظاہر کرنے مین جرأت
نکرتی تھی کہ گمان ہوگا کہ یہ رشک کے سبب سے تہمت کرتی ہی الحمد للہ کہ بادشاہ
اپنی آنکھ سے دیکھ لیا اب اس مفسد کے قتل کرنے مین توقف کرنا سیاست سلطانی
زیان رکھتا ہی اور غضبانت جبکہ موقع پر واقع ہو تو وہ مراتب حلم سے بہتر ہی بیت
خار گز بہر سوختن شاید ✤ در گریبان نہی بہ تنگ آید ✤ بادشاہ نے غلام کی طرف
دیکھا غلام نے عرض کیا کہ ای بادشاہ کامران اور باعث امان زمان ممکن ہی کہ تھوڑا
بقیہ اُس تیل کا مشاطہ کی ڈبیا مین ہو اگر اپنے حضور اسی دم بادشاہ اُسے طلب فرماوین
تو یہ شبہہ زائل ہو جائے بادشاہ نے اُسی دم مشاطہ کو مع ڈبیا طلب کیا اور تھوڑا سا
تیل کہ اُسمین باقی تھا اُسمین سے ایک کُتے کو تھوڑا سا کھلایا بس اُدھر کھانا اور اِدھر
مرنا اُسکا جبکہ حقیقت حال بادشاہ پر منکشف ہوئی ملکہ کو قید اور مشاطہ کو قتل اور
غلام کو آزاد کیا اور سرداری ایک ملکت کی اُس غلام کے سپرد کی اور اُس پادشاہ نے
جو حلم کیا تو مضرت مشاطہ سے بچ رہا اور برکت بردباری سے اُسکی سیرگاہ کو
کچھ ضرر نہ پہونچا پایا اور اتنا بڑا بھید اُسپر ظاہر ہو گیا اور دوست اور دشمن کھل گئے
اور یہ مثل اس واسطے عرض کی مین نے کہ بادشاہون کو کسی کام مین تعجیل
نہ چاہیے کیونکہ نظم لمؤلفہ حکم سلطان برنگ آتش و آب ✤ دم مین کردے

ب عالم کو ÷ حلم شہ مین نہ اضطراب کرے ÷ کہ ہو اضطراب عالم کو ÷ بادشاہ نے
لہ مجھسے واقعی اس حکم مین غصہ کے سبب سے خطا ہوئی بارے تجھے ازراہ خیر خواہی
رم تھا کہ اُسے بجا رکھتا ملکہ یہ بات تجھسے بہت تعجب کی ہوئی کہ ایسے شخص نے نظیر کو ایک ہی
مین ہلاک کیا اور نہ آپ تامل کیا اور نہ مجھسے کچھ کہا وزیر نے عرض کیا کہ بادشاہ کو ایک
رت کے واسطے اتنی فکر نہ چاہیے اور لوگ کہ حرم سراے بادشاہی مین ہین اُنکی صحبت سے
رہے بیت گر بر سر وقت تارون ہست ÷ در لالہ نماند یاسمن ہست ÷ بادشاہ کو
اسے کلام وزیر سے ایسا مفہوم ہوا کہ ایران دخت مقرر قتل ہوگئی آہ سرد دل پر درد سے
یا اور گرداب اندوہ مین زیادہ مبتلا ہوا اور یہ اشعار مؤلف کے مکرر پڑھتا تھا ابیات
اہو خاک مری زلیست جب جدا ہو جاے ÷ انیس جان و دل آرام و نکتہ دان
وس ÷ ملایا خاک مین اُس رشک ماہ تابان کو ÷ زمین پہ گر نہ پڑا کیون یہ آسمان
وس ÷ اور یہ کہتا تھا کہ صد افسوس وہ رونق گلزار گل کے مانند تھوڑی سی
کانی رکھتی تھی اور دریغ ہے کہ وہ نہال ریاض کامرانی آفت خزان سے جلد بے برگ و نوا
یا پھر منھہ طرف وزیر کے کیا اور کہا کہ مین سخت اندوہناک ہون ایران دخت کی
ت سے وزیر نے کہا کہ تین شخص ہمیشہ اسیر اندوہ اور بستہ بند غم رہتے ہین ایک
بدکاری پر ہمیشہ ہمت مصروف رکھے دوسرے وہ کہ حالت قدرت مین نیکی کاری
یار نہ کرے اور تیسرے وہ کہ بغیر خوب سمجھے کام کرے اور انجام پر نگاہ نہ کرے
ور ندامت کھینچیگا بادشاہ نے کہا کہ اے بلار تو نے خون ایران دخت مین
ن توقف نہ کیا پس تیری فہمید باطل نے اُسے ہلاک کیا وزیر نے عرض کیا کہ
شخص کی فہمید باطل ہے ایک وہ کہ جامہ سپید پہن کے شبہہ کرے کہ کپڑے میرے
ید رہینگے دوسرے گا ذر کہ لباس مکلف پہن کے پانی مین کھڑا ہو کے کپڑے دھوے
یسرے جو سوداگر کہ زن خوبصورت پاے اور اسے وطن مین تنہا چھوڑ کے سفر دور دست

اختیار کرے اور مین نے خون مین ملکہ کے سعی نہین کی ہی بلکہ فرمان بادشاہ کا بجا
اس بات مین میری طرف ملامت عائد نہین ہوتی ہی وہ شخص کہ اُسکی نظر عواقب
مین محیط نہو اور ایسے موقع پر راے روشن سے ملاحظہ نہ کرے اور فکر صائب
تدبیر نہ فرماے اُسکا یہی حال ہوتا ہی بیت مثال شاہ بالیستے کہ از روے خرد
ور از روے خرد بودے چنین ہا روے ننمودے + بادشاہ نے کہا کہ اس بات
اور اُسکی فکر کر کہ جسکے فراق نے مجھے اندوہگین کر رکھا ہی وزیر نے کہا کہ دست ند
اُس کام کے دامن تک نہ پہونچیگا اور اس قضیے مین پشیمانی کچھ فائدہ نہ کریگی ا
ایسے موقع مین جو کوئی کہ غوض کرے اور وہ کام کہ ندامت اُسمین نفع نہ دے
عمل کرے اُسے وہ پہونچتا ہی کہ جو اُس کبوتر کو پہونچا بادشاہ نے پوچھا کہ یہ قصہ کیسا
حکایت کہا کہتے ہین کہ ایک کبوتر کے جوڑے نے اول تابستان مین کچھ دا
زمستان کے واسطے ذخیرہ کیے تھے اور وہ دانے اندکے نمی رکھتے تھے جب گ
آخر ہوئی اور وہ دانے حرارت سے خشک ہو گئے جو کہ اول مین زیادہ نظر آتے
اب کم نظر آنے لگے اور کبوتر اُس عرصے مین غائب تھا جب آشیانے مین پھر
اور اُن دانون کو تھوڑا سا پایا اپنی مادہ کو ملامت کیا اور کہا کہ یہ دانے ہمنے قوت زمستان
واسطے فراہم کیے تھے جب کہ شدت سرما مین برف باری کے سبب سے صحرا مین
دانہ نہ رہیگا تو ہم اس سے اپنی اوقات گذاری کرینگے اسوقت کہ کوہ و دشت
مین دانہ بہت ہی تو نے کسواسطے اس ذخیرے کو کھا ڈالا اور طریق احتیاط
ملحوظ نہ رکھا کیا تو نے یہ بیت نہین سنی تھی کہ کہا ہی بیت کنون کہ برگ و نوا
ہست جہد سے کن + ذخیرۂ بنہ از بہر بینوائی خویش + مادہ نے جواب د
کہ مین نے ان دانون مین سے ایک دانہ بھی نہین کھایا ہی کبوتر جو دانے کم د
باور نہ کرتا تھا اور اُسے مارتا تھا آخر کار وہ تنگ ہو کر چلی گئی جب کہ فصل جاڑے

آئی اور برف باری ہونے لگی اور رطوبت در و دیوار مین ظاہر ہونے اور دانے نم ہو کے
پھر زیادہ نظر آنے لگے اُسوقت کبوتر سمجھا کہ سبب دانون کے کم ہونے کا گرمی اور
خشکی تھی کبوتری نے نہین کھائے تھے بعد اسکے پشیمان ہو کر گریہ و زاری کرتا تھا اور
کہتا تھا کہ جدائی دوست کی بہت سخت چیز ہے فائدہ اس مثل سے یہ ہے کہ مرد عاقل کام مین
شتابی نہ کرے تا مانند کبوتر کے سوز جدائی مین مبتلا نہو بادشاہ نے کہا کہ اگر مین نے قول مین
جلدی کی تو تو نے فعل مین جلدی کی اور مجھے اس رنج مین ڈالا یہ کہا اور یہ شعر مؤلف کا پڑھا
بیت تبنگ ایسا غم فرقت سے ہون بس ڈوب ہی مرتا ٭ بتا دیتی قضا گر گھاٹ مجکو
تیغ قاتل کا ٭ وزیر نے کہا کہ تین شخص اپنے آپ کو رنج مین ڈالتے ہین ایک وہ کہ اُمور مین
اپنی ذات سے غافل رہے اور چپ و راست کی خبر نہ رکھے وہ آخر زخم کاری اُٹھاتا ہے
دوسرے وہ کہ وارث نہین رکھتا ہے اور مال حرام کا جمع کرتا ہے وہ مال تاراج حوادث سے
برباد ہوتا ہے اور وبال اُسکا اسکی گردن پر علی الدوام باقی رہتا ہے تیسرے پیر مرد کہ عورت
نوجوان لڑکا تا کو نکاح مین لاتا ہے اور اُسپر فریفتہ ہوتا ہے اور وہ عورت ہر روز اُسکی موت
خدا سے مانگتی ہے بادشاہ نے کہا کہ اس امر سے نافہمی تیری بہت ثابت ہوتی ہے وزیر نے
کہا کہ نافہمی دو قسم کے لوگون کی حرکات اور سکنات سے ظاہر ہوتی ہے ایک وہ کہ
اپنا مال دوسرے پاس امانت رکھتے ہین اور امتحان اُسکی دیانت کا پہلے نہین کر لیتے ہین
دوسرے وہ کہ اپنے اور دشمن کے تصفیے مین احمق کو وکیل اور حکم کرتے ہین اور مین نے
اس کام مین نافہمی نہین کی ہے نہایت یہ ہے کہ متابعت حکم بادشاہ مین دیر نہین کی ہے
بادشاہ نے کہا کہ مجھے ایران دخت کا بہت غم ہے وزیر نے کہا کہ پانچ عورتون کے واسطے
غم کرنا روا ہے ایک وہ کہ اصل کریم اور ذات شریف اور جمال زیبا اور عفت کامل رکھتی ہو
دوسری وہ کہ دانا اور بردبار اور مخلص اور یکدل اور یکرو ہو تیسری وہ کہ ہر کام مین نصیحت
کرے اور خفگی کے وقت بھی مشفق اور شفیق اور انیس رہے چوتھی وہ کہ نیک اور بد

اور خیر و شر مین موافقت اور متابعت کو شعار اپنا کرے پانچوین وہ کہ خجستہ فال اور
مبارک نفس اور اپنے شوہر کے حق مین نیک قدم ہو اور ایران دخت ان عیب
صفتون سے آراستہ تھی غم کرنا اُسکے واسطے بجا ہی اور بادشاہ اُسکے واسطے ہمیشہ
اظہار ملال کرے لائق ہی کیونکہ نہ یار وفادار نہ عمر سے لذت ہی اور نہ زندگانی سے
راحت بادشاہ نے کہا کہ ای بلار تو گفتگو مین دلیری اور یہ کہنا یہ مین حد ادب سے تجاوز
کرتا ہی مین ایسا دیکھتا ہون کہ تجھسے دوری کرنا لازم پڑا وزیر نے کہا کہ دو شخصون سے
دوری بہتر ہی ایک وہ کہ نیکی اور بدی اُسکے نزدیک یکسان ہو اور ثواب اور عذاب
اور شکرگزاری کو نابود سمجھتا ہو دوسرے وہ شخص کہ ظاہر کو ملاہی سے اور باطن کو
مناہی سے پاک نہ رکھے بادشاہ نے کہا کہ مین تیری آنکھون مین حقیر نظر آتا ہون کہ ایسے
بے ادبی کے کلام کرتا ہی وزیر نے کہا تین گروہ بزرگون کی آنکھون مین ہمیشہ حقیر نظر
آتے ہین اول بندۂ گستاخ کہ ہمیشہ آقا کے ساتھ ہمنشین ہو اور خواجہ بھی گاہ گاہ
اُس سے ہزل کہے اور فحش دوست بھی ہو دوسرے مرد خائن کہ خواجہ کے مال کی
مختاری پائے اور اُس مال مین خیانت کثیر کرے کہ چند مدت مین آقا سے بھی زیادہ
مالدار ہو جائے اور اُس مال پر نازش کرے اور آقا سے آپ کو بہتر جانے تیسرے
وہ بندہ کہ بغیر استحقاق کے محل اعتماد آقا کا ہو جائے اور خواجہ کے اسرار پر مطلع ہو کر
زیادہ حد سے تجاوز کرے بادشاہ نے کہا کہ تو نا آزمودہ بہتر تھا اور مین نے تجھے آزمایا
کیا وزیر نے جواب دیا کہ آٹھ شخصون کو آزمانا چاہیے اگر آٹھ جگہ پر آزماتے تو مضائقہ نہین ہی
ایک یہ کہ مرد شجاع کو جنگ مین اور مزارع کو زراعت مین اور بزرگون اور ہمسون کو
وقت غضب کے اور سوداگرون کو وقت حساب کے اور صاحب دولت کو وقت
حاجت کے اور مرد اصیل اور اشراف کو وقت نکبت کے اور زاہد کو کوشش
ثواب آخرت مین اور عالم کو تقریر اور مباحثہ کے وقت غرض کہ بادشاہ کلام مذکور سے

تنا پیش آتا وزیر جواب اسکا تیغ آبدار سے تیز تر دیتا تھا اور حدت جواب اسکے کی
مند شمشیر تیز کے گلوی شاہ پر اُترتی تھی اور بادشاہ حلم اور تحمل کرکے اُس شربت
لوار کو نوش فرماتا تھا رباعی تحمل کند ہر کرا عقل ہست ✤ نہ عقلے کہ خشمش کند
بردست ✤ تحمل چو زہرت نماید نخست ✤ وے شہد گردد بطبع درست ✤ جبکہ
زیر نے دیکھا کہ بے ادبی میری اور تحمل بادشاہ کا حد سے درگذرا اُسکے بعد وزیر نے
زبان ثنا کھولی اور کہا کہ سایۂ دولت ظل اللہ مفارق اہل عالم پر پایندہ رہے
اور آفتاب اُبہت اسکے اوج شرف اور ذروۂ عظمت سے تابندہ ہو کہ مین طریقہ بے ادبی
رات کرتا تھا اور امتحان ذات ستودہ صفات کے واسطے اور عالی ہمتی کی تشد
کے لیے اقدام کرتا تھا مراد میری یہ تھی تا ایسے موقع مین کہ ایسا اتفاق کم
ہوتا ہے مبلغ حلم اور بردباری اور درگذر شاہنشاہی کو بخلی دریافت کرون والا
کیا طاقت کہ غلام ناچیز حرف بے ادبی کا تاجدار عالم سے زبان پر لاتا بار
لمنۃ للہ اگر خرد چراغ دانش ہاتھ مین لیکے شبیہ شہریار کو ڈھونڈھے تو زنہا
س عالم مین نہ دیکھے سبحان اللہ کیا ذات پاک ہے حلم اور تمکنت سے آراست
ور کیا نفس نفیس ہے تربیت صبر و وقار سے پیراستہ بزرگی ایسی ذات
برکات کے واسطے زیبا ہے اور بزرگواری اور تاجداری ایسی ہی ذات قدسی
صفات کے لیے سزاوار ہے بادشاہ نے کہا کہ ای بلابد تو خوب جانتا ہے کہ مین نے
بناے سلطنت رحمت اور رافت پر رکھی ہے اور بنیاد شہریاری شفقت اور کم آزاری پر
قائم کی ہے اور کبھی اُس گروہ کی تادیب کے واسطے کہ از راہ نخوت تمرد اختیار کرتے
ہین اور مقام معارضہ اور موازنے مین قدم رکھتے ہین کوئی اشارت مصلحتاً
کر دیتا ہون کہ وہ آداب جہانداری اور تمہید قواعد شہریاری کے واسطے ضرور
اور لازم ہوتی ہے ورنہ دریاے ہمت ہمارا ایسی باتون پر موج خشم کو کب اٹھنے دیتا ہے

مفارق جمع مفرق بالکسر [illegible] ۱۲
ذروہ [illegible]
بالضم بالا سے [illegible] بالکسر بالا سے گویان ۱۲ م

قطعہ مین نہین خاک ہوا خوار کرے جو در در * مین نہین آگ جو پانی سے
کبھی پہونچے ضرر * نہین سیماب جو ہو آگ سے مجکو پرہیز * مین نہین آب
تکدر جو کرے خاکستر * مگر مین حلم قتل ایران دخت مین کثرت غضب سے
بے اختیار تھا جیسا کہ اسپ تیز رو عراقی سکندری بھی کھاجاتا ہی مگر یہ عادت
اُسکی نہین ہوتی ہی وزیر نے کہا کہ اسطرح حلم نادر ہی اور النادر کالمعدوم مشہور ہی
لیکن کسی تاریخ مین دیکھا نہین ہی کہ بادشاہ کامگار اور رئیس صاحب اقتدار
بُران اور حکم روان مسند حکومت پر بیٹھا ہوا اور غلام گنہگار روبرو کھڑا ہو کے کلام
بے ادبی کے ایسے بے محابا کرے اور وہ حلم عظیم اور عفو عمیم سے درگذر فرمائے بادشاہ نے
کہا کہ جب گنہگار اور فرمان بردار اپنے گناہ کا قائل ہوا اور اعتراف کرے تو اس
صورت مین مرد کریم کو قبول عذر سے چارہ نہین ہوتا ہی العذر عند کرام الناس
مقبول وزیر نے کہا کہ مین اپنے گناہ کا معترف ہون اور بڑا گناہ یہ ہی کہ بادشاہ
عالیجاہ کے حکم مین تاخیر کی مین نے یعنی ایران دخت کے قتل مین تاخیر جائز رکھی
اور اس گناہ کی ہول سے کہ قتل ایران دخت مین کیون تعجیل نہ کی مین نے
اپنے کو زندہ درگور جانتا ہون اب جو حکم بادشاہ کا ہوا اسکا سزاوار ہون جب
بادشاہ نے مژدہ ایران دخت کی حیات کا سنا فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی او
شکر پروردگار ہزار زبان سے کرنے لگا اور سجدات شکر الہی غیر متناہی ادا کیے اور نعرہ شادی
سپہر برین سے پرے پہونچایا اور کہا کہ مین اسمین سخت متحیر تھا کہ تیرا کلام ہمراہ قتل
ایران دخت کے دلالت کرتا تھا اور تیری فراست اور کیاست سے یقین کامل تھا کہ تو اس
کام مین مقرر توقف کریگا کہ تجھسے زیادہ میرا کوئی مزاجدان نہین ہی کہ مین شدت سو
غضب مین یہ حکم دے بیٹھا تھا والا ایران دخت تو میرے لوازم اسباب زندگانی سے
ہی وزیر نے کہا کہ تکرار حجت میری اس واسطے تھی کہ حقیقت مزاج بادشاہ کی

وافقی دریافت کرون کہ حضرت اُس حکم سے نادم ہین یا نہین اگر بادشاہ کے مزاج کو کسی
طرح سے مصر پاتا تو قتل ایران دخت مین اختیار باقی تھا پھر کچھ تاخیر نہ کرتا جبکہ سمجھا مین
کہ خاطر مبارک اُسکی بقا پر مائل ہی اسلیئے گناہ اپنا اظہار کیا مین نے بادشاہ نے کہا کہ رسائی
تیرے فہم کی انتہا مرتبہ آج مجھے متحقق ہوئی اور آج سے خوب سمجھا مین کہ تجھسے زیادہ دانا
اور حکیم دانا دل کسی بادشاہ کو میسر نہوا ہوگا اس خدمت نے پایان کا ثمرہ تجھے جلد پہونچیگا
اب جا اور ایران دخت سے میری طرف سے معذرت کرکے التماس کر کہ اب شکوہ اور غصہ
دل سے کم کرے اور عذر میرا قبول کرکے تشریف لاے اور اپنے قرب و وصال سے جان
تازہ مجھے بخشے اور یہ اشعار مؤلف کے میری طرف سے پڑھیو ابیات ایک خوش آتی
نہین تیرے بغیر + لاکھ شکلین دل کو دکھلاتے ہین ہم + ہجر مین جز غم نہ کھایا ہمین
کچھ + یار کھانے کی قسم کھاتے ہین ہم + آتش غم سے ترے خورشید رو + شمع سان
اب تو جلے جاتے ہین ہم + ہجر کی شب ہمکو نیند آتی نہین + زلف شبگون کی قسم کھاتے ہین ہم
بلار وزیر ایران دخت کے پاس آیا اور اشارت نجات اور بشارت حیات پہونچائی
ایران دخت بمجرد ایماے وزیر بادشاہ کے پاس چلی آئی اور شرط بندگی و آداب بجا لائی اور
بزبان سے بعد اظہار قصور منت داری اور شکر گزاری ادا کی بادشاہ نے کہا کہ یہ
احسان بلار کا ہی کہ وہ شرط دانشمندی بجا لایا اور اس حکم مین تامل کیا ورنہ مین تو
اب اپنے گلے پر چھری پھیر چکا تھا وزیر نے کہا کہ حلم اور رافت خسروانہ اور فرط کرم
شاہی پر مجھے وثوق تمام تھا اُس سبب سے یہ توقف ہوا تھا والا غلام کو حکم ہوئے پیچھے
کیا مجال تامل تھی بادشاہ نے کہا کہ اے بلار دل قوی رکھ کہ تیرا ہاتھ میری مملکت مین
بادشاہ ہی اور تیرے حکم نے میرے حکم سے برابری پائی جو کچھ کہیگا یا کریگا اسمین اعتراض
راہ نہ پائیگا بلار نے کہا کہ پہلے احسان بادشاہ کے اتنے ہین کہ اگر ہزار سال شکر اُنکا کیا کرون
تو ایک نعمت کا بھی شکر ادا نہو سکیگا اور یہ اشعار مؤلف کے میرے حسب حال ہین

استعار گر سو ہون زبانین مری مثل گل صد برگ + ہو شکر نہ ترے گل احسان کا بسکے
برابر + گویا کی زبان ہی ترے اوصاف مین قاصر + ہو گرچہ سخندانی مین حسان کے برابر
لیکن غلام کی اتنی عرض ہی کہ ایسے کامون مین شہریار تعجیل نہ فرمایا کرین تا صفائی
عاقبت کدورت ندامت سے سالم رہے بادشاہ نے کہا کہ اس نصیحت کو سمع قبول سے
سنا مین نے اور آئندہ بغیر مشورے کے کسی امر مین جرأت نہ کرونگا اسکے بعد وزیر
اور ایران دخت کو خلعت گران بہا سے سرافراز کیا اور آپ کلبۂ مفارقت سے
کلبۂ مواصلت مین تشریف لایا اور مجلس طرب کو آراستہ کیا ساقی زیبا رو ساغر
زرین سے مے صاف دوستون کے کام و دہن مین ڈالتا تھا اور باغبان گلشن نشاط
نہال سرور کو جویبار مستی سے آب دیتا تھا بیت چند ا بادۂ نشاط انگیز + گردد بازار
عیش و عشرت تیز + مطرب خوش آواز آہنگ و نوائے رود و ساز سے مرغ دل کو
اہتزاز مین لاتا تھا اور نغمات دل آویز عیش و شادمانی کی طرف ہر دم تاکید ترغیب
کرتے تھے اور آہنگ عود طبل ہزار داستان کی طرح نغمہ سرائی کر رہے تھے اور نالہائے
دلکش چنگ آئینۂ سینہ سے زنگ غم کو دور کرتے تھے **ابیات مؤلف** مطرب مانند زہرہ
خوش گو + ساقی مانند ماہ خوش رو + وہ نغمہ کہ تن مین جان آئے + وہ مے کہ بدن مین
جان آئے + نغمہ دم عیسوی کے مانند + مے آب حیات سے بھی وہ چند + وہ مے کہ بلا سے
دل امان پاے + وہ بادہ بدن مین جس سے جان آے + غرض کہ وہ تمام روز عیش و
عشرت مین بسر کیا جبکہ دوسرا دن ہوا بادشاہ برآمد ہو کے تخت عدالت پر بیٹھا اور
دربار عام کیا اُسوقت بلار وزیر نے اصالۃً اپنی طرف سے اور وکالۃً بادشاہ کے عزیزون
اور متعلقون کی جانب سے براہمہ کی فتنہ انگیزی کی داد چاہی اور کہا کہ ان
بیگناہون کی خونریزی کے واسطے تعبیر خواب کی جو ان مفسدون نے تجویز کی تھی
بادشاہ خداشناس پر واجب ہی کہ اسکا انصاف فرماے بادشاہ نے حکم کیا

کہ حلیم کا ربیدون کو باعزاز تمام لائین جبکہ حلیم حاضر ہوا حکم اس قضیہ کا حلیم کو کیا حلیم نے
حکم دیا کہ انھون کو دار پر کھینچو اور باقیون کو ہاتھیون کے پانون کے تلے پامال کرو اور کہا
کہ بزا خائنیون اور بد اندیشون کی یہی ہی رباعی مؤلف آسمان کی جو تعدی کیلئے سے
جہان گردش مین ہی + رات دن اسکے عوض مین آسمان گردش مین ہی + پھر خونریزی کیا
کرتی ہی تلوارون کو تیز + انتقام اسکا ہی جو ہر دم فسان گردش مین ہی + جبکہ یہ حال برابر ہمہ کا
ہوا پادشاہ نے حکومت تمام مملکت کی وزیر کو سپرد کی اور ایران دخت کے ساتھ عشرت
مین ہمیشہ کے تمام عمر بسر کی اور اس بیت کو اکثر تکرار کرتا تھا بیت شب عشرت
غنیمت دان و داد خوشدلی بستان + کہ در عالم کسے احوال فردا را نمیداند + یہ ہی
داستان حلم اور ثبات کی اور ترجیح اسکی سب اخلاق سے اور فائدہ اس بیان سے
سننے والون کو یہ ہی کہ نصیحت علما اور حکما کو ہر حال مین اپنا دمساز کرین اور بناے کار دنیا و دین کو
قانون حکمت اور قاعدہ کیاست پر رکھین اور تعجیل اور سبک وضعی سے منحرف ہو کے وقار داری
اور بردباری کے جانب میل کرین اور جسے کہ عنایت ربانی سے اختصاص ہو ہر آئینہ تاج
تواضع سے سر اُسکا سرافرازی پائیگا کیونکہ تواضع اور حلم سے دشمن بھی دوست بنجاتے ہین
بلکہ دوست مرتبہ اقربا سے زیادہ تر ہوجاتے ہین قطعہ لمولفہ اگر ہو حلم سے تیرا سروکار + تو سب
اغیار ہوجائین ترے یار + برائی تو کریگا گر کسی سے + مقرر تجکو بھی پہونچیگا آزار +

باب تیرھوان قول غدار اور خیانت شعار سے ملوک کے اجتناب کرنے مین ہی

جبکہ دابشلیم نے یہ داستان حلیم بیدپاے سے سنی بہت ثنا کی اور کہا کہ میری عقل نے
تیرے فیض بیان سے روشنی پائی اور حل مشکل کی طاقت میری ادراک کو حاصل ہوئی
اور سنی مین نے صفت حلم و بردباری کی اور وقار و باعث کی مضرت خفت اور سبکساری کی
اور معلوم کی فضیلت ثبات اور وفاداری کی اور بہت سے منافع اُسکے ضمن مین بسبب
حکایات اخلاق بادشاہون کے واضح ہوے اب بیان فرمایہ داستان کہ بادشاہ

شخص امین اور معتمد کے ملازم رکھتے ہین کیا کرے اور یہ بیان فرما کہ کون گروہ قدر
تعلیم اور پرورش کی خوب جانتا ہی اور شکر نعمت کو کامل وجہ سے ادا کرتا ہی بیت
لموٴلفہ حکیم کہن نیک و بد آزما ہوا اسطرح سے وہ دستان سرا * کہ ای بادشاہ
جوانبخت دولت کہ کارخانۂ نصر من اللہ و فتح قریب سے ظہور پکڑے اور جو عطیۂ سعادت
کہ منصۂ وما النصر الا من عند اللہ پر جلوہ دکہائے جناب سلطنت مآب کے واسطے
مخصوص ہو جیوا اور یہ اشعار موٴلف کے پڑہنے نظم جب تک کہ دہوئے شبنم گلزار
ہر سحر * رخسار لالہ و گل و نسرین و ارغوان + گلزار جاہ و دولت و حشمت ترا رہے
یارب ہمیشہ رنگ گلشن فردوس بے خزان + اور غور ی تر رکہن اسکا کہ جو بادشاہ نے فرمایا تہا
اہل ہنر کا ہی اور بادشاہ کو چاہیے کہ بقدر اپنے ملازمون کا بواقعی محک امتحان پر
آزمایش کرے اور عیار عقل سے نصیحت اور اخلاص ہر ایک کا بخوبی دریافت
فرمائے اور حقیقت حال انکی بواقعی معلوم کرے اسکے بعد اعتماد انکی پرہیزگاری و
دینداری اور صلاحیت اور امانت اور دیانت کے لائق کرتا رہے کیونکہ سرمایۂ خدمت
سلاطین راستی ہی اور راستی بغیر خدا ترسی اور دیانت داری کے وجود نہین پکڑتی ہی
اور سبب دانشون کا خوف اور خشیت ہی انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اور جو ملازم
بادشاہ کا کہ خدا ترس ہو پس وہ بادشاہ کے اعتماد کے لائق ہوتا ہی اور رعیت کو بہی امیدواری
ایسے ہی شخص سے ہوتی ہی اسواسطے حکیم سخندان سعدی علیہ الرحمۃ نے یہ مضمون نظم
کیا ہی نظم خدا ترس را بر رعیت گمار * کہ معمار ملکست پرہیزگار + وزیر از خدا باید
اندیشناک بہ نہ از خوف سلطان و بیم ہلاک + اور جو شخص کہ وابستہ دروغگوئی ہی
سانپ کے مانند قول و فعل اسکا زہرناک ہی پس ایسے کو محرم راز کرنا نہ چاہیے اور
اسرار ملک و مال مین مجال مداخلت اسے زنہار نہ دے کہ ایسے شخص سے بہت
خلل پیدا ہوتے ہین اور اثر اسکے ضرر کا بہت دنون مین ظاہر ہوتا ہی بیت سعدی

وست سیرون بادبرداست ٭ کہ از دست او وسہا برخداست ٭ راے دالشلیم سنے کہا
یہ تفصیل کی محتاج ہی کیونکہ مردم فرومایہ صفت نیک سے بظاہر آراستہ ہوتے ہین اور آخر کو
ل انکا کھلتا ہی اور ایسا شخص رئیس کی ندامت کا باعث ہوتا ہی بیت ناپاک
صل اگرچہ در اول وفا کند ٭ آخر از ان بگردد و عزم جفا کند ٭ برہمن سنے کہا کہ
تفصیل اسکی یہ ہی کہ رئیس سکے خدمت گزار کو تین صفتین لازم ہین پہلے امانت
مردامین پسندیدہ خلائق اور مطلق ہوتا ہی اور محرمیت اسرار ایسے ہی شخص کو سزاوار ہی
دوسرے راستی کہ صفت اسکی سعدی علیہ الرحمۃ سنے دو ہی مصرعون مین ادا کی ہی
بیت راستی موجب رضاے خداست ٭ کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست ٭
ر جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہی الصدق ینجی والکذب
لک اور دروغگوئی عیب عظیم ہی بادشاہون کو دروغگویون سے احتراز ضرور ہی
سرے اصل پاک اور ہمت عالی رکھتا ہو کہ مرد شریف راہ بیوفائی مین قدم
نہین رکھتا ہی اور فرومایہ اور سنے ہمت انعام اور احسان کی قدر نہین جانتا ہی
بلکہ جدہر کو ہوا پھری دیکھیگا اودھر ہی پھر جائیگا اور مطلق شرم نکریگا بیت
طریق دوستی ثابت قدم چون کوہ باش ٭ چون صبا تا چند ہر دم بر سر کوے دگر ٭
دشاہ کو چاہیے کہ ملازمون کی نیک اخلاقی پر نگاہ رکھے اور انکی عقل کا حال
دریافت کرتا رہے کہ خوبی اس گروہ کی دانش سے ہی لیکن اختیار دانش کا اتنا خیال
رکھے کہ عاقل دو طرح کے ہوتے ہین ایک وہ ہی کہ راے جسکی ہر حال مین
صلاح اور رفاہ کی طرف مائل ہی اور دوسرے وہ کہ انتقال ذہن سے دور دور پہنچا ہی
نیز بد نظر اسکی فساد کی جانب رہتی ہی تو لازم ہی کہ اس مفسد کو کبھی غافل نہ جانے
نجام مفسد کی راے کا کبھی بخیر نہین ہوتا ہی اس سے اجتناب واجب ہی پس عاقل
ایسا ہی جو سلیم الطبع ہی بس اسے اختیار کرے کہ انجام اسکی راے کا بخیر ہوتا ہی پس

ع سچائی نجات دینوالی ہے اور جھوٹ ہلاک کرنیوالا ہے

جو کوئی کہ اس صفت سے موصوف ہو بادشاہ اُسکی پرورش اور عزت افزائی میں
اہتمام رکھے اور باہستگی اور بتدریج اُسنے مراتب تقرب کو پہونچائے تا حرمت اور ہیبت
سبکے دلون مین رفتہ رفتہ متمکن ہوتی جاے حکمانے کہا ہی کہ رئیس چاکرون کی تربیت
مین طبیب حاذق کے مانند ہو جب تک کہ حال بیماری اور مدت ملال اور کیفیت علت
اور اُسکے اسباب اور علامات کو انکشاف تمام اور استفسار تام سے دریافت نہین کرتا
اور تا کہ کلیات اور جزئیات عوارض اور دلائل نبض و قارورہ سے بروقت کامل اچھی
تشاخص حال نہین کر لیتا ہی تب تک اُسکے معالجے مین شروع نہین کرتا ہی اسی طرح
بادشاہ کو بھی چاہیے کہ چاکرون کا تعرف حال از جزئی تا کلی جب تک حاصل نکرے
اور اندازہ کردار اور مقدار گفتار اور طریقہ سنجار اور سلیقہ کار و بار ہر ایک کا خوب پہچان
تب تک آغاز تربیت اور پرورش نہ کرے اور نے سمجھے کسی پر اعتماد نہ کرے تا باعث حسرت
اور ندامت نہو اصل الباب یہ ہی کہ ملازم رئیس کا ایسا امین اور کاردان ہو کہ ملک
و مال اور رعیت و سپاہ بسبب اُسکی صیانت کے جمیع اضرار اور اشرار سے محفوظ
اور اگر مقرب رئیس کا بدنفس ہی اور اُسکی بات رئیس کے نزدیک مقبول ہی تو ممکن نہین ہی کہ بیگناہ
تلف اور ضیق مین نہ پڑین اور باعث بدنامی اور خرابی عافیت رئیس کے واسطے نہو
اُس کلمات کے مانند حکایت زرگر اور سیاح کی بہت چسپان ہی راے دابشلیم
پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا حکایت برہمن نے کہا کہ ایک ملک مین بادشاہ تھا
اکثر سلاطین اُسے خراج و باج دیتے تھے اور بادشاہ کی ایک لڑکی تھی ماہ پیکر
مہر طلعت زیبا و مشکین مو کہ بوے مشکبار اُسکی مشام عالم کو معطر کر رہی تھی
بیت غضب چتون غضب تکھڑا قیامت قد و بالا تھا * خدا نے سر سے لیکر پانو تک
سانچے مین ڈھالا تھا * بادشاہ اُس در شہوار کو دیدۂ اغیار سے برج عصمت
نہان رکھتا تھا اور مانند گوہر شاہوار صدف ستر و صلاح مین پرورش دیتا تھا

دن ان ...خترکے واسطے زیور بنانا منظور ہوا اور ایک زرگر کارگر کی احتیاج ہوئی
ی شہر مین ایک زرگر کہ فنون دستکاری مین یگانۂ روزگار تھا پادشاہ نے اُسکی
ادی کا شہرہ سنکے بلایا اور طریق زیور سازی کا پوچھنے لگا زرگر از بس ظریف طبع
و شیرین بیان تھا پادشاہ کو کلام اُسکا خوش آیا فرمایا کہ ہمیشہ حاضر رہا کرے وہ
ضر رہتا تھا اور روز بروز سخنان عجیب اور ہنرہاے غریب سے پادشاہ کو شیفتہ اپنا
تھا اور ساعت بساعت پادشاہ اُسکی عزت افزائی فرماتا جاتا تھا حتے کہ محرم
م سلطنت ہوا اور شاہزادی نے کہ آفتاب اور ماہتاب بھی اُسکے سر پر سایہ افگن
و سے تھے اُسکو پس پردہ راہ دی اور اُس پادشاہ کا ایک وزیر تھا ازبس فہیم
ر صاحب راے سلیم اور انشاء جہان کشا اُسکے فتحنامۂ ہفت اقلیم اور فکر عالم آرا
سکی حافظ تخت و دیہیم تھی جب کہ وزیر نے دیکھا کہ پادشاہ عزت افزائی مین زرگر کی
حد اعتدال سے تجاوز کرتا ہے اور مبالغہ اُسکے انعام و اکرام کا حد حساب سے
ر گیا محض خیرخواہی سے عرض کیا کہ سلاطین ماسبق نے اہل حرفہ کو مقام اہل
ت مین جگہ نہین دی ہے غلام کے خیال مین یون آتا ہے کہ یہ شخص اصل گوہر
ر نسل پاک سے نہین ہے کیونکہ اُسکی طبیعت ہمیشہ مردم آزاری او جفاکاری کی
ل رہتی ہے اور یہ عادت مردم شریف کی نہین ہوتی ہے ایسے شخص سے
سم وفاداری اور آئین حق گذاری کی توقع نہ رکھا چاہیے بیت ہر کہ از نسل
ع دارد وفا + از درخت بید میجو بید ثمر + اور اکثر مشاہدہ کیا ہے کہ جب شہریار نیکی
دت کے موافق کسی کو کچھ عطا فرماتے ہین یہ سفلہ بد اصل یہان تک ملال کرتا ہے
اپنے مٹ جانے پر راضی ہوتا ہے اور حکما کا اسپر اتفاق ہے کہ یہ علامت ارذال
ی ہے کہ وہ انعام و اکرام دیکھنے کی تاب نہین رکھتے ہین کہ کوئی کسی کو کچھ دے
سی طرح کا کرم کرے اُسکے مناسب حال یہ شعر مولف کا ہے بیت وہ بدنفس سفلہ ہے

مردود حق ہی + جو کوئی کسی کا برا چاہتا ہی + بلکہ بادشاہ کی صحبت کے واسطے
وہ لوگ سزاوار ہین کہ اصالت نسب اور شرافت فضیلت انمین جمع ہو اور غمار
جاہل بدکردار کی لائق شان بادشاہون کے نہین ہی کیونکہ صحبت ایسے شخص
بہت خلل پیدا کرتی ہی اور جسمین کہ خست ذات اور خیانت نیت موجود ہی
کبھی لحاظ امانت و دیانت نہین کرنے کا بس ایسے شخص سے خیر کی توقع زنہار
نہ چاہیے مثنوی کسے کز امانت ندارد نصیب + اگر بد کند خود از وے غریب
خیانت زہر فعل بد بدترست + تمامی بدیہا در وضمرست + بادشاہ نے کہا کہ یہ
صورت نیک رکھتا ہی اور صورت نیک دلیل ہی سیرت خوب کی عرب کہتے ہین
الظاہر عنوان الباطن یعنی ظاہر خبر دینے والا باطن کا ہی اور بزرگون نے کہا ہی
حسن عنوان یعنی آغاز نامے کا لطافت مضمون کی خبر دیتا ہی بیت لمؤلفہ
جانتے ہین حال دل عاقل قیافہ دیکھکر + خط کا مضمون جان لیتے ہین لفافہ دیکھ
اور جناب رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی اطلبوا الخیر عند حسان
الوجوہ اور ایک نسخہ مین حسان الوجوہ بھی لکھا ہی خلاصہ معنی حدیث شریف کا یہ
کہ طلب کرو اپنی احتیاج نیک صورت اور شگفتہ رو شخصون سے نکتہ اسمین یہ ہی
کہ حسن صورت نمونہ ہی لطافت معنی کا بیت آنکہ اخلاق ظاہرش با خلق + نیک
بینی گمان بد مبرش + وزیر نے عرض کیا کہ دبستان حکمت مین نیک صورت
نیک سیرت پر قیاس کرکے تعلیم نہین دیتے ہین اور حقیقت نیکخوئی کی بجز اوصاف
پسندیدہ ثابت نہین جانتے ہین کیونکہ بہت صورتین زیبا اور دلکش دیکھی ہین کہ خالی
معانی سے ہوتی ہین چنانچہ تاریخ مین لکھا ہی کہ ایک حکیم نے جوان خوبصورت
دیکھا اور دل حکیم کا اسکی مصاحبت پر مائل ہوا جبکہ امتحان کیا عیب کثیر کے سوا کوئی
خیر اور ہنر نہ پایا حکیم نے اس سے دوری اور پرہیز اختیار کیا اور کہا کہ خانہ خوب تھا

اگر اہل خانہ بھی اینکا ہوتا تو کیا خوب ہوتا یعنی صورت خوب ہی اگر سیرت بھی
خوب ہوتی تو بہتر تھا بیت زہ معنی ہر کہ در صورت دوئی ماند بہم ۞ از یکے خستہ و
شکر وان یک زہر پور یاست ۞ چنانچہ بیشتر زن رقص پیشہ اور فحبہ بازاری کو دیکھا ہی
کہ جتنا زیادہ حسین ہوتی ہی زیادہ تر فسق و فجور مین مبتلا ہوتی ہی یہ کلیہ صورت پر ہوتا ہی
نہین بلکہ حسان الوجہ سے مراد یہ ہی کہ خوش خلق اور خندہ رو ہو بادشاہ نے کہا کہ
لطافت صورت کی اعتدال مزاج پر دلیل ہی اور صاحب مزاج معتدل مین قبول
قابلیت کی استعداد ہوتی ہی اور جو اسنے بسبب مربی نہونے کے تربیت نہ پائی تھی
تو کیا عجب ہی کہ بعضے اخلاق حمیدہ اُسکے راہ اعتدال سے منحرف ہو گئے ہون
اب جو ہم اُسکی تربیت پر متوجہ ہین یقین ہی کہ تھوڑے سے عرصے مین اکتساب
اوصاف ستودہ کر کے مرتبۂ کمال کو پہونچے کیونکہ آفتاب اپنے اثر صلاحیت سے
سنگ خارا کو لعل آبدار بناتا ہی اور تقویت صفاے آب و ہوا سے خون سیاہ
مشک تاتار اور قطرۂ باران اثر موسم سے گوہر یکتاے شاہوار ہوتا ہی رباعی
تانسخ آئینہ بنا ہی تربیت سے پتھر ۞ ہی آتش و آب خاک و باد اصل بشر ۞ پارس جو
مربی ہو تو آہن ہو زر ۞ دانے کی ہو پرداخت تو بنجاے شجر ۞ وزیر نے عرض کیا کہ ای
بادشاہ وہ شخص کہ جوہر اصلی رکھتا ہی اُسکو تربیت کرنا لائق ہی کیونکہ ہر سنگ جوہر
نہین ہوتا ہی اور ہر خون مشک اذفر نہین بنتا ہی اگر ناکس ہزار سال تربیت
پائے تو توقع خیر کی اُس سے نہ رکھنا چاہیے لئیم کو اگر سو بار تغییر و تبدیل دیجاے
اُسکا جوہر اصلی اپنے حال سے متغیر نہین ہونے کا اسی بات مین ایک
عزیز نے قطعہ لکھا ہی قطعہ ہر کہ ناکس در اصل افتادہ است ۞ بتقالیب دہر کس
نشود ۞ سنگ کس را اگر کنی مقلوب ۞ قلب او غیر سنگ کس نشود ۞ جبکہ یہ بات
متحقق ہو چکی تو چاہیے کہ کوئی ایسے ناپاک سے اختلاط نہ کرے تا ورطۂ مذلت مین

گرفتار ہو جیسا کہ وہ ملک زادہ کفشگر کی صحبت سے سرحد وادی ہلاکت کو پہنچا
شاہ نے کہا کہ اسکا قصہ کیونکر ہے **حکایت** کہا کہتے ہین کہ بلاد فارس مین ایک بادشاہ
نیک سیرت عدل دوست کہ بنیاد جہانداری کی عاطفت اور رعیت پروری پر
رکھی تھی اور سریر سلطنت کو بساط عدل و داد پر متمکن کیا تھا **بیت** گشادہ رحمت
او دست عدل بر عالم * کشیدہ ہمت او پاے ظلم در زنجیر * اور اُسکی شان مین رعایا
اور برایا اُس مملکت کی یہ اشعار گویا کی فرد زبان رکھتی تھی **ابیات** ترے
کرم سے شہا ملک عیش و راحت مین * دل کشادہ و طبع شگفتہ از زان ہے * جلا
خاک کرے چاہے پھر کرے سرسبز * غضب مین برق ہے تو اور کرم مین باران ہے * اسکو
رب العالمین نے ایک فرزند دیا کہ آثار رشد اور نجابت اُسکی پیشانی پر ہویدا اور انوار
جہان آرائی اُسکی طلعت سے ہویدا تھی اور اس فرزند کے کتف پر ایک داغ سیاہ تھا
کہ جسے ہندی مین لہسن کہتے ہین بادشاہ اُس داغ سیاہ کے دیکھنے سے متغیر ہوا
اور حکماے زمان سے خواص اس داغ کے پوچھے انھون نے کہا کہ ہمنے کتب نجوم مین
دیکھا ہے کہ جو کوئی کہ ایسا نشان رکھتا ہے مخاطرے مین پڑتا ہے مگر آخر کو کشور گیر اور
مالک تاج و سریر ہوتا ہے بادشاہ اس مژدے سے خوشدل ہوا اور اُس فرزند کی
پرورش مین مبالغہ تام کرنے لگا اور بادشاہ کے ہمسایہ مین ایک کفشگر رہتا تھا
بے احتیاط و ناپاک بادشاہ نے بسبب رعایت ہمسایہ کے کچھ وظیفہ مقرر کر دیا تھا
کہ بخوبی اُس سے اوقات بسر کرتا تھا شاہزادہ جب کہ چار برس کا ہوا
اور طبیعت لہو و لعب پر معروف ہوئی اکثر حجرے مین کفشگر کے اکر کھیلا کرتا تھا
وزیر اس حال سے آگاہ ہوا اور اُسکے حجرے مین جانے سے شاہزادے کو منع کیا
اور بادشاہ سے عرض کیا کہ لڑکون کا نہال طبیعت نہایت نازکی رکھتا ہے جسطرف
کہ جھکا دین اُسی طرف کو جھک جاتا ہے اور بعد عرصۂ دراز کے پھر اُسی دستور پر

ی رہتا ہو صلاح یہ ہو کہ بادشاہ شاہزادے کو کفشگر کی صحبت سے باز رکھے تا اُسکے اخلاق
موم شاہزادے کی طبیعت مین سرایت نہ کرین اور دون ہمتی اُسکی اس کوکب
لطنت کو حضیض ذلت مین نہ ڈالے اور بہت سے نقصان اسمین متصور ہین کہ
یسی صحبت مین خبث نفس کے سوا اور کچھ پیدا نہین ہوتا ہو بادشاہ نے کہا کہ وہ لڑکا
فشگر سے مانوس ہوگیا ہو ممکن ہو کہ اگر اُسکی صحبت سے اُسے منع کرون تو ملول ہو
ور اُسکا ملال خاطر میری اندوہ افزائی کا باعث ہو اسلیے خیال مین آتا ہو کہ چندے
مل کرون جبکہ ہوشیار ہو جائیگا اسوقت تھوڑے سے منع کرنے سے مان جائیگا
ور بسبب فہمید کے ملول نہین ہونے کا کہ اُس وقت امتیاز نیک و بد کا حاصل ہوگا
زیر سُنکے سمجھا کہ مزاج بادشاہ کا از بس اُسکے حال پر مصروف ہو کہنا میرا فائدہ نہ بخشیگا
ہذا سکوت اختیار کیا اور بادشاہ نے کفشگر کو بُلا کے کہا کہ تو ہمارا ہمسایہ ہو اور میرا
جگر گوشہ تجھسے مالوف ہو چاہیے کہ تو ہردم انیس اور رفیق اُسکا رہا کر اور ہر بات سے
محافظت کیا کر کفشگر نے زمین ادب کو چوم کر کہا بیت گل باغ شہ ہو گل آفتاب
خزان ہو نہ اس باغ مین باریاب ٭ اس بندۂ ناچیز کو اس منصب جلیل کی قابلیت
کہان ہو اور استحقاق خدمت عالی کا اپنے مین مشاہدہ نہین کرتا ہون لیکن شہریار
نامدار کی نظر وہ کیمیا اثر ہو کہ خاک کو زر صافی بنا دیتی ہو اور سنگ ناقص سے لعل آبدار
پیدا کرتی ہو بیت للمؤلفہ ہوا بھی اکسیر اگر تو پانون رکھے خاک پر ٭ خرمن گل
ہو اگر گذرے خس و خاشاک پر ٭ القصہ بعد قیل و قال بسیار خدمت ملکزادے کی
قبول کی اور اُسکے بعد بلا دہشت شاہزادے کو اپنے گھر اُٹھا لاتا تھا اور کبھی اُسے
لیکر بارگاہ شاہی مین آتا تھا اور جس قدر شاہزادہ اُس سے زیادہ مانوس ہوتا جاتا تھا
بادشاہ کفشگر سے زیادہ تر خوش ہوتا تھا اور کفشگر بھی طریقہ شاہزادے کی
خدمت کا اس طور پر ادا کرتا تھا کہ روز بروز خدمت مین بادشاہ کے قریب

ہوتا جاتا تھا آخر کار ستارا اُلفت اُس سرکار کا ہوا اور دن بھر شاہزادے کو سیر باغ
و بوستان دکھاتا اور شب کو تماشاے رقص و سرود مین مشغول رکھتا تھا اور اکثر
تمام شب باغ مین بسر کرتا تھا حتے کہ ہر کام شاہزادۂ عالی مقام کا تجربہ کاری پر
اُس بدانجام کے منحصر ہوا اتفاقاً بادشاہ کو سفر ضروری درپیش آیا کفشگر کو
بلاکے محمد داد شاہزادے کو اُسکے سپرد کیا اور انواع تاکیدات کرکے امیدوار
انعامات فراوان کا فرمایا کفشگر نے بجان و دل فرمان شاہ قبول کیا اور کہا
کہ اے شہنشاہ خاطر جمع رکھ کہ میری جان شاہزادے پر نثار ہونے کو خلق
ہوئی ہے جب تک یہ باقی رہیگی شاہزادے کی سپر بلا رہیگی آخر بادشاہ روانہ ہوا
اور کفشگر شاہزادے کی خدمتگزاری مین مصروف تھا اور نواحی شہر مین
ایک باغ بادشاہی کہ نمونۂ خلد برین تھا شاہزادہ بیشتر اُس باغ مین سیر کو
جاتا تھا بادشاہ کے جانے کے بعد ایک دن شاہزادے نے کہا کہ آج اُس
باغ کو چل کفشگر مع چند غلام اور پرستار کہ ہمیشہ خدمت مین شاہزادے کے
معین تھے روانہ اُس باغ کا ہوا اور شاہزادہ بھی تاج مرصع برسر اور جامہ
مکلل و دربر پہنے ہوے باغ مین آیا کفشگر نے دیکھا کہ آج شاہزادہ تاج مکلل
بجواہر برسر اور جامہ مرصع و دربر رکھتا ہے کہ خراج ہفت اقلیم اُسکی قیمت مین
ارزان ہے اسلیے اُسکی سرشت لئیم نے خیانت کی تحریص کی اور دل مین کہا
کہ یہ تاج اور جامہ مایہ ہے سو تجار مالدار کا بلکہ راس المال ہزار دریا اور کانون کا ہے
اور سوا اسکے بادشاہ بھی دور ہے اور یہان اسکی میری طرف سے مطمئن ہے صلاح یہ ہے
کہ اس لڑکے کو کسی شہر دور دست مین لیجاؤن اور مع اسباب فروخت کرکے تمام عمر
آسایش سے بسر کرون بیت لتو کفہ مطلب اپنا ہاتھ آتا نہ چھوڑا چاہیے + آج موقع ہے کہ
سارے عہد توڑا چاہیے + آخر اُس بدکردار غدار نے آتش فتنہ برانگیختہ کی اور آبروے امانت

ور دیانت کی خاک مین ملائی یعنی اپنے غلام رازدار سے مشورہ کرکے شاہزادے کو مع
مع خدام داروے بیہوشی پلائی جبکہ سب بیہوش ہوگئے شاہزادے کو صندوق مین
بند کرکے پشت پر اونٹ کے باندھا اور آپ بھی ایک سمند بادپیما پر سوار ہوکے اوس
ن غلام کو بھی ایک گھوڑے تیز رو پر سوار کرکے اور دو گھوڑے اور ایک اونٹ
بل ہمراہ لیکے روانہ ہوا صبح کے ہوتے ہی منزل دور دراز طے کرگیا راہ مین تھوڑا سا
نغہ کرکے پھر سوار ہوکے ملیغار روانہ ہوا حتی کہ اس بادشاہ کی حد عمل سے گذر کے
دو بادشاہ کے شہر مین جا پہونچا اب ادھر کا حال سنا چاہیے کہ خادم جو ہمراہ شاہزادے کے
تھے دو پہر دن کے بعد جب داروغہ باغ نے بیہوش دیکھے روغن بادام سرکہ کہنہ مین
ل کرکے اونکے دماغ مین پھولکا جب کہ سب ہوش مین آگئے اور ڈھونڈھا تو شاہزادے
ر گفتنگر کا نشان نپایا آخر شہر مین آکے ملکہ کو خبر دی کہ آپ کے فرزند کو گفتنگر لے بھاگا
ہ گریان اور خاک بر سر باغ مین آئی اور پتا پتا اوس باغ کا ڈھونڈھا مگر نپایا آہ و نالہ
ہینچی اور ہر طرف لوگ دوڑائے وہ کب ملتا تھا تمام شب گریہ وزاری مین بسر کی
بح ہوتے ہی فرمان پروردگار پہونچا ارجعی الی ربک یعنی شمع حیات اوسکی تندباد
ں من علیہا فان سے فانی ہوگئی آخر اس حادثہ کی خبر بادشاہ کو پہونچی بادشاہ بھی کے دار الا
یا اور فراق زن و فرزند مین جزع و فزع کرنے لگا آخر بجز صبر چارہ نہ تھا شکیبائی اختیار کی
یت لمؤلفہ مرگیا جب دوست پھر تدبیر کا یارہ نہین * آدمی کو غیر استرجاع کچھ
رہ نہین * گفتنگر شاہزادہ کو ملک شام مین لیگیا اور بردہ کیا شاہزادے کو
ح جواہر ایک سوداگر کے ہاتھ بیچا دو سال سوداگر کی صحبت مین شاہزادے نے
و نما پائی اسطرح کا حسن و جمال نکلا کہ یوسف ثانی کہنا اوسی کی ذات کو
یا تھا جس وقت کہ وہ سرو ناز پرور گھر سے باہر آتا تھا ایک عالم جان نثاری کو
ستعد ہوتا تھا اور ہر کوئی اوس سہی قامت کی درازی عمر کے واسطے دست دعا

اٹھاتا تھا بیت بہر طرف کہ گذشتی برائے دیدۂ بد ٭ ہزار دست دعا آستین
بجنباندے ٭ بازرگان کہ ایک مرد جہاندیدہ تھا اپنے دل مین کہتا تھا کہ اس غلام کا
ہمارے پاس مصلحت نہین ہے کیونکہ اگر مین مخفی رکھون تو وجود اور عدم اسکا
برابر ہے اور اگر گھر سے باہر لاتا ہون تو آتش فتنہ بشتعل ہوتی ہے اور کوئی طاقت
اسکے دیکھنے کی نہین رکھتا ہے بہتر یہ ہے کہ اس تحفے کو بادشاہ پارس کے پاس
لیجاؤن کہ وہ کریم النفس ہے یقین ہے کہ دوچند اسکی قیمت سے مجھے انعام دیوے
پس سوداگر اسے پارس مین لایا اور برسبیل تحفہ بادشاہ کو گذرانا دس برس
ہوئے تھے کہ وہ بادشاہ سے جدا ہوا تھا اور اب چودہ سال کو پہونچ کے مانند
ماہ تمام اپنی منزل کو آیا بیت وہ مہ چاردہ سالہ ہے مرا راحت جان ٭ مثل ماہ
مہ چاردہ جسم قربان ٭ بادشاہ فرزند کے حال سے غافل تھا بطور ہدیہ کے
اس غلام کو قبول کر کے حلقۂ غلامان خاص مین داخل کیا روز بروز پرورش
اسکی زیادہ کرتا تھا کو تمام غلامون مین اسنے امتیاز پایا اور وہ جوہری کہ خزانہ بادشاہ
اسکے سپرد تھا اس سے شاہزادے کو انس پیدا ہوا ہمیشہ اسپر عنایت کرتا تھا
اور جو تحفہ کہ بادشاہ اسے دیتا تھا وہ جوہری کو شریک حصہ کرتا تھا اور جوہری
بھی علے ہذا القیاس اسی طرح پیش آتا تھا جب کہ جوہری کو یقین ہوا کہ یہ
فریفتہ ہو چکا ہے پس اسکے گوہر لئیم نے طمع خام کا خیال کیا اور دل مین کہا
کہ غلام کو فریب دون تا انگشتری بادشاہ کی مجھے لادے کہ اس مہر سے کاغذ
درست کر کے خزانہ بادشاہ کا ویران کرون اور ذخیرہ وافر اور مال نفیس
اپنے گھر لیجاؤن اسکے بعد غلام سے کہا کہ اے نازنین ہمیشہ تو اس کمینہ کے
حق مین الطاف فرماتا ہے اسلیے مین بھی جانتا ہون کہ ایک خدمت پسندیدہ
تیری ایسی کرون کہ عوض تیرے احسانون کا ادا ہو جاوے سو وہ یہ ہے کہ بادشاہ

انگوٹھی پر ایک نقش ہی کہ جو کوئی اُس نقش کو اپنے نگین انگشتری پر کھدوا لے
تو بادشاہ ہو جائے گو یادہ مہر مُہر سلیمان ہی کہ نقش اُسکی خاتم کا جو کوئی اپنے پاس
رکھیگا عالم اُسکا مطیع اور فرمان بردار ہو جائیگا اگر تو متحمل اس محنت کا ہو کہ بادشاہ
جسوقت خواب غفلت مین مستغرق ہو انگوٹھی کو اسکی انگلی سے نکال کے میرے
پاس لے آ تو اس نقش کو ایک اور نگین پر کندہ کرکے تیری انگشتری پر
رکھون پر شرط یہ ہی کہ وزارت اپنی مجھے عنایت فرمانا بیت خوان یاس لے
تو مجھے کوئی نوالہ دنیا + باغ ہاتھ آئے تو کوئی گل لالہ دنیا + شاہزادے کو یہ فریب دیکے
اسپر راضی کیا شاہزادہ بیچارہ ناتجربہ کار اُس مکار کے فریب مین آگیا شب کو
جب بادشاہ سو گیا اسنے دست جرأت بڑھا کے آہستہ انگشت بادشاہ سے انگشتری
کھینچی بادشاہ بیدار ہوا اور غلام کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ یہ جرأت تو نے کیون کی
اور اس انگوٹھی سے تجھے کیا کام تھا شاہزادے نے جوہری کا نام نہ لیا اور تقریر
مین عاجز ہوا بادشاہ نے غضب مین آکے سیاف کو اسکے قتل کا حکم کیا جلاد نے
دستور کے موافق جامہ اسکے بدن سے دور کیا بادشاہ نے خال سیاہ تمام اسکے
شانے پر دیکھا پس دیکھتے ہی بیہوش ہو گیا جلاد اس سانحے کو دیکھ کے متحیر ہوا
اور قتل مین تامل کیا جب کہ بادشاہ ہوش مین آیا اور بلحاظ اول خط و خال فرزند کے
دیکھے اور یہ نشان کہ جسکے خواص حکما نے بیان کیے تھے اُسنے مشاہدہ کرکے پہچانا کہ
یہ میرا وہی فرزند گم گشتہ ہی اسکے بعد سر و چشم چومنے لگا اور کہا کہ ای فرزند صحبت
ناہنگار مکار سے فراق ترا حاصل ہوا مجھے اُسوقت شاہزادے نے اپنا حال گذشتہ
اور یہ حال تازہ کہ جوہری نے مجھے اس بے ادبی پر تحریص دی تھی و الا مین ایسی
بے ادبی کیون کرتا مو بمو بیان کیا پس بادشاہ نے جوہری کو سزا اسکے فعل کی
دی اور بیٹے کو نصیحت کی کہ آیندہ ناکسون کی مصاحبت سے پرہیز کر

تا ان صورتون کے مانند پھر کسی حادثے مین گرفتار نہو فائدہ اس مثل کا یہ ہے
خاطر اشرف بادشاہ پر ظاہر ہو کہ بداصلون کی صحبت شاہ کو بندہ اور بندے کو سرافگندہ
کرتی ہی اور یہ زرگر بھی اُنھین لوگون مین سے ہی محافظت اور احتراز اس سے ضرور
چاہیے اور حال یہ ہی کہ حضرت اُسکی پرورش مین سر حد افراط سے درگذرے ہین
مصلحت یہ ہی کہ اُسکے تقرب مین جانب اعتدال ملحوظ رہے کہ تا خلل کلی پیدا
کر اُسکا تدارک حد امکان سے باہر ہو جاوے بادشاہ نے وزیر کی بات پر کچھ التفات
نہ کیا اور کہا کہ سلاطین با تمکین بغیر تلقین خرد کسی کام مین شروع نہین کرتے ہین
نے بمدد الہام غیب کسی راہ خیر مین قدم نہین رکھتے ہین حق مین انسان کے شرف
ذات اور کمال صفات مین نسبت عالی اور خاندان قدیم کو کچھ دخل نہین ہی بزرگی
اور اکرام انسان کا فضل اور ادب پر ہی نہ اصل و نسب پر کیا نہین سُنا
تو نے کہ اللہ تعالے فرماتا ہی ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم خلاصہ یہ ہی کہ اکرم تمھارا
کہ نزدیک اللہ کے متقی ہو تم مین سے نظم از ہنر خویش کشا سینہ را + مایہ کن
نسبت دیرینہ را + آب گہرہای کہن را مجوی + در چو کہن گشت بود زرد
اور شریف اور بزرگوار وہ شخص ہی کہ بادشاہ وقت اُسے برگزیدہ کرے ایک
بادشاہ عالی قدر نے کہا ہی کہ جسکو ہم اُٹھاتے ہین سر اُسکا فرق فرقدان سے
گذر جاتا ہی اور جسکو ہم گراتے ہین کوکب اُسکے بخت کا حضیض نکبت مین گر جاتا ہی نسیم
لطف کی اگر شورہ زار مین بھی وزان ہو تو وہ رشک گلستان ارم ہو جائے
اگر برق قہر ہماری آتش فشان ہو تو خرمن مملکت ایکدم مین جل جائے
آتش خشم سے شہ کرتے ہین جسکو مردود + روسیہ ہوتا ہی برباد وہین صورت دود
شہ اگر خار کو مقبول کرے تو دم مین + رشک گلزار بنے صورت نار نمرود
ہمنے اس جوان کو اُٹھایا ہی اور اسکا سر حرمت ذروہ رفعت کو پہونچایا ہی یقین

ہمارا یہ ہے کہ کبھی یہ خط خطائی طرف نہ کھینچے وزیر نے دیکھا کہ بادشاہ کو اُسکی طرف رغبت
تام ہے خاموش ہو رہا اور کبھی پھر اُسکا مذکور نہ کیا جبکہ چند روز گذرے اور زرگر نے
اپنے دست اختیار کو دراز پایا جادۂ اعتدال سے پاؤن باہر رکھا یعنی امید وبیم اور
وعدہ وعید سے خلق کے مال مین تصرف شروع کیا ایکدن شاہزادی کے زیور
کے واسطے جواہر کی احتیاج ہوئی اُسی طرح کا جواہر مطلوب تھا خزانہ بادشاہی مین
نہ پایا اور نہ جوہری بازار مین ہاتھ آیا زرگر کو کسی اُسکے دشمن نے خبر دی کہ فلانے
جوہری کی دختر کے پاس ایسے جواہر بہت ہین زرگر نے آدمی بھیجے جوہری بچی نے
انکار کیا کہ ہرگز ایسے جواہر میرے پاس نہین ہین ہرچند اُسنے عذر کیا زرگر نے نہ مانا القصہ
زرگر نے دختر شاہ سے کہا کہ مین نے سُنا ہے کہ اُس سوداگر بچی کے پاس ایسا در شاہوار ہے کہ
جوہری فلک نے ایسا دانہ کبھی آنکھ سے نہین دیکھا ہے اور جب سے کہ دریا نے دُر یتیم کو مہد
صدف مین پرورش کیا ہے غواص نظر نے نظیر اُس گوہر یکدانہ کا کبھی مشاہدہ نہین کیا ہے
بیت نہ زہرہ مین ہے یہ درخشندگی ✤ نہ ہے چاند مین ایسی رخشندگی ✤ اور وہ یاقوت
خوش آب اُسکے پاس ہین کہ شکم کان مین بہ پرتو خورشید سے بصد خون جگر
کی پرورش ہوئی ہے اور چند پارۂ زمرد ہین کہ اسطرح کا رنگ اور آب او ر
آہنگ رکھتے ہین کہ دیکھنے والون کی آنکھین اُنکی چمک اور دمک سے خیرگی
کرتی ہین اور مردم دیدہ کی اُنکے مشاہدے سے روشنی بڑھتی ہے بیت ز نور بصر
زمرد معلوم شد ✤ کز سبزہ شود روشنی چشم فزون ✤ اور چند دانے
لعل کے ہین کہ گلنار فارسی کی طرح نظر مین منظرون کے آتش افروزی کرتے ہین
اور چند فیروزے صاف اور خوشرنگ ہین کہ مینائے سپہر اُنکی لطافت اور
صفائی رنگ سے رشک کرتا ہے بیت یاقوت برنگ لعل خندان ✤ فیروزے
مین مثل خط جانان ✤ یہ ترغیب دیکے کہا کہ ملکہ کسی کو حکم دے تا اُس جوہری بچی کو

ساتھ اس سب جواہر کے حاضر کرے اگر بقیمت مناسب بیچے تو بہتر ہی ورنہ بہ تکلیف
اور تشدد اُس سے لیے جائیں ملکہ نے جوہری بچی کو بلایا اور کہا اُسنے سوگند کھائی
کہ اسطرح کے جواہر مین نے خواب مین بھی نہین دیکھے ہین اور جو کچھ میرے پاس ہین
سو سب حاضر ہین یہ کہا اور سب دانے کہ جو اُسکے پاس تھے روبرو رکھدیے
زرگر نے وہ پسند نہ کیے اور ملکہ کو کہا کہ یہ بدسرشت جب تک کہ سزا نہ پائیگی
نہ بتائیگی شاہزادی کہ جام جہالت سے مست اور بیہوش تھی اور دوسرے
فریب اُس دیوسیرت کا شامل ہوا اور تیسرے نخوت سلطنت اور شیطان نے مددگاری کی
اُس عاجزہ بیگناہ کو شکنجہ عذاب سخت مین کھینچا وہ ضعیفہ اس عذاب الیم کی کب متحمل
ہو سکتی تھی پس ادھر آہ کھینچی اور ادھر جان بحق تسلیم کی جبکہ یہ حال گذرا اور وزیر نے
بادشاہ کو آگاہ کیا بادشاہ عادل مزاج کب تحمل ایسے ستم کا رکھتا تھا غیرت
عدل سے آفتاب اُسکی آنکھون مین سیاہ ہو گیا اور اُسکے وارثون کو بلوا کے نہایت
دلجوئی کی اور بے پایان انعام دیا اور بمدارا اور الطاف پیش آیا کہ اندوہ اُنکا برطرف
ہو گیا اور اُس لئیم بدکردار کی مصاحبت سے شاہزادی پایۂ اعتبار سے ساقط ہو گئی
اور عتاب قہر سلطانی مین گرفتار ہوئی اور زرگر کو بھی سزا کے واسطے طلب کیا
وہ شیطان سیرت پہلے ہی سے روپوش ہو گیا تھا اور شاہزادی کی مان نے
بیٹی کو شہر سے باہر ایک باغ مین بھیجدیا باین خیال کہ جب قہر سلطانی کم ہو گا تو بلا لونگی
زرگر اُسی شہر مین چندے مخفی رہا جب سُنا کہ ملکہ چار باغ مین فروکش ہے زرگر
چھپ کر شاہزادی کے پاس آیا شاہزادی نے زرگر کو دیکھ کر کہا کہ او بدبخت
شوم خوبوم دیدار پھر آیا تو کیا اور کوئی فتنۂ خوابیدہ کو بیدار کریگا دور اور
دفع ہو کہ بار دیگر یہان آنا تیرا وبال جان ہو جائیگا زرگر مایوس ہو کر پھر گیا اور
سر بصحرا پھرتا تھا اتفاقاً ایک بیشے مین رات ہو گئی شکاریون نے درندون کی

گرفتاری کے واسطے اُس جنگل مین گڑھا کھودا تھا اور ایک بندر اور ایک سانپ
اور ایک ببر یہ سب پہلے سے اُس گڑھے مین گر چکے تھے یہ زرگر بھی کہ ہمیشہ اورکی
راہ مین کنوان کھودا کرتا تھا قضارا اُسی کنوئین مین گرا بیت للمولفہ ظلم کرتا ہی
زبان جاہ مین ٭ چاہ کھودتا ہی اپنی راہ مین ٭ یہ جماعت کہ گڑھے مین ایک جا تھی
اپنے اپنے رنج سے اورکی ایذا پر متوجہ نہوئی تھی چند روز اسی طرح گذرے تھے
کہ ایک سیاح رحم دل شہر سے بارادۂ سفر نکلا اتفاقاً اسی گڑھے پر آیا حال انکا دیکھکے
پریشان خاطر ہوا اور دل مین کہا کہ یہ شخص بنی آدم مین سے ہی اور اس بلا مین پڑا ہی
قریب ہی کہ ہلاک ہوجاوے مروت سے دور ہی کہ اسے ورطۂ ہلاکت مین چھوڑ دون
جسطرح ہوسکے اسے نکالون اور ثواب اس عمل کا اُس دن کے واسطے کہ لاینفع مال
ولا بنون ہی ذخیرہ کرون آخر اُسنے رسّی اس گڑھے مین لٹکائی پہلے اُس رسی مین بندر
چمٹ گیا اُسنے باہر کھینچ لیا دوسری بار رسی ڈالی سانپ لپٹ لیا اُسے بھی باہر کھینچا
تیسری بار ببر نے پنجہ رسّی مین ڈالا وہ بھی باہر آیا جب کہ یہ تینون باہر نکلے سیاح کو
دعا دی اور کہا کہ تونے احسان عظیم ہمپر کیا اسوقت ہم کوئی عوض اسکا نہین
کرسکتے ہین بوزینہ نے کہا کہ یہ پہاڑ کہ شہر کے متصل ہی اسمین میرا مسکن ہی اگر
وہان تک قدم رنجہ فرمائیے تو جو کچھ کہ طریق بندگی میری وسعت اختیار مین ہی
سو بجا لاؤن ببر نے کہا کہ مین فلانے بیشہ مین رہتا ہون اگر مجھے سرفراز کرے تو غلامونکی
مانند تیری بندگی کرون سانپ نے کہا کہ مین فلان مقام پر شہر مین مسکن رکھتا ہون
اگر اُس جگہ تشریف فرما ہو تو جو کچھ کہ ہوسکے خدمت بجا لاؤن اور کہا کہ ایک نصیحت
اور کرتا ہون کہ سُننا اور عمل کرنا اُسکا فرض ہی وہ یہ ہی کہ اس شخص کو کنوئین مین ہی
اسے نہ نکال کہ آدمی اکثر بدعہد ہوتے ہین اور بپاداش نیکی کی بدی کرتے ہین انکے
اعمال ظاہر پر فریفتہ ہونا نہ چاہیے اور انکے قبح باطن اور ناپاکی طینت سے اجتناب

واجب ہی بیت بگذر از صورت و سیرت بصفا داو از آنکہ ٭ آدمی شکل بود گو بتر از دو باشد
اگر اہل روزگار آرائش صورت پر مالوف ہین اور صلاح معنی سے غافل ہین نظر نہ
دیدہ را یوسف اند و دل را گرگ ٭ علی الخصوص یہ شخص کہ چند روز ہمارے
ساتھ رہا ہی اسکی خصلت و خو کو مین نے خوب پہچانا ہی اور اسکے بشرہ سے علامت
بیمروتی اور بیوفائی کی پائی جاتی ہی بیت وفا مجوے ز خوبان کہ ہیچکس نشنید ٭
ہیچ دور ز گلزار دہر بوے وفا ٭ اور اگر میرے کہنے پر عمل نہ کریگا تو ایک دن اسی کے
ہاتھ سے پشیمانی کھینچیگا سیاح نے سانپ کے کہنے پر عمل نہ کیا اور رسّی کو ڈال کے زرگر کو
نکال لیا زرگر نے بعد شکر گزاری شمہ حال بادشاہ کی بے التفاتی کا اور اپنی خواری
اور ذلت کا بیان کیا اور یہ التماس کیا کہ اگر کبھی مجھے سرفراز کیجیے تو جو کچھ خدمتگزاری
ہوسکے تو وہ میری سعادت ہی سیاح نے کہا کہ مین نے مدت سے ترک تعلق کیا ہی
اب چند روز سیاحی کرونگا اور تماشا عالم کا دیکھونگا لیکن اگر موت نے امان دی اور
زندہ آیا تو البتہ بامقدور ارادہ ملاقات کا کرونگا یہ کہا اور سب کو وداع کر کے روانہ ہوا
ہر ایک اپنی اپنی جگہہ کو گیا اور زرگر شہر مین آکے ایک گوشے مین چھپ کر بیٹھا اور بادشاہ
وزیر کی نصیحت نہ سننے سے منفعل تھا اور بیٹی کی طرف التفات نہ کرتا تھا اور کسی کی
سفارش اُسکے حق مین نہ سنتا تھا اس قصہ مین ایک سال گذرا سیاح نے اکثر بلاد
ولایت کا تماشا دیکھا اور چند صد دینار سرخ بھی ہاتھ آئے آخر کار ارادہ وطن کا کیا
اور خیال کیا کہ ہر چند سفر مجھے وسیلۃ الظفر ہوا ہی کہ فلاح ساعت بساعت پیش
آتی ہی اور سعادت دارین منھ دکھاتی ہی یعنی مال و زر بھی ہاتھ آیا اور کار ثواب بھی
حاصل ہوے لیکن وطن کی ہوا نہایت سازگار اور چشمۂ وطن خوشگوار ہی آخر طرف
وطن کے روانہ ہوا ایک دن نزدیک اُس کوہ کے کہ جسمین بندر کا مسکن تھا شام
ہوگئی اُس جگہہ بمجبوری پڑ رہا کہ دو دزد خونریز فتنہ انگیز کہ مریخ خنجر گذار جنکے تیر سینہ شگاف سے

ذر کرتا تھا اور سپہدار فلک انکی تیغ کے ہول سے سپر ماہ اپنے منھ پر رکھتا تھا بالکین
یاح پر آئے اور نقد وجنس جوکہ اُسکے پاس تھا سب لیلیا اور ہاتھ اور پانون اُس
چارے کے کمند سے باندھ کے ایک خطرناک ٹیلے کے تلے کہ شاہراہ سے بہت
ور تھا چھوڑ دیا سیاح دل سے کہتا تھا کہ ابھی زبان چلتی ہی شکر کیون نہین کرتا ہی
رض کہ تمام شب ہاتھ پانون بندھے اور زبان شکر کھلی تھی جب کہ صبح ہوئی
ور طاقت درد کے تحمل کی نہ رہی فریاد آغاز کی بیت میرسد گر کند دلم فریاد +
یک فریادرس نمی بینم ⁂ اشک حسرت آنکھون سے جاری تھے اور سوز
سینہ سے فریاد کرتا تھا اور کہتا تھا کہ افسوس مہلکہ مین کوئی میرے حال سے خبردار نہو
ور غربت بیابان مرگ ہوا بیت لمولفہ کس سے اظہار کرون حال پریشان اپنا +
وئی دلسوز نہین جز دل نالان اپنا + صبح کو سند رکھی تلاش معاش مین اپنے مسکن سے
ہر آیا تھا اور اُس ٹیلے کے حوالی مین پھرتا تھا آواز دردناک کان مین آئی اور
س آواز سے بوے آشنا آتی تھی اُس آواز پر ٹیلے کے قریب آیا جبکہ سیاح کے
سر پر پہونچا اور پہچانا اور اپنے محسن کو بستہ بند بلا دیکھا سیلاب خون آنکھون سے
اری ہوا اور کہا کہ ای دوست اس جگہ کیون پڑا ہی اور حال تیرا کیا ہی سیاح نے
ہا ای یار مہربان اس محنت آباد دنیا مین کوئی راحت بے جراحت حاصل نہین
وتی ہی اور خزانہ روزگار غدار مین کوئی گنج لطافت نے زخم اژدہاے رنج و آفت
تھ نہین آتا ہی بیت لمولفہ فائدہ بھی یہان تو نقصان ہی + سنگ کھاتے ہین
ر دار درخت + اور جو کوئی کہ اس نکتے سے آگاہ ہوا اُسکو نہ کاوش خار آزار
یتی سے مانند ابر خزان کے اشک حسرت گرانا مناسب ہی اور نہ جلوہ گلہاے
زہ پر موسم بہار کے مانند طرح طرب کی ڈالنا لائق ہی کیونکہ نہ اُس غم کو
ات اور نہ اس شادی کو قرار ہی ابیات گویا ہی کہ بہ تقدیر جبار فانی

آنست * نہ غم نیست ہو نہ شادی ہست * آسمان جسکو سیر کرتا ہی * بیٹھے سے
وہ غریب مرتا ہی * جسکو پانی سے سیر اسنے کیا * ہو گیا آخر اسکو استسقا * کس سے
اس نے کچھ ادا نے نیکی کی * کہ نہ ساتھ اسکے اک بدی بھی کی * اسکے بعد قصہ چورون کا
اور مال لیجانے کا اور اسپے باندھ کے ڈال جانے کا بہ تفصیل بیان کیا بندر نے
کہا کہ دل خوش رکھ کہ بیت ورنومیدی بسے امید ہست * پایان شب سیہ
سپید ست * اور مین بقدر طاقت تدارک اسکا کرتا ہون اور معتقدم یہ ہی
کہ تیری رہائی ہو اسکے بعد سیاح کے دست و پا کے بند کاٹے اور اس جگہ کہ اپنا
گھر خس و خاشاک سے بنایا تھا لیگیا اور جو میوہ تر و خشک کہ موجود تھا حاضر کر کے
التماس کیا کہ آج کے دن اس مکان سے پانون باہر نہ رکھنا اور فراغ خاطر سے
بستر آسایش پر آرام کرنا اور مین ایک کام کے واسطے جاتا ہون یہ کہا اور روانہ
ہوا چورون کے نشان پا پر جاتا تھا اور چور کہ تمام اسباب و زر لیکے اور ساری رات
چلے تھے صبح کو کوفتہ ہو کے ایک چشمے پر سو رہے تھے اور اسباب طول کے رکھ دیا تھا
اور بادل امین اور خاطر مطمین آرام کیا تھا چاشت کے وقت بندر بھی جا پہونچا
اور انکو غافل پاکے فرصت غنیمت جانی اور پشتارے کو پھاڑ کے اسباب
نکالا پہلے خریطہ زر کا اٹھا کے ایک گوشہ مین گڑھا کھود کے دفن کر دیا اور
دوسری بار باقی اسباب لیجا کے دوسری جانب مین دفن کیا یہان تک کہ اسباب
چورون کا بھی باقی نہ رہا اور آپ ایک درخت پر جا بیٹھا اور منتظر انکی بیداری کا
تھا جب کہ چور بیدار ہوے اور زر اور اسباب مین سے کوئی چیز نہ دیکھی سراسیمہ
ہو کے ہر طرف دوڑتے پھرتے تھے ایک انمین کہ عاقل تھا اسنے کہا کہ اے برادر
اس چشمے پر آمد و شد آدمیون کی نہین ہی اور دوسرے آدمی کے قدم کا نشان
بھی پایا نہین جاتا ہی یہ کام کسی طرح آدمیون سے نہین ہوا ہی غالب ہی کہ چشمے

یہ دیوون کی اور پریون کی ہوا اور ہم گستاخانہ اس جگہ آئے اور دست و پا دراز
کے سو رہے اسلیے یہ حرکت اُس قوم سے ہوئی ہی اور یہ بھی جگہ شکر کی ہی کہ
نھون نے ہمین قتل نہین کیا اب بہتر یہ ہی کہ یہان سے بھاگین اور نیم جان
باقی رہی ہی اُسے سلامت لیجائین اُسکے بعد بادل تنگ اور ترس ناک
بھاگے اور بندر اُنکی مساودت سے خاطر جمع کرکے اپنے گھر آیا اور صورت
ن یارسے کہی اور اُس شب سیاح کو اپنے گھر مین رکھا جبکہ دن ہوا بندر
یاح کو چشمے پر لایا اور جو کچھ کہ زر اور لباس اسکا چور لیگئے تھے سپرد اُسکے کیا سیاح نے
یا مال لے لیا اور جو رخت کہ چورون کا ہاتھ آیا تھا اُسنے نہ لیا اور شکر گزاری کرکے
ر کو رخصت کیا اور آپ روانہ ہوا چند فرسخ راہ گیا تھا کہ اتفاقاً گذر اسکا ببر کے
کن پر ہوا جب کہ ببر مانند شیر ژیان کے نمودار ہوا سیاح نے ڈر کر چاہا کہ
اگے ببر نے آواز دی کہ خوف نہ کر کہ مجھے حق تیرے احسان کا بھولا نہین ہی اسکے
نزدیک آ کے کمال محبت سے پیش آیا اور التماس کیا کہ ایک ساعت
قف فرما سیاح اُسکی رضامندی کے واسطے متوقف ہوا ببر تلاش مین تجھکے
ان کے لائق ہو ہر طرف دوڑتا پھرتا تھا کہ گذر اُسکا اُسی چار باغ مین کہ بادشاہ کی
رہتی تھی ہوا دیکھا کہ شاہزادی لب حوض زیور قیمتی پہنے بیٹھی ہی ببر نے ایک ہی
مین کام اُسکا تمام کیا اور سب زیور لیکے سیاح کے آگے دھرا اور منت کیا
آپ کی نذر ہی سیاح نے زیور لیکے شکر گزاری کی اور شہر مین آیا اور اپنے
مین کہا کہ جیسے بہائم اور سباع سے حسن عہد درست پایا زرگر تو انسان ہی
ن تک میرے احسانون کا عوض نہ کریگا اور اُسے جواہر شناسی مین بھی مہارت ہی
ہر اُسکی معرفت خوب بکیگا اس خیال مین زرگر کے پاس آیا اور ماجرا
جو بیان کیا زرگر باعزاز تمام پیش آیا اور اُس دن بادشاہ کی دختر کے قتل کا

شہرہ تمام شہر مین ہو رہا تھا زرگر نے کہا کہ وہ جواہر کہان ہی دیکھون مین سیاح نے
زیور مرصع نگار نکال کے آگے رکھا دیکھتے ہی زرگر نے پہچانا اور دل مین کہا کہ یہ زیور
تو شاہزادی کا ہی خوش ہوا اور کہا کہ یہ زیور ایک سلطنت کے خراج کی قیمت
رکھتا ہی ای سیاح دل خوش رکھ کہ تجھے احتیاج سے فارغ کیے دیتا ہون اور یا خود کہا
آج وقت ہی اور موقع تاخیر کا نہین ہی یہ خوب وسیلہ بادشاہ سے صفائی کا
ہاتھ آیا کہ وہ بیٹی کے غم مین مبتلا ہی اور تلاش قاتل مین بیٹھا ہی اگر نشان اُسکے زیور کا
پائیگا تو اُسکے جلد و مین پھر وہی مرتبہ میرا کر دیگا اور سیاح کو قتل کر ڈالیگا اور
کہا کہ تو خاطر جمع سے بیٹھ مین زیور لیکے جوہریون کے پاس جاتا ہون اور اُسکے
بعد مع زیور در دولت بادشاہی پر آیا اور کہا کہ ملکہ کے قاتل کو مع زیور مین نے
گرفتار کیا ہی بادشاہ نے اُسے بلایا اور زیور کو دیکھا کہا کہ سیاح کو لاؤ زرگر سیاح کو
بادشاہ کے روبرو لیگیا بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے آج تمام شہر کے گرد پھرائین اور
رات کو قید رکھین کل اسے قتل کرونگا بیچارہ سیاح بیگناہ آہ آہ کرتا تھا اور کہتا تھا
کہ ای زرگر جو تو نے دوستی مین کیا کوئی دشمنی مین ایسا نکریگا عوض احسان کا یہی تھا
مین نے کہا اُس سانپ نکالنا مانا وہی ندامت اُٹھائی اگر ہزار چند اسکی سزا
اور جزا مجھے ملے تو بھی تھوڑی ہی مگر بادشاہ کو یقین ہوا کہ کلام اسکا مکاری سے
اور گنہگار یہی ہی بموجب حکم کے اُسے تمام دن شہر مین پھراتے تھے اور وہ سانپ
یار بھی کے اوپر سے دیکھتا تھا آخر اُسنے پہچانا کہ وہی شخص ہی کہ جسنے مجھے گڑھے سے
نکالا تھا غمگین اور منتظر فرصت کا تھا کہ شب ہوئی اور سیاح کو زندان مین لیگئے
جبکہ رات کو فرصت پائی سانپ پاس اُسکے آیا اور کہا کہ مین نے نہ کہا تھا کہ انسان
بدگوہر وفادار نہین ہوتا ہی اور احسان کے عوض مین بدی کرتا ہی اور تو نے جو نصیحت
میری نہ مانی اور زرگر بداصل کو کوئین سے نکالا مین اُسی دن سمجھا تھا کہ تیرا انجام

ندامت پر ہوگا بیت من ہمان روز ز فرہاد طمع بریدم + کہ عنان دل شیدا
بکف شیرین داد + سیاح نے کہا کہ اے دوست مہربان تحمل کرنے سے نمک
ملامت دل کے جراحت پر پڑتا ہے اس سے سوز دل اور اضطراب خاطر کے سوا
اور کچھ حاصل نہین ہوتا ہے اور مجھے یہ رنج کیا کم ہے کہ تیری نصیحت نہ ماننے سے
رسوائے جہان اور بدنام انس وجان ہوا اب وہ صلاح بتا کہ اس بلا سے رہا ہون
سانپ نے کہا کہ تدبیر یہ ہے کہ مین جا کے بادشاہ کی مان کو کاٹتا ہون ایک
خلقت عاجز آئیگی پر وہ صحت نہ پائیگی یہ بوٹی لے اور بادشاہ کی مان کو پلا دینا
فی الفور صحت پائیگی شاید کہ اس حلد وہین تیری رہائی ہوجاے سیاح نے
شکر گذاری کی اور سانپ بوٹی دے کے روانہ ہوا اور جا کر بادشاہ کی مان کو کاٹا
اور بادشاہ تمام شب سرہانے مان کے بیٹھا رہا اور معالجہ مار گزیدہ اطبا سے
پوچھتا تھا طبیب بھی جو کچھ کہ تریاق وغیرہ اسکی دوائین مقرر ہین دیتے تھے کچھ فائدہ
نہ ہوتا تھا جب کہ صبح کا ذب ہوئی سانپ نے بام پر آکر آواز دی کہ علاج مار گزیدہ کا
نہایت مجرب سیاح بیگناہ کے پاس کہ زندان مین محبوس ہے موجود ہے بادشاہ نے
کہا کہ دیکھو بام پر کون شخص ہے ہر چند کوٹھے پر لوگون نے ڈھونڈھا نشان کسی کا
نہ پایا یقین ہوا کہ ہاتف غیب نے آواز دی ہے سیاح زندان سے بلایا گیا اور دوا کی
درخواست کی سیاح نے کہا بیت ہمیشہ درگہ عدل و کمال احسانت + چو کعبہ
مقصد حاجات اہل عالم باد + علاج اس زہر کا میرے پاس ہے اور امید خدا سے
رکھتا ہون کہ ملکۂ جہان اسی دم صحت پائے لاکن امیدوار ہون کہ اول بادشاہ
میری پریشانی کا حال سن لے اور عدل شاہی کے بھی زیبندہ یہی ہے کہ گوش
ہوش مظلومون کی فریاد پر کھلا رکھے اور جو بادشاہ کہ شنوائی حال مظلومون کی
نہین کرتا ہے وہ جہانبانی کے سزاوار نہین ہوتا ہے سخن راست سیاح کا بادشاہ کے

دل پر اثر کر گیا اور بطریق لطف کہا کہ حال اپنا از ابتدا تا انتہا بلا وحشت بیان کر سیاح نے
سب حال اپنا بسبب اُس جرأت کے کہ راست گویوں کو ہوتی ہے دلیرانہ اور مشرحاً
بیان کیا بادشاہ کو یقین ہوا کہ یہ بیگناہ ہے اسکے بعد سیاح نے بوٹی دودھ مین
گھول کے بادشاہ کی ماں کو پلائی فی الحال اُسنے شفا پائی بادشاہ نے سیاح کو
خلعت گران بہا اور انعام کثیر سے سرفراز کیا اور زرگر غدار مکار ناحق شناس کو دار
کھینچا آخر اپنے کردار کی مکافات کو پہونچا نظم درین دار المکافات آنکہ بد کرد
نہ بر حال کسان با حال خود کرد ٭ اگر خواہی نکو باشی نکو باش ٭ ہمیشہ راست کار
و راست گو باش ٭ یہ مثل ہے بادشاہوں کے فائدہ کے واسطے کہ کن شخصوں کو مصاحب
اپنا کرین اور متعلقوں کے حال کا تفحص کرتے رہین اگر بادشاہ حلب کا اُس بد اصل
ونے ادب کی پرورش نہ کرتا تو بیٹی بادشاہ کی قصور عظیم مین مبتلا نہوتی اور
بطریق جزا اسکے پنجہ شیر سے جان اپنی نہ کھوتی اور اگر بادشاہ قول مظلوم ستمدیدہ کا
نہ سنتا تو حق باطل سے اور راست دروغ سے جدا نہوتا بادشاہ کو لازم ہے کہ بغیر
تحقیق واقعی کے پرورش نااہل کی نہ کرے اور سیاست کے وقت ترحم
اور نیکی کے موقع پر بدی تجویز نہ فرمائے اور فراش قضا نے کہ بارگاہ دولت
انکی سے لیے ایستادہ کیا ہے اور کارفرماے قدر نے کہ نوبت جہانداری واسطے اسکے
بجائی ہے تو لازم ہے کہ ایسی سعی کرین کہ وہ کام اُنسے ظہور پائے کہ باعث نیکنامی دنیا
اور سبب نجات عقبے ہو قطعہ بر مدت نظر کسے گنبد سپہر ٭ بر نوبت زمین بکسے کی
ہر زمان ٭ چون کام جاودان متصور نمی شود ٭ خرم کسے کہ ماند ازو نام جاودان ٭

باب چودھوان مشتمل ہے عدم التفات اور انقلاب زمانے پر

یعنی بناے کار کو قضا و قدر پر رکھنا بہتر ہے جبکہ راے کشور آراے نے یہ داستان کہ
فائدہ مین خزانہ بیکران ہے حکیم پرفنون سے سُنی بجان و دل ممنون ہوا اور کہا قطعہ

اے تشنگان بادیہ شوق یافتند + از بحر طبع روشنت آب زلال علم + برداشتہ ضمیر درست بدست فکر + روزے ہزار بار نقاب از جمال علم + کہ تصدیع جناب حکمت مآب کی زیادہ حد سے گذر ہی اور تکلیف دہی اس طرف سے حد بے ادبی کو پہونچی اور نزدیک ہے کہ طناب اطناب کی قطع ہو جاے مگر جو ازراہ تلطف تیرھوین وصیت سے فیضیاب فرمایا تو سنے اور داستان ملوک اور تربیت ندما اور متعلقون کی سنی اور جو خلل کہ ارذال صحبت اور سفلون کی مصاحبت سے پیدا ہوتا تھا اس سے مطلع ہوا ہون اب عنایت فرماکے مضمون وصیت آخری کا کہ چودھوین ہے مفصل بیان فرما اس حکایت سے بھی مشرح آگاہی پاکے تیرا بندۂ احسان ہون اول یہ فرما کہ کریم مزاج اور عاقل کامل کیون بستہ بند بلا اور خستہ رنج و غبار رہتے ہین اور لئیم اور جاہل اور نادان و غافل کس سبب سے بفراغت و رفاہیت زندگانی بسر کرتے ہین وجہ اسکی اور سبب جلب منفعت اور دفع مضرت کا کیا ہے اور کس تدبیر سے محفوظ رہنا اور کون سی تدبیر سے مقصود کو پہونچنا ہو سکتا ہے برہمن نے جواب دیا کہ اے بادشاہ دولت اور سعادت کے واسطے مقدمات اور اسباب بہت ہین جو کوئی کہ اُسے حاصل کرکے اُس راہ پر چلے سزاوار جاہ و حشمت اور شایستہ عزت و رفعت ہوتا ہے مگر اُسکے نتیجے اور ثمرات تقدیر الہی سے متعلق ہین اور اصل ان سب کی تقدیر ہے اور اسکے بعد حکم بادشاہی کیونکہ بغیر مشیت ایزدی کے سب وسیلے باطل ہو جاتے ہین بلکہ بارہا دیکھا ہے کہ بہت سے دانا نان شبینہ کو محتاج پھرتے ہین اور اکثر جاہل اور نادان کہ ہرگز لیاقت شوکت کی نہین رکھتے ہین اور تقدیر اُن کو سریر سلطنت پر بٹھاتی ہے قطعہ گنج شاہی دہند دونان را + بہنر پیشہ نیم نان ندہند سفلہ بر صدر و اہل دانش را + بغلط رہ بر آستان ندہند الضیا ناسخ آیا ہے نظر عجب طرح کا یہ باغ + ہے پھول اسیر رنج کانٹون کو فراغ + دیکھی ہے عجب ہوا یہان کی اُلٹی + بلبل ہے قفس مین بند آزاد ہے زاغ + غرض کہ یہ سب وابستہ حکم یزدانی ہے

ہر چند کسی کو خرد کامل ہو اُس سے وجہ معاش سر انجام کرسکتا ہو مثلاً حرفت کہ نزدیک
عقلا کے آسان ہی دیا جمال زیبا کہ دلون کو صید کرتا ہی وہ بھی سبب منافع کا ہوتا ہی
لاکن جب تک قضائے الٰہی اُنکی یار نہو یہ سب ہیچ ہی اور کوئی ثمرہ انسے مترتب نہو سکیگا
لاکن جو کہ پسندیدہ عقل ہی مآل کار اُسکا بخیر ہوتا ہی اور ثمرہ نادانی کا بیشتر پشیمانی کو کھینچتا ہی
چنانچہ ایک بادشاہزادی نے یہ حکایت شہر نستور کے دروازے پر لکھی تھی اور یادگار زر
اور اسباب کے واسطے ایک داستان رنگین اور قصہ شیرین ہی راے نے پوچھا کہ یہ قصہ
کیونکر تھا حکایت کہا کہتے ہین کہ ولایت روم مین ایک بادشاہ کامگار تھا اُسکے
دو فرزند تھے نہایت علم وفضل سے آراستہ جب کہ اُس بادشاہ نے داعی اجل کو
لبیک کہا بڑے بھائی نے باپ کے خزانے پر قبضہ کیا اور ارکان دولت کو نہایت
شیرین زبانی سے اور چاپلوسی سے مائل اپنا بنایا اور تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوکر
آئین پدری کو جاری کیا جبکہ چھوٹے بھائی نے دیکھا کہ ہماے سلطنت بڑے
بھائی کے سر پر سایہ افگن ہوا سمجھا کہ مبادا بھائی مجھے شریک سلطنت جان کے ضرر
پہونچاوے اس خوف سے کربت غربت اختیار کی بیت ز شہر خویش ملولم سر
سفر دارم * بجز غم تو ندانم چہ توشہ بردارم * شاہزادے نے راہ دور و دراز تنہا
اختیار کی ہر شام حد منزل کو پہونچا اور اپنی تنہائی اور غریبی پر روتا تھا اور کہتا تھا
کہ پہلی ہی منزل مین یہ کرب و بلا ہی تو انجام مین کیا ہوگا القصہ وہ شب تنہائی مین
کاٹی دوسرے دن کہ خورشید تابان نے شق افق سے سر نکالا کہ شاہزادے نے
چلنے کا ارادہ کیا ناگاہ ایک جوان خوش رو پچیدہ مو ہمراہ ہوا شاہزادے نے
دیکھا کہ ایک محبوب ہی کہ قبائے کمال حسن اُسکے قامت پر دوختہ اور دل آفتاب
اُسکے رشک شمع جمال سے سوختہ ہی جبکہ شاہزادے نے بغور وہ خط دلکش اور
رخسار ماہ وش مشاہدہ کیا دل مین کہا کہ الحمد للہ محنت سفر کی اس جوان کی

ت موافقت سے آسان ہوجائیگی بلکہ اُس شخص کی آوارگی گھر سے بہتر ہی کہ جسکے
راہ ایسا محبوب ہو اسکے بعد وہ دو یاسمن جوانی اور وہ دو نہال جویبار زندگانی
م کی ملاقات سے اسقدر خوش ہوے کہ بیابان الم کو گلستان ارم تصور کرتے اور
رستان مشقت کو سامان حشم و خدم سمجھتے تھے رباعی گر در خم زلف تو در تنگ آید
حال بہشتیان مرا تنگ آید + ور بے تو بصحراے بہشتم خوانند + صحراے بہشت
دلم تنگ آید + اور دوسری منزل مین ایک سوداگر بچہ کہ نہایت ہوشیار کاردان
احب ہنر دور اندیش تمام خرد کہ ہنگام کار تدبیر کامل سے رشتۂ شب کو گردن
وز پر باندھتا تھا اور وقت ضرورت فکر رسا سے جنبش خورشید کو چار بازار
ات سے ارزان خرید کرتا تھا بیت حریفے چابکے شیرین زبانی + لطیفے ہوشیارے
ردانی + وہ بھی انکے ہمراہ ہوا یعنی سعادت نے اس شکل مثلث مین ظہور کیا
سرے دن دہقان زادہ زور آور کہ ابواب زراعت مین بصارت شامل اور
تمام کشتکاری مین مہارت کامل رکھتا تھا اور علم فلاحت (کشتکاری ۱۲) مین صناع بے بدل تھا
کر چوب خشک کو زمین سخت مین گاڑ دیتا تو تھوڑے سے عرصہ مین نہال اُسکا
ال کو پہونچکے میوہ افشانی کرتا تھا اور فن دہقانیت مین برکت قدم اُسکی
تر رکھتی تھی کہ جس خاک پر پانون رکھتا تھا بے اسکے کہ تخم اسمین بویا جاے
اعت بارور ہوکر لہلہاتی تھی وہ مصاحب انکا ہوا جبکہ یہ چار رکن رکین یکجا ہوئے
ستی بدرجۂ اتم ان مین پیدا ہوئی اور مضمون خیر الرفقا اربعۃ نے ظہور پایا اور
پس کی مصاحبت سے باہم ایسے خوش تھے کہ عزیز اور اقربا اور خانہ و دیار کو
موش کرکے منزل پیمائی کرتے تھے اور کربت سفر سے مطلق ملول نہوتے تھے
ملاقات اور اختلاط سے آپس کے خرم و مسرور رہتے تھے القصہ بعد قطع مسافت
ہر شتور مین پہونچے اور کنارے شہر کے واسطے آسایش کے ایک جگہ بہتر سمجھکے

ٹھہرے لیکن کسی کے پاس کچھ زادراہ اور کوئی دینار و درہم باقی نہ رہا تھا ایک
اُن یارون مین سے کہا کہ وقت یہ ہو کہ ہر ایک اپنا ہنر دکھائے اور جد و جہد سے کچھ
حاصل کرے تا چند روز اس شہر مین بسر کرین اور محتاج آزوقہ کے نہون شاہزادے
کہا کہ کام عالم کا تقدیر الٰہی پر موقوف ہو اور کوشش اور جہد اور سستی اور کاہلی اُسمین
اور نقصان نہین کر سکتی ہو پس چاہیے کہ عاقل طلب دُنیا مین فکر نہ کرے اور عمر عزیز
ایسی مردار کے پیچھے کہ باوجود ناپایداری اسکے دشمن خیر اور بیوفا ہو رایگان نہ
نظم این جہان بر مثال مرداریست ✤ کرگسان گرد او ہزار ہزار ✤ این مر آن
ہمی زند مخلب ✤ وان مر این را ہمی زند منقار ✤ آخر الامر بر پرند ہمہ ✤ وز ہمہ باز ماند
مردار ✤ اور کم زیادہ اُسمین نہین ہو سکتا ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہو نحن قسمنا بینہم معیشتہم
ہمنے تقسیم کیا ہو رزق کو اُنمین یعنی مخلوق مین پس تقسیم خدا کو کس کی مجال ہو جو
بیش کر سکے اور دوسرے یہ ہو کہ حریص کا انجام کار وبال و نکال پر ہوتا ہو ابیات
گرچہ لقمہ بدست آوریم ✤ بیشتر از روزی خود کی خوریم ✤ پس زبہر آنکہ نہ روز
نانست ✤ این ہمہ تشویش کشیدن چرا است ✤ راہ رضا گیر برومند شو ✤ حرص بکن
نہ و خرسند شو ✤ اسکے بعد جوان زیبا رو نے کہا کہ حصول زر کے واسطے حسن ا
وسیلہ ہو معتبر جس جگہ کہ جنیم جمال جلوہ آرا ہو غالب ہو کہ مال کی وہان کمی نہو او
جس جا کہ خاشاک ظرافت ظہور کرے رافت اور مہربانی ہر طرف سے منہ دکھا
سوداگر نے کہا کہ سرمایہ حسن بازار معاملات مین ایک نقد ہو مگر بہت کم بقا کہ اند
بعارضہ سے زائل ہو جاتا ہو مگر حصول دولت اور نعمت کے واسطے رائے درست ا
تدبیر صائب اور کار شناسی اور معاملہ گذاری سے بہتر کوئی چیز نہین ہو اور جسکا پا
معیشت اپنی جگہ سے لغزش کریگا سوائے پنجہ عقل اور فکر درست کے اور کو
اسکی دستگیری نہ کر سکیگا بیت کریگا عقل سے کوئی اگر کام ✤ نہوگا دین و دنیا مین

ام + دہقان زادہ نے کہا کہ عقل اور تدبیر ہر جگہ کام نہیں آتی ہے اور ہر وقت اُسکے فائدے
رتب نہیں ہوتے ہیں کسواسطے اگر دانش دولت کے حاصل کرنے کی سبب ہوتی تو جو کوئی
دانائی میں سب سے بیش اور رائے درست میں سب سے درپیش ہوتا تو لوائے
لت میدان سلطنت میں وہی بلند کرتا سو ایسا نہیں ہوتا ہے اور میں نے بہت عاقلوں کو
یکھا ہے کہ زندان احتیاج میں گرفتار ہیں اور وہ لوگ کہ عقل سے بہرہ نہیں رکھتے ہیں
ستان تنعم اور مالداری میں خوش گذران کرتے ہیں بیت فلک بمردم ناداں دہد زمام
رد + تو اہل فضل و دانش ہمین کنایت بس + بلکہ برکات کسب سے بھی آدمی
مگاری اور مسرت کو پہونچتا ہے اور وسیلۂ ہنر اور فائدہ حرفت سے زیور شادکامی
ور بہجت سے آراستہ ہوتا ہے نظم ناسخ کسب کر زر اسی سے پائیگا + عقل سے
ہ نہ ہاتھ آئیگا + گرچہ ہیں پادشاہ صاحب تاج + ہیں زر اہل کسب کے محتاج +
ب کہ نوبت کلام تمام ہوئی پھر سب نے شاہزادے سے التماس کیا کہ اب کوئی اور
تہ بیان فرمایئے شاہزادے نے کہا میں اُسی مذہب پر ہوں کہ پہلے سے شمہ اُسکی
زریکا بیان کیا تھا اور تم رفیقوں کی بات بھی درست ہے کہ پیرایہ حسن اور ہنر مایہ
عقل اور کسب سے کچھ حاصل ہوتا ہے اسکا بھی میں منکر نہیں ہوں مگر مدعا یہ ہے کہ اگر حاجب
لم قضا پردے کے پیچھے سے جلوہ نہ دکھائے تو ستارہ حسن افق اقبال سے طلوع نہ کرے
ور جب تک کہ کارگذار قدر دروازہ دکان مشیت نہیں کھولتا ہے متاع عقل و دانش بازار
بول میں رواج نہیں پاتا ہے اور فائدہ کسب کا ایک نوالہ ہے کہ حوالہ کرنے سے تقدیر ازلی کے
صیب ہنرمندوں کے ہوتا ہے اور نفع زراعت کا ایک توشہ ہے کہ خرمن ارادت علم ازلی سے
زارعان حرفت کو پہونچتا ہے اور نے مقتضائے حکم ربانی جو خط کہ اندیشۂ رنگ آمیزی سے
ح خیال پر کھینچا جاتا ہے اور جو افسون عزیمت خوان کا کہ نے امداد تقدیر ورق تدبیر سے
پڑھا جاتا ہے انجام اُسکا ایک افسانۂ لاحاصل ہو جاتا ہے بیت چہ نقشہا کہ برانگیختم و سود

نداشت ÷ فسون ما بر او گشته است افسانہ ÷ پس ثابت ہوا کہ اگر اللہ تعالی چاہے تو مقصد
ہر کسی کا بے محنت اور تعب بھی حاصل ہوتا ہی اور اگر اللہ تعالی کا ارادہ اُسکے حصول مین نہو تو کوشش
کچھ کام نہین آتی ہے پس گردن کو حکم الٰہی پر اور سر تسلیم کو تقدیر ربانی کے نیچے رکھنا چاہیے
ورنہ خسر الدنیا والآخرہ موجود ہے مصرع ع در بیان مارضا بقضا دادن ست وبس + جیسا کہ اُس

حکایت پیر دہقان

پیر دہقان نے اپنا کام عنایت الٰہی کے سپرد کیا اور تھوڑے سے دنون مین مطلب
حاصل کر کے قید محنت سے آزاد ہو گیا تینون یارون نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر ہے
حکایت کہا کہتے ہین کہ شہر اندلس مین ایک دہقان تھا کہ ہاتھ اُسکا کشادہ اور
اسباب زراعت سب آمادہ تھا چنانچہ چند روز مین تین سو دینار سرخ اُسنے
جمع کیے اُس مال سے خوش رہتا تھا اور اُسمین سے کچھ صرف نہ کرتا تھا ہر روز اُنھین
کھول کے آگے رکھتا تھا اور شمار کرتا تھا اور زعفران از طرب افزا سے لب عیش کو
خندان کرتا تھا ایکدن عادت مستمرہ کے موافق گن کے چاہتا تھا کہ تھیلی مین رکھے
کہ ایک آشنائے قدیم نے دروازے پر آواز دی دہقان نے بحکم استر ذہبک
اُس خوف سے کہ آشنا کو علم اُسکا ہو جلدی سے اشرفیون کو ایک سبو مین ڈال دیا
اور جلد باہر آکے اُس آشنا کے ساتھ کسی کام کے واسطے ایک قریہ کو گیا اور
جانے کے وقت اپنی زوجہ سے تاکید کر گیا کہ کھانا پکا رکھنا جب کہ دہقان گیا عورت نے
چاہا کہ آش پکائے گھڑی کو خالی سمجھ کے گھر سے باہر لیکے آئی اور منتظر تھی کہ کوئی آشنا
صورت نظر آئے تو اُس سے پانی منگواؤن قضارا ایک قصاب گاو کی خریداری
کے واسطے اُس قریہ مین شہر سے آیا تھا اُس طرف اتفاقاً اُسکا گذر ہوا زن
دہقان نے کہ اُس سے تعارف رکھتی تھی کہا کہ اتنی تکلیف کر کہ یہ گھڑا اس ... مجھے
کنوین سے بھر لا دے روستائی نے قبول کیا اور وہ گھڑا اُسکے ہاتھ سے لیا اور
اُس عورت کو یہ علم نہ تھا کہ اسمین اشرفیان ہین قصاب گھڑے کو پس پشت رکھکے کنوین

طرف چلا راہ میں اُسے معلوم ہوا کہ کوئی چیز اور اُس گڑھے میں گر گئی ہے جب گ
گڑھے میں ہاتھ ڈال کے دیکھا تو توڑا اشرفیون کا پایا خوش ہو کے چھپا لیا اور کہا
بیت ٭ دولت آنست کہ بے خون دل آید بکنار ٭ ورنہ با سعی عمل باغ جنان
نیست ٭ اور ستایش اور منت حضرت اللہ تعالیٰ شانہ کی بجا لا کے کہتا تھا ک
بے شائبہ محنت اور مشقت اور بے غائلہ رنج و اذیت یہ نعمت بے نہایت اور دو
نے غایت مجھے عنایت فرمائی اب شکر گزاری اس نعمت غیر مترقب کی واجب
اور حرفت بھی چھوڑنا مناسب نہیں ہے اور اس زر کو برائے وقت احتیاج
ذخیرہ رکھنا چاہیے اسکے بعد اُس قصاب کو زر کی خوشی میں پانی اور گھر
بھولا اور اپنے زر سے کہ ہمراہ لایا تھا ایک گاؤ فربہ خرید کرکے گھر کی راہ لی جب گ
اُس قریہ سے نکلا اور شام ہوئی دل میں اندیشہ کیا کہ یہ زر میرے پاس ہے اور ر
اس راہ خطرناک سے کیونکر امان ملیگی اور اگر کہیں دفن کرتا ہون تو مبادا انشان اُس
مکان کا بھول جاؤن اور اگر کسی کے پاس کسی قریہ میں امانت رکھتا ہون تو
رسم امانت داری کی اس زمانے سے اٹھ گئی ہے صلاح یہ ہے کہ ان دینارون کو کسی ح
گاؤ کے حلق سے اتار دون جبکہ گھر میں پہونچیگی اسے ذبح کرونگا بجنسہ نکال لونگا
اسکے بعد بیچاری گائے کو اس بلا میں مبتلا کیا اور گوسالہ سامری کے مانند پر زر کر
گھر کی طرف روانہ ہوا قضارا راہ میں اُسکا بیٹا ملا چند کام اور کہ قصاب کے ضرور تھے
اُسکا بیان بیٹے سے کیا اور اُن کامون کے واسطے قصاب پیچھے کو پھرا اور گاؤ کو
بیٹے کے سپرد کیا اور بیٹے کو اُس راز سے آگاہ نہ کیا اس عرصے میں دہقان آ پہونچے
لڑکو پھرا تھا اور ایک مدت سے دہقان نے نذر مانی تھی کہ ایک گاؤ فربہ قربانی کرونگا
جب کہ ایسی فربہ گائے دیکھی واسطے خریداری کے متوجہ ہوا اور جو قیمت کہ مانگی اس سے
زیادہ دیکر اور گائے کو لیکر گھر آیا اور ارادہ قربانی کا کیا اس حال میں اُسے

اشرفیون کا توڑا یاد آیا کہ اُس سبو سے نکال کے جائے محفوظ میں رکھے ہر چند تلاش کیا
سبو کو نہ پایا عورت سے پوچھا کہ گھبرا گیا ہوا عورت نے تمام حکایت بیان کی
دہقان کے دل میں اُٹھا اور زار زار رونے لگا اور خرد و رنج ہوائی سے ڈرا
تھی کہ خاموشی اولیٰ ہے کہ شماتت اعدا سے تو بچیگا بیت جاعتے کہ بگرید بہرحال
بنالی ❊ بیقین بدان تو کہ بر خویشتن ہمہ خندند ❊ دہقان ایک ساعت ورطۂ
تحیر میں رہا آخر دل کو راضی قضائے الٰہی پر کیا اور کہا مصرعہ بگذاشتیم
با کرم او چہا کند ❊ اسکے بعد گائے کو قربانی کیا اور پیٹ چیرا توڑا اشرفیون کا جب
اسکے پیٹ سے نکل آیا خوشی سے بیہوش ہو گیا جب کہ ہوش میں آیا توڑا اٹھایا او
جا بکر کے چومتا تھا اور آنکھون سے لگاتا تھا اور اپنے دل میں کہتا تھا کہ ایسا
اور سانحہ غریب نہ کسی کی آنکھ نے دیکھا تھا اور نہ کانون نے سنا تھا کہ جسطرح
یہ زر ہاتھ آیا اگر بار دیگر ایسا حادثہ پیش آیا تو بغیر اس زر کے زندگانی ہو گی
احتیاط واجب ہے اسکے بعد وہ دہقان ہمیشہ اُس توڑے کو پاس رکھتا تھا
اور اُسکی عورت ہمیشہ اس بات پر اُسے ملامت کرتی تھی کہ یہ عمل طریق توکل
سے دور ہے اور ذخیرہ رکھنا یہ دلیل ہے خدا کی رزاقی پر اعتماد نہ کرنے کی کیونکہ اللہ تعالیٰ
ضامن رزق کا ہے اور اپنے بندون کو ہر حال میں روزی پہونچاتا ہے پھر ذخیرہ رکھنے کے
کیا معنی اور عاقل کامل وہ ہے کہ مال کے جمع کرنے میں حرص نہ کرے اور دیدۂ توکل کو
کریم کارساز کے کھلا رکھے کہ کوئی فرد عالم ایسا نہیں ہے کہ اُسکے خوان احسان سے روزی
نہ پاوے اور یقین کرنا چاہیے کہ روز ازل سے جو مقدر ہوا ہے زیادتی اور نقصان اُسمیں
ممکن نہیں کہ پیشانی تقدیر میں بیش و کم کی گنجایش نہیں رہی ہے دہقان نے کہا کہ اے
عورت عالم اسباب میں تدبیر کے بغیر کام نہیں نکلتا ہے ظاہر میں رعایت
اسباب کی کرنا اور باطن میں ساغر شراب توکل پینا چاہیے رباعی لمؤلفہ زنہار

نہین ہی یہ توکل + کرتا ہی ہر امر مین تغافل + ہشیاری بھی کر خدا کو بھی سونپ + یک جا ہی
توکل و تعقل + عورت خاموش ہو رہی اور دہقان نے وہ اشرفیان کمر مین باندھین اور اپنے
کام مین مشغول ہوا ایک دن چشمۂ آب پر غسل کرنے کو گیا اور وہ اشرفیان کمر سے کھول کے کنارے
رکھدین جب کہ نہانے سے فارغ ہوا کپڑے پہن کے روانہ ہوا اور اشرفیان اُسی جگہ بھول گیا
بعد اُسکے ایک شبان بکریون کے پانی پلانے کو اُسی جگہ وارد ہوا اور وہ اشرفیان لب چاہ پر
دیکھ کے جلد اُٹھالین اور اپنے گھر کو بھاگا اور گھر مین آ کے شمار کین تو تین سو دینار سرخ تھے اپنے
دل مین کہا کہ یہ دولت خداداد بے سعی ہاتھ آئی ہے اسے محافظت سے رکھون اور معاش
اپنی حرفت قدیم سے کیا کرون اور یہ مبلغ روز سیاہ کے واسطے رکھ چھوڑون بعد اسکے
دم کو لیے رہا اور کسی سے یہ مذکور نہ کیا اور اپنی شبانی مین مشغول رہا لیکن اسکے بعد
اُس سادہ لوح نے دل اپنا یہان تک اُن اشرفیون سے لگایا کہ ایک حالت عشق کی
پیدا ہوئی جبکہ دہقان کو گھر جا کے اشرفیان یاد آئین بادل مجروح اور بادیدۂ پر خون پھرا
اور بہت سی تلاش کی پر مطلب کو نہ پہونچا آخر مایوس ہو کے گھر آیا اور صورت حال
اپنی زوجہ سے بیان کی چونکہ پہلے سے عورت کا دل شوہر کی اس حرکت سے پر رنج تھا
جبکہ یہ کیفیت سنی زبان ملامت کھولی اور کہا کہ ای ناعاقبت اندیش اُس زر کی حفاظت
بے مبالغہ کیا تو نے اور ہمارے نفقے مین تنگی رکھی اب اُس زر کی حسرت مین آنکھون کو
نمناک اور دل کو غمناک رکھ دہقان نے کہا کہ سچ کہا تو نے بیت به رنج دوری اگر
مبتلا شدیم رواست + که روز وصل نگفتیم شکر نعمت او + محض عبث اور عبث محض تھا کہ زر کے
جمع کرنے مین سعی بے فائدہ کی اور اہل و عیال پر تنگی معاش رکھی کوئی عاقل ایسا نہ کریگا
کہ صرۂ زر کو کمر مین باندھ کے محنت کرے اور اہل و عیال کی تکلیف روا رکھے مگر غرض اسکا
یہی تھا کہ کارخانۂ تقدیر سے ایسا نقش ظاہر ہوا کہ اس طرح سے مین گرداب تحیر مین پڑا
اب کہ ساحل نجات کو پہونچ نہین سکتا ہون یہ رباعی گویا کہ میرے حسب حال ہے

رباعی ہر چند ملی خدا سے دولت مجکو ✤ لیکن نہ ملا گنج قناعت مجکو ✤ غفلت سے مین افسوس نہ سمجھا کہ یہ حرص ✤ کردیگی گرفتار مصیبت مجکو ✤ اسکے بعد دہقان اُسی غم مین مبتلا رہا اور یہ نذر کی کہ اگر پھر اسکے بعد اللہ تعالے نے مجھے مال دیگا تو مین جمع نہ کرونگا بلکہ صرف بجا مین کوشش کرونگا اسکے بعد توکل سے توسل کرکے کلید اپنے قفل بستہ کی حضرت معبود کو تفویض کی اور یہ بیت مؤلف کی تکرار کرتا تھا بیت

گر توکل رزق سنے اندازہ ہی ✤ ہر جگہ اللہ کا دروازہ ہی ✤ اور اُدھر شبان کا یہ حال تھا کہ اُس توڑے کو اپنی بغل مین رکھتا تھا اور بکریون کو چرایا کرتا تھا ایک دن ایک کنوئین کے پاس بیٹھا نگہبانی کرتا تھا کہ ایک غول سوارون کا دور سے نظر آیا ڈرا کہ مبادا یہ سوار اشرفیان مجھسے چھین لین اُس توڑے کو اُسی کنوئین مین ڈال دیا اور بکریان لیکے اپنے گھر کو بھاگا اتفاقاً وہی دہقان مزدوری کے واسطے گھر سے باہر نکلا تھا جب کہ اُس کنوئین کے قریب پہونچا باد سخت و تند وزان ہوئی اور دستار اُسکی سر سے اُڑکے اُس کنوئین مین جا پڑی دہقان جلدی سے اُس کنوئین مین اُترا اور دستار اپنی کنوئین مین ڈھونڈھنے لگا ناگاہ وہی توڑا اشرفیون کا اُسکے ہاتھ آیا یہ وہ مثل ہی کہ ایک شخص گھر یا ڈھونڈھتا تھا یاقوت پایا دہقان شکر الٰہی بجالایا اور اپنے گھر مین آکے یہ قصہ اپنی عورت سے کہا اسکے بعد جو شمار کیا تو وہی تین سو عدد تو پورے تھے دہقان نے کہا کہ اُسی قدر کہ میری گم ہوئی تھین اتنے ہی دینار اللہ تعالے نے غیب سے مجھے عنایت کیے اُسکے بعد جو اُسنے نذر کی تھی اُسے وفا کیا یعنی اُنکو خرچ کرنا شروع کیا کچھ اسمین سے نفقہ عیال کا کرتا تھا اور کچھ راہ خدا مین صرف کرتا تھا یہان تک کہ دو سو دینار خرچ ہو گئے اور وہ شبان شب کو اُس چاہ پر آکے کنوئین مین اُترا ہر چند تلاش کیا اپنے یوسف گم گشتہ کو نہ پایا یعقوب وار رو دیا اور کہا کہ اُس مال کے بغیر کہ محبوب جانی تھا زندگانی سے کیا راحت ملیگی اور یہ بیت

تاریخ کی پڑھتا تھا بیت کاش ہون دل کی طرح دیدۂ بیدار جدا + کس کا نظارہ کرونگا
کہ ہوا یار جدا + اسی طرح سے شبان حیران و پریشان تاسف کنان پھرتا تھا
ایک مدت کے بعد شہر مین آیا اور گذر اُسکا اُسی دہقان کے گھر مین ہوا وہ نہایت
جلدی سے اُٹھا اور اپنی عادت کے موافق اُس شبان کو مہمان کیا اور کھانا
کھانے کے وقت کلام باہم کرنے لگے دہقان نے دیکھا کہ آثار ملال کے شبان کے
چہرے پر ظاہر ہین کہ بار بار اشکباری کرتا ہے دہقان نے سبب رونے کا پوچھا
شبان نے کہا کہ کیونکر شکستہ دل نہون کہ یہ بیت حسب حال میرے ہے بیت انچہ از من
گم شدست ار از سلیمان گم شدے + ہم سلیمان ہم پری ہم اہرمن بگریستے +
اور کہا کہ تین سو اشرفیون کا مین مالک تھا اور قوت دل اور راحت جان و
نور بصر اور سرور سینہ مجھے انھین سے حاصل تھا فلانے دن ظالمون کے خوف سے
فلانے کنوئین مین ڈال دی تھین دوسرے دن جو ڈھونڈھا تو اثر انکا نہ پایا دہقان نے
جب کہ یہ بات سنی متحیر ہوا اور عورت کے پاس جا کے کہا کہ اس مال کو مین حلال جانتا تھا
در دست تصرف اسپر دراز کیا تھا سو وہ حق اس مہمان کا ہے اور مین غفلت کے
سبب سے ورطۂ وبال مین پڑا اب جسقدر کہ رہا ہے وہ اس مہمان کو سپرد کرونگا
اور جو خرچ ہو چکا ہے اگر اللہ تعالی اپنے کرم سے میرا دست رس کریگا تو اسے ادا کرونگا
نہ عمر اپنی استغفار مین بسر کرونگا اور اللہ عالم ہے کہ بے علمی نے مجھے ورطۂ بازخواست مین
لا اور اس حال کا افشا بھی نہ کرون اور یقین ہے لونی الحال یہ تینون سو اشرفیون کا
بالبہ ابھی کریگا اور مین اُسکے ادا کرنے مین عاجز اونگا عورت نے یہ بات بہت
پسند کی کہ حق حقدار کو پہونچانا اور قناعت اور توکل سے ساز کرنا واجب ہے تا حق تعالی
عوض انکا ہمکو پھر عنایت کرے جو کہ توکل کو اختیار کرتا ہے جلد مقصد کو پہونچتا ہے دہقان نے
دو دینار جو باقی رہے تھے بر سبیل ہدیہ شبان کے آگے رکھے شبان نے

کمال محنت سے اُٹھا لیے اور گنی تو پوری سو اشرفیاں تھیں شبان نے دل میں کہا کہ فال
نیک ہے امید ہے کہ باقی دو سو بھی مل جائیں اور ان سو کو نہایت محافظت سے رکھا چاہیے
تا پھر رنج میں گرفتار نہوں کہ حدیث شریف میں آیا ہے لا یلدغ المومن من جحر واحد مرتین
اُسکے بعد ایک چوبدستی بہت موٹی کہ جیسے لٹھ کہتے ہیں ابن شبان کے ہاتھ میں
تھی اُسے تھوڑا چیرا اور مجوف کرکے وہ اشرفیاں اُسمین بھر دیں اور ہر دم اپنے
ہاتھ میں رکھتا تھا ایک دن ایک دریا کے کنارے پر کھڑا تھا کہ وہ چوب دستی گر پڑی
ہر چند اسنے جہد کی نہ پائی حیران اور پریشان گھر کو آیا اور وہ دریا شہر کے نیچے سے
نکلا تھا اتفاقاً وہی دہقان کنارے پر ایک جگہ غسل کرتا تھا کہ وہ چوبدستی بہتی ہوئی
اُسکے پاس آنکلی اُسنے اُٹھا لیا اور گھر میں اپنے آیا اُسوقت عورت اُس دہقان کی کھانا
پکا رہی تھی اور لکڑی جلانے کی باقی نہ رہی تھی دہقان نے اسلیے کہ کھانا نا پختہ
نہ رہجاوے اُس لاٹھی کو جلانے کے واسطے چیرا کہ ناگاہ وہ سو اشرفیاں نکل آئیں شکر خدا
بجالایا اور بموافق معمول کے پھر اُسکا خرچ کرنا شروع کیا چند روز کے بعد پھر شبان
دہقان کے گھر آیا پہلے حال سے بھی حال اُسکا ابتر پایا دہقان نے پوچھا کہ سبب
اتنے غم کا کیا ہے اُسنے قصہ اُن اشرفیوں کے عصا میں رکھنے کا اور عصا کے دریا میں
گر پڑنے کا سب بیان کیا دہقان نے کہا کہ سچ کہہ کہ اول بار تو نے یہ اشرفیاں
کہاں سے پائیں اور کیونکر جمع کی تھیں شبان نے بھی حال مو بمو اور راست
براست جو کچھ گذرا تھا بیان کیا دہقان نے تبسم کیا اور کہا کہ حمد بے حد خدا ے
پاک کے واسطے سزاوار ہے کہ حق کو اُسکے مرکز پر قرار دیتا ہے اے شبان جان تو
کہ یہ صرہ زر کا اس چشمے پر میں ہی بھول آیا تھا اور چاہ سے بھی میں نے ہی نکالا تھا
اور یہ سو دینار جو تجکو دیے تھے وہ بھی اُسی کا بقیہ تھا اور اب کی بار بھی تیرا عصا کہ
جسمیں وہی سو دینار تھے میرے ہی پاس آیا کہ اُسی میں سے آج تک خرچ کرتا ہوں

پشیمان ہوا اور کہا کہ اس بوالعجبی سے معلوم ہوتا ہے کہ روزی کسی کی کوئی نہین کھا سکتا
غرض اس شغل سے یہ تھی کہ تا یار لوگ بھی حبل المتین قناعت ہاتھ سے نہ چھوڑین اور دائرہ
توکل سے قدم باہر نہ رکھین اور عجائبات زمانہ سے کہ نتیجہ قضا و قدر ہے غافل نہ رہین اور
فرصت حیات کو غنیمت سمجھ کے مال اور کمال اور جمال پر اعتماد نہ کرین کہ حقیقت
ہر امر کی پس پردۂ قضا و قدر مخفی اور مستور ہے کسی کو معلوم نہین ہے کہ انجام کام کا کیا ہے
القصہ وہ دن اس گفتگو مین گیا دوسرے دن کہ سنبل غالیہ بیز شب میدان سپہر سے
گوشۂ خفا مین چھپا اور باغبان قدرت نے گل صد برگ آفتاب کو چمن افق سے بصد
آب و تاب نمایان کیا دہقان بچہ اٹھا اور کہا کہ تم فارغ دل بیٹھے رہو مین آج کے
دن اپنے ثمرۂ مجاہدہ سے جو کچھ کہ پیدا کر لاتا ہون وہ تمہارے آگے رکھتا ہون کل کے
دن جو ماندگی تم سب کی رفع ہو جاویگی تو پھر اپنے اپنے طور پر معیشت کی تدبیر کرنا دوست
سب اس بات پر راضی ہوے اور کہا کہ بہتر ہے اسکے بعد دہقان زادہ شہر سے باہر آیا
اور لوگون سے پوچھا کہ اس شہر مین کون سی چیز کی خریداری بہت ہوتی ہے لوگون نے کہا
کہ اس جگہ ہیمہ سوختنی کی قدر بہت ہے اور نہایت قیمت سے بکتی ہے جوان فی الفور کوہ کی
طرف روانہ ہو کر ایک پشتارۂ کلان ہیمہ خشک کا باندھ لایا اور دس درم کو بیچ کے
طعام مطبوخ بازار سے خرید کر کے یارون کے آگے رکھ دیا لیکن جبکہ شہر سے آنے لگا
دروازۂ شہر پر لکھا پایا کہ نتیجہ ایک دن کے کسب کا دس درم ہے حاصل الامر اس دن
سب یارون نے دہقان زادے کے کسب سے کھانا کھایا دوسرے دن کہ جب جہان آرای
خورشید نے عالم تیرہ کو اپنے لمعۂ جمال سے درخشان کیا جوان زیبا رو سے کہا کہ آج تو
اپنے جمال سے کچھ کام کر کہ یارون کی معاش کا باعث ہو زیبا رو اٹھ کے باہر آیا
اور دل مین سوچا کہ مین تو ہنر کچھ نہین رکھتا ہون اور بغیر حصول مقصود پھر کے آونگا
بھی نہین عجیب مشکل مین پڑا ہون کہ نہ راے رفتن اور نہ روے بازگشتن ہے

رباعی للمؤلفہ ہے زلف سے کے مانند مرا عقدۂ دل + مثل دہن تنگ ہے کھلنا مشکل + پانی
تو کہان جز آب تیغ ابرو + دانے کے عوض فقط ہے عارض کا تل + اس فکر مین ایک
کوچۂ شہر مین بیٹھا تھا کہ ناگہان ایک عورت خوبرو آشفتہ مو کہ مال بیکران اور تجمل فراوان
رکھتی تھی اُس جوان کے پاس سے نکلی جبکہ اسکی نظر جوان زیبا رو پر پڑی اور وہ خط دلنواز
اور روے دلفریب دیکھا عنان صبر و شکیب ہاتھ سے جاتی رہی اپنی کنیز سے کہا کہ اُس
رخسارۂ زیبا کو دیکھ کہ گل سرخ اُسکے رنگ رخسار سے آب خجالت مین غرق ہوتا ہے اور
اُس قامت رعنا پر نگاہ کر کہ سرو سہی اُسکی تازگی اور لطافت سے پاے در گل ہو رہا ہے بیت للمؤلفہ
ایسی کس سرو روان کی چال ہے + کبک جسکی چال کا پامال ہے + اور یہ شعر میر مغفور کا پڑھا
بیت آہ کیا تن ہے کہ گل کو بھی حسد جس تن پہ ہے + کیا بدن کا رنگ ہے تہ جسکی
پیراہن پہ ہے + اور کہا کہ اگر تعریف اُس لب کی کرون تو لعل ہے شکر آمیز اور اگر توصیف
اُس خط کی رقم کرون تو بلا ہے فتنہ انگیز بہر نقد یہ بشر نہین مگر ملک کریم ہے کہ یہ حسن و
جمال حد آدمزاد سے بہت زیادہ ہے اے کنیز وہ تدبیر کر کہ ہمارے سعادت میرے دام مین
پھنسے کنیز نے جوان کے پاس آکے کہا نظم اے نور دیدہ آرزوے جان کیستی + شیرین لبی و
ز شکرستان کیستی + شور نیست از لب تو بیازار کائنات + آخر بگوے تا نمک از خوان کیستی +
اے نازنین میری بی بی نیازمندی کے بعد کہتی ہے کہ تو اس شہر مین مسافر نظر آتا ہے اور
مسافر شکستہ دل ہوتا ہے اور میرا مکان نہایت سرور انگیز اور مقام فرحت خیز ہے
اگر تشریف لائیے اور ایک ساعت کرم فرمائیے تو زندگی جاوید مجھے حاصل
ہوتی ہے اور مین مسافرون کی خدمت ہمیشہ سے سعادت جانتی ہون اور سوا
کچھ زیان اسمین نہین ہے جوان نے کہا کہ مین حاضر ہون اسکے بعد اُس
کنیز کے ساتھ جا کے اسکا مہمان ہوا اور تمام روز اُسکے ساتھ بعیش و آرام
بسر کیا اور شام کو رخصت مانگی عورت نے سو اشرفیان دے کے بہزار مشکل

رخصت کیا جوان نے آنے کے وقت دروازۂ شہر پر لکھا کہ ایک روز حسن و جمال کی اجرت سو اشرفیان ہین اور اُسے لا کے یارون کے روبرو رکھ دیا تیسرے دن جبکہ صبح ہوئی سوداگر بچہ سے سب نے کہا کہ آج تمھاری باری ہے اُسنے قبول کیا اور روانہ ہوا شہر کے باہر جا کے دیکھا کہ کشتی اسباب تجارت سے بھری ہوئی کنارے دریا کے لگی ہے اور شہر کے سوداگر نرخ توڑنے کے واسطے قیمت بہت کم کہتے ہین سوداگر بچے نے قیاس کیا کہ اسمین فائدہ زیادہ ہے یکمشت تمام کشتی خریدی اور متفرق کرکے سب اسباب بیچ لیا ہزار درم نفع سر دست حاصل ہوا سوداگر نے دروازے پر لکھا کہ حاصل ایک دن کی عقل کے ہزار درم ہین اور وہ سب لا کے یارون کے آگے رکھ دیے جبکہ چوتھا دن ہوا شاہزادے سے سب نے کہا کہ تو ہمیشہ لاف توکل مارتا ہے اب اُسکا نفع اور حاصل آج دکھا کہ کیا ہوتا ہے شہزادے نے یارون کا کہنا قبول کیا اور ہمت عالی کے ساتھ کہ خالی شائبہ ریب سے تھی روانہ ہوا اُس دن بادشاہ شہر کا قضا کر گیا تھا ایک خلقت ماتم داری مین مشغول تھی شاہزادہ بھی اُسی جگہ پہونچا اور ایک گوشے مین بیٹھ کے تماشا سب کا دیکھتا تھا کہ ایک دربان نے خیال کیا کہ لوگ حالت ماتم مین گرفتار ہین اور ایک شخص اجنبی گوشے مین بیٹھا تماشا دیکھ رہا ہے شاید جاسوس ہے اُسنے شاہزادہ سے آویزش کی اور سخت و سست کہا اُسنے آتش غضب کو آب تحمل سے سرد کیا اور اس بیت کے موافق مطلق دم نہ مارا بیت سفیہ ار درشتی کند در غرور ✤ زمن غیر نرمی نیاید ظہور ✤ اسکے بعد جنازہ بادشاہ کا گورستان کو لیچلے اور سب وضیع و شریف ساتھ ہوے تمام مکان خالی ہوگیا مگر شاہزادہ اُسی جگہ بیٹھا ہوا تماشا در و دیوار کا کرتا تھا کہ دربان نے پھر آ کے دیکھا کہ وہ شخص اُسی طرح بیٹھا ہے بہت آزردہ ہوا اور اُس بیچارے

بیگناہ کو قید خانے مین بھجوایا جب کہ شب ہوئی اور شاہزادے کی خبر یاروں کو
نہ ملی سمجھے کہ اُسنے نباہے کار کو توکل پر رکھا تھا جب کہ کوئی صورت نہ بن سکی
شرمندگی سے مُنھ چھپا کے کسی طرف راہی ہوا کاش ہم اُسے تکلیف نہ دیتے
تو دل اُسکا شرمندہ نہوتا یہ اپنی جگہ اُسکا تاسف کرتے تھے اور وہ زندان مین
خدا کو یاد کرتا تھا اور بہ یک خیال سے کہتا تھا کہ بیت خبر من برسانید بیاران
چمن * کہ ہم آواز شما در قفسے افتادہ انست * بعد سوم کے اشراف اور ارکان
دولت نے جمع ہو کے کہا کہ کسی ایسے کو کہ لائق سلطنت کے ہو تخت پر بٹھایا چاہیے
کیونکہ بادشاہ کا کوئی وارث نہ تھا اور دربان نے دل مین کہا کہ جاسوس پکڑا ہی کیا
عجب ہی کہ اُسکا کوئی ہمراہی بھی ہو اور اپنے مالک کو خبر دے اور وہ تخت کو بادشاہ سے
خالی سمجھ کے کچھ فساد کرے پس بہتر یہ ہی کہ مین حال اُسکا ارکان دولت سے
ظاہر کرون یہ خیال کر کے سب حال اُسکا بیان کیا اعیان دولت نے مجلس سے اُٹھ کے
شاہزادے کو بُلا کے حال پوچھا جب کہ سب کی نظر اُسکے جمال مملکت آرا پر پڑی
سمجھے کہ یہ شخص جاسوس نہین ہی ایسی ذات شریف سے ایسا کار رذیل نہین
ہوتا ہی شرائط تعظیم بجا لائے اور استفسار حال کیا کہ اپنے مولد اور نژاد سے
مطلع کرو اور اس جگہ آنے کا کیا باعث ہی شاہزادے نے کمال فصاحت سے
کلام کیا اور اصل اور نسب اپنا بیان کیا اور کیفیت وفات پدر اور تغلب
اور غصب بھائی کا ظاہر کیا اتفاقاً ایک گروہ اُس دیار کے تجار کا اُس جگہ
وارد تھا دیکھتے ہی شاہزادے کو پہچانا اور سب ارکان دولت سے حال
اُس شاہزادے کا اور حسب و نسب اسکا کہ سلطان ابن سلطان ہی
بیان کیا مجموع اکابر اُس سلطنت کے دیکھنے سے جمال باکمال اُسکے اور سننے ہی
اس احوال کے متفق الکلمہ ہوے کہ لائق اس تخت کے یہی شخص ہی کہ اصل پاک اور

نسب پاکیزہ رکھتا ہی بلکہ افتتاح ابواب عدالت اور عاطفت مین رعیت کے واسطے
اس سے بہتر دوسرا شخص نہ ملیگا اور یہ عترا اپنے اسلاف کی راہ جاری کریگا
ہ انوار سعادت اس مہ جبین کی جبین سے پیدا ہین غالب ہی کہ فضائل موروثی
مفاخرت کے ساتھ جمع کرکے خلق کو آسودہ رکھیگا اور لمعۂ فرزدانی کہ اسکے
جبین مبین سے لامع ہی استحقاق جہانبانی اور استعداد کشور کشائی کی
دلیل قوی اور حجت ساطع ہی اور علامت شہریاری اور آیات نامداری
اسکے حال سے روشن ہی غالباً کسی صاحب نظر سے مخفی نہ رہی ہوگی
بیت بر حشمت سلیمان ہر کس کہ شک نماید + بر عقل و دانش او بخندند
رغ و ماہی + غرض بعد قیل و قال کے اُسے تخت پر جلوہ افروز کیا اور
توکل کی برکت سے ایسی سلطنت خداداد ہاتھ آئی جو کوئی کہ مقام توکل مین
بت قدم رہے تو نتیجہ اُسکا دنیا اور دین مین ضرور ملتا ہی بیت کلید توکل
آید بدست + در گنج و اقبال نتوان کشود + بچوگان صدق اندرین عرصہ گاہ
میدان توان گوی دولت ربود + اور اُس شہر مین یہ رسم تھی کہ اول روز
شاہ کو ہاتھی سفید پر سوار کرکے تمام شہر مین پھراتے تھے تا وضیع و شریف
سکے جمال با روشن سے آنکھین منور کرین چنانچہ اس سے بھی یہی معاملہ کیا جب
اہزادہ اُس دروازے پر پہونچا کہ جہان اُن تینون یارون نے اپنے اپنے
ر کا فائدہ لکھا تھا حکم دیا کہ اس جگہ پر لکھ دو کہ کسب اور جمال اور عقل کا
وقت فائدہ ہوتا ہی کہ قضاے الٰہی اُسکے موافق حکم کرے اور حال توکل کا
ہ کہ مین روز اول زندان مین مقید ہوا اور دوسرے دن تخت زرنگار پر بیٹھا
بصیرت کی عبرت کے واسطے یہ امر کافی ہی اسکے بعد پھر کے ایوان بادشاہی
ن داخل ہوکر اجراے امور سلطنت مین مشغول ہوا قطعہ بخت چون بر تخت د

وتہنیت ہاکردو گفت + اینکہ بر تخت جہانداری تو میدانی نشست + چون جہانداری
کمر بربند و عالم برکشاے + وقت کار آید دگر بیکار نتوانی نشست + اسکے بعد
شاہزادے نے تینون یارون کو بلایا تاجر صاحب عقل کو وزیر ثانی کیا اور زرگر
بچے کو داروغگی اسباب خاص کی دی اور صاحب جمال کو خلعت گران بہا اور مال
بے پایان دیکے فرمایا کہ ہرچند مفارقت دوست عزیز کی سخت ہے لیکن رہنا تیرا
اس شہر مین اچھا نہین ہے تا کہ عورتین اس شہر کی تیرے جمال پر مفتون ہو کر فسق
و فجور نہ کرین بعد اسکے بزرگان مجلس کی طرف منہ پھیرا اور کہا کہ تمنے بہت شخص
دیکھے ہین کہ ہنر اور دانش مین مجھپر ترجیح رکھتے ہین لیکن ملک بغیر عنایت
یزدانی ہاتھ نہین آتا ہے چنانچہ منطوق تؤتی الملک من تشاء سے معلوم ہوتا ہے
کہ بغیر اسکی حمایت کے ایک برگ کاہ کوئی نہین ہلا سکتا ہے نظم اے مقصد
ہمت بلندان + مقصود دل نیازمندان + از قسمت بندگی و شاہی +
دولت تو دہی بہر کہ خواہی + توفیق تو گر نہ رہ نماید + این راہ بعقل کی کشاید +
اور کہا کہ ہمراہی میرے سب کسب مین کوشش کرتے تھے اور ہر کسی کو ایک
دستاویز حاصل تھی اور مین نہ دانش اور قوت پر اعتماد رکھتا تھا اور نہ کسی کی
مددگاری کا امیدوار تھا بلکہ بناے کار محض توکل پر رکھی تھی اور بموجب اس
بیت کے عمل کرتا تھا بیت سر قبول بباید نہاد گردن طوع + کہ ہرچہ حاکم عادل
کند ہمان دادست + حاضران مجلس مین سے ایک سخندان نے اٹھکے عرض کیا
کہ جو کچھ زبان مبارک پر جاری ہوا گوہر ہے الماس خرد سے سفتہ اور زر ہے محک دانش پر
آزمودہ کہ جہانداری عقل اور حکمت پر موقوف نہین بلکہ نعمت خداداد ہے وہ ایسا ہی
کریم ہے جسے جو دیا اُسکے لائق دیا بیت ز خوان نعمت بے منتہاے او ہر کس
بقدر حوصلہ خود نوالہ مے یابد + خوش نصیبی اس دیار کی تھی کہ تجھسا بادشاہ

حق شناس فرمانروا ہے اور خوبی طالع ساکنان اس مرز بوم کی تھی کہ سایہ تجھسے
ہماے سعادت کا ان مرغان شکستہ بال پر پڑا ابیت للمؤلف
مبارک ہو وہ منزل جلوہ گر ہو جسمین ماہ الیا ۞ ہمایون تخت ہو جسپر کہ
تجھسے بادشاہ الیا ۞ اسکے بعد دوسرا ترانہ سنج ہوا کہ ای بادشاہ جوان بخت
چند ابیات لائق نثار فرق مبارک کے کہ گنجینۂ سینہ مین ہین سو عرض کرتا ہون
نظم ایا شہے کہ کف کامگار زر بخشت ۞ کمند در سر گردون کامران انداخت ۞
شدار نزول حوادث چو آسمان ایمن ۞ بران دیار کہ چتر تو سائبان انداخت ۞
اسی طرح سے ہر ایک ندیم فراخور حال اپنی بات کہتا تھا اور صحیفۂ مناقب سلطانی سے
خوش بیانی کرتا تھا سب کے بعد ایک پیر پاک ضمیر خوش تقریر نے دست بستہ ایستادہ
ہوکر عرض کیا کہ ای بادشاہ قدر و قضا کے باب مین جو کچھ کہ زبان گوہر فشان سے
کلمہ بیان فرمایا آپنے موافق اسکے بندے کی بھی سرگذشت ہے اگر ارشاد ہو تو
عرض کرون بادشاہ نے کہا بیار تا چہ داری یعنی لاؤ جو کچھ کہ رکھتا ہے تو حکایت
پیر نے کہا کہ مین ایک بزرگ کی خدمت مین تھا جبکہ بیوفائی دنیا کی بیحیائی مین سے
اور فریب سے اس زال دستان کے خوب آگاہ ہوا کہ یہ عروس شوہر کش اپنے
شیفتون کو ہمیشہ ناامید رکھتی ہے اور یہ معشوقۂ غدار ناسازگار ہمیشہ سے عاشقون کو
خاک مین ملا چکی ہے اپنے دل سے کہا مین نے کہ ای احمق اُسکی دوستی مین آپکو پھنساتا ہے
تو کہ جسکا ہاتھ لاکھون بادشاہان کامگار کے سینون پر رکھا ہوا ہے اور اپنے خرمن جمعیت
سے کتنے بادشاہون کا باد ہستی سے برباد کیا ہے اس پیر زال کے خیال سے درگذر اور
اُس رہگذر مین کہ دم بدم طیاری کوچ کی ہے گھر اپنا نہ بنا ابیات للمؤلف عالم
امکان مسافرخانہ ہے ہو بنا کے اسمین گھر دیوانہ ہے ۞ جس جگہ رہنا ہے تجھکو تا ابد
چاہیے اُسکی عمارت مین ہو کد ۞ خواب غفلت سے بیدار ہو کہ وقت تنگ ہے

اور مرکب عمل کا لنگ اور عمر کوتاہ ہے توشہ اُٹھا کہ راہ دور دراز در پیش ہی
ابیات آن طلب امروز بہر توشۂ + کز پئے فردات بود توشۂ + راہ تو دور آمدہ منزل دراز + برگ رہ و توشۂ منزل بساز + آخرکار اس فکر سے نفس سرکش متنبہ ہوا اور اسکے بعد نشاط تمام اور رغبت صادق سے خدائے کریم کی طرف متوجہ ہوا میں نے اور خدمت دنیا اور صحبت اہل دنیا پر پشت پا ماری ایک دن بازار میں دیکھا میں نے کہ ایک صیاد دو ہدہد بیچتا ہی اور وہ دونون آپس میں اپنی زبان میں ایک دوسرے کا غم کھاتا ہی اور اپنی گرفتاری سے پژمردہ ہو گئے آزادی اپنی خدا سے طلب کرتا ہی میں اُنکی زبان کو سمجھتا تھا جب کہ یہ حال اُنکا دیکھا تو رحم آیا مجھے کہ انکو چھڑا دون شاید کہ انکی آزادی کی برکت سے خدا کی رحمت کا سزاوار ہون آخر صیاد نے دو درم اُنکا مول کیا اور میرے پاس سوائے دو درم کے اور کچھ نہ تھا اس واسطے میں متردد تھا اور نفس مرا رخصت نہ دیتا تھا کہ وہ دو درم انپر خرچ کرون آخر توکل خدا پر کرکے دونون درم صیاد کو دیے اور انھین آزاد کیا میں نے وہ دونون اُڑ کے ایک دیوار پر جا بیٹھے اور حق شناسون کے طور سے دعا دیتے تھے اور کہتے تھے کہ اب ہاتھ ہمارا تیرے احسان کے عوض کرنے میں کوتاہ ہی لیکن اُس دیوار کے تلے ایک صندوقچہ جواہر قیمتی کا مدفون ہی اُسے لے کہ یہ ہم تیری نذر کرتے ہیں مجھے اُنکی گفتار سے تعجب آیا اور کہا میں نے کہ طرفہ حال ہی کہ صندوقچہ جواہر کا نیچے زمین کے دیکھا تمنے اور دام کہ تمھے تھوڑے سے غبار کے چھپا تھا اُس سے غافل رہے ہدہد نے جواب دیا کہ قضائے الٰہی جبکہ نازل ہوتی ہی دیدۂ عقل خیرہ اور آنکھ بلکہ بینی کی تیرہ ہوجاتی ہی اور مقتضائے قضا و قدر کسی سے دفع نہیں ہو سکتا اُس محل میں عاقل کو بصیرت اور نہ عارف کو معرفت رہتی ہی اور یہ حکایت قول شاہ کے واسطے کہ باب قضا و قدر میں صادر ہوئی گواہ عادل ہی اور

حکمانے بھی تائید اس [illegible] کی کی ہے قطعہ گر کار تو نیک ست بتدبیر تو نیست ٭ ور نیز بد افتد ہم بتقصیر تو نیست ٭ تسلیم و رضا پیشہ کن و شادی کن ٭ این نیک و بد جہان بتقدیر تو نیست ٭ اسکے بعد کہا کہ اے شاہ مین نے اس دیوار کے نیچے کھودا اور صندوقچہ جواہر کا پایا اب اُسے مین اسلیے ظاہر کرتا ہون کہ شہریار اپنے خزانۂ عامرہ مین پہونچادے بادشاہزادے نے کہا کہ جو تخم تو نے بویا تھا اُسکا پھل پایا کہ بہتر اُسمین کسی کی نہین ہے اور یہ جواہر حکمت کہ اُسوقت رشتۂ تقریر مین پرو دیے تو نے ہمارے واسطے کافی ہین کہ کوئی جواہر زیبا تر سخن نیک سے نہین ہے کیمیا سخن مس قلب کو زر کامل عیار کر سکتی ہے حاضرین محفل نے ذہن پر شاہزادہ کے آفرین کی اور بدل و جان پیمان مضبوط کر کے خط فرمانروائی قبضۂ اختیار مین شاہزادہ کے بکلی سب نے سپرد کیا اور اُسکے سایۂ دولت مین بآرام تمام زندگانی بسر کرتے تھے مصرعہ تا آنزمان کہ نوبت الشان تمام شد ٭ یہ ہے داستان منافع توکل اور نتائج تفویض قضا و قدر کی اور یہ بات ظاہر ہے کہ اگر عنان اختیار ہمارے قبضہ مین ہوتی تو کوئی کام اپنی مراد کے خلاف وجود نپاتا اور حال یہ ہے کہ ہزار نقش اگر ہم خیالات کے بناتین تو ایک بھی اُسطرح پر کہ جو ہمارے آئینہ تصور مین ہے جلوہ گر نہ آئیگا بیت اگر محول حال جہانیان نہ قضا ست ٭ چرا مجاری احوال بر خلاف رضا ست ٭ جب کہ برہمن بیدپا نے یہ فصل تمام کی اور مضمون ہوشنگ کے رھا یا کان داستانون کے ساتھ کہ جو بیان مین آچکا ادا کیا داب تسلیم شرط خدمت کی بجا لایا اور فرمایا کہ حضرت کی برکت ہمت سے نقاب خفا چہرۂ مقصود سے اُٹھا اور جو کہ مطلوب تھا برکت صحبت رفیع منزلت سے حاصل ہوا منت ہے خداے کریم کو کہ سعی میری باطل نہ کی اب التماس یہ ہے کہ جو تحفہ کہ بطریق اخلاص پیشکش کرتا ہون حکیم روشن دل اُسے بہ نظر ہدیۂ نیازمندانہ قبول فرماے

برہمن نے کہا کہ ای بادشاہ مین نے دار دنیا سے گوشۂ عزلت اور توشۂ قناعت
اختیار کیا ہی اور دامن اپنا لوث تعلق فضول سے دھویا ہی امکان نہین رکھتا ہی کہ
کسیطرح سے بار دیگر اُسکی کلفت مین آلودہ ہون مین **بیت** بدنیا توان آسودہ
بودن ٭ دریغ آید مرا آلودہ بودن ٭ اور اگر بادشاہ چاہتا ہی کہ میری کچھ خدمت کرے
اور طوق منت کا میری گردن مین ڈالے تو یہ توقع اسکا ہون مین کہ آن کلمات حکمت
آمیز کو رشتۂ تالیف مین منسلک کرکے مقتدای راہ نجات اور پیشوای طریق کمال سمجھے
اور ہمیشہ اسی وسیلے سے مجھے اپنی خاطر عاطر سے فراموش نہ کرے اور دعاے
مغفرت سے دریغ نہ فرمائے کہ کہتا ہی دعاء الامام العادل لا یرد یعنی دعا امام عادل کی
رد نہین ہوتی بلکہ دعا بادشاہ عادل کی اجابت سے نزدیک ہوتی ہی راے دابشلیم نے
ارشاد برہمن کا قبول کیا اور رخصت ہوکے اپنی دار الخلافت مین پھر آیا اور
جو جواہر حکمت کہ دُرج گوش مین لایا تھا انھین رشتۂ تالیف مین انتظام دیا اور ہمیشہ ہر
حادثے اور ہر مہم مین استمداد انھین نصیحتون سے کرتا تھا **ابیات** آنکہ او پیروی
پند خردمندان کرد ٭ آخر الامر بسر منزل مقصود رسید ٭ وانکہ شد منحرف ازجادۂ آن
راست روان ٭ راہ گم کرد وز مطلوب نشانی نشنید ٭ جبکہ خجستہ راے نے یہ
حکایت دلپذیر ہدایت سے نہایت تک تقریر فرمائی پادشاہ ہمایون فال مانند گل
سیراب بساط نشاط پر شگفتگی کرتا تھا اور اُسکے نہال حال نے چمن اقبال مین سرفرازی
شروع کی اور وزیر کو بسبب رہنمونی اس حکایت کے عواطف پادشاہانہ کا امیدوار
فرمایا اور اُسکے دیدۂ دل کو حصول مقصد سے روشن کیا اور دل مین کہا کہ
بعد الیوم دستور راے اور قانون کارخانہ ملک ستانی اس نصیحت سامی کے
موافق کرونگا کہ ان باتون نے میرے دل پر عجب طرح کی تاثیر کی ہی کہ ایکدم ہرگز
میری خاطر سے کم نہین ہوتا ہی اور وہ باعث ہی کہ ناصح صاحب اخلاص پاک طینت ہی

اگر ناصح راست گو نہو اور سخن ہرچند نفس الامر مین نیک بھی ہو لیکن ناصح کی آلودگی کی جہت سے
ف باطن مین ہوتا ہی تو اُسکی سیاہ دلی کے باعث وہ سخن کچھ تاثیر نہین کرتا ہی اور ان
حکایات عجائب اور روایات غرائب سے کہنے شائبہ ریا اور سننے سبب غرض اُس حکیم دانا
ل نے تقریر فرمائی میرے جان و دل مین اثر ہو گیا ہی وزیر نے بادشاہ کو دعا دی اور کہا کہ جو
ھ زبان فیض ترجمان حکمت نشان شاہنشاہی پر گذرا عین صدق اور محض صواب ہی واقعی ہی کہ
ہل مکر و فریب اور دروغگو اور ریائی کی بات نے فروغ ہوتی ہی کہ زبانہ آتش کے مانند تھوڑے عرصے
مین سرد ہو جاتی ہی اور کلام اہل صدق و صفا کا تاثیر مین صبح کے مانند ہی کہ دمبدم روشنی
سکی زیادہ ہوتی جاتی ہی اور شعلہ نور خورشید نورانی کے مانند ساعت بساعت ترقی پذیر
تا ہی بادشاہ نے وزیر خجستہ رای کو دوبارہ سرفراز کیا اور وزیر نے بھی صفات پسندیدہ اور
خلاق ستودہ شاہی کو مشاہدہ کر کے دعا اور ثنا کو اسطرح سے تمہید دی للمؤلفہ ای بادشہ جہان
ریدون حشمت + شاہان سبق سے لے گیا تو سبقت + کیا دین ہی کیا عقل ہی کیا عدل و کرم
ان ہو ترا ہمیشہ بخم دولت + اس دعا پر مجلس ختم ہوئی اور ہمایون فال نے بھی رای
شاہ کے دستور پر لطائف اس حکایات کے اپنے اوراق اعمال پر ثبت کیے اور ذکر جمیل
کار چھوڑ گیا نظم دو چیز حاصل عمرست خیر و نام نکو + وزین چو درگذری کل من علیہا فان +
باش در پی آزار و کام خلق برآر + کزین دو کار برآری سعادت دو جہان + یہ تھے کلمہ چند
بمقتضای زبان قلم اُسکے شروع کرنے مین بامید امداد غیبی جرأت کی مین نے اور جسطرح یہ
رای ناقص نے تقاضا کیا رقمزدہ کلک بیان ہوا اب امیدوار افاضل محاسن اطوار اور علما
الی مقدار اور صاحبان علم با وقار سے یہ ہون کہ اس کم مایہ کی عبارات ناسنجیدہ اور کلمات
پسندیدہ پر دیدہ اعتراض نہ کھولین اور از راہ ذرہ پروری و فقیر نوازی جو خطا کہ اس فقیر کی
دیکھین بحرف صواب نہ بولین بلکہ بنظر اصلاح جو کہ مناسب حال دیکھین اُسے بلا تامل درست
فرمائین مصرع بر کریمان کارہا دشوار نیست شکر خدای عز و جل کا کہ ترجمہ انوار سہیلی کا چودھوین

ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۱ ہجری وقت صبح کے کہ ہنوز نیر اعظم نے طلوع [illegible]
کہ مقام دار السلطنت لکھنؤ مین ختم ہوا الحمد للہ علی ذلک باطنا و ظاہرا و الصلوٰۃ علی [illegible]
و آلہ و صحبہ ہتوالیا و متکاثرا ای کریم کارساز تیرے نام پاک سے ابتدا اس اوراق کی ہوا [illegible]
ہوا اسکی برکت سے خاتمہ اسکا بخوبی ہوا ورنہ اس بے بضاعت ناچیز کو کب اسکی نیا [illegible]
تھی کہ اس عہدے کو سر انجام دیتا یہ محض تیری قدرت نمائی تھی کہ ایسے نے استطاعت [illegible]
ناچیز کے ہاتھ سے یہ دریا کوزے مین ہوا اب امیدوار ہون کہ ایسی مقبولیت اسے عنا [illegible]
فرما کہ ازوضیع تا شریف خریداری اسکی بجان کرین اور یادگار اس ذرۂ بیمقدار کی تا قیام [illegible]
قیامت رہے اور جو کوئی کہ اسکا مطالعہ کرے حسبۃً للہ واسطے اس عاصی کے [illegible]
نیک سے دعاے مغفرت چاہیے کہ خصائل کریمانہ بعید نہین ہی تاریخ ناسخ زہے نسخۂ [illegible]
[illegible] واکرد در باب حکمت ٭ مسمیٰ بہ بستان حکمت نمودند ٭ برا [illegible]
[illegible] ارباب حکمت ٭ گل و برگ و شاخ و ثمر جملہ حکمت ٭ شد این باغ سر [illegible]
با آب حکمت ٭ [illegible] شد کر ش ٭ فراہم شدہ جملہ اسباب حکمت [illegible]

	سے سال تاریخ اتمام ناسخ		خرد گفت بستان سیراب حکمت

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کہ یہ کتاب بہ صنعت انتساب انوار سہیلی [illegible] زبان مین [illegible] درجہ اردو [illegible]
بول چال جو باتفاق مشورۂ چند زبان آوران لکھنؤ خاص [illegible]
کہ بڑے نامی شعراے لکھنؤ سے تھے جناب نواب [illegible] تمکین رسالدار [illegible] محمد خان بہادر [illegible]
گویا نے فرمایا اور نام اسکا بستان حکمت رکھا بعد طبع مقبول عالم ہوی [illegible]
خواہش سے مقام لکھنؤ مطبع عالی جناب منشی نول کشور صاحب مین بماہ مارچ [illegible]
شائع ہوئی ٭